جملہ علوم و فنون کی درسی و غیر درسی عمدہ و سستی کتابیں ملنے کا پتہ حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ خدا کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اُس نے ہمکو صراط مستقیم کی ہدایت کی اور ہم کو دین حق کی تعلیم دی اور بیشک اگر ہمارے دل اسلام کی روشنی سے منور نہ ہوگئے ہوتے تو ہم کالانعام بل ھم اضل کے مصداق ہوتے اسی وجہ سے جناب باری نے اس نعمت ارشاد کا احسان رکھا ہے اور فرمایا ہے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم لیکن افسوس کہ آج ہم اندھے ہیں اور کوئی نہیں جو ہماری آنکھوں کو نور ہدایت سے منور کردے ہم بہرے ہیں لیکن کوئی حق کی آواز سنانے والا نہیں ہمارے قلوب تاریک ہیں لیکن کوئی ہمارے دلوں کو اُس نور کا پرتو نہیں بناتا جو تیرہ سو برس پہلے فاران کی چوٹیوں پر بڑی آب وتاب کے ساتھ چمکا تھا۔ ہم گمراہی کے عمیق غاروں میں گرتے جاتے ہیں لیکن کوئی نہیں جو ہم کو آسمان ہدایت کی معراج کرائے، تو اب ایسے قحط الرجال میں ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ اکابر کے جمع کردہ ذخیروں سے فائدہ اُٹھائیں اور حکم ومعارف کے بیش بہا خزانے جو اُنکی کتابوں میں چھپے ہوے ہیں اُنپر قابض ہونے کی کوشش کریں۔ عالیجناب حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ضیاء القلوب بیشک اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اسکو اپنا مقتدا بنائے اور اُس سے فائدہ اُٹھائے میں نے اس کتاب کی قدر اور قیمت کا احساس کرکے جد معظم ومکرم عالیجناب حضرت حاجی مولوی محمد اشرف اللہ صاحب قبلہ کے ارشاد کی بناپر ترجمہ کیا اور اس ترجمہ کا نام انوار الغیوب رکھا یہ ترجمہ چونکہ حالت عجلت میں ہوا ہے اس لیے ممکن ہے کہ اس میں بہت سی غلطیاں ہوں لیکن مشفق ناظرین سے معافی کی امید ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

عاجز محمد صبغت اللہ شہید ایڈیٹر النظامیہ فرنگی محل لکھنو مترجم کتاب ہذا
ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمامی مراتب حمد مر ذات واحد را کہ اوست معبود کل و موجود مطلق تعالیٰ شانہ و جمیع مدارج نعت خاص رسول اکرم را کہ اوست مظہر عالم و نائب حق صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد احقر ناچیز سراپا گناہ امداد اللہ فاروقی چشتی تھانوی کہ یکے از کمترین خدام و کہترین مریدان و خاکروب آستانہ حضرت ایشان اعنی جناب اقدس حقیقت آگاہ کمالات دستگاہ صاحب الشریعۃ والطریقۃ بحر الحقیقۃ والمعرفۃ ہادی دین متین امام السالکین پیشوائے عارفین مکرم معظم حضرت نور الاسلام مولانا و مرشدنا و ہادینا میان جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہ است عرض مینماید کہ بعضے از یاران طریقت خصوصاً عزیزم سعید کونین پسندیدہ اخلاق حافظ محمد یوسف فرزند رشید امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد ضامن شہید فاروقی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ملتمس شدند و باعث برین گردیدند کہ انچہ اذکار و اشغال و مراقبات خاندان عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ معمول اند برای یاران بقلم آرند تا در مفارقت بعیدہ کہ تو خدمت حرمین شریفین اختیار کردہ و مایان دور دراز در خاک ہندوستان افتادہ ایم بران عمل کردہ آید و آیندہ را

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اُس یکتا کیواسطے مخصوص ہین جسکو تمام موجودات پوجتے ہین اور جو اپنے وجود ہین قید و لن سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعت اُن محترم رسول کیواسطے ہے جو دنیا کے وجود کا سبب اور خدا کے سچے قائم مقام ہین خدا اُنپر اور اُنکے تمام متعلقین اور دوستون پر باران رحمت کی بارش کرے اس مذہبی فرض کے ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب مجمع الفضائل والمناقب صاحب الشریعۃ والطریقۃ مولانا و مرشدنا و ہادینا میان جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہ کا ایک ادنی خادم اور ان کی درگاہ اقدس کا ایک کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی باادب عرض کرتا ہے کہ میرے بعض المخلصین و یاران طریقت علی الخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے (جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد ضامن شہید فاروقی چشتی کے لخت جگر ہین) باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندان چشتیہ صابریہ قدوسیہ جن اشغال مین مشغول ہوئے تھے اور جو اذکار و مراقبات اُنکے معمول بہا تھے اُنکو ایک کتاب کی صورت مین جمع کر دیجئے جسپر عمل کیا جائے اور آیندہ کام آئے کیونکہ آپکے حرم محترم کی جاروب کشی کیوجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہو گئی ہے کہ آپ تو حرمین شریفین کی خدمت حاصل کر رہے ہین اور کجا ہم کہ ہندوستان مین پڑے ہوے ہین اور ظاہر ہے کہ اس حالت مین تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے

ہم بکار آید چون این ہیچکارہ نالایق لیاقت و منزلت این امر ندارد کہ این مرتبۂ شیخ کامل مکمل ست این کار را دشوار
پنداشت لیکن از وفور التماس عزیزان چارہ ندیدہ ملتجی جناب قدس حق تعالے گردیدم پس بدلم
القا شد کہ بنویس زیراکہ عادۃ اللہ جاریست کہ ہر انچہ از زبان و قلم شخصیکہ باو عقیدت و ارادت دارند مے برآید موثر و مفید
میشود اگرچہ ہمون در کتب موجود باشد لہذا انچہ از حضرت مرشد خود و از بزرگان خاندان رسید اذکار و اشغال ضروریہ
چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ می نگارم شاید کہ دعاو ہمت سائلان و باعثان تحریر این رسالہ این مدبر را ہم بکار آید و شاہد
مقصود رخ نماید بعید نیست وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اکنون باید دانست کہ اکثر اذکار و اشغال
حضرات چشتیہ و قادریہ بسبب اتحاد و اتفاق نسبت بزرگان ہر دو خاندان عالیشان مخلوط گردیدہ اند و آن شغل کہ خاص
چشتیہ را است قادریہ میکنند و آنکہ مختص بقادریہ است چشتیہ ہم بعمل می آرند و مآل ہر دو واحد ست لہذا این ناچیز نیز چندان
تفریق نہ کردہ از اشغال ہر دو طریق چیزے می نگارد و خود را بری از سہو و خطا ندارد و بر سالک تفریقش واضح خواہد شد و
نام این رسالہ ضیاء القلوب[۱] نہادہ شد واللہ ولی التوفیق مقدمہ بدان اَيَّدَكَ اللّٰهُ تعالى الى طريق سلوك الحق کہ
سالک را چون خواہند کہ توفیق سلوک راہ حق تعالیٰ دہند او دل نورے از انوار ہدایت يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ

نہین ہوسکتی ہے اگرچہ اس کمترین اور نالایق کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنیسے مانع ہوتی تھی لیکن اُن حضرات کے
غیر معمولی اصرار سے روتابی کا کوئی موقع نہین دیکھا اور درگاہ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا اور بحکم الٰہی اسکی کتابت
پر مامور ہوا کیونکہ عادت الٰہی یون ہی ہے کہ جس شخص سے لوگونکو عقیدت ہوتی ہے اُسکے زبان و قلم سے اُن لوگون کو فائدہ
ضرور پہونچتا ہے اسوجہ سے مجکو اپنے خاندان کے اکابرین اور اپنے پیر و مرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ قادریہ نقشبندیہ کے اذکار
و اشغال کے متعلق واقفیتین حاصل ہوئی ہین اُن کو ایک کتاب کی صورت مین جمع کرتا ہون شاید میری یہ کوشش
بارآور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجکو مجبور کیا ہے اُنکو مستدبہ فائدہ اور جو مقصود اس اصرار کا تھا حاصل ہو وَاللّٰهُ يَهْدِي
مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اب معلوم کرنا چاہیے کہ چونکہ حضرات قادریہ و مشائخ چشتیہ مین بہت بڑا نسبتی اتحاد ہے
اسوجہ سے ان دونون کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہوگئے ہین اور امتیازی فرق فنا ہوگیا ہے
یہان تک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار مین مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور مراد دونونکا متحد ہے اسواسطے
مین بھی دونون سلسلون کے اذکار مخلوط لکھتا ہون سالک در سمجھدار پر فرق اور امتیاز خود ظاہر ہوجائیگا اور اس کا نام
ضیاء القلوب رکھا واللہ ولی التوفیق مقدمہ جان تو خدا تیری طریقہ سلوک مین مدد کرے کہ اگر کبھی سالک
کو خدا کی راہ پر چلنے اور اُسکے صراط مستقیم پر گام زنی کی توفیق دیجاتی ہے تو اُس کا قلب انوار ہدایت سے
منور کردیا جاتا ہے اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کردیا جاتا ہے يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ ۔

اور اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے ۱۲ خدا جسکو چاہتا ہے اپنے نور کی ہدایت کرتا ہے [۱] نام تاریخی مرغوب سل ۱۲

نور دل او فرو د آید و زنگ ضلالت و گمراہی از سینۂ او بزداید پس ہر آئینہ حطام دنیا بر دل او سرد شود و طلب آخرت در سینۂ او گرم گردد و آنوقت در عنان توبہ زند و قدم در رکاب ندامت آوردہ بر اسپ استغفار سوار بودہ عزم بالجزم کند و جملہ معاصی را پس پشت انداختہ رو بسوی قبلۂ طاعات و عبادات حق تعالی آرد در آنوقت اورا از مرشد کامل راہ دیدہ جامع شریعت و طریقت کہ مقتدای وقت باشد چارہ نبود کہ خود را در پای سعادت خدمت او بانداز و دو دست در دامن دولت او بیاویزد تا از مکائد شیطانی و مکروہات نفسانی کہ راہزن سالک اند بہمین توجہ او محفوظ ماند و در معالجہ امراض باطن خود حسب ارشاد او مشغول شود کہ تا وقتیکہ ہمہ امراض معنوی کہ صفات ذمیمہ اند مثل حسد و بخل و کبر و کینہ و عجب و ریا و بغض و غیرہ دفع نشوند و بجای آنہا ہمہ اوصاف حمیدہ چون علم و حلم و سخاوت و تواضع و ذلت نفس و رضا و تسلیم وغیرہ و کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن و کم با خلق بودن حاصل نشوند استعداد وصول الی اللہ میسر نیاید لہذا صحبت مرشد و اتباع او ضرور افتاد چنانکہ در قرآن شریف نیز می فرمایند قولہ تعالی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[1] قولہ تعالی وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ[2] ہر دو جا امر است و امر مقتضی وجوب ست و پوشیدہ نیست کہ تابعان صادق و صادقان ہمین قوم اند و بیعت و صحبت سنت ست فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین قولہ تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ

اس نور کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اُسکے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے معاصی کو یاد کر کے عنان استغفار ہاتھ میں لیکر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رخ کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اُسوقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کی جبہہ سائی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہیے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تاکہ شیطانی وساوس و ہوائے نفسانی سے اُسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کیلئے اُسی حکیم حاذق کے بتائے ہوئے نسخہ کو استعمال کرے کیونکہ جبتک کہ اندرونی امراض (حسد۔ بخل غرور۔ کینہ۔ ریا وغیرہ) کا انسداد نہ ہو جائیگا اور اُنکی جگہ اوصاف حمیدہ (علم حلم سخاوت۔ ناکساری تحقیر نفس کم خوری۔ کم آرام طلبی۔ کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں ضرورتوں کو مد نظر رکھکر کسی مرشد کے سامنے زانوے ادب تہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے جناب باری ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ دوسری جگہ فرماتا ہے وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ان دونون آیتون مین صیغۂ امر مستعمل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ایک وجوبی حکم ہے نیز بیعت کرنا اور کسی مرشد کامل کی غاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ مین ہے اِنَّ الَّذِیْنَ

---

[1] اے مسلمانو خدا سے ڈرو اور سچون کے ساتھ ہو ۱۲ [2] جسکا میلان میری طرف ہو اُسکی اتباع کرو ۱۲ [3] اے محمد جو تمہاری بیعت کرتے ہین وہ دراصل مین خدا کی بیعت کرتے ہین ۱۲

يُبَايِعُونَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ ايضاً اِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ[1] اهذا فرموده اند اَلشَّيْخُ فِي قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِي اُمَّتِهٖ[2] نيز
مقتدايان دين فرموده اند مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّجْلِسَ مَعَ اللّٰهِ فَلْيَجْلِسْ مَعَ اَهْلِ التَّصَوُّفِ چنانچه آنجا صحبت نبی ضروریست اینجا
نیز از آن شیخ بودن ضرور بود لاریب بلاشبه پس اگر در نظر شیخ کامل بوده کار بفرمان او کند و جملگی اختیار و اراده خود بدست اختیار
مرشد دهد امید قوی ست که زود بمنزل مقصود برسد ان شاء اللہ تعالی **تنبیه** حالا طریق سلوک مجمل تحریر می آید مفصل در وقت
سلوک واضح خواهد شد بدانکه طرق سلوک بے نهایت اند زیرا که طبائع طالبان راه حق مختلف می باشد و شیخ که طبیب
دل ست موافق مرض مرید علاج میفرماید لهذا فرموده اند اَلطُّرُقُ اِلَى اللّٰهِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ اما سه طریق ازان طرق قریب اند
اول طریق اخیار ست و آن بکثرت صوم و صلوة و تلاوت قرآن شریف و حج و جهاد وغیره است و روندگان این راه در
زمان طویل بمقصود رسند **دوم اصحاب مجاهدات و ریاضیات اند** که جهد در تبدیل اخلاق ذمیمه بحمیده میکنند این طریق ابرار ست
پس واصل میشوند ازین راه اکثر ازینها **سوم اصحاب شطاریه اند** که از ریاضت بگریزند و از صحبت خلق پرهیزند کار
ایشان جز درد و اشتیاق و شوق و ذکر و فکر و شکر نباشد پس واصل اند ازین طریق اکثر ازینها به تزکیه نفس و تصفیه قلب و تجلیه
روح مشغول باشند و کشف و کرامات را بجوی نخرند و غیر استقامت مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[3] نفور وقت ایشان نباشد

يُبَايِعُونَكَ الاية دوسری جگہ ہے اِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے اَلشَّيْخُ فِي قَوْمِهٖ الحديث
و نیز پیشوایان اسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص رب العالمین کی ہمنشینی کرنا چاہتا ہے اسکو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر
ہونا چاہیئے اور چونکہ شیوخ قوم نائبین رسول ہیں اس لیے انکی خدمت ضروری ہے بنابرین جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت
مین شیخ کامل کے صرف کر دیگا اور اپنے نفس کا اختیار کلی اسکو دیدیگا اسکے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہو جائے
تنبیه اسوقت ہم طریق سلوک مجمل و مختصر تحریر کرتے ہین چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسیوجہ سے امراض قلبی مین طبیب
حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ تعلیم فرماتا ہے بنابرین سلوک کے طریقے لاتعداد ہوگئے ہین ان سب
مین تین راستے بہت قریب کے ہین **پہلا طریقہ صلحا و اخیار کا ہے** جسمین تمام شرعی فرائض روزہ نماز تلاوت قرآن مجید
جہاد حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ مین منزل مقصود تک پہونچنے مین دیر ہوتی ہے **دوسرا طریقہ مجاہدات و
ریاضات کرنیوالونکا ہے** اس مین تمام اخلاقی غلطیون کو اچھائیون سے اور تمام کجرویون کو اخلاق حمیدہ سے بدل دینے
ہین اس راہ مین اکثر لوگ فائز المرام ہوتے ہین **تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے** یہ تمام علائق دنیا سے قطع
تعلق کر لیتے ہین اور انسانی صحبتون سے جدا رہتے ہین انکا مطمح نظر سوائے درد و اشتیاق ذکر و شکر کے کچھ نہین ہے ان کے
نقطۂ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہین ہین اور اپنے وقت کو موتوا قبل ان تموتوا کی استقامت مین صرف کرتے ہین

[1] جب درخت کے نیچے تمھارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ شهید

[2] شیخ قبیلہ اپنی قوم مین ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت مین ۱۲ شهید [3] مرنے کے قبل اپنے کو مواہوا سمجھو ۱۲

واین طریق ازان دو طریق قرب الطرق الی اللہ است وصول این طریقہ شطاریہ بدہ چیز فرمودہ اند اول توبہ وآن بیرون آمدنست از ہمہ مطلوبات ماسوی اللہ چنانکہ وقت موت باشد دوم زہد وآن ترک کردن است دنیا ومافیہا چنانکہ وقت موت باشد سوم توکل وآن ترک کردن ست اسباب ظاہری را چنانکہ وقت موت باشد چہارم قناعت وآن ترک کردنست شہوات وخواہشات نفسانیہ را چنانکہ وقت موت باشد پنجم عزلت وآن انقطاع وگریختن ست از خلق چنانکہ وقت موت بود ششم توجہ الی اللہ واعراض از ماسوی اللہ ست چنانکہ وقت موت بود پس باقی نماند کدام مطلوب ومحبوب ومقصود جز اللہ جل شانہ ہفتم صبر وآن ترک کردن ست حظوظ نفسانیہ را از مجاہدہ چنانکہ وقت موت بغیر مجاہدہ ترک میکنند ہشتم رضا وآن ترک کردن ست رضای نفس خود بدخول رضای حقتعالی وتسلیم کردن خود در احکام ازلی حق تعالی چنانکہ وقت موت بود نہم ذکر وآن ترک کردن ست ذکر غیر اللہ چنانکہ بوقت موت دہم مراقبہ وآن ترک کردن ست حول وقوت خود چنانکہ وقت موت پس طالب را باید کہ اول بارشاد مرشد از صفات ذمیمہ بشریہ کہ از لوازمہ حیوانی وعنصری ست برآید وبپیرایہ اوصاف حمیدہ پیدا سازد ودل را از کدورت غیر اللہ پاک وصاف نماید تا لیاقت وصول الی اللہ حاصل آید **فصل** دربیان **طریق بیعت** پیر شخصے را کہ ارادت بیعت دارد پیش خود دوزانو باادب بنشاند اول خطبہ خواند یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[ل]

یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہونچا دیتا ہی اس طریقہ مین کامیابی کے ذریعے دس ہین **اول** توبہ یعنے کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہو جیسا کہ موت کے وقت ہوتا ہی **دوسرے** زہد یعنی دنیا ومافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کے وقت ہوجاتا ہی **تیسرے** توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کردے جیسا کہ موت کے وقت کرتا ہے **چوتھے** قناعت یعنی جیسا کہ موت کے وقت نفسانی اور شہوانی خواہشونکو ترک کردیتا ہی ترک کردے **پانچوین** عزلت یعنی لوگون سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کے وقت کرتا ہی **چھٹے** توجہ یعنی جسطرح موت کے وقت خدا ہی کی طرف توجہ اور اسکے غراض متعلق ہوتے ہین کرے **ساتوین** صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کے وقت ہوتا ہے **آٹھوین** رضا یعنی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضا پر رضامند رہے اور اسکے ازلی احکام کا پابند ہوجائے جیسا کہ موت کے وقت ہوجاتا ہی **نوین** ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کردے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہی **دسوین** مراقبہ یعنی اپنی تمام قوت واختیارات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کیوقت ہوتا ہی پس طالب کو چاہیے کہ پہلے اتباع شیخ سے تمام بداخلاقیون سے کہ لوازم مادیت سے ہین اپنے کو محفوظ رکھے اور اپنے کو کمالات ومحاسن کا جامع بنائے اور دل مین سوائے خدا کے کسیکے خیال کو جگہ نہ دے **فصل طریقہ بیعت مین** پیر کو چاہیے کہ جسوقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے مرید کو ادب بٹھائے اور خطبہ ذیل پڑھنا شروع کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

[ل] سب تعریفین خدا ہی کیلئے ہین ہم اُس سے مدد مانگتے ہین اور گناہون سے توبہ کرتے ہین ہم خدا ہی واسطے پناہ مانگتے ہین اپنے نفسونکی شرارتون اور اپنے گناہون کی برائیون سے کیونکہ جسکو خدا ہدایت دیتا ہی اُسکو کوئی گمراہ نہین کرسکتا اور جسکو خدا گمراہ کرتا ہی اُسکا کوئی رہبر نہین اور ہم گواہی دیتے ہین کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین ہی وہ فرد ہی اور اُسکا کوئی شریک نہین ہی نیز اسکی گواہی دیتے ہین کہ محمد خدا کے رسول اور اُسکے بندے ہین مسلمانو ایمان لاؤ خدا تک رسائی کے وسائل بہم پہونچاؤ اور جہاد کرو خدا کی راہ مین یقیناً تم فلاح پاؤگے محمد جو تمھارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہین وہ خدا کی بیعت کرتے ہین ۱۲

نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ھادی لہٗ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ونشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ خوانده دست خود بر دست مرید نهد و بخواند ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علٰی نفسہٖ ومن اوفٰی بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرًا عظیمًا ونفعنا اللہ وایاکم بارک اللہ لنا ولکم واگر مرید عورت باشد گوشه چادر یا عمامه یا رومال بدست او داده بگوید مرید را که بگو بیزار گشتم از همه ادیان شرکیه وکفریه وانچه در آنهاست وایمان آوردم به اللہ و رسول او وقبول کردم دین اسلام را وانچه در وست وتوبه کردم وبیرون آمدم از جمله معاصی وداخل شدم در زمره مطیعان حق تعالےٰ وترک کردم دنیا وما فیها را برای رضاء مولےٰ وبگوید رضیت باللہ ربًّا وبالاسلام دینًا وبمحمد نبیًّا صلی اللہ علیہ وسلم وبگوید اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ بعده بگوید که بیعت کردم بر دست فلان بن فلان پیر خود وپیر گیرد واختیار کردم سلسلۂ فلان دعا کند که خداوندا فیض وبرکت بزرگان این سلسله نصیب ما کن ودر زمرۂ ایشان برانگیز بعد ازان مرشد طریق ذکر بمناسبت استعداد وقابلیت وتلقین فرماید واز آداب سلوک اطلاع نماید وتوجه بر حال او مرعی دارد وبه تحصیل مسائل فقه ضروریه وبه تصحیح عقائد اهل سنت وجماعت تاکید کند وترغیب وتحریص بر اتباع شرع شریف نماید که بے این وصول مطلوب مشکل ست وارشاد فرماید که مکاشفات وارادات خلاف شرع را اعتبار نسازد وبر اوامر شریعت مستقیم باشد واز ممنوعات او بپرهیزد واز لقمۂ حرام ومشتبه احتیاط کند واحکام شریعت را بر همه امور مقدم دارد

نحمدہٗ سے انما یبایعون اللہ تک پڑھکر اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھدے اور پھر خود ید اللہ فوق ایدیھم سے بارک اللہ لنا ولکم تک پڑھے اگر مرید ہونیوالی عورت ہو تو بجاے طریقۂ مذکورہ کے رومال یا چادر یا پگڑی کا ایک گوشہ اسکے ہاتھ میں دیدے اور پھر مرید سے یہ کہلانا چاہیے کہ مین تمام اُن دینون سے جو شرک وکفر کے حامل ہین اظہار بیزاری کرتا ہون اور اللہ اور اُسکے سچے رسول پر ایمان لاتا ہون اور دین اسلام کو اپنا دستور العمل بناتا ہون اور اپنے تمام گناہون پر اظہار شرمندگی کرتا ہون اور اُنسے پرہیز کا عہد کرتا ہون اور محض خدا کی رضامندی کیلئے دنیا اور اُسکے لذات کو ترک کرتا ہون اُسکے بعد پڑھے رضیت باللہ الخ اسکے بعد کلمۂ شہادت پڑھے اور کہے کہ مین نے فلان ابن فلان پیر کے ہاتھ پر فلان سلسلہ مین بیعت کی اور دعا کرے کہ بار الٰہا اس سلسلہ کے مقدس حضرات سے مجھکو برکت اور فیض حاصل کرنے دے اور قیامت کے دن مجھکو انہین کے ساتھ اُٹھا اسکے بعد پیر کو مرید کی حیثیت دیکھکر طریقہ ذکر تعلیم کرنا چاہیے اور پیر کو چاہیے کہ سلوک طریقت کے آداب اسکو تعلیم کرے اور اسپر نظر التفات رکھے اور اُسکے گوشگذار کردے کہ اپنے مقصد مین کامیابی بغیر پابندی شرع کے نہین ہوسکتی اسواسطے احکام شرع کی پابندی ضروری ہے اور اُسکے عقائد کی اصلاح کرے اور بتا دے کہ جو مکاشفہ خلاف شرع ظاہر ہو وہ قابل اعتبار نہین ہے اور محرمات سے اجتناب اور مشتبہات سے پرہیز کی تاکید کرے اور بتا دے کہ تمام اشغال پر احکام شرعی مقدم ہین

سلہ خدا کا ہاتھ انکے ہاتھ پر ہے جو شخص بیعت توڑیگا اسکا نقصان اُسکو خود برداشت کرنا پڑیگا اور جو خدا کے وعدہ کو پورا کریگا اُسکو بڑا اجر دیا جائیگا اللہ ہم سبکو نفع دے اور یہ بیعت مبارک کرے ۱۲ سلہ خدا کو اپنا پروردگار ہونے اور اسلام کو دین ہونے اور محمد کو رسول ہونے کی وجہ سے پسند کرتا ہون ۱۲

باب اول در بیان اذکار و اشغال و مراقبات حضرات چشتیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

فصل اول در بیان ارشاد تلقین ذکر بدانکہ پیر بعد از دلے ختم و فاتحہ بارواح مشائخ طریقت مرید را حکم کند کہ سہ روز متواتر روزہ دارد و درین روز با کثرت کلمہ تہلیل و استغفار درود کند مگر کم از ہزار لگان باز نگوید روز سوم مرید در آخر شب یا بعد نماز صبح و یا بعد نماز عصر لیکن اول اولی است پیش مرشد بیاید تا مرشد او را در خلوت کہ در انجا بجز پیر و مرید دیگر نباشد زیراکہ تلقین مرشد اسرار حق ست و ہر طالب مخصوص باسرارے نباشد پیش خود باادب دوزانو بنشاند اول مرید را توجہ دہد تا تخم ذکر و جذب باطن در دو بنشیند و ذکر بحظ تمام قبول نماید۔

و طریقہ توجہ اینست کہ مرشد خود را از ہمہ خیال خالی کردہ دل خود را با دل مرید مقابل کند و ضرب اسم ذات بخیال بدل او زند و تصور نماید کہ کیفیت ذکر این اسم و جذب و شوق از دل من بدل مرید میرود و سرایت می کند باندازہ صد و یکدم او را توجہ دہد تا حرارت ذکر و جذب در باطن او سرایت کند و دلش متحرک بذکر گردد بعد ازان ہر ذکرے کہ ملائم حال مرید و استعداد او باشد ارشاد فرماید و مرید برارشاد مرشد با ذکر مشغول شود و از اظہار اسرار پرہیز کند تا مثمر انوار و اسرار شود

طریقہ دیگر اینست

کہ یکبار مرشد بگوید و مرید بشنود باز مرید بگوید و مرشد بشنود ہمچنین سہ بار تکرار کند بعد ازان مرشد بگوید کہ انچہ ما را از پیران

پہلا باب حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات کے بیان مین

پہلی فصل ذکر تلقین مین پیر کو چاہیے کہ ارواح مشائخ کے فاتحہ اور ادائے ختم کے بعد متواتر تین روزون کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام مین کلمہ طیبہ اور استغفار و درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اسکو خلوت مین لیجائے جسمین اُسکے اور مرید کے سوا کوئی نہو اور اسکو دوزانو مؤدب بٹھائے اور پہلے اُسکی طرف توجہ کرے تاکہ اُسکا ذہن بآسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اُسکے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اُسکے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری توجہ سے اسکو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اُس کے دل مین سرایت کر رہا ہے اور یہ ضربین ایکسو ایکبار ہونا چاہئین تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اُسکے قلب پر اثر کرے اور اُسکا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازین جو ذکر اُسکی حیثیت کے مطابق ہو اسکو دینا چاہیے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال مین مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیے تاکہ انوار و اسرار اُسکو حاصل ہو جائین۔

دوسرا طریقہ یہ ہے

کہ دعاؤن اور اذکار کو ایکبار مرشد پڑھجائے اور مرید سنتا رہے یہ عمل تین بار ہونا چاہیے اسکے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ مجکو اپنے شیوخ سے

رسیدہ ترا دادیم و مرید گوید قبول کردیم بعد ازان حکم کند کہ در خلوت تنگ و تاریک کہ دران فقط قیام و قعود و غلطیدن
تواند و از متاع خالی باشد و از شور و شغب دور شود با طہارت کامل چار زانو یعنے مربع بنشیند و پشت راست دارد و
چشم بند نماید و ہر دو دست بر زانو نہد و انگشتان کشادہ دارد تا نقش لفظ اللہ پدید آید و نر انگشت پاے راست
را بر رگ کیماس نہد و رگ کیماس رگے ہست کہ در باطن زانوی چپ ست و مرتبہ لا با باطن قلب است چون قوت
دران رسد در باطن حرارت پیدا آید و خطرات دور شود زیرا کہ حرارت باطن موجب تصفیہ قلبست بعد ازان این دعا
راسہ بار بخواند یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ
بحضور قلب و تصور معنی بعد ازان بطریق محاسبہ و مجاہدہ بذکر با فکر و ملاحظہ و واسطہ با توجہ اتم و قوت و شدت
جہریہ یا خفیہ بدانچہ ذوق و انبساط دست دہد و لذت ذکر او را برباید مشغول شود و اگر خطرۂ غیر در آید بمشاہدہ جمال مرشد
آن خطرہ را دفع سازد و بدستور مشغول شود تا تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تجلیۂ روح حاصل آید و خطرات و وساوس
ماسوای اللہ محو گردد و اثر خشوع و خضوع ذکر در قلب ذاکر ظاہر شود و اثر ذکر در تمام اعضا و رگہا و گوشت و پوست و خون
و استخوان و مغز در آید و ذکر ہمہ گیر شود و مثمر مکاشفات و انوار و ارادات غیبی گردد و حقیقت اشیا بر و منکشف گردد و
بعالم ارواح ملاقات شود و ذکر حقیقی و شہود حق درین مقام فتح گردد **فائدہ** بدانکہ چون دل بذکر اللہ متحرک گردد

حاصل ہوا ہے تجھکو دیدیا اور مرید کہے کہ مین نے قبول کیا اسکے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک حجرے مین رہنے کی تعلیم دے
جسکی وسعت صرف بیٹھنے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اُس مین آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہیے کہ
اس حجرے مین پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اُسکی پیٹھ مین کوئی کجی نہ ہو اور آنکھین بند
کرے اور دونون ہاتھون کو دونون گھٹنون پر رکھے اور اُنگلیان کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے
اور داہنے پاؤن کے انگوٹھے سے رگ کیماس (ایک رگ ہے جو بائین گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے
اور اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے) کو دبائے اسکے بعد خشوع و خضوع و حضور قلب سے یَا حَیُّ
یَا قَیُّوْمُ آخر پڑھے اس کے بعد محاسبہ و مجاہدہ کے طریقہ سے ذکر مین فکر اور ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ
اور قوت و شدت جہریہ یا خفیہ سے (جس سے اُسکو ذوق و انبساط پیدا ہوا ہو اور لذت ذکر سے بیخودی ہو) مشغول ہونا
چاہیے اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدار شیخ سے اُسکا انسداد کرے اور بدستور شغل مین مشغول ہو جائے تاکہ خطرات
اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہین دفع ہو جائین اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس حاصل
ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اُس کے تمام اعضاء اور رگون مین ظاہر ہو جائے اور مکاشفات انوار غیبی کا مظہر بنے
اور حقائق اشیا اُسپر منکشف ہو جائین اور عالم ارواح سے ملاقات اور ذکر حقیقی و شہود حق حاصل
ہو جائے **فائدہ** جب ذکر کرنے والا ذکر مین ایسا کمال حاصل کرلے کہ اُس کے قلبی حرکت کا احساس

بود ذکر از زبان دل مسموع نمود آن حرکت از دل در جسم پراگنده گردد و صورت انتشار او آن بود که اول حرکت
در عضوی چنانکه حرکت در قلب او بود از ان عضو بعضو گردد پس باید که بآن متوجه نشود و توجه بقلب وارد گاه
دست گاه پاے گاه سر بے آنکه قصد کند متحرک گردد بلکه تمام عالم را در حرکت یابد و چون نور ذکر منتشر گردد و در
اندک زمانه تمام اطراف بدن را محیط شود و از سر تا ناخن پا بذکر معمور گردد و احوالهای مختلف روی نماید گاه گریان و گاه خندان
و گاه افسرده گاه حیران گاه پریشان اما بهیچ ملتفت نشود مشغول بذکر یا فکر که مقصود اصل ست باشد با مداد الٰہی چنان
شود که بیک مرتبه از تمام بدن ذکر اللہ بشنود و ہمه اعضا با دل موافقت نمایند و بیک صورت و آواز در نیحال
غلبۂ ذکر در بعضے اعضا زیاده و در بعضے کم بود و گاه غلبه در جمیع اجزا استاوی باشد درین وقت لذت بیشتر یابد و این
کیفیت را در اصطلاح قوم سلطان الاذکار میگویند و ذاکر آواز ذکر بگوش خود استماع نماید و آنچه مشهورست که چون ذکر
غلبه کند آواز ذکر آن غیر ہم می شنود غلط عامست پس ذکر دل ذاکر ہم سالک تواند شنید و بس و گروہے که بر آنند که
آواز ذکر غیر او از دور و نزدیک حسب مراتب ذاکرین سامعین تواند شنید اصلی ندارد ۱۲

در بیان ذکر

بدانکه ذکر آنرا گویند که بیاد الٰہی جمیع غیر اللہ را فراموش سازد و بحضوریت قلب قرب و معیت حق تعالے چنانکه فرمود

اُسکے دل کی زبان سے ہوسکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم مین پھیل جاتی ہے اور اسکی ابتدا یون ہوتی ہے کہ پہلے کوئی عضو ایسی
حرکت کرنے لگتا ہے جو قلب کے لیے مخصوص ہے اور اسکے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤن کبھی سر بلا تحریک حرکت کرنے
لگتے ہین یہانتک کہ اُسکو تمام دنیا متحرک نظر آنے لگےگی ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے تو تمام جسم مین پھیل جاتا ہے اور تھوڑی
مدت مین تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اُسپر مختلف انکشافات ہوتے ہین اور عجیب عجیب قسم کے واقعات
رونما ہوتے ہین وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہوجاتا ہے مرید کو چاہیے ایسی حالت مین کسی طرف
متوجہ نہو بلکہ ذکر و فکر مین مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذاکر پائیگا اور تمام اعضا قلب
کے ہمسر ہوجائینگے اس ذکر مین ذاکر خود تمام اعضا کا ذکر سنتا ہے۔ ایک فرقہ کا یہ خیال کہ ذکر کی کثرت کی صورت مین
ذاکر خود اور دوسری لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہین بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذاکر بھی ذکر کی آواز کو نہین
سن سکتا ہے بلکہ اُسی ذاکر مین سُننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاح صوفیہ مین سلطان الاذکار کہتے ہین۔

ذکر کا بیان

ابتدای کتاب سے اسوقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جاچکا ہے لیکن ابتک یہ نہین بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے ذکر
اصطلاح صوفیہ مین اُسکو کہتے ہین کہ انسان خدا کی یاد مین تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضور قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے

لہ ذاکر کو چاہیے اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۲

آنَا مَعَ عَبْدِی اِذَا ذَکَرَنِی وَتَحَرَّکَتْ بِی شَفَتَاہُ[۱] وَاَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِی[۲] وشب و روز بحکم سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا[۳]
با توجہ و فکر تمام چندان مشغول و مستغرق بذکر گردد کہ از خود بے ہوش بود و در زمرۂ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ
قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ[۴] داخل شود و ذکر حیات گردد. و بدانکہ ذکر بر اقسام ست و مقصود از حصول مذکور ست بحضور
قلب پس ہر عملی و فعلی کہ ازان حصول مطلوب ست ہم ذکر ست کلمہ باشد یا نماز یا تلاوت قرآن یا درود یا دعیہ کہ مطابق
قرآن و حدیث باشد یا دیگر عبادات و یا بعبارات دیگر کہ بلاحظہ معنے آن یافت مذکور و مطلوب ست آن ہم جملہ ذکر است
و آن حصول مذکور بے فنائے ذاکر حاصل نمی شود پس طالب را باید کہ در ذکر اللہ سبحانہ چنان مستغرق شود کہ غیر حق و خود را ہم
فراموش سازد کہ وصول الی اللہ بدون نفی ماسوی اللہ ممکن نیست چون باین مرتبہ رسد زہد و تقوی و توکل و عزلت
و قناعت و صبر و تسلیم و رضا وغیرہ بے قصد حاصل آید و از نتیجۂ این ذکر بر قلب ذاکر انوار تجلیات ظاہر شود کہ در ظہور آن
حواس خمسہ سالک مستور گردد نہ ذاکر ماند نہ ذکر و ذاکر مذکور گردد و ذکر ذکر حق شود شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ[۵] فائدہ
پس باید دانست کہ اکثر مشائخ اول مرید را بحکم اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ[۶] ذکر نفی و اثبات تلقین فرمایند و این ذکر را
مراتب اند کہ بقلم می آیند۔

آنَا مَعَ عَبْدِی الخ اور بحکم سبحوہ بکرۃ واصیلا پوری توجہ سے یاد الٰہی مین اسطرح منہمک ہوجائے کہ اپنے نفس
سے بالکل بے خبر ہوجائے اور الذین یذکرون الخ کے زمرہ مین داخل ہوجائے اور ذکر اُس کی زندگی ہوجائے
جاننا چاہیئے کہ ذکر کی بہت سی قسمین ہین لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہوجانا ہے تو جس
عمل سے یہ فائدہ حاصل ہوجائے وہی ذکر کہا جاسکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائین
ہون لیکن یہ مقصد اُس وقت تک نہین حاصل ہوسکتا ہے جب تک کہ ذاکر اپنے کو مٹا نہ دے تو طالب خدا اُسکے
ذکر مین اسطرح منہمک ہوجائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے جب طالب اس درجہ تک پہونچ جائے گا
تو اخلاق حسنہ یعنی زہد۔ توکل۔ گوشہ نشینی۔ قناعت۔ صبر۔ تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہوجائین گے اور
اُسپر انوار الٰہیہ کی اسقدر تجلیاں ہونگی کہ اُسکے حواس خمسہ مغلوب اور مستور ہوجائینگے اور ذکر و ذاکر دونون فنا
ہوجائین گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہجائیگا شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو چونکہ حدیث مین افضل
الذکر لا الہ الا اللہ آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہین اب ہم ذکر کے چند مراتب
لکھتے ہین۔

[۱] جب میرا بندہ مجھکو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اُسکے ہونٹھ حرکت کرتے ہین مین اُسکے ساتھ ہوجاتا ہون اور جو مجکو یاد کرتا ہے مین اس کا
ہمنشین اور جلیس ہون ۱۲ [۲] خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲ [۳] جو خدا کو اُٹھتے بیٹھتے یاد کرتے ہین ۱۲ [۴] خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود
سوائے اُسکے کوئی نہین [۵] چونکہ حدیث مین ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ (سب ذکرون مین لا الہ الا اللہ کا ذکر افضل ہے)۔

دربیان مراتب ذکر

بدانکہ ذکر چہار نوع است ذکر ناسوتی چون لا الہ الا اللہ و ذکر ملکوتی چون الا اللہ و ذکر جبروتی چون لفظ اسم ذات یعنی اَللّٰہُ و ذکر لاہوتی ھُوْ ھُوْ و نیز ذکر زبان را ناسوتی و دل را ملکوتی و ذکر روح را جبروتی و ذکر سر را لاہوتی میگویند و نیز ذکر زبان را ذکر اسمے و فکر را ذکر نفسے و مراقبہ را ذکر دلی و مشاہدہ را ذکر روحی و معاینہ را ذکر سری میگویند فائدہ یعنے ذاکر را باید کہ درین ذکر از نفی لا الہ ہمہ موجودات را از نظر بردارد و بر اثبات الا اللہ تمام اجزا بدن خود را معمور سازد بعد کمال این ذکر اثبات را ہم محو کند کہ اثبات نیز نفی شود و نفی در نفی اثبات ذات ست

فصل دربیان ذکر جہر نفی و اثبات و اسم ذات مع دوازدہ تسبیح کہ معمول حضرات چشتیہ است طریق ذکر دوازدہ تسبیح ہنیست بدانکہ بعد نماز تہجد کہ دوازدہ رکعت بشش سلام اند و در ہر رکعت بعد فاتحہ سہ سہ بار سورۂ اخلاص میخوانند[1] بعجز و زاری دست برداشتہ این دعا را اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ بحضور قلب سہ بار یا پنج بار یا ہفت بار تکرار نماید و توبہ و استغفار و کلمہ تمجید بطور غمزدہ بخوانند و بست و یک بار[2] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ بگوید بعد این سہ درود را بر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم بفرستد[3] اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ سہ بار بطریق عروج و نزول بخوانند و جلسہ مربع بنشیند

مراتب ذکر کے بیان مین

ذکر کی چار قسمین ہین اول ناسوتی جیسے لا الہ الا اللہ دوسرے ملکوتی جیسے الا اللہ تیسرے جبروتی جیسے اَللّٰہُ چوتھے لاہوتی جیسے ھُوْ ھُوْ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دلی اور مشاہدہ کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہین **فائدہ** ذاکر کو چاہیے کہ اس ذکر مین لا الہ کہتے وقت تمام چیزون کی نفی کردے اور الا اللہ کہتے وقت تمام اعضاے جسم کو قائم کردے **فصل** ذکر جہر نفی و اثبات اور اسم ذات کے بیان مین مع اُن بارہ تسبیحون کے جو حضرات چشتیہ کے معمول ہین ان بارہ تسبیحون کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتین چھ سلامون سے پڑھی جائین اور ہر رکعت مین تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ الخ پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اکیس بار پڑھکر درود اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الخ تین بار عروج و نزول کے طریقہ پر پڑھے اور چارزانو بیٹھ جائے

[1] اے اللہ اپنے غیر سے میرا دل پاک کردے اور اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کردے ۱۲ [2] اپنے گناہونکی بخشش اُس خدا سے چاہتاہون جسکے سوا کوئی معبود نہین ہے اور وہ ثابت اور زندہ ہے ۱۲ [3] صلوۃ و سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور اُسکے نبی ۱۲

واز نر انگشت پاے راست و دوم انگشت کہ متصل آنست رگ کیماس را کہ در باطن زانوے چپ است محکم بگیرد و نشست
راست دارد و رو بقبلہ آرد و ہر دو دست بر رانہا نہد و انگشتان را در حالت نفی بردارد کہ اشارت بر فنای غیر ست و
در اثبات فرو آرد کہ اشارت بثبوت ہستی مطلوب حقیقی است و خاطر را جمع کند و حاضر بود و ذکر را با حرمت و ہیبت
و تعظیم شروع کند باحسن صوت و الحان خوش بعد از اعوذ و بسم اللہ باخلاص تمام سہ بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰہِ و یکبار کلمہ شہادت بخواند بعد ازان سر را بر زانوے چپ بردہ بجدے نگون سازد کہ پیشانی قریب
زانوی چپ برسد و از انجا لفظ لَآ اِلٰہَ را آغاز کند و سر را بر زانوی راست آوردہ دورہ تمام برکتف راست
برساند و دم آنقدر دراز کند کہ ضربات ثلاثہ در یکدم در آیند و سر و پشت و کمر برابر شود و اندک سر را
بجانب پشت کج کردہ تصور کند کہ ہمہ خطرات ماسوی اللہ را پس پشت انداختم و بگذاردم اورا و لفظ اِلَّا اللّٰہُ بزور
و قوت بر فضاء دل کہ زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت واقع ست مانند گل صنوبر ضرب کند و تصور کند کہ عشق
و نور الٰہی را بدل آوردم و در حالت نفی چشم را کشادہ دارد و در حالت اثبات بند نماید و این نفی و اثبات را با
فکر ملاحظہ و واسطہ باین طریق مذکور دو صد بار بگوید و این ذکر را چہار ضربی نامند و درین ذکر نہ بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
دہم بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہم بگوید بعد ازان بطریق سابق سہ بار کلمہ طیب و یکبار کلمہ شہادت بگوید اما مبتدی در کلمہ
لَآ اِلٰہَ لَا مَعْبُوْدَ و متوسط لَا مَقْصُوْدَ یا لَا مَطْلُوْبَ و منتہی لَا مَوْجُوْدَ و ہمہ اوست ملاحظہ کند بعدہ لمحہ دو لمحہ مراقب شود

اور داہنے پاؤنکے انگوٹھے اور اسکے پاس والی انگلی سے رگ[1] کیماس کو مضبوط پکڑے اور اپنے دونون ہاتھ رانون پر
رکھدے اور قبلہ رو ہوجائے اور لا الٰہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھادے اور الا اللہ کہتے وقت انگلی رکھدے
اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اعوذ اور بسم اللہ کہکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ[2]
تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اس کے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائین گھٹنے سے بالکل قریب
ہوجائے اور وہان پہونچنے کے بعد لا الٰہ کہتا ہوا سر کو داہنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربین ایک
ہی سانس مین لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال کرکے جھکائے کہ مین نے ماسوائے اللہ کو پس پشت
ڈالدیا اور سانس توڑکر الا اللہ کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق
و محبت سے لبریز ہوگیا اور موقع نفی مین آنکھین کھلی اور موقع اثبات مین بند رکھنا چاہئین اسیطرح دو سو بار کہے
اور اسکو چہار ضربی کہتے ہین اور ہر دس کے بعد محمد رسول اللہ کہے لیکن مبتدی کو الا اللہ کہتے وقت لا معبود
اور متوسط کو لا مقصود یا لا مطلوب اور کامل کو لا موجود اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہیے اسکے بعد تھوڑی دیر مراقب

---

[1] جو گھٹنے کے اندر کی طرف ہے ۱۲ [2] کوئی معبود سوا خدا کے نہین ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم خدا کے رسول ہین ۱۲

وتصور کند کہ فیضان سرش بسینۂ مومن می آید لیکن باید دانست کہ زانوے چپ مقام خطرۂ شیطانی است و زانوے راست مقام خطرۂ نفسانی وکتف راست مقام خطرۂ ملکی ست وقلب مقام خطرۂ رحمانی ست بر زانوے چپ از لا الٰہ نفی خطرۂ شیطانی تصور کند وتا رسانید نش برزانوے راست نفی خطرۂ نفسانی وتا رسید نش برکتف راست نفی خطرۂ ملکی تصور کند وبلفظ الا اللہ اثبات خطرۂ رحمانی شاید واین مراتب را اگر مرید عجمی باشد بھر زبان کہ او داشتہ باشد تلقین فرماید

طریق دیگر نفی واثبات

بدانکہ در نفی خطرات جداگانہ گونہ تفرقہ باطن ست ومقصود کلی حضوری وجمعیت ست پس مرشد را باید کہ نفی کلی تلقین فرماید تا نفی خطرات یکبارگی حاصل آید چنانکہ متاخرین ہمین را اختیار کردہ اند یعنی کلمہ لا را از اندرون دل باشدت وقوت تمام برکشیدہ والٰہ را بکتف راست رسانیدہ وسر را مائل بپشت کردہ تصور کند کہ غیر اللہ را از دل بیرون آوردہ پس پشت انداختم ودم را گزاشتہ لفظ الا اللہ بزور بر دل ضرب کند وملاحظات اینجا ہمانست کہ بیان کردہ شد وذکر نفی واثبات بھر طور کہ باشد خواہ بدون حبس یا بحبس وخواہ در ذکر جاروب خواہ در ذکر ارہ وغیرہ بجز ذکر حدادے مربع می نشینند ودر باقی اذکار دو زانو نشستن اولی ست۔

خیال کرے کہ فیوضات آلہیہ مومن کے قلب مین ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہین جاننا چاہیے کہ بائین گھٹنے مین شیطانی خطرہ اور داہنے مین نفسانی خطرہ اور داہنے شانے مین ملکی خطرہ اور دل مین رحمانی خطرہ ہے پس بائین گھٹنے پر لا الٰہ سے خطرۂ شیطانی کی اور داہنے گھٹنے پر پہونچنے تک نفسانی خطرہ کی اور شانے پر پہونچنے تک ملکی خطرہ کی نفی کرے اور الا اللہ سے خطرۂ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت مین اُسکو اذکار وادعیہ اُس زبان مین تعلیم دینا چاہیے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

نفی واثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہوجاتا ہے اسواسطے مرشد کو نفی کلی کی تعلیم دینا چاہیے تاکہ تمام خطرات کی بالکلیہ نفی ہوجائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہین کہ لا الٰہ مین لا کو پوری طاقت سے کھینچکر اور لفظ الٰہ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کرے کہ مین نے غیر سے اپنے دل کو پاک کرکے اُسکو پس پشت ڈالدیا اور پھر الا اللہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور جو ملاحظات ذکر نفی واثبات مین پہلے بیان کیے گئے ہین وہی یہان بھی ملحوظ رکھے اور ذکر حدادی کے سوا اور تمام ذکرون مثل ذکر حبس یا بغیر حبس ذکر جاروب ذکر ارہ مین چار زانو بیٹھتے ہین اور ان ذکرون کے علاوہ اور ذکرون مین دو زانو بیٹھنا اولی ہے

طریقہ ذکر اثبات مجرد

چنانکہ پشت را راست کردہ وسر دو دست بر زانو نہادہ جلسہ دوزانو بنشیند وسر را بجانب کتف راست بردہ لفظ اِلَّا اللہ را بشدت وقوت بر دل ضرب کند و در کلمہ لا الہ بلاحظہ مفہوم ومعنی لا موجود ولیس معہ غیری میکند کہ مقصود نفی غیر در ملاحظہ است این را چہار صد بار ومادم بگوید واین ذکر را یک ضربی میگویند بعد ازان بطور سابق سہ بار کلمہ طیب ویکبار کلمہ شہادت بگوید ولمحہ دو لمحہ بطور سابق مراقب باشد۔

طریق ذکر اسم ذات

بعدازان بحکم قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ ذکر اسم ذات دو الفی یعنے اَللّٰہُ اَللّٰہُ باین روش کہ اول حرف ہاے لفظ اَللّٰہُ را ضمہ وثانی ہاے لفظ اَللّٰہُ را ساکن کند یعنے جزم دہد پس ہر دو چشم بستہ وسر را بجانب کتف راست آوردہ بملاحظہ اسما وصفات اُمہات لفظ اَللّٰہُ جہراً اول ضرب بر لطیفہ روح کہ زیر پستان راست واقع ست زند ودیگر ضرب لفظ اَللّٰہُ بر فضاے دل بزند طریق دیگر آنکہ ہر دو ضرب بر دل زند این ذکر اسم ذات دو ضربی را ششصد مرتبہ بگوید لیکن نہ بار اَللّٰہُ اَللّٰہُ دہم مرتبہ یک اسم ازین اسما یعنی اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ بخواند باینطور کہ در عشرہ اول اَللّٰہُ حَاضِرِیْ در دوم عشرہ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ در سوم عشرہ اَللّٰہُ مَعِیْ بگوید باز اَللّٰہُ مَعِیْ

اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ

ذاکر کو چاہیے کہ اپنی کمر سیدھی کرکے اور دونون ہاتھ گھٹنون پر رکھکر دوزانو بیٹھے اور اپنے سر کو داہنے شانے کی طرف لیجاکر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الٰہ کہتے وقت لاموجود ولیس معہ غیری کا تصور کرے اسی طرح چارسو بار متواتر ضربین لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمہ شہادت اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھکر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کو اصطلاح صوفیہ مین یک ضربی کہتے ہین۔

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اسکے بعد قل اللہ ثم ذرھم کے مطابق اسطرح ذکر کرے کہ پہلے حرف لفظ اَللّٰہُ کی (ہ) کو پیش اور اُسکے بعد لفظ اللہ کی (ہ) کو جزم دے پھر دونون آنکھین بند کرکے سر داہنے شانے کی طرف لیجاکر اسماے صفات امہات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اللہ کی ضرب لطیفہ روح پر لگائے اور دوسری لفظ اللہ کی ضرب فضاے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح مین ذکر اسم ذات دو ضربی کہتے ہین چھ سو بار کرے بگر نو دفعہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اور دسوین ہر دفعہ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ مین سے کوئی اسم کہے مگر اسطرح کہ پہلے دس کے بعد اللہ حاضری اور دوسری مین اللہ ناظری اور تیسری کے بعد اللہ معی اور پھر ہر دس کے بعد

۱؎ میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہین ہے ۲؎ اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم ہے ۳؎ جو داہنے پستان کے نیچے ہے ۴؎ اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھکو دیکھتا ہے اللہ میرے ساتھ

آللّٰهُ نَاظِرِیْ آللّٰهُ حَاضِرِیْ باز آللّٰهُ حَاضِرِیْ آللّٰهُ نَاظِرِیْ آللّٰهُ مَعِیْ بطریق عروج ونزول بہر عشرہ خوانده باشد مع ملاحظہ معنی تا کیفیت ولذت ذکر ودفع غفلت وخواب دست دہد بعدازان بطور سابق کلمہ طیب سہ بار وکلمہ شہادت یکبار بگوید بعدازان یک ضربی ہمان طور سر را بجانب کتف راست کج کرده لفظ اللّٰہ را بر دل ضرب کند و این را یکصد یار وبادم بگوید بعده سہ بار کلمہ طیب ویکبار کلمہ شہادت گفتہ درود واستغفار یازده یازده بار بخواند وفاتحہ بارواح مشائخ سلسلہ بفرستد بعدازان مراقب شود ہر قدر کہ تواند اگر دل نخسپید وذوق دست دہد فبہا والا ہر ذکر یکہ ذوق آید خواه جاروب خواه اره خواه حدادیہ وغیره مشغول ماند تا نماز صبح وبعد نماز اگر میسر آید درخدمت شیخ حاضر بوده اخذ توجہ نماید والا در خلوت رفتہ بذکر وشغل ومراقبہ ومحاسبہ مشغول شود ویا با برادران طریقت حلقہ نموده در ذکر جہر یا در مراقبہ شاغل گردد اما باید کہ کلمہ آللّٰهُ را از کلمہ لا الہ الا اللّٰہ بسیار وکلمہ الا اللّٰہ را از کلمہ لا الہ الا اللّٰہ بسیار گوید بعد فراغ از ذکر دست برداشتہ دعا کند وفاتحہ بارواح پیران وحضرت رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین بخواند ونذر نماید۔

آللّٰهُ حَاضِرِیْ الخ عروج ونزول کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہو کہ اس ذکر کے معنی سمجھتا جائے تاکہ ذکر کا شوق اور اُس مین لطف حاصل ہو اور سستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے اسکے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمہ طیب تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو داہنے شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللّٰہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھکر درود واستغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر حضور قلب سے ایصال ثواب کرے اسکے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ کرے اور جس ذکر میں اُسکو لطف آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت مین حاضر ہو ورنہ ذکر وشغل ومراقبہ مین مشغول ہو جائے یا اپنے پیر بھائیون کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ مین حلقہ کرکے شریک ہو لیکن یہ ضروری ہو کہ الا اللّٰہ مین لفظ اللّٰہ اور لا الہ الا اللّٰہ مین الا اللّٰہ کا اعادہ بڑی تعداد مین کرے اور ذکر کے بعد آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم وحضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

لہ اللّٰہ میرے پاس ہو اللّٰہ مجکو دیکھتا ہو اللّٰہ میرے ساتھ ہو ۱۲ ؎ کیونکہ ایصال ثواب ایک ایسا عمل ہو جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اور اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہو اس ایصال سے اُسکا قلب فیوضات مشائخ کا مہبط ہو جائیگا جس سے اپنے مقصود مین کامیابی کی اُمید توقع ہو ۱۲ شہید ؎ مراقبہ اصطلاح صوفیہ مین اپنے قلب کو غیر خدا سے صاف وپاک رکھنے اور کسی غیر خدا کی دلمین خیال نہ لانیکو کہتے ہین اور لغۃً محض گردن جھکا کر بیٹھنے کو کہتے ہین ۱۲ شہید ؎ اگر ذاکر ذکر جہری سے گھبرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اُسمین بھی لطف نہ آوے تو اور ذکر مین مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو لطف نہ آئے تو مراقبہ کرے ۱۲ شہید

ایضاً طریق دیگر ذکر نفی و اثبات

بمناسبت ہفت لطائف دل کہ اِنَّ فِي جَسَدِ اٰدَمَ مُضْغَةً وَ فِي الْمُضْغَةِ قَلْبٌ وَ فِي الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَ فِي الْفُؤَادِ رُوحٌ وَ فِي الرُّوحِ سِرٌّ وَ فِي السِّرِّ نُورٌ وَ فِي النُّورِ اَنَا بیان یافتہ اند تعلیم می اید بدانکہ در ذکر نفی و اثبات نیز ہفت مرتبہ مقرر کردہ اند کہ در ہر درجہ نفی و اثبات است پس ذکر زبانی متعلق باجسام ست مرید را باید کہ باین ذکر چنان مشغول شود کہ غیر ذکر نماند و از ہر حواس جز ذکر نیاید چون سالک باین مقام رسد از عام اجسام ترقی کردہ بمرتبہ لطیفہ قلب کہ نفس ست برسد و ذکر با فکر تعلق بلطیفہ قلب دارد و درین مرتبہ بذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ با فکر چنان مشغول شود کہ لَا اِلٰهَ کہ نافیہ است نفی شود و جز اثبات اِلَّا اللّٰهُ ہیچ نماند اگر سالک باین مرتبہ رسد از مقام نفس ترقی کردہ بمرتبہ دل رسیدہ باشد و ذکر دل اِلَّا اللّٰهُ است و اِلَّا اللّٰهُ را بحضور دل کند و بدلائل خود را صفات خود را بذات و صفات حق ربط دادہ بذکر اِلَّا اللّٰهُ چنان مشغول گردد کہ استثنا کہ در اِلَّا اللّٰهُ است نیز نفی شود و بجز اللّٰہ ہیچ نماند چون سالک باین مقام رسد از خطرۂ ملکوتی گذشتہ و مرتبہ دل را طے کردہ بمرتبہ روح برسد و ذکر روح ہم ذات ست و اللّٰہ ذات جامع جمیع صفات ست و الف و لام اشارہ بافعال و اسماے صفات است و حرف ہا کہ در لفظ اللّٰہ است اشارت بذات است پس سالک را باید کہ چندان بذکر اسم ذات مشغول شود کہ الف و لام کہ در اللّٰہ است نیز نفی شود و جز ہو ہیچ نماند اگر سالک باین مرتبہ رسد خود ذکر گردد و از مرتبہ روح ترقی نمودہ بمرتبہ سر رسیدہ باشد باز بذکر ہو

نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ

بموجب اِنَّ فِي جَسَدِ اٰدَمَ الخ چونکہ دل کو سات لطیف چیزون سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی و اثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کیے گئے اور ہر درجہ مین نفی و اثبات ہے پس ذکر زبانی (جو اجسام سے متعلق ہے) مین مرید کو اسطرح مشغول ہو جانا چاہیئے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ نکلے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم مادیت سے تجاوز کر کے مرتبہ لطیف پر پہونچ جاتا ہے مرید کو چاہیئے کہ اس ذکر یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ذکر و فکر مین اسقدر منہمک ہو جائے کہ بجز اِلَّا اللّٰهُ کے اثبات کے تمام چیزون کی نفی ہو جائے اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ نفس سے خارج ہو کر دل کے مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر اِلَّا اللّٰهُ ہے اسواسطے اسکو اِلَّا اللّٰهُ کا تصور حضور قلب سے کرنا چاہیئے اور اپنے ذات و صفات کو جناب باری کی ذات و صفات کے ساتھ اسطرح مرتبط کر دے کہ اِلَّا اللّٰه سے استثنا کی نفی ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے تو مرتبہ دل سے متجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہونچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اسواسطے سالک کو چاہیئے کہ اسم ذات کے ذکر مین اسطرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللّٰہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہجائے اس مرتبہ تک پہونچنے پر سالک سراپا ذکر ہو جائیگا اور مرتبہ روح سے ترقی کر کے مرتبہ سر پر پہونچ جائے گا اسکے بعد اسکو ہو ہو کے ذکر مین

چندان مشغول شود کہ خود مذکور گردد و فنا در فنا عبارت از این ست و اگر باین مرتبہ برسد بمقام بِی یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ رسد
و خود سراسر نور گردد و باز دریابد کہ لوازمہ نور ست باظہور کند بمقام عبدیت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہ
مرتبۂ عبدیت مقام انتہاے سالک ست دران مقام حقیقت عبدیت و معبودیت کشوف شود باز در عبادت
چنانکہ حق عبادت ست مشغول شود و حفظ مراتب را بوجہ احسن بجاے آرد و کمال اتباع شریعت نماید و بر مسند ارشاد
جلوہ گر بود و طالبان حق را راہ نما باشد و ولایت و مشیخت ہر دو او را مسلم باشد **فائدہ** آگاہ باد اے عزیز ہر چند در
وصال محبوب دیر اشتیاق غالب تر و لذت بیشتر و ہر کہ طلب مردانہ و ہمت شیرانہ دارد و در طلب استوار قدم باشد
و ناامید نشود ان شاء اللہ تعالیٰ آخر کار اگر طالب صادق است شاہد مقصود رخ خواہد نمود بمنہ و کرمہ

طریق ذکر پاس انفاس

باید کہ بیدار و ہوشیار باشد بر انفاس خود و دل ہرگز صاف نشود از کدورت نفسانی و شیطانی تا مداومت پاس
انفاس نہ کند و پاس انفاس این ست کہ مکان و زمان را در یابد یعنے در بر آمدن نفس و فرو رفتن نفس

اسقدر منہمک ہو جانا چاہیئے کہ خود مذکور (یعنی اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہین اس حالت کے حاصل ہو جانے
پر وہ سراپا نور ہو جائیگا اور مرتبہ بِی یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ (یعنی اُسکو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ
خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے) حاصل ہو جائیگا۔ پھر وہ مرتبہ جس مین عبدیت و معبودیت
کی حقیقت بے انتہا یانہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ عبدیت لا الہ الا اللہ بخوبی ظاہر ہو جائیگا اُسکے بعد عبادت
مین اُسکو کما حقہ مشغول ہونا چاہیئے اور حفظ مراتب و احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد جلوہ گر ہوکر طالبان حق کے
لیئے راہ نما ہو اور ایسی حالت پر اُسکی ولایت[1] اور مشیخت[2] مسلم ہو جائیگی **فائدہ** وصال محبوب حاصل ہونے مین جسقدر دیر ہوتی
ہے اُسیقدر آتش شوق مین التہاب اور خواہش وصل مین زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ اور جو شخص استقلال و مردانگی سے
[illegible] جدوجہد کریگا اُسکے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفرمندی کامیابی کی اُمید ہے

پاس انفاس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہیئے اور بغیر پاس انفاس[3] کی مدد کے انسان کا قلب کدورتون اور تاریکیون سے
ہرگز صاف نہین ہو سکتا ہے اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ مین اسکو کہتے ہین کہ سانس لیتے اور سانس باہر کرتے وقت

[1] ولایت خدا ہی مین فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہور کو خدا کے ظہور سے حاصل کرنے کو کہتے ہین ۱۲ شہید
[2] عالم ملک اور عالم ملکوت مین خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیخت کہتے ہین اور مرتبۂ مشیخت مرتبۂ ولایت سے بالاتر
ہے ۱۲ شہید [3] پاس انفاس بہت سے طریقون سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس مین اللہ اور بعض ہو الظاہر ہو الباطن اور بعض یا حی یا
قیوم اور بعض حق حق اور بعض یا ہو اور بعض ہو ہو کہتے ہین لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید۔

طالب ذاکر باشد خواہ بذکر جلی خواہ بذکر خفی پس وقت برآمدن دم لا الٰہ گوید و وقت فرو رفتن الا اللہ و بذکر خفی بدم ذاکر گردد و در بالا کشیدن و فرو گذاشتن نظر بر ناف دارد و از انجا ذاکر گردد و دہن بستہ بے حرکت زبان بدم ذاکر بود و چندان مشغول باشد کہ دم ذاکر گردد

طرق دیگر

آنکہ لفظ اللہ بالا کشد و ھو را فرو گذارد و ملاحظہ کند کہ ہمون اندرون و ہمون بیرون ست یعنی ھُوَ الظَّاھِرُ وَ ھُوَ الْبَاطِنُ ملحوظ دارد و این ذکر را چندان ورزش نماید کہ دم ذاکر شود و مستغرق بذکر گردد و ذکر حیات شود و در بیداری و در خواب ذاکر باشد و پاس انفاس حاصل آید و دل از ماسوی اللہ پاک و صاف و نورانی گردد لہٰذا این ذکر را جاروب قلب گویند زیرا کہ دل را از ہمہ کدورات و کثافات صاف گرداند و مثمر تجلیات و واردات سازد **فائدہ** اگر مرید سادہ دل باشد و از کیفیت و لذت ذکر لذت گیر نگشتہ باشد باید کہ مرشد او را پیش خود زانو بزانو بنشاند و بگوید کہ چشم را بند و سر را نگون سازد و کمر را کج کردہ سینہ را پیش آوردہ مقابل شود و مرشد انفاس او را احساس نماید و وقت فرو بردن نفس مرید و مرشد نفس خود را بردم او بگزارد و وقت بر آوردن دم او دم خود را در کند چون باین طور مشغول شود یکایک لرزہ در بدن مرید یا نعرہ از وی بر آید و بے ذکر کہ ارادہ مرشد باشد جاری گردد۔

جہر یا سر (چپکے سے یا بلند آواز سے) ذکر کرے اور سانس لیتے وقت الا اللہ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آنے وقت لا الٰہ کہے۔ لیکن ذکر سری مین صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور مُنھ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اسقدر پابندی اور استقلال چاہیئے کہ سانس خود بخود و بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس مین لاکے اور سانس لیتے وقت ھو کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اسقدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت مین ذاکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ماسوے اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کدورتون سے پاک کرکے انوار آلٰہیہ کا مہبط بنا دیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ مین جاروب قلب کہتے ہین **فائدہ** اگر ذاکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل ناآشنا ہو تو مرشد کو چاہیئے کہ اُسکو اپنے سامنے مودب اور دو بزانو بٹھا کر آنکھین بند کرنے اور سر جھکا کر ٹیڑی کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اُسکے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزنے لگے گا یا بیتابانہ ایک نعرہ لگائیگا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن مین ہوگا بے اختیاری سے کرنے لگے گا

علاج دیگر مرید غبی

اگر مرید بسیار غبی باشد و ہیچ ذکر در و تاثیر نہ کند باید کہ مرشد او را ذکر اسم مربی او تعلیم نماید و صورت دریافت اسم مربی او اینست کہ مرشد او را در خلوت پیش خود بنشاند و اسمی از اسماے حسنیٰ گرفتہ بہمت تمام متوجہ قلب بتصور آن اسم مذکور قلب خود بر قلب مرید ضرب کند چند ضرب ہمین طور بزند اگر ضرب این اسم تاثیر کند فبہا و الا اسم دیگر از اسماے حسنیٰ گرفتہ ہمین در آن اسم از قلب خود بر قلب مرید بزند الغرض ہمین طور ہر ایک اسم را گرفتہ بعمل آرد ضرب اسمیکہ برو تاثیر کند بداند کہ اسم مربی او ہمین است و نیز اسم اعظم ہمون ست در حق آن پس آن اسم را بذکر سہ ضربی یا چہار ضربی حکم کنند تا ورزش نماید انشاء اللہ در چند عرصہ ذکر او را بر باید و انوار ذکر برو تابد۔

بیان ذکر اسم ذات زبانی

طالب را باید کہ با وجود ذکر پاس انفاس اسم ذات را زبانی نیز ہر روز یک لکھ و بست و پنج ہزار بار کہ مرتبہ نہایت ست تکرار کند اگر نتواند بست و چہار ہزار بار کہ مرتبہ اوسط ست بگوید و حکمت درین آن ست کہ آدم در شب و روز بست و چہار ہزار دم میگیرد پس گویا کہ بہر دم ذاکر گردید و در زمرہ قولہ تعالیٰ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرَاتِ داخل شد و الا کم از دوازدہ ہزار بار کہ ادنی رتبہ ذاکرین ست نگوید و فائدہ درین ذکر آن ست کہ ذکر لسانی میرساند ذاکر را بذکر قلب

مرید غبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غبی ہو اور اُسکا قلب کسی ذکر سے متاثر نہوتا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ اُسکو اُسکے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اُس کے اسم مربی کے دریافت کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ خلوت مین اُسکو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے نامون مین سے کسی نام کو اپنے ذہن مین لے اور اُسکی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسیطرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جبتک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے اور جو اسم اثر کرے[1] اُسیکو اسکا اسم مربی تصور کرنا چاہیے اور اُسکا اسم اعظم بھی وہی ہے اور مرشد کو چاہیے کہ اس اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعلیم کرے تاکہ وہ اسکی پابندی کرسکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اُسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور وہ نور الٰہی سے منور ہو جائیگا

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

ہر طالب کو چاہیے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا ورد ایک لاکھ پچیس ہزار بار روز کر لیا کرے (یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے) اگر اسپر قدرت نہو تو چوبیس ہزار بار ورد کرے اس مین حکمت یہ ہے کہ آدمی دن رات مین چوبیس ہزار سانسین لیتا ہے ہر سانس مین ایک ذکر ہو جائیگا اور والذّٰکرین اللہ کثیرا والذّٰکرات (وہ مرد اور عورتین جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہین) کے زمرے مین داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہو سکے تو کم سے کم بارہ ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے (کہ یہ ادنےٰ رتبہ ہے) اس ذکر مین ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائیگا۔

[1] تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اسکے قلب مین سرور یا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم مین لرزہ پیدا ہو جائے اور اسقدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہو سکے ۱۲ شہید م

پس در حالت جمع زبان و دل بیشک ترتیب امر ذکر بکمال ہست و این ترتیب در اکثر سلاسل است لیکن در سلسلہ
نقشبندیہ اختصار بر ذکر قلبی بجذب باطن میکنند و مبتدیان را ہمین ذکر شروع می کنانند۔

طریق ذکر اسم ذات مع ضربات

بدانکہ ذکر اسم ذات بر اقسام است یکضربی و دو ضربی و سہ ضربی و چہار ضربی و آنکہ در یک ضربی میکنند این است
کہ ہر دو چشم را بستہ و سر را بجانب کتف راست بردہ لفظ اللہ را جہراً بقوت بر دل ضرب زند و در دو ضربی
اول بر روح دوم بر دل ضرب زند و در سہ ضربی اول بر زانوے راست دوم بر زانوے چپ سوم بر دل و در چہار
ضربی اول بر زانوے راست دوم بر چپ سوم بر روح چہارم بر دل ضرب کند۔

طریق دیگر

از یک ضرب تا ہفت ضرب میکنند خواہ نشستہ خواہ ایستادہ رو بقبلہ با ادب تمام بعمل می آرند و در یک ضربی
بطور مذکور سر را بجانب کتف راست آوردہ لفظ اللہ بر دل ضرب کنند و در دو ضربی اول بر روح دوم بر دل
و در سہ ضربی اول بجانب چپ دوم جانب راست سوم بر دل و در چہار ضربی راست و چپ و پیش چہارم
بر دل و در پنج ضربی راست و چپ پیش و پس پنجم بر دل و در شش ضربی راست و چپ و پیش و پس و بالا سوی آسمان
ششم بر دل و در ہفت ضربی راست و چپ و پیش و پس تحت و فوق ہفتم بر دل ضرب زنند۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترتیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن
سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور مبتدی کو اسی ذکر سے ذکر شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں یک ضربی دو ضربی سہ ضربی چہار ضربی یک ضربی کا طریقہ آنکھیں بند کر کے
داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دلپر ضرب لگانا دو ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر
لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب اپنے گھٹنے پر لگائے دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر
چہار ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھکر خواہ رو بقبلہ کھڑے ہو کر یک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں یک ضربی اور دو ضربی تو طریقۂ بالا پر لیکن
سہ ضربی اسطرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف تیسری دلپر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں اور
سامنے اور دلپر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دلپر لگائے اور شش ضربی میں داہنے بائیں
آگے پیچھے اور اوپر آسمان کیطرف اور دلپر بالترتیب لگائے اور ہفت ضربی میں داہنی بائیں آگے پیچھے نیچے اوپر اور دلپر بالترتیب لگائے

درین ضربات ملاحظہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ دارد مستغرق شود کیفیت ولذت این ذکر ذاکر داند حاجت بیان نیست و اگر این ذکر را بالملاحظہ بکمال رساند استغراق ومحویت نماید وازدر و دیوار وشجر وحجر آواز ذکر مسموع شود ومضمون وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ مکشوف گردد و بمذکور برسد۔

طریق دیگر چہار ضربی

مستقبل قبلہ نشیند ومصحف پیش دارد یا قبر بزرگی پیش تو ضرب اول بر چپ دوم بر راست سوم بر مصحف برقبر چہارم بردل زند ومستغرق ذکر گردد درین ذکر کشف معانی قرآن وکشف قبور فرمودہ اند۔

طریق دیگر اسم ذات قلندری

اگر سالک خواہد کہ بمقام ہویت رسد باید کہ باین ذکر مواظبت نماید وپیوستہ درخلوت مشغول باشد باید کہ جلسہ مربع نگاہدارد وسر را درمیان ہر دو زانو بردہ برناف اللہ گفتہ سر را بردارد و ہر دو دست برزانو سخت کردہ بود اور خود ضرب کند ہمین طور ذکر گوید ومشغول باشد تا موصوف بصفات اللہ گردد اکثر مشائخ رضوان اللہ علیہم درعمل آوردہ اند۔

اور ہر ضرب مین فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (جدھر منہ پھیرو اُدھر ہی خدا ہی) کا تصور کرے اور مستغرق ہوجائے اس ذکر سے ذاکر ہی خوب لذت آشنا ہی احاطہ تحریر مین نہین آسکتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جاے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور ہر شئے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہی اور ان من شئی الا یسبح بحمدہ (کوئی چیز دنیا مین ایسی نہین جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو) کی کامل تصدیق ہوجاتی ہی۔

چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کرکے روبقبلہ بیٹھے اور پہلے داہنی طرف اور پھر بائین طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معانی قرآنیہ کا انکشاف[لہ] اور کشف القبور حاصل ہوجائیگا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہویت پر پہونچنا چاہتا ہی تو اس ذکر کی مشق کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چہار زانو بیٹھکر دونون گھٹنون کے بیچ مین سر کرکے ناف پر اللہ کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنون کو مستحکم پکڑے اور دلپر ہو کی ضرب لگائے اگر اسی طرح ذکر مین مشغول رہیگا تو خدا کے بہتر اوصاف اُس مین پیدا ہوجائین گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہی۔

[لہ] اس انکشاف سے اُسپر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہوجائینگے جس سے اُسکے ایمان مین اور زیادہ تقویت حاصل ہوجائیگی ۱۲ شمیم۔

طریق ذکر جاروب

بدانکہ لا الٰہ از زانوے چپ آغاز یدہ و سر را بزانوے راست آوردہ دورہ تمام بکتف راست رسانیدہ و اندک سر را بجانب پشت کج کردہ ضرب الا اللہ بشدت بر دل زند و مادام ورزش نماید درین ذکر دو زانو بنشیند۔

طریق ذکر حدادی

بدانکہ ہمان طور دم را بزور کشیدہ و در کلمہ لا الٰہ را بکتف راست رسانیدہ بہر دو زانو ایستادہ شود و ہر دو دست بردارد و کلمہ الا اللہ را بقوت تمام بر دل ضربے زند و ہر دو دست نیز بزانو ہا بزند و بنشیند چنانکہ حداد تیک بدو دست بر آہن بقوت میزند ہمبرین طریق ہر بار کشد تا ذوق دست دہد این ذکر از امام ابو الحفص منقول است حضرت شیخ جلال تھانیسری قدس سرہ فرمودہ کہ بسند این ذکر حضرت شیخ ما دامت برکاتہ این فقیر را بحضور خود مشرف فرمودہ اند چنان مشاہدہ و معاینہ گشت کہ بطاقت مردنتوانند الا بفضل اللہ و عونہ

طریق ذکر ارّہ

بدانکہ دم را واژگون کردہ بشدت تمام کشیدہ و دورہ لا الٰہ بکتف راست رسانیدہ و سر را بجانب پست مائل کردہ ضرب الا اللہ بر دل زند۔

ذکر جاروب کا طریقہ

بائین گھٹنے سے لا الٰہ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لاکر داہنے شانے کیطرف لیجائے اور تھوڑا سا کمر کیطرف جھکا کر الا اللہ کی ضرب بہت زور سے دلپر لگائے۔اس ذکر مین دو زانو بیٹھنا چاہئے۔

ذکر حدادی کا طریقہ

طریقۂ بالا پر سانس کو زور سے کھینچکر لا الٰہ کا دور داہنے شانے تک پہونچا کر دونوں گھٹنوں سے کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کرکے پوری قوت سے الا اللہ کی ضرب دلپر لگائے اور بیٹھ جائے اور جسطرح لوہار[1] کے ہاتھوں کی حرکت ہتوڑا اُٹھاتے وقت ہوتی ہو اسی طرح ہاتھوں کو حرکت دے تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال تھانیسری کے متعلق امام ابو الحفص سے مذکور ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ میرے شیخ نے بسند یہ ذکر مجھکو تعلیم فرمایا ہو۔ دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہی لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہی۔

ذکر ارّہ کا طریقہ

سانس کو اُلٹا کرکے پوری طاقت سے لا الٰہ کا دورہ داہنے کندھے تک پہونچائے۔ اور سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر دلپر الا اللہ کی ضرب لگائے۔

[1] غالباً اسی مناسبت سے یہ ذکر ذکر حدادی کہلاتا ہی ۱۲ شہید۔

طریق دیگر ذکر ارہ

چشم را بستہ و زبان را بکام چسپانیدہ و دم را واژگون کردہ لفظ اللہ را از ناف بشدت کشیدہ و تا بکتف رسانیدہ
ضرب لفظ ھُو بقوت بر دل زند چنانکہ درود گر ارہ بچوب میکشد دادم نفس را بزور و آواز بسخت جاری دارد و ملاحظہ
صفات اُمہات نگاہ دارد و تصور کند کہ بر قلب ارہ میکشم و بجائے برادہ کہ از چوب در وقت ارہ کشی
می بر آید ذرات نور صفات ہمراہ ھُو از دل می بر آید و در تمام اعضائے بدن منتشر می شوند و از جسم بر آمدہ تمام عالم را
محیط بودہ ہمراہ وجود ذاکر وجود عالم را مستور و محو گردانیدہ اند درین ذکر چندان مستغرق شود کہ محویت کلے حاصل
آید و مشاہدہ رونماید و کیفیت این ذکر بقلم نمی گنجد ہر کہ کند داند **فائدہ** بدانکہ در اذکار جہریہ تقلیل غذا چندان
نکند کہ ضعف لاحق آید بلکہ ربع معدہ خالی گذاشتن کافی ست و استعمال روغن و مغزیات در خوراک از ضروریات
است تا یبوست و خشکی و پریشانی در دماغ عارض نشود و ربط قلب با شیخ باعتقاد و محبت و تعظیم تمام درین راہ سلوک
شرط مقدم و رکن اعظم است و مقصود از چندین کار ہمان ذکر دوام و حضور تمام ست باید کہ خود را دائم ذاکر
دارد و دائم کار بر بدوا ز گفتار و اظہار بگریزد تا غذائے دل و روح ہمان ذکر گردد و ہموارہ مونس وے شود **بیت**
کار کن کار بگذر از گفتار :: کاندرین راہ کار دارد کار ::

ذکر ارہ کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے لگا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللہ کو ناف سے کھینچکر داہنے
شانے تک پہونچائے اور ہو کی ضرب دل پر اسطرح لگائے جسطرح بڑھئی لکڑی پر آرہ کھینچتا ہے اور برابر سانس کو زور
سے جاری رکھے اور صفات سے اُمہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آرہ کھینچ رہا ہوں اور خیال کرے کہ جسطرح
لکڑی کاٹنے وقت اُس سے برادہ نکلتا ہے اسیطرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے
نکلکر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہیئے کہ محویت کل اور
مشاہدہ تام حاصل ہو جائے کہ ذاکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے
فائدہ اذکار جہریہ میں غذا کو اسقدر کم نہ کرنا چاہیئے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی معدہ کو
خالی رکھنا چاہیئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہیئے تاکہ دماغ کو خشکی اور یبوست کی
تکلیف نہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت و اعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے
ان سب ذکروں سے ذکر دوامی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے
اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اُسکی روح اور دل کو تازگی بخشے اور اُسکا مونس رہے **شعر**
کار کن کار بگذر از گفتار :: کاندرین راہ کار دارد کار ::

فصل دوم دربیان اشغال ذکر

باید دانست کہ دل دو سوراخ دارد یکے زیرین دوم بالا در وازۂ بالا آنکہ متصل بجسم ست و در وازۂ زیرین علاقہ بروح دارد چون ذاکر بذکر جہر بامدو شد و تحت و فوق مشغول شود دریا لا کشادہ گردد اما دروازۂ فرودینہ بذکر خفی کہ مراد بحبس دم است مفتوح میگردد و حبس دم در ذکر اصل الاصول است و شرط کردۂ اند این را حضرات چشتیہ و قادریہ لیکن حضرات نقشبندیہ شرط نکردہ اند مگر منکر اولویت نیز نیستند و فائدہ ہا درین بسیار اند زیادہ تر آنکہ حرارت در باطن پیدا آید و رسومات اندرونی گداختہ شوند و عروق کہ متصل بدل اند چربی بسیار دارند و بواسطہ چربی خناس دہندۂ وسواس کہ بہر دروازۂ دل گرفتہ مثل عنکبوت نشستہ و پردہاے فرد ہشتہ قرارگاہ خود ساختہ است بدان عروق تعلق میکند و خطرات و وسواس باطلہ در دل می اندازد چون دم بستہ شود و حرارت دم بآن چربی برسد گداز شود و صفائی دل حاصل آید خناس مقہور گردد۔

طریق ذکر براے دفع خطرات فاسدہ کہ در دل بنشینند و دور نشوند

بدانکہ صورت خناس مثل اژدہاست و خرطوم دارد و ہر خرطوم خارہاے پُر زہر دارد و ہر گاہ کہ از مرید قصورے واقع شود و یا طعام از ناوجہ میخورد خناس قوت گیرد و خرطوم پر زہر را بر گرد دل میگرداند و آن زہر در دل اور اثر میکند۔

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان مین

دل مین دو سوراخ ہین ایک نیچے کی طرف جسکا تعلق روح سے ہی دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہی جب ذکر جہر مین ذاکر مدو شد تحت و فوق سے مشغول ہوجاتا ہو تو بالائی دروازہ کھلجاتا ہی لیکن نیچے کا دروازہ صرف ذکر خفی دیعنے حبس دم) ہی سے کھلتا ہی اور اذکار کا اصل الاصول حبس دم ہی حضرات چشتیہ و قادریہ نے اسکو اذکار مین شرط کیا ہی حضرات نقشبندیہ اسکو شرط تو نہین کرتے ہین لیکن اسکی اولویت سے اُنکو بھی انکار نہین ہے منجملہ اس کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہی کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہی اور اندرونی چربی اور رطوبات فضلیہ کی تحلیل ہوجاتی ہی اور وہ رگین جو قلب سے متعلق ہین بہت چربی دار ہین اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل مین وسوسہ ڈالتا ہے جسوقت دم رُک جاتا ہے تو اُسکی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہی تو دل صاف ہوجاتا ہی اور شیطان کی کوششین ناکام ہوجاتی ہین۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اُس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اژدہے کی ہے اور اُسکا پھن بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے جسوقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اُس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور اپنے پھن کو دل کے اطراف مین گھماتا ہے جس سے اُس کا زہر قلب مین اثر کر جاتا ہے۔

وسیاہی پیدا می آید پس چون مرید توبہ و استغفار و بپاس انفاس بذکر جلی و خفی مشغول می شود خناس ضعیف میگردد و دل صفائی پذیرد **فائدہ** پس ہرگاہ کہ خطرۂ سخت فاسد و بدعقیدہ در دل قرار گیرد بہیچ وجہ دور نشود علاجش آنکہ دم را از ناف کشیدہ در دل حبس کند و قرار دہد و کلمۂ لا الٰہ را از دل برآرد و تصور کند کہ خناس کہ بر گرد دل حلقہ کردہ مثل مار نشستہ است دمش از مقراض لا الٰہ گرفتہ می کشد و تا بکتف راست رسانیدہ ضرب کلمۂ الا اللہ بر دل بشدت و قوت زند و خیال کند کہ صدمۂ ضرب الا اللہ از دل بر سر خناس اُفتادہ پاش پاش شد و از اندرون بیرون افتاد ہمین طور یکبارگش و دمادم مشغول شود بعونہ تعالیٰ در اندک عرصہ خطرۂ فاسد دفع شود و خناس خطرہ دہندہ ہلاک گردد و دل صاف مثل آئینہ منور بنور ذکر شود درین ذکر ملاحظہ و حبس دم شرط است والا بے حبس نیز فائدہ خواہد بخشید مگر کردن شرط است۔

طریق حبس نفی و اثبات

کہ آنرا شغل نفی و اثبات گویند طریقش اینست کہ ہر دو چشم بستہ و زبان بکام چسپانیدہ اول دم را از ناف کشیدہ در دل قرار دہد باز ہمان طور کلمۂ لا الٰہ را از زانوے چپ آغاز یدہ بر زانوے راست آوردہ دورہ تمام بکتف راست رسانیدہ ضرب الا اللہ بر دل زند ہمین طور اول روز بدہ دم سہ بار ہر دم مشغول شود بعد ازان ہر روز

اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کرکے پاس انفاس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں صفائی اور نورانیت پیدا ہو جاتی ہے **فائدہ** جب کوئی بُرا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اسکے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچکر قلب میں روکے اور کلمۂ لا الٰہ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اژدہے کی طرح بیٹھا ہے لا الٰہ کی قینچی سے مین نے اسکی دُم پکڑ لی اور داہنے شانے تک لائے۔ پھر الا اللہ کی قلب پر ضرب لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی اور اسکا سر پاش پاش ہو گیا اور وہ دل سے باہر ہو گیا اسی طرح متواتر ضربین لگائے اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائینگے اور شیطان ہلاک ہو گا اور دل نور ذکر سے منور ہو جائیگا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے اور بے حبس دم کے بھی یہ ذکر مفید ہو گا مگر کرنا شرط ہے

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہین اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ آنکھین بند کرکے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل مین ٹھہرا دے اور کلمۂ لا الٰہ کو بائین زانو سے شروع کرے داہنے زانو پر لا کر شانے تک دورہ کو ختم کرکے الا اللہ کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن مین دس سانسین کھینچے اور ہر سانس مین یہ تین مرتبے کرے اس کے بعد روز بروز درجہ

درجہ یک یک زیادہ کند وعدد وتر راکہ اَللّٰہُ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ نگاہدارد تا در باطن حرارت پیدا آید و بہوات اندرونی گدازد و خطرات دفع گردند وخناس بگریزد وحالات ظہور گیرند وچون کشش دم فوق المعتاد باشد خطرہ بندی ومحویت بر دل زود پدید آید وحرارت در تمام اندام سرایت کند و ذکر در ہمہ اعضا جاری شود و آتش عشق شعلہ زند بعونہ تعالیٰ اما کشش دم را وخطرہ بندی را خلو معدہ از طعام وشراب شرط است خصوصاً در ابتدائے حال **فائدہ** ونیز در حبس دم عدم استعمال بردات مثل آب وہوائے سرد ضرور است تا سرد نکند حرارت قلب را ونیز از طعام حار پرہیز دبرابر است کہ حرارت طبعی باشد یا عارضی زیراکہ موجب ایجاد مرض یا ازدیاد مرض میگردد واعظم شرط آنست کہ درجہ اوسط را نگاہدارد نہ چندان پری شکم کہ کاہل شود نہ غایت گرسنگی کہ ضعف آرد۔

طریق دیگر حبس نفی واثبات

باید کہ در خلوت جلسہ مربع بنشیند وچشم بند نماید واز زیر انگشت پائے راست انگشت کہ متصل آنست رگ کیماس را محکم بگیرد وہر دو دست بر زانو نہد بعدہ دم را از زیر ناف قبض کردہ بجانب دل آوردہ بام الدماغ

ایک ایک دم زائد کرتا رہے اور اَللّٰہُ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ (اللہ طاق ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے) کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اُس کو شکست ہو اور جب دم کشی کی عادت ہو جائیگی تو دلپر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم مین حرارت ساری ہو جائیگی اور ہر عضو خود بخود ذاکر ہو جائیگا۔ اور عشق الٰہی کی آگ دل مین روشن ہو جائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو اور ابتدا مین تو اس کی بہت ضرورت ہے **فائدہ** حبس دم مین ٹھنڈی چیزون کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہیئے کیونکہ خوف ہے کہ کہین یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کردے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزون سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے اور نہ اسقدر سیر ہو کر کھائے کہ مضمحل ہو جائے اور نہ اسقدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی واثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ

چاہیئے کہ تنہائی مین چار زانو بیٹھکر آنکھین بند کرے اور داہنے پاؤن کے انگوٹھے اور اُسکے پاس کی اُنگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھون کو زانوؤن پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچکر دل کی طرف لاکر ام الدماغ مین

[1] اسمین بھید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط جسم مین ہے اسیطرح نفس کا مقام ہے جسطرح مضغہ صنوبری دل کا پس جب وہان سے نفی شروع کیجائیگی اور ام الدماغ تک پہونچائی جائیگی تو جو چیزین بیچ مین واقع ہونگی متاثر ہونگی اور حجاب اُنسے اُٹھ جائیگا ۱۲ شہید۔

قرار دہد و حرف لا از ناف بافکر و ملاحظہ بے حرکت لب و زبان از خیال کشیدہ بجانب روح بردہ و حرف
اِلٰہ را بدماغ رسانیدہ از دماغ بیرون دہد و لفظ اِلَّا اللہ را بر فضاے دل ضرب کند ہمین طور در یکدم پنج تا ہفت
بار بگوید بعد ازان باہستہ نفس براہ روزن بینی بگذارد و وقت گزشتن دم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گوید
و چشم را بکشاید و ملاحظہ لا محبوبَ اِلَّا اللہ کند و وقت گرفتن دم چشم پوشد و تصور لا موجودَ اِلَّا اللہ کند دوم
باہستگی قبض کند و باہستگی گزارد ہمین طور دہ نفس ہر روز بعمل آرد و ہر دم یوماً فیوماً یک یک بار زیادہ کند حتی کہ در
یکدم تا یکصد و بست و یک بار رساند آن زمان روزن دل بکشاید و از نور مشاہدہ منور گردد بفضلہ تعالے۔

طریق شغل سہ پایہ دورۂ چشتیہ

شغل سہ پایہ این ست کہ بالفاظ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ ذکر کند این شغل را حضرات چشتیہ سہ پایہ
می گویند و اکثر اہل اللہ درین عمل مشغول گشتہ اند طریقش آنکہ جلسہ مربع بنشیند و فکر تصور سُلْطَانًا مَحْمُوْدًا سُلْطَانًا
نَصِیْرًا نگاہدارد و دم را حبس کردہ از زیر ناف بام الدماغ رساند چون دم بام الدماغ برسد اَللّٰہُ سَمِیْعٌ گوید
وَبِیْ یَسْمَعُ تصور دارد و باز بر دل اَللّٰہُ بَصِیْرٌ گوید وَبِیْ یُبْصِرُ تصور کند و باز بر ناف اَللّٰہُ عَلِیْمٌ گوید وَبِیْ یَنْطِقُ
تصور دارد و باز از سر گیرد بام الدماغ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ و بر دل اَللّٰہُ بَصِیْرٌ و بر ناف اَللّٰہُ سَمِیْعٌ گوید ہمین طریق عروج و نزول کند مشغول شود

ٹھہرائے اور بغیر زبان کو حرکت دیے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لا کو ناف سے کھینچکر روح کی طرف لاکر لفظ اِلٰہ
کو دماغ تک پہونچاکر باہر لائے اور دل پر اِلَّا اللہ کی ضرب لگائے اسیطرح ایک سانس مین پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر
آہستہ سے ناک سے سانس باہر کرے اور باہر کرتے وقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (محمد خدا کی رسول ہین خدا اُنپر صلوۃ
وسلام بھیجے) کا تصور کرے اور آنکھین کھولکر لا محبوبَ اِلَّا اللہ (کوئی سوا خدا کی پیارا نہین ہی) کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھین بند کرلے اور
لا موجودَ اِلَّا اللہ (کوئی موجود حقیقی سوا خدا کی نہین ہی) کا تصور کرے اور آہستگی سی سانس روکے اور اسیطرح ہر دن دس سانسین لے اور ہر روز ایک
ایکبار زائد کرتا جائے یہانتک کہ ایک سانس سی ایکسو اکیس مرتبہ یہ ذکر کرسکے اسوقت دروازہ قلب کھلجائیگا اور نور مشاہدہ سی قلب منور ہوجائیگا

شغل سہ پایہ دورۂ چشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہی کہ اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا بینا اور سننے والا ہی) کا ذکر کرے اس ذکر کو اکثر حضرات
مشائخ نے کیا ہی اسکا طریقہ یہ ہی کہ چارزانو بیٹھ جائے اور سُلْطَانًا مَحْمُوْدًا سُلْطَانًا نَصِیْرًا (مددگار اور محمود شاہنشاہ) کا تصور کرے
اور سانس کو روک کر ناف سے لیکر ام الدماغ تک پہونچالے جب سانس ام الدماغ مین پہونچے تو اَللّٰہُ سَمِیْعٌ (خدا سنتا ہی) کہے
اور بی یسمع (میرے ہی ذریعہ سی سنتا ہی) کا تصور کرے پھر اللہ بصیر (خدا بینا ہی) کہے اور بی یبصر (میرے ہی ذریعہ سی دیکھتا ہی)
کا تصور کرے پھر ناف پر اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا ہی) کہے اور بی یَنْطِقُ (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہی) کا تصور کرے پھر سر سے شروع
کرے اور ام الدماغ مین اللہ علیم اور قلب پر اللہ بصیر اور ناف پر اللہ سمیع عروج و نزول کے طریقہ پر کہے۔

چندانکہ در یک دم یک صد و یکبار شغل سہ پایہ مذکور گوید مشاہدۂ لایزال روے نماید و شغل مذکور در سلسلہ شطاریہ بہ ہشت رکنے نیز گویند از آنکہ تصور ہشت چیز درین شغل لابد باید بیت برزخ و ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق ؛ می نماید طالبان را کل نفس ذوق و شوق ؛ تفصیل احوالیکہ درین شغل رو می نماید در قلم آوردن ادب نیست مگر سہ حال درین شغل سہ پایہ ذاتی است یکی قرب نوافل دوم قرب فرائض سوم نہ قرب نوافل نہ قرب فرائض بلکہ عین عین سالک معائنہ کند کہ تعین عین ذات است ذات اوست **فائدہ** باید دانست کہ قرب دو قسم است قرب نوافل و قرب فرائض اما قرب نوافل این است کہ صفات بشریہ سالک ازوی زائل شود و صفات حق تعالیٰ بروے ظاہر آید چنانچہ زندہ گرداند مردہ را و میرانَد زندہ را باذن اللہ تعالیٰ و بشنود و بہ بیند از جمیع بدن خود و بشنود مسموعات را و بہ بیند مبصرات را از بعید و علی ہذا القیاس باقی صفات سوای این و ہمین فنائے صفات بندہ است بصفات حق تعالیٰ و این ثمرہ نوافل ست و اما قرب فرائض پس آن عبارتست از فنا رعبد بالکلیہ از شعور جمیع موجودات حتی کہ از نفس خود نیز فانی شود بحیثیتی کہ باقی نماندہ باشد در نظر سالک مگر وجود حق تعالیٰ و این معنی فنائے بندہ است در ذات او تعالیٰ و این ثمرہ قرب فرائض است۔

طریق شغل سلطانًا نصیرًا

از حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ منقول است کہ این شغل ثمرات بسیار دارد خصوصًا برائے خطرہ بندی

یہانتک کہ ایک ہی سانس مین ایک سو ایکبار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الٰہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل مین آٹھ چیزونکا تصور شرط ہے اسواسطے اصحاب شطاریہ اسکو ہشت رکنی بھی کہتے ہین **شعر**

برزخ و ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق ؛ می نماید طالبان را کل نفس ذوق و شوق ؛ اس شغل مین جو احوال منکشف ہین اُنکو بیان کرنا بے ادبی ہی لیکن اُسمین تین احوال حوال ذاتی ہین اول قرب نوافل دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہی کہ اُسکا تعین عین ذات باری کا تعین ہی فائدہ قرب کی دو قسمین ہین قرب نوافل اور قرب فرائض. قرب نوافل اُسکو کہتے ہین کہ سالک سے انسانی صفتین زائل ہوجائین اور خدائی اوصاف حاصل ہوجائین جیسے قم باذن اللہ کہکر کسی مردہ کو زندہ کر دینا اور پھر اُسکو ہلاک کر ڈالنا اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فرائض اسکو کہتے ہین کہ انسان تمام موجود چیزون کے ادراک سے فنا ہو جاے اور اُسکی نظر مین سوائے وجود الٰہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہی اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سلطانًا نصیرًا کا طریقہ

خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ اس شغل کے فوائد بہت ہین خصوصًا خطرات کے انسداد مین

ؔ صفات سے مُراد صفات جہات ہین جنکو ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور برزخ سے واسطۂ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہی ۱۲ شہید۔

تاثیر عجیب و غریب آرد طریقش آنکہ وقت صبح یا شام رو بقبلہ دو زانو بنشیند و دل را بہہت تمام جمع نمودہ نظر ہر دو چشم بند نمودہ یا یک چشم بند نمودہ یا چشم دیگر بر ترہ بینی خود دارد بے آنکہ پلک زند و ملاحظہ نور غیر معین مثل نور چراغ یا ستارہ درخشان کند دران چندان مشغول شود کہ مستغرق و محو گردد در ابتدائے حال ہر دو چشم درد میکند و آب از و جاری شود مگر در چند عرصہ مزاولت در چشم دفع شود و نظر برقرار آید و تمام چہرہ شاغل مثل نظر در آید چنانکہ در آئینہ می بیند و دو سے شاغل منور گردد و نور بے کیف و لطیف مشہود شود و مذاق و کیفیت حسب استعداد او حاصل آید۔

طریق شغل سلطانا محمودا

باید دانست کہ چنانکہ در شغل سلطانا نصیرا بر ترہ بینی دارند درین شغل نظر خود را درمیان فرق ہر دو ابروی خود میدارند درین شغل سر شاغل در نظرش آید چون سر نمودار شود بکیفیت عالم بالا اطلاع یابد۔

طریق شغل سلطان الاذکار

بدانکہ سالک در حجرہ تنگ و تاریک کہ از شور و شغب دور باشد داخل شود درود و استغفار و اعوذ و بسم اللہ خواندہ این دعا را سہ بار بحضور قلب و تصور معنی تکرار کند اَللّٰہُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا

عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اسکا طریقہ یہ ہے کہ صبح یا شام کو رو بقبلہ دو زانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھین یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارے کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہوجائے ابتدا مین تو آنکھوں مین ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہیگا لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہیگی اور اسکو اپنی صورت جسطرح آئینہ مین نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الٰہی سے منور ہوجائیگا اور لطف و مذاق اسکی حیثیت کے مطابق حاصل ہوجائیگا۔

شغل سلطانا محمودا کا طریقہ

جسطرح سلطانا نصیرا کے ذکر مین نتھنون پر نظر رکھتے ہین اسی طرح اس شغل مین دونون بھوون کے بیچ مین نظر رکھتے ہین اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کا اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہوجاتا ہے۔

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ

سالک کو چاہیئے کہ تنگ و تاریک حجرہ مین جس مین شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہوکر درود و استغفار اور اعوذ و بسم اللہ پڑھکے اللّٰہم اعطنی نوراً آخر (بار الٰہا مجھکو نور دے اور میرے واسطے نور کردے اور میرا نور بڑھا دے اور خود مجھکو نور کردے) تین بار حضور قلب اور تصور معنے سے کہے۔

بعدازان نشستہ یا ایستادہ یا غلطان بہر صورت کہ باشد بدن خود را بے اختیار و سبک وار و مثل مردہ انگارد وازسر تا قدم بہر بن موے وجود خود بجمیع ہمت متوجہ شود وقتیکہ دم بالا کشد اسم ذات یعنے اللہ و چون بیرون دہد ھو تصور کند یعنے بدانکہ در آمد و رفت نفس از ہر بن موے اللہ ھو جاری ست و دران شغل مستغرق شود کہ شعور از خود نماند و ملاحظہ معنے ھو الحی القیوم کند بعونہ تعالی در چند عرصہ ذکر اللہ از ہر بن موے جاری شود و مسموع گردد و مشمر انوار و تجلیات شود لیکن مشغول بودن شرط است ۔

طریق دیگر سلطان الاذکار

باید کہ حواس خمسہ را از پنبہ یا از انگشتان بند کردہ دم را از زیر ناف کشیدہ بام الدماغ حبس کند و دم آنجا بدل مدور بردہ یا ذکر قلبی اسم ذات از قلب صنوبری در ضمن استماع آواز احدیث در تصور نقطہ درخشندہ اندرون دل مدور کہ محلش در ام الدماغ است کہ آن را لطیفہ اخفی ہم میگویند اشتغال دارد تا آنکہ این نقطہ پہنا ور گردد بحدیکہ تمام جسدش منور گردد بعدہ ہمہ آفاق بلکہ فرش تا عرش نور محض شود و دران نور صور پاکیزہ از عالم ملائکہ و حق پدید آید ۔ چون این شغل بکمال خود برسد حقیقت سالک کہ متصرف در تمام افراد عالم است مشہور گردد درین مقام سالک را باید کہ صفات خود را صفات حق داند اللہ یرزق من یشاء ۔

اُسکے بعد لیٹ کر یا بیٹھکر یا کھڑے ہوکر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سر تا پا متوجہ اور باہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہُو کا تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ اللہ ہو نکل رہا ہی اور اس ذکر مین اسطرح منہمک ہونا چاہیئے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے ۔ اور ھو الحی القیوم (خدا زندہ اور قائم ہی) کا ہر وقت تصور کرے اسکا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا جسم کا ہر ہر رویان اور ہر ہر بال ذاکر ہو جائیگا اور انوار تجلی سے منور ہو جائیگا ۔

ذکر سلطان الاذکار کا طریقہ

حواس خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچکر ام الدماغ مین روکے اور وہان سے دل مدور مین لیجاکر اسم ذات کے ذکر قلبی کیساتھ قلب صنوبری سے آواز احدیت کے سننے کے ضمن مین اس نقطہ درخشندہ کے خیال مین جو دل مدور مین ام الدماغ مین واقع ہی (بعضے اُسکو لطیفہ اخفی بھی کہتے ہین) شغل رکھے یہانتک کہ یہ نقطہ اسقدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے اور اُسکے بعد عرش سے زمین تک محض نور ہی نور دکھائی دے اور اُس نور مین حق اور ملائکہ کی صورتین دکھائی دینے لگین جب سالک اس مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو جو عالم مین متصرف ہی خود دیکھنے لگتا ہی اس مقام مین سالک کو اپنی صفات کو صفات باری سمجھنا چاہیئے (اللہ یرزق من یشاء) (خدا جسکو چاہتا ہی دیتا ہی)

طریق شغل سرمدی کہ آنرا انجد و سلطان الاذکار میگویند

بطریق معہود چشم و گوش را از انامل بند نماید و حواس را جمع نموده تصور نماید کہ در دماغ آوازے مثل آواز افتادن آب از بالا بہم مسموع میگردد و بہمت تمام متوجہ باستماع آن آواز باشد چنانکہ گفت **بیت** در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسی است ۞ ہشدار و گوش دل بہ پیام سروش دار ۞ و یک لحظہ ازو غافل نشود رفتہ رفتہ آن آواز چنان قوت گیرد تا آنکہ بے بند کردن گوش ہم غائب نشود و شور عالم اورا مزاحمت نرساند بلکہ آواز سرمدی بر ہمہ آواز غالب باشد و درین مشغولی ذوق و شوق فرو میگیرد کہ بتحریر نمی آید و چون ذکر در تمام بدن سرایت کند تمام اندام مملو بآوازے باشد کہ صدایش مانند آواز در گنبد پدید می آید و این آواز را صوت حسن و ہمس می نامند چنانکہ فرموده اند وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا و گویند کہ ہمین آواز بود کہ موسیٰ علیہ السلام از شجر بتمامی بدن خود شنیده بودند و دلیل ظہور وحی بران علیہ السلام بود و اولیا نیز باین آواز بالہام مشرف می شوند و عارفان ازین آواز حق تعالیٰ را یافتہ اند و بمدام ذکر روز بروز صدائے ذکر غالب میشود گاہ گاہ مثل سلسلۂ جرس می یابند چنانچہ حافظ شیرازی بسویش اشارت فرموده اند **بیت** کس ندانست کہ منزل گہ آن یار کجاست ۞ اینقدر ہست کہ بانگ جرسے می آید ۞ و گاہ گاہ بانواع دیگر می آید و چون غلبۂ وے بکمال رسد۔

شغل سرمدی کا طریقہ

طریقۂ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو انگلیوں سے بند کرے اور حواسّ خمسہ کو جمع کرکے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اسکے سننے میں پوری ہمت سے مشغول ہو کسی نے خوب کہا ہے **شعر** در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسی است ۞ ہشدار و گوش دل بہ پیام سروش دار ۞ اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اس قدر قوت حاصل ہوجائیگی کہ بغیر کان بند کیے یہ آواز سنائی دیگی اور کوئی شور و غل مانع نہ ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کرجاتا ہے تو تمام جسم سے گنبد کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں صوت حسن و ہمس کہتے ہیں جیسا قرآن شریف میں ہے وخشعت الاصوات الآیۃ خدا کے لیے آوازیں پست ہوگئیں تو تم سوائے پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو، بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ (علی نبینا و علیہ السلام) نے درخت سے اپنے تمام جسم میں سُنی تھی اور یہ آواز انپر وحی کی نزول کی دلیل تھی اور اولیائے کرام بھی اسی آواز سے الہام کا فیض حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی اسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے یہ آواز پابندی سے غالب ہوجاتی ہے اور کبھی گھنٹے کی ایسی آواز سے لگتی ہے حضرت حافظ فرماتے ہیں **بیت** کس ندانست کہ منزل گہ آن یار کجاست ۞ اینقدر ہست کہ بانگ جرسے می آید ۞ اور کبھی دوسرے قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہوجانیکے بعد۔

لہ بعض لوگ اس ذکر کو انجد اور سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۲ ؎ حواس خمسہ دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۲ ؎ کہ کسیکو نہیں معلوم کہ

سلطان ذکر گردد و آواز رعد و صاعقه ظاهر شود و در تمام اندام لرزه پیدا شود و محویت بیخودی ظهور گیرد و گاه گاه
انوار نمودار شوند مثل برق و ستاره و ماه و آفتاب وغیره اما سالک را باید که ملتفت باین انوار نشود زیرا که مقصود اعلیٰ
نور ذات است که بے جہت و بے کیف است۔

طریق شغل بساط

باید دانست که درام الدماغ نقطه ایست درخشان مثل آفتاب آن را دل مدور گویند و صوفیه اخفی نیز نامند
و گویند که این شغل بلا واسطه از سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم بحضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ رسیده بود و حضرت
ایشان را ببرکت این شغل معراج معنوی حاصل شده بود و از ہمین جاست العلم نقطة طریقش آنکه چشم را بسته
و زبان را بکام چسپانیده و دم را بام الدماغ حبس کرده درانجا گروه هُو هُو بصورت آفتاب درخشان برنگ سرمئی
سیاہی و سرخی مائل مثل نقطه چشم تصور نماید و ہم تصور کند که گروه مذکور منبسط بوده ہمه اعضا را محیط شده است
و گویا بدن سالک را محو ساخته وجود آن گروه هُو که عین ذات بے جہت و بے کیف است و بجایش قائم گشته
مصرع عرفت او زمیان ہمین خدا ماند خدا۔ ہمین مرتبہ فنا را اسمے بربوبیت و تجلی ذاتی ولاہوت محمدی گفته اند درین
شغل اگر نور زرد تیز در نظر آید نور نفس و ناسوت ست و اگر نور سرخ نماید نور ملکوت و اگر نور سبز نماید نور۔

سلطان ذکر ہوجب آتا ہے اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کانپنے لگتا ہے اور بیخودی اور محویت
کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنیون کی طرح روشنی دکھائی دیتی ہے لیکن سالک کو
ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہیے بلکہ نور ذات کی طرف خیال رکھنا چاہیے۔

شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ مین آفتاب کی طرح ایک منور نقطہ ہے جسکو مدور اور حضرات صوفیہ اسکو اخفی کہتے ہین مشہور ہے کہ یہ شغل
حضرت معین الدین چشتی رح کو آنحضرت صلعم سے بلا واسطہ پہونچا ہے اور اسی شغل کی برکت سے معین الدین چشتی رح کو
باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطة (علم ایک نقطہ ہے) اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھین
بند کرکے اور زبان کو تالو سے لگاکر دم کو ام الدماغ مین روک کر گردہ ہو ہو کو سرمئی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال
کرے کہ یہ نقطہ تمام جسم کو پھیل کر حاوی ہوگیا ہے۔ گویا اس کا جسم فنا ہوگیا اور اسکی جگہ پر گردہ ہو کہ بے جہت
اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے، قائم ہوگیا اس مرتبہ فنا کا نام ربوبیت تجلی ذات اور لاہوت محمدی ہے اس شغل
مین اگر زرد نور دکھائی دے تو نور نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور اگر سبز نظر آوے تو نور

سلہ اس مقام کو اصطلاح صوفیہ مین کشاکش کہتے ہین جب سالک اس مقام سے ترقی کرجاتا ہے تو کشاکش دنیا سے گویا نجات پاجاتا ہے۔ شیخ
عبدالقدوس رح تحریر کرتے ہین کہ حضرت جنید بغدادی کو تیس سال مین حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم مین حاصل نہین ہوسکتا۔ شہید

جبروت است واگر سیاہ نظر آید نور لاہوت است ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

فصل سوم دربیان مراقبات وانواریکہ درحالت ذکرو مراقبہ پیدا میشوند

طریق مراقبہ بدانکہ چون طالب را انوار ذکر جہریہ وخفیہ منور گردد وذکر دررگ وپوست سرایت کند وجمعیت ومحویت رو دہد مراقبات تلقین فرمایند مراقبات براقسام اند ہر انچہ طالب را فائدہ بخشد وبمنزل مقصود رساند بعمل آرد در ینجا چند مراقبہ بیان کردہ می آیند۔

طریق مراقبہ

باید کہ بجلسۂ صلوۃ سر را برزانو نہادہ وقلب را از جمیع ماسوی اللہ نگاہداشتہ بحضوریت حق سبحانہ تعالیٰ حاضر دارد اول اعوذ وبسم اللہ خواندہ سہ بار اَللّٰهُ حَاضِرِیْ اَللّٰهُ نَاظِرِیْ اَللّٰهُ مَعِیْ برزبان تکرار نمودہ بعدہ سر بجیب مراقبہ بردہ بدل معنی آن ملاحظہ کند وتصور نماید یعنے بداند کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر وناظر وبامن است ودرین دانست چنان خوض نماید ومستغرق گردد کہ شعور از غیر حق بکلی برود تا از خود ہم خبر نماند اگر بطرفۃ العین این علم برود مراقبہ

جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نور لاہوت ہے ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (یہ خدا کی عنایت ہے جسپر چاہتا ہے کرتا ہے۔)

تیسری فصل اُن انوار ومراقبات کے بیان مین جو ذکر اور مراقبہ کی حالتمین ظاہر ہوتی ہین

مراقبہ کا طریقہ جب انوار جہریہ وسریہ سے سالک منور ہوجاتا ہے اور اُسکی رگ وپے مین ذکر سرایت کرجاتا ہے اور ایک محویت اور بیخودی پیدا ہوجاتی ہے تب اُسکو مراقبات کی تعلیم دیجاتی ہے اور مراقبہ کی چند قسمین ہین جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اُسے منزل مقصود تک پہونچائے اُسپر عمل کرے اُسمین سے چند ہم بیان کرتے ہین۔

مراقبہ کا طریقہ

دوزانو (جس طرح نماز مین نشست ہوتی ہے) بیٹھکر سر کو گھٹنے پر رکھکر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کرکے خدا کی درگاہ مین حاضر کرے اور تعوذ (یعنے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) اور تسمیہ (یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے بعد اَللّٰهُ حَاضِرِیْ اَللّٰهُ نَاظِرِیْ اَللّٰهُ مَعِیْ کہکر مراقب ہوکر اس کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر وناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال مین اس قدر منہمک ہوجاے کہ غیر خدا کا یہانتک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکلجائے اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر مین زائل ہوجائے تو یقین کرنا چاہیئے کہ مراقبہ

ؔ ہو چیز مطلوب حقیقی تک پہونچانیوالی ہو اُسکے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہین تو مراقبہ مرادا معروف ونہی عن المنکر کے مدنظر رکھنے کو کہتے ہین اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات مین اسقدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہوجائے ۱۲ شہید

نباشد در ابتدا ے حال بتکلف مراقبہ شود رفتہ رفتہ بجاے رسد کہ باز داشتن زان ممکن نباشد ما برین مرتبہ
بتدریج میرسد باید کہ تنگ شدہ ترک ندہد۔

مراقبہ دیگر

بدانکہ مرض دل بسہ چیز است تا بدان سبب بغرض مشغول ست یکی حدیث نفس کہ مدام بقصد و اختیار خود در دل
حدیث میکند خواہ در ملا خواہ در خلا دوم خطرہ کہ آن بغیر قصد می آید و میرود سوم نظر بغیر یعنی علم باشیاے متکثرہ و اصل علاج
آن مرض شغل باطن است و آن بر انواع است باید کہ اسم ذات در مقام حدیث نفس و اسماے صفات امہات در
مقام خطرہ بنشاند و نظر دل بر جمال مرشد کہ خاص مظہر اوست دارد۔

مراقبہ رویت

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی با ملاحظہ معنی صورت رویت حق تعالیٰ خود را در ملاحظہ دارد و بران مواظبت
نماید تا وجدان صورت ملکہ دارد۔

مراقبہ معیت

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ با ملاحظہ معنی تصور نماید کہ او تعالیٰ با من است بہر حال و بہر جا در خلا و ملا و دران مستغرق شود

نہین ہو ابتدا مین مراقبہ مین زحمت ہوتی ہو لیکن عادت ہوجانے پر کوئی تکلیف نہین ہوتی بلکہ اس سے رجوع
مشکل ہوجاتا ہو لیکن اس مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہو اسوجہ سے ابتدا مین عاجز ہوکر چھوڑ نہ دینا چاہیے
شعر بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ٭ اگر خارے بود گلدستہ گردد۔

دوسرا مراقبہ

جن امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کیطرف متوجہ رہتا ہو اُنکے اسباب تین ہین ایک حدیث نفس یعنی بقصد
اپنے دل سے جلوت اور خلوت مین باتین کرنا دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل مین پیدا ہوجاتا ہو تیسرے نظر بغیر یعنے
کثیر التعداد چیزون کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہو لیکن اُسکی چند صورتین ہین حدیث نفس
کی صورت مین اسم ذات اور خطرہ مین اسماے صفات امہات کا دل مین تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے

مراقبہ رویت

خدا کی رویت کی صورت کا تصور کرے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (کیا نہین جانتا ہو کہ خدا دیکھتا ہو) پر غور کرے
اور اسپر یہانتک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہوجائے۔
مراقبہ معیت وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (جہان کہین تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہو) کا معنی کیساتھ تصور کرے اور
یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری صحت غرض ہر حالت مین خدا میرے ساتھ ہو اور اسی خیال مین مستغرق ہوجائے

مراقبہ اقربیت

نحن اقرب الیہ من حبل الورید با ملاحظہ معنے تصور نماید کہ او سبحانہ قریب تر ست از من بمن و دران محو شود

مراقبہ وحدت

ہمہ اوست وهو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن بر زبان گفتہ با ملاحظہ معنے تصور کند کہ ہیچ نیست مگر اوست و دران مستغرق شود۔

مراقبہ فنا

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام با ملاحظہ معنے صورت یقینی فنائے جملہ موجودات و بقائے آن ذات بے کیف تصور نماید وبچشم دل آن را ببیند و دران محو شود تا کہ این معنی بوجہ احسن جلوہ گر گردد و فنائے وجود سالک و اضمحلال عقل و علم رونماید۔

و دیگر مراقبات بسیار اند

مثل اینما تولوا فثم وجہ اللہ — ایضا کان اللہ علیکم رقیبا
ایضا وهو بکل شیء محیط — ایضا وفی انفسکم افلا تبصرون

مراقبہ اقربیت

نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی زائد قریب ہین) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال مین محو ہو جائے کہ خدا مجھسے بہت قریب ہے۔

مراقبہ وحدت ہمہ اوست او ہو الاول ہو الآخر (اُسکا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتدا اور انتہا مین وہی ہے) زبان سے کہے اور تصور کرے کہ اُسکے سوا کوئی نہین ہے اور اسی خیال مین مستغرق ہو جائے۔

مراقبہ فنا کل من علیہا فان الآیہ (دنیا کی تمام چیزین فانی ہین اور بزرگ خدا باقی رہیگا) کے معنے کے تصور کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزین فنا ہو جائینگی اور ذات باری جو بیکیف ہے ہمیشہ رہیگی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال مین محو ہو جائے تاکہ اُسکے معنی اور بھی منکشف ہو جائین اور اُسکے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

دیگر مراقبات بہت ہین

جیسے اینما تولوا فثم وجہ اللہ (جدھر منہ پھیرو اُدھر ہی خدا ہے) اور کان اللہ علیکم رقیبا (خدا تمھاری حالتون کا معائنہ فرماتا ہے) اور وهو بکل شیء محیط (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوے ہے) اور وفی انفسکم افلا تبصرون (خدا تم مین ہے کیا تم نہین دیکھتے ہو)

ایضاً هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ایضاً مراقبہ آیات و مراقبہ جمیع اسماے حسنے وغیرہ حاصل آنکہ ہر کلمہ و آیت کلام ربانی کہ دلالت بر توحید کند در تصور معنی آن چنان خوض کند و غرق شود کہ بجز ملاحظہ آن ہیچ نماند و دران مستغرق گردد ہمین مراقبہ است۔

مراقبہ دیگر

بعضے چشم کشادہ نظر سوی بالا یا مقابلہ خود در ہوا اندازند و دران کوشند کہ پلک نہ زنند و ازین شغل انوار پدید می آیند و آتش از پلک میخیزد و جملہ اندام را میگیرد و عشق پیدا می آید و این را مراقبہ ہوائی نامند درین مراقبہ بعضے اولیا چشم در ہوا انداختہ سالہا در عالم تحیر ماندہ اند۔ مراقبہ دیگر در حجرۂ تنگ و تاریک چشم کشادہ بر ہوا در یک جا او را د انوار قدس بتابد و بحق برسد۔ مراقبہ بعضے صرف خاموش باشند و فکر میکنند کہ من نیم مگر او دست اگر درین معنی خوض کامل نماید بحکم آیت جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ آنا د انت از دل برآید و این راہ قریب تر است مراقبہ بعضے آن ذات را محض دریاے آب صاف و روشن ملاحظہ نمایند و وجود خود را قطرۂ آن دریا و دران مستغرق شوند

اور هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ خدا زندہ اور قائم ہے اسی طرح دیگر آیات اسماے باری کے مراقبات ہین غرض جو لفظ یا آیت توحید پر دلالت کرے اُسکے معنی کے غور کرنے مین اسقدر منہمک ہوجاے کہ اُسکے تصور کے سوا کچھ ذہن مین نہ رہے اسکو صوفیہ مراقبہ کہتے ہین۔

دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھولکر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہین اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہین اس شغل مین انوار الٰہیہ متجلی ہوتے ہین اور ایک پلک سے آگ نکلکر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہوجاتا ہے اور یہ مراقبہ ہوا کہلاتا ہے بعض حضرات نظر ہوا پر کرکے مدتون عالم تحیر مین رہتے ہین۔ مراقبہ تنگ و تاریک حجرہ مین بیٹھکر آنکھ کھولکر ہوا مین ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الٰہی ظاہر ہونگے اور وصال حق نصیب ہوگا۔ مراقبہ بعض لوگ خاموش رہتے ہین اور سوچتے ہین کہ مین موجود نہین ہون بلکہ اُسیکا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اسپر غور کریگا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ کے حکم کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکلجائیگا اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے مراقبہ بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہین اور اپنے کو اُس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہین اور اس مین مستغرق ہوجاتے ہین۔

لہ ہوا مین سر عظیم ہے کہ مستقیم اور مستدیم ہے اور قول اللہ کا مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ اسی کلام کا سر ہے اور ہوا عالم خدا اور عالم صفا ہے کون و مکان و کون یعنے ہژدہ ہزار عالم اسی ہوا مین ہین اور ہوا سے گزر کر سبحان و لامکان ہے جسکا سر الرحمن علی العرش استوے ہے اور تو ہوا کہتا ہے مگر یہ نہین جانتا کہ ہوا کیا چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالبین سے حق آگیا اور باطل فنا ہوگیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

مراقبہ بعضے آن نور مطلق را دریاے نور غیر متناہی تعبیر نمایند و خود را قطرۂ نور مستہلک دران دریاے نور
مراقبہ بعضے آنرا ظلمت محض قرار دہند و خود را ظل کہ در شب دیجور مستہلک دران بود دانند و امثال آنہا این
ہمہ تمثیلات و تصورات براے آنست کہ معقول باحساس عقول ضعیف آید و آن راہ بمقصود برد و الا ذات مطلق
بے کیف و بیچون و بیچگون و بے شبہ و بے نمون پاک و منزہ است ازین تصورات و تمثیلات و ادراکات تعالی
اللہ عن ذالک علواً کبیراً و مقصود و مطلوب از ہمہ حیلہا افناے ہستی موہوم است کہ بردہ دل سالک حجاب از مشاہدہ
وجود مطلق کہ حقیقت اوست گشتہ است چون بغلبہ حال استغراق افناے خویش حاصل آید ہر قدر کہ از خود رفت با حق
پیوست پس حاصل آنکہ سالک را باید کہ ہستی و افعال و صفات حق بیند و دران مستغرق شود تا حقیقت او بر و منکشف
گردد و راہ بمنزل مقصود برد فائدہ ہرگاہ از اذکار جہریہ و خفیہ و سریہ کہ تعلیم آید چون بفضل الٰہی مرید ترقی کند و بکمال رسد
مرتبہ ذکر معنوی و حقیقی کہ آن را ذکر روحی و سری و ذکر مشاہدہ و معاینہ نامند ظہور کند و جمال نور رخ نماید درین مقام
سالک از غلبۂ نور عظمت الٰہی بیہوش شود چون بہوش آید خود را عاجز و حقیر بیند و طالب ترقی شود بعد ازان

مراقبہ بعض اس نور مطلق کو نور غیر متناہی کا دریا فرض کرتے ہین اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرۂ مستہلک خیال
کرتے ہین مراقبہ بعض اُسکو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی مین زائل ہوجانیوالا سایہ تصور کرتے ہین غرض یہ مثالین
اسوجہ سے فرض کیجاتی ہین تاکہ مادی اور کوتاہ عقلین اُسکو تصور کرسکین ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بیچون
اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہو اور اس سے کوئی نسبت بھی نہین رکھتی ہو ان تمثیلات سے پاک اور بری ہو
تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیرا اور ان تمام حیلون اور طریقون سے غرض اپنے موہوم ہستی کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ
وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہو جسقدر سالک استغراق اور محویت کی زیادتی کیوجہ سے اپنی ذات
سے فنا ہوجاتا ہو اُسی قدر وصال حق نصیب ہوتا ہو غرض سالک کو اپنے افعال صفات اور وجود کو جناب باری
کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہیے اور اُسی مین مستغرق رہے تاکہ اُسکی حقیقت اسپر منکشف ہوجائے اور منزل
مقصود تک پہونچ جائے فائدہ جب مذکورہ بالا اذکار جہریہ اور سریہ سے مرید ترقی کرجاتا ہے اور درجۂ کمال کو پہونچ
جاتا ہو تو اسپر ذکر معنوی و حقیقی جسکو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہین منکشف ہوجاتے
تو وہ اس مقام مین غلبۂ نور اور خدا کی عظمت سے بیہوش ہوجائے گا ہوش مین آنے پر سالک کو اپنے
کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہیئے اور ترقی کا آرزومند ہونا چاہیئے اس کے بعد

ملہ خدا ان تمام چیزون سے بالاتر اور پاک ہو ۱۲ شہید ملہ بیہوشی کی دو حیثیتین ہین ایک تو بیہوش وادراک ہوجانا اور دوسرے نیند
یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہوجانا ۱۲ شہید ملہ جب حضرت موسیٰ کے ایسے جلیل القدر رسول ایک ادنی تجلی مین بیہوش ہوکر پہاڑ پر گر پڑے
تو یہ بیچارہ کس طرح متحمل ہوسکتا ہے اُس کا تو بیہوش ہوجانا اور ہوش و حواس کا زائل ہوجانا یقینی ہے ۱۲ مولانا محمد
صبغۃ اللہ صاحب شہید لکھنوے فرنگی محلی

نور جمالی ظہور کند بغلبۂ آن نور حواس خمسۂ سالک معطل گردند و آن نور از غلبۂ دیدۂ معطل از دیدۂ صوری مشاہدہ
کند اگر آن نور تجلی بر دل سالک قرار گیرد ارادہ و فعل سالک موافق ارادہ و فعل او گردد وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ
وَهُوَ مَعَكُمْ ہرچہ بیند از حق بیند و ہرچہ بشنود از حق بشنود و ہرچہ داند از حق داند و ہستی حق را در جمیع
اشیا یابد و ببوسے او شتابد این مرتبۂ قرب نوافل و مقام مشاہدہ است و این را حدے نیست درین مرتبہ
اول نظر معرفت سالک از صنع بصانع رود چون سالک باین مرتبہ رسد بعد از کمال این مرتبہ
او را سالک مجذوب میگویند و مصداق این حال میگردد دبی یسمع وبی یبصر وبی ینطق وبی یبطش وبی
یمشی وبی یعقل ما رأیت شیئًا الا ورأیت الله فیه۔ بیت علم حق در علم صوفی گم شود ÷ این سخن کے باور
مردم شود ÷ و درین مرتبہ بر دل سالک گاہ گاہ انوار آن تجلی مثل اجسام ظہور میکند و آنرا انوار حق داند اگر برین حال سالک قرار
یابد و قیام نماید درین مرتبہ دوم نظر معرفت سالک از صانع بصنع آید و تجلی ذاتی بر دل سالک وارد شود کہ در آن تجلی

نور جمالی ظہور فرمائیگا اس نور کا غلبہ اُسکے حواس خمسہ کو بیکار اور مضمحل کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کیوجہ سے
اُس نور کو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔[1] اگر یہ اُسکے دل مین ٹھہر جائیگا اور قرار پکڑ لے گا تو اُسکا ارادہ اور کام خدا کا
ارادہ اور کام ہو جائیگا وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ دیکھنا سننا غرض اُس کے تمام افعال
خدا ہی سے ہونگے اور تمام چیزون مین خدا کے وجود کو پائیگا اور اُسکی توجہ خدا ہی کی طرف ہو گی یہ مرتبہ قرب
نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اسکی کوئی حد نہین ہے اس مین سالک بنی ہوئی چیزون سے بنانے والے یعنے خدا
کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اُس مرتبہ پر پہونچ جاتا ہے اور اس مین کمال حاصل کر لیتا ہے تو اُس کو
مجذوب کہنے لگتے ہین اور دبی یسمع وبی یبصر وبی ینطق وبی یبطش وبی یمشی وبی یعقل ما رأیت شیئًا
الا ورأیت الله فیه شعر علم حق در علم صوفی گم شود ÷ این سخن کے باور مردم شود ÷ اس مرتبہ
مین انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہین تو اُسکو چاہیے کہ ان انوار کو انوار الٰہی خیال
کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبے مین پہونچ جاتا ہے اور تجلی ذاتی
اُسکے قلب کو حاصل ہوتی ہے اُس تجلی مین۔

---

[1] یعنی تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اُسیکے قبضۂ اقتدار مین ہے اور اُسکے علم سے کوئی شے باہر نہین ہے اور تم جہان کہین اور جس حالت مین ہو خدا
تمھارے ساتھ ہے ۱۲ شہید ۔ اسی مقصد کو شیخ المتصوفین حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر مین یون ادا کیا ہے۔ برگ درختان سبز در نظر
ہوشیار ÷ ہر ورقے دفترے است معرفت کردگار ÷ یعنے سبز درختون کے چھوٹے چھوٹے پتے۔ عقلمند اور سالک کی نظر مین خدا کے جاننے کے
ایک ایک دفتر ہین وہ انھین پتون مین خدا کو دیکھتا ہے یہی ہمہ اوست کے معنے ہین ۱۲ شہید ۔ یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے
بولتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے اور ادراک کرتا ہے مین کوئی چیز نہین دیکھتا جس مین خدا کا جلوہ دکھائی نہ دے ۱۲ شہید ۔ خدا کا علم اس کے علم
مین غائب ہو جاتا ہے یعنی دونون علم مخلوط ہو جاتے ہین لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہین کر سکتا ہے ۱۲ شہید۔

آن نور را بے مانند و بے مثال بیند و ہستی حق داند و حق را بے حجاب اشیا مشاہدہ نماید و ہر فعلے و صفتے کہ از وی یا از موجودات دیگر بظہور آید بیقین داند و ملاحظہ نماید کہ این افعال و صفات خلق افعال و صفات او سبحانہ اند کہ از عالم ظاہر می آیند این مقام قرب فرائض است چون باین مرتبہ رسد بعد از کمال این مرتبہ او را مجذوب سالک میگویند کہ صفات و ہستی ذات حق را در ہمہ اشیا جلوہ گر می بیند مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَ رَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ و این مشاہدہ را نہایتے و پایانی نیست اگر ازین مرتبہ ترقی در ترقی کند و از فضل الٰہی تجلی ذاتی یا جمیع صفات وارد گردد سالک دران تجلی ذات جمیع مستغرق شود درین مرتبہ سوم ہمہ صانع بود و ہیچ صنع نماند اینجا ظہور اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ پیش آید و سر مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بکشاید و جز ہستی حق در و ہیچ نماند پس سالک فنا پذیرد کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ظہور گیرد حق باقی ماند ہمیشہ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ درین جا معائنہ نماید کہ بچشم روح کہ نور ذاتی حق است او را بے پردہ بیند چنانکہ قول رَأَیْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ شاہد این معنی است کہ سالک ذات را بنور ذات او تعالے معائنہ کند و خود را درمیان نیابد این را فنا گویند۔

اُس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا اور جناب باری کو بے حجاب دیکھیگا اور اُس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہونگے اُن کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا جو عالم سے ظاہر ہوتے ہین یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ مین کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہی یعنی صفات باری اور اُسکے ہستی کو دنیا کی ہر چیز مین مشاہدہ کرتا ہے مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَ رَأَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہین ہے اگر اس مرتبہ سے تہائی ترقی حاصل ہو اور تجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اُسپر ہون تو اُسکو اُن تجلیات مین مستغرق ہو جانا چاہیئے اس تیسری مرتبہ مین سالک ہمہ تن صانع ہو جائیگا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ کا اُسپر ظہور ہوگا اور من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا سر اُسپر منکشف ہو جائیگا اور خدا کی ہستی کے سوا اسمین کچھ نہ رہیگا اور فنا ہو جائیگا اور کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ کا اُسپر ظہور ہوگا اور حق محض باقی رہجائیگا۔ اگر اس جگہ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ کا تصور کریگا تو روح کو جو خدا کا نور ذاتی ہی بے نقاب دیکھے گا اور رَأَیْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ اسپر شاہد ہی کہ سالک خدا کو اُسکے نور ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان مین نہین پاتا اور اسکو فنا کہتے ہین۔

۱؎ مین نے کوئی چیز ایسی نہین دیکھی جسمین خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید ۲؎ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمام چیزون کو گھیرے ہوے ہی سب چیزین اسکے قبضہ اقتدار مین ہین ۱۲ شہید ۳؎ جسنے اپنے کو پہچان لیا اسنے اپنے پروردگار کو جان لیا چونکہ خود انسان خدا کی صفت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمود ہی اسوجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کریگا تو اُسپر قدرت کے اسرار منکشف ہو جائینگے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کرلے گا ۱۲ شہید ۴؎ تمام موجود چیزین مٹ جائینگی لیکن خدا کا وجود کبھی فنا نہوگا ۱۲ شہید ۵؎ اسوقت بھی ویسا ہی ہی جیسا پہلے تھا اور پہلی حالت مین کوئی تغیر نہین ہوا ۱۲ شہید ۶؎ مین نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شہید۔

بیان مراتب فنا

بدانکہ فنارا درجات اند و در ہر درجہ او را حدے است چنانکہ ذکر را پنج درجہ اند ذکر جسم ذکر نفس ذکر دل و ذکر روح ذکر سر کہ ذکر آنہا بالا گذشت فنا را نیز پنج درجہ اند اول درجہ مرتبہ غلبہ ذکر ربانی کہ آن را ذکر جسمی گویند فنائے صفات ذمیمہ کہ صفات نفس امارہ است در صفات حمیدہ کہ او امر شرع شریف اند میشود دوم در مرتبہ غلبہ ذکر فکری کہ ذکر نفس است فنائے خواہشات نفسانی کہ صفات نفس لوامہ است در خواہش ربانی می شود تا بر احکام طریقت استحکام یابد و طریق مکاشفہ والہام کہ مقام نفس ملہمہ است مکشوف گردد سوم در مرتبہ غلبہ ذکر قلبی کہ آنرا مراقبہ میگویند فنائے افعال و اوصاف موجودات در افعال و اوصاف موجود مطلق می شود تا در حقیقت ہر شئی اثر و افعال حق ملاحظہ نماید و اطمینان قلبی کہ مقام نفس مطمئنہ است حاصل آید چہارم در مرتبہ غلبہ ذکر روح کہ آن را مشاہدہ گویند فنائے کثرت در وحدت حق میگردد تا بحدیکہ در مشاہدۂ او بجز ذات بحت حق ہیچ نباشد این مرتبہ مشاہدہ است پنجم در مرتبہ غلبۂ ذکر سری کہ آن را لذت اذکار و نفور از خلق و معائنہ میگویند فنائے ذات خود سالک در ذات مطلق گردد این معائنہ ہست و این را فنائے سالک میگویند کہ خود را ہیچ وجہ در خود نیابد بعد ازان

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہین اور ہر درجہ کی ایک معین حد ہے جسطرح ذکر جسم ذکر نفس ذکر دل ذکر روح ذکر سر ذکر کے پانچ درجے ہین (جنکی تفصیل اوپر گذر چکی ہے) اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجہ ہین اول مرتبۂ غلبہ ذکر ربانی (جس کو ذکر جسمی کہتے ہین) اسکے غلبہ کیوجہ سے بُرے اخلاق (جو نفس امارہ کی صفتین ہین) صفات حمیدہ (جنکا شرع نے حکم دیا ہے) مین فنا ہو جاتے ہین دوسرے یہ کہ ذکر فکری کے غلبہ سے (جسکو ذکر نفس کہتے ہین) نفسانی خواہشین اور جو نفس لوامہ کی صفتین ہین وہ ربانی خواہش مین فنا ہو جاتی ہین تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفس ملہم کا مقام ہے) منکشف ہو جاوے تیسرے ذکر قلبی کے غلبہ کیوجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال موجود مطلق (یعنی اللہ) کے اوصاف و افعال مین فنا ہون تاکہ ہر شے مین افعال حق کا جلوہ نظر آوے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو چوتھے ذکر روح کے غلبہ مین (جسکو مشاہدہ کہتے ہین) کثرت خدا کی یکتائی مین فنا ہو جائے یہان تک کہ سالک کے مشاہدہ مین ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچوین ذکر سری کی زیادتی مین جو لذت اذکار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنیکو کہتے ہین خود سالک ذات مطلق مین فنا ہو جاے یہ معائنہ ہے اور فنائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے مین نہ پائے پھر

لہ یعنی نفس جسکے اثر سے انسان بُرے کامون مین مشغول ہو جاے اور اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے تو مرجاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہین کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اسکی خواہشین وہی ہوتی ہین جو خدا کی خواہش ہین ۱۲ مولانا صبغت شہید۔

چون یافت فناست ہم نماند فنا الفنا گردد درین مرتبہ باقی نماند علم نہ ذات سالک را حق و نہ حقیقت لی مع اللہ
وقت خبر ازین مقام دہد و من رآنی فقد رأی الحق ازینجا رونماید بیت تو درین گم شو کہ توحید این بود ÷
گم شدن گم کن کہ تفرید این بود ÷ درین مرتبہ سیر الی اللہ کہ مقصود سالک است و سیر فی اللہ کہ تصور سالک ست
تمام نمودہ بمطلب اصلی وصول یافتہ جمیع موجودات را از ظہور خود بداند یعنے ہستی سالک بالکلیہ نماند اینجا حضرت
سلطان العارفین بایزید بسطامی می فرمایند کہ تا غائب بودم او را می جستم و خود را می یافتم اکنون سی سال ست کہ
خود را می جویم و او را می یابم اگر تجلی این مرتبہ در تمام عمر یک بار بر دل سالک وارد شود او ولی ہیگویند اما این مرتبہ گاہ گاہ
رونماید بعضے را در ہفتہ یک ساعت یا دو ساعت یکمرتبہ یا دو مرتبہ وارد می شود یا ہر روز یک مرتبہ تا یک ساعت یا دو
ساعت یا سہ ساعت این فنائیت باقی ماند یا دو سہ روز یا زیادہ کم و این متعلق با حوال عارفان است و ہر یک را
درین جا فہم و ادراک گر بندارد ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ پس ہرگاہ کہ او تعالی خواہد کہ سالک را ازین فنا
بقا دہد بنور ذاتی خود او را باقی گرداند این مرتبہ را جمع الجمع میگویند کہ محل حیرت کبری است و این را مقام آخر گفتہ اند

کیونکہ اگر پایئیگا تو فنا فنائیت بھی فنا ہوجائیگی اور فنا الفنا کا مصداق بنے گا اسمقام مین علم سالک اور اسکی ذات وغیرہ
کچھ باقی نہین رہتی مع اللہ وقت وقت کی طرف اشارہ ہی اور من رآنی فقد رأی الحق کا ظہور ہوتا ہی شعر تو درین گم شو
کہ توحید این بود ÷ گم شدن گم کن کہ تفرید این بود ÷ سالک اس مرتبہ مین سیر الی اللہ جو اسکا مقصد ہی اور سیر فی اللہ جسکا
اسکو تصور ہی تمام کرکے مقصد اصلی حاصل کرکے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالک
بالکل فنا ہوجاتا ہی حضرت بایزید بسطامی اسی مقام پر فرماتے ہین کہ مین جبتک غائب تھا اُسے ڈھونڈتا تھا اور اپنے
کو پاتا تھا اسوقت تیس سال سے مین جب اپنی تلاش کرتا ہون تو خدا کو پاتا ہون اس مرتبہ کی تجلی اگر سالک پر ایک
بار بھی پڑجاے تو ولی کامل ہوجاے مگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہی بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ
مین ایک یا دو لمحہ یا ایک دن مین ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہی یا دو تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کیحالت
پر مبنی ہی جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنائیت ہوگی ہر شخص اسکو نہین سمجھ سکتا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ
مَنْ يَّشَاءُ جب سالک کو خدا اس مرتبۂ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا
ہے اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہین اور یہ مقام بہت بڑی حیرت کا ہی اور اسے آخری مقام کہتے ہین۔

لے یہ حدیث شریف ہی حضور نے فرمایا ہی کہ مجھکو خدا کے پاس ایک ایسا مخصوص وقت ملاقات کا حاصل ہے جسمین بڑے بڑے
نبی اور بلند پایہ سے بلند پایہ فرشتہ بار یابی نہین حاصل کرسکتا ہے ۱۲ شہید ۲ے جس نے مجھکو دیکھا اس نے
یقیناً خدا کو دیکھ لیا ۱۲ شہید ۳ے تم اپنے وجود کو خدا کے وجود مین فنا کردو کیونکہ توحید کے معنے یہی ہین اور اپنے فنا کو فنا کردو کیونکہ
تفرید یہی ہے ۱۲ شہید

فائدہ بقا باللہ رجوع الی البدایت است یعنے در بدایت کہ در مرتبہ تفرقہ و ادراک من حیث التعینات است
نظر مبتدی غیر ظاہر بر مظاہر می افتد و این مقام موجب غفلت تمام است و بعد از فنا و بیخودی خود بر آمدن باز
قیود و تعینات و تشخصات رجوع باز باعتبار تعینات میکند درین وقت نظر اول بر ظاہر کہ ذات مطلق ست می افتد
بعد ازان بنور آن ذات مظاہر تعینات و تشخصات را می بیند اگرچہ ہر مرتبہ باعتبار تعینات بایکدیگر شریک
اند اما فرق ظاہر ست کہ بیان کردہ شد پس عارف ہستی حق را در جمیع احوال و اوقات معائنہ کند ہیچ شئ اورا
حجاب نہ شود از رویت حق و رویت حق مانع نگردد از رویت اشیا زیراکہ عارف بحقیقت انسانی خود کہ الوہیت است
رسیدہ است چنانکہ الوہیت را وجوب و امکان مساوی ست ہمچنان عارف کامل را حق از خلق و خلق از حق حجاب
نشود وَمَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ و خلق معدوم محض بیند و حق را موجود مطلق و از علم حق
خود را باید کہ مطلق بقید آمدہ است و از تقییدات خود را عبد شناختہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ گوید درین
مرتبہ کہ مرتبہ عبدیت است خلیفہ حق بودہ بندگان حق را بحق میرساند ظاہر عبد باطن حق بود و این مقام را
برزخ البرازخ می گویند وجوب و امکان در و اعتدال اند و یکے بر دیگرے غالب نشود مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ۵ و این حفظ مراتب مقام اہل تمکین در تکوین ست درین مرتبہ عارف

فائدہ بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنے ہدایت مین مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث
بہت بڑی غفلت کا ہوتا ہے اور اپنی بیخودی اور تعینات کے فنا ہوجانیکے بعد پھر تعینات کیطرف رجوع کرتا ہے
اسوقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اسکے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات کے مظاہر کو
دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونون مرتبے ایک ہی ہین لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت
مین خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اسکو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزون مین
دیکھنے سے نہین روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک (جوکہ الوہیت ہے) پہونچ گیا جس طرح
الوہیت کے واسطے وجوب و امکان برابر ہین اُسی طرح عارف کے لیے حق خلقت اور خلقت حق سے کوئی
حاجب نہین وَمَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ اور اسکو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے
اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید مین آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کیوجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے اور
کہتا ہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ - اس مرتبہ مین خدا کا خلیفہ ہوکر لوگون کو اُس تک پہونچاتا ہے اور
ظاہر مین بندہ اور باطن مین خدا ہوجاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہین اور اس مین وجوب و امکان مساوی
ہین کسی کو کسی پر غلبہ نہین مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ اس مرتبہ پر پہونچکر عارف

لـــہ جو دو دریا ایک دوسرے سے ملتے ہین انکو ملا دیا انکے بیچ مین ایک پردہ یعنے حد ہے جس سے تجاوز نہین کرسکتے ہین ۱۲ شہید

متصرف عالم گردد وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض زیر دو صاحب اختیار باشد ہر تجلی حق را کہ خواہد
بر خود ظاہر سازد و بہر صفتے کہ خواہد متصف بودہ اثر آن صفات بظہور آرد درین مقام حال تابع سالک گردد
زیرا کہ او متصف بصفات حق و متخلق باخلاق اللہ گردیدہ و جمال اسبغ علیکم نعمۃ ظاہرۃ و باطنۃ دیدہ
و نور علی نور شدہ و این راحدے و نہایتے و پایانی نیست بیت ہیچکس این در درا درمان نیافت ؛
ہیچکس این راہ را پایان نیافت + اے برادر بے نہایت درگہی ست + ہرچہ بروی میرسی بروی مایست +
فائدہ پس طالب صادق را باید کہ شب و روز در ذکر زبانی و دلی جہراً و خفیۃً و خلوۃً و جلوۃً چنان مشغول و
مستغرق گردد کہ خود را و ذکر خود را فراموش سازد و محو گرداند بعونہ تعالی چندان انوار و اسرار الٰہی بر دل ذاکر
جلوہ گر شوند کہ در بیان نیاید و در اشراق آن انوار لذت جمال مذکور و تجلی حق بوصول انجامد و بمقصود رسد۔
فائدہ۔ مگر درینجا ہوشیار و مراقب باید بود چنان نشود کہ بنور غیر مقصود مائل شود و لذت گیرد و در خسارت

عالم پر متصرف ہو جاتا ہے اور سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار
ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر
اسکا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اُس مین خدا کے اوصاف پائے جاتے ہین اور خدا کے اخلاق سے وہ
مزین ہے اور اُس نے جمال اسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ کو دیکھا ہے اور نور علی نور ہو گیا اسوجہ
سے حال اُسکے تابع ہو گیا ہے قطعہ ہیچکس این در درا درمان نیافت ؛ ہیچکس این راہ را پایان نیافت ؛
اے برادر بے نہایت درگہے ست + ہرچہ بروی میرسی بروی مایست + فائدہ سالک کو ذکر زبانی و دلی مین
تنہائی اور مجمع مین باآواز اور بلا آواز رات دن مشغول رہنا چاہیے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول
جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذاکر کے دل پر لاتعداد انوار و اسرار الٰہی جلوہ فرما ہون گے اور اُن انوار
کی روشنی مین جمال کا لطف اور تجلی حق حاصل ہو گی اور اپنے مقصد مین کامیابی ہو گی۔
فائدہ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہیے اور مراقبہ کرنا چاہیے کہین ایسا نہو کہ اُس نور کی طرف متوجہ
ہو جائے جو مطلوب نہین ہے اور لطف اُٹھا کر خسارہ

لہ جو کچھ زمین اور آسمان مین ہے اُسکو تمھارے قبضہ اور تمھارے اختیار مین کر دیا ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید ۔ ۵۲
خدا نے اپنی ظاہری اور پوشیدہ نعمتین تمکو عنایت فرمائین ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید ۵۳ اس مرض کا کوئی دوا نہین ہے
اس راستہ کی کوئی انتہا نہین ہے اس درگاہ کی کوئی نہایت نہین جسپر تم پہونچو اسپر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے وصل
کے نہین ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہونچ جاسے اور خیال کرے کہ یہین وصال حق نصیب ہو گا وہ دراصل
انتہائی مرتبہ نہین بلکہ خدا اُس سے بھی بالاتر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی ۔

افتد واز غیرت معشوقیت سوختہ گردد اگرچہ جلالی وجمالی ہمہ انوار حق اند غیرے را گنجایش نیست اما فرق مقام وحفظ مراتب واجب است و در محمودہ و مذمومہ فرق ضرور مناسب ست والا خوف کفر و زندقہ است نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا لہذا علامت و آثار انوار محمودہ وغیر محمودہ باید دانست۔

بیان کیفیت انوار وآثار محمودہ وغیرہ محمودہ

بدان کہ چون قلب سالک بذکر حق گردد و ذکر در جوارح او سرایت کند واز ملوثات وکدورت ماسوا پاک و مصفا و منقا گردد و نسبتے و ربطے بروحانیت حاصل آید ورود انوار شروع می شود گاہ در خود یا بد گاہ در خارج از خود آنا نورے کہ در دل خود یا بد یا در سینہ یا در سر یا در دست راست یا در دست چپ یا بد وگاہ در تمام بدن این ہمہ انوار محمودہ اند واما اگر در خارج از خود گاہ از زمین گاہ از جانب سر گاہ از پیش پیدا شود این ہمہ بہتر است مگر التفات رانشاید بدانکہ اگر نور متصل کتف راست بود بہر رنگے کہ باشد نور ملائک است واگر نور سفید خالص است از کراما کاتبین است واگر مردم سبز پوش وخوش رو یا بصورت دیگر پاکیزہ ظاہر شوند ملائکہ اند کہ برائے حفاظت تو حاضر اند واگر نور غیر متصل از کتف راست یا برابر چشم راست پیدا شود آن نور مرشد است کہ رفیق راہ است واگر نور از پیش ظاہر شود نور محمدی است کہ ہادی صراط مستقیم است۔

اٹھانے اور رشک معشوقیت سے جلجانے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہین ہین جمالی بھی ہین مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے برے مین امتیاز کرنا چاہیے ورنہ کفر اور زندقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے برے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہیے۔

اچھے اور برے انوار وآثار کی کیفیت

جب سالک کا قلب خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضا مین سرایت کرجاتا ہے اور غیر خدا سے دل بالکل پاک و صاف ہوجاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہوجاتا ہے تو انوار الٰہی ظاہر ہونے لگتے ہین کبھی وہ انوار خود اپنے مین دکھائی دیتے ہین اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہین جنکو وہ دل سینہ یا سر یا دونون طرف کبھی تمام بدن مین پائے اور جو انوار کبھی داہنے یا باہین کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہین وہ بھی اچھے ہین مگر اُن کی طرف توجہ نہ کرنا چاہیے کسی رنگ کا نور اگر داہنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتو کا نور ہے اور اگر سفید رنگ ظاہر ہو تو کراماً کاتبین کا ہے[1] اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو تو وہ فرشتہ ہے جو ذاکر کی حفاظت کے لیے آیا ہے اور اگر داہنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہو تو وہ نور محمدی ہے جو سیدھے راستہ کی تعلیم فرماتا ہے۔

[1] کراماً کاتبین بسان شرع مین وہ دو فرشتے ہین جو انسان کی اچھائیون اور برائیون کے لکھنے کے واسطے انسان کے دونون شانون پر متعین فرمائے گئے ہین ۱۲ شہید۔

واگر نور متصل از کتف چپ پیدا شود آن نور ملائک کاتب سیئہ است واگر نور بی اتصال از کتف چپ ظاہر شود بہر رنگے کہ باشد آن نور ابلیس ست و نور دنیا ہم میگویند علی ہذا القیاس اگر صورت یا آواز وغیرہ از چپ یا از پس باشد تلبیس ابلیس ست بلاحول دفع کنند ومعوذتین خوانده بدمد والتفات نکنند واگر نور از بالا یا از پس ظاہر شود نور ملائک است کہ محافظ تواند واگر نور بلاجہت ظاہر شود ودر خاطر دہشت آید و بعد از رفتن او ہیچ حضور در باطن نیاید آن نور از ابلیس پر تلبیس است لاحول باید خواند واگر بلاجہت ظاہر شود وبعد از رفتن او حضور ولذت در باطن خود یابد واشتیاق وطلب غالب وزیادہ گردد آن نور مطلوب است رَزَقَنَا اللّٰہُ وَ اِیَّاکُمْ واگر نور از بالاے سینہ یا بالاے ناف پیدا شود ورنگ آتش ودود دارد آن نور خناس دہندۂ وسواس وتلبیس ابلیس است اعوذ باید خواند واگر نور از درون سینہ یا بالاے دل یابد آن نور صفاے دل است واگر از دل سرخ با سفید زردی آمیز پیدا شود نور دل است واگر خالص سفید است آن نور روح است کہ در دل طالب تجلی کردہ ہستی خود را نمودہ واگر نور از جانب سر است آن نیز نور روح است ونوریکہ بصورت آفتاب باشد آن نور ہم در روح است وبعضے آن را نور ذات گفتہ اند اگر از بالا است ذات است واگر مقابل است نور روح است واگر بصورت قمر پیدا شود نور دل ونزد بعضے اگر مقابل است۔

اور اگر بائین شانے کے متصل ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہین کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو آواز پیچھے سے یا بائین طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکا ہے لاحول سے دفع کرے اور اعوذ باللہ آلخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ اُن فرشتون کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہین اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل مین خوف پیدا کرے اور اُس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے لاحول پڑھنا چاہیئے اور اگر اسی طرح بلاجہت ظاہر ہو اور اُس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے اور اشتیاق وطلب اُسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے رَزَقَنَا اللّٰہُ وَ اِیَّاکُمْ اور اگر دھوئین یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو وہ خناس کا نور ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ پڑھنا چاہیے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفاے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے کہ جس نے طالب کے دل مین تجلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ تو بھی روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اُسکو نور ذات ٹھہراتے ہین تو اگر یہ اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند کا ایسا ہو تو دل کا ہے اور بعضون کے نزدیک سامنے کا

نور محمدی است صلی اللہ علیہ وسلم و نوریکہ از جانب سُلْطَانًا مَحْمُودًا و سُلْطَانًا نَصِيرًا پیدا شود آن ہم نور ذات
است اما طالب را باید کہ ہیچ ازین انوار بجز نور مطلوب مشغول نشود و انشراح ولذت نگیرد بلکہ در نور الٰہی ہم
ترقی جوید کہ تجلیات الٰہی را انتہائے نیست و اگر تاریکی مثل سیاہی کاجل وگرد آن خط نورانی خفیف تر و مکدر
پیدا شود آن نور نفی است اگر بسوی او متوجہ شود البتہ نفی حاصل آید آن مطلوب است کہ از کدورت
ماسوی مصفا گردد و در ہر تجلی آثاری و افعالی و صفاتی کہ انوار آنہا سفید و سبز و سُرخ است محویت و فنائے
مطلق رونماید چون باز بہوش آید درد و شوق و بیقراری عشق در ترقی باشد و از ہر تجلی عروج نمودہ باقسام دیگر
تجلیات بیاید و این کیفیت و حال در قال نمی آید بر ہر کہ گذرد داند بعد از کمال سیر عروجی تجلی ذاتی بر دل عارف
جلوہ فرماید و آن نور تجلی ذاتی برنگ سیاہ مثل سیاہی چشم است و دران فنا ء الفنا ء عارف است
بدانکہ در ابتدائے این تجلیات انوار عالم ناسوتی بمناسبت اوصاف رنگارنگ بر دل سالک ظہور گیرد و
سالک نیز مثل آن انوار نور مجسم بودہ دران انوار سیر نماید پس سالک را باید کہ از انہا لذت نگیرد و دران مشغول نہ
شود و آن را صنعت حق دانستہ و بر آن تیغ لا کشیدہ بشوق تمام متوجہ بسوے صانع کہ مقصود و مطلوب
اوست گردد از امداد الٰہی بتوجہ مرشد سالک بآسمان رسد و در آنجا عجائب و غرائب سماویہ ملاحظہ نماید

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سلطانا نصیرا وسلطانا محمودا کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے
مگر سالک کو چاہیے کہ انوار مین سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف حاصل نہ کرے بلکہ صرف
نور الٰہی مین ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیون کی کوئی انتہا ہی نہین ہے اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اسکے
گرد اگرد باریک و مکدر نورانی خطوط ہون تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا تو نفی حاصل ہوگی اور
ماسوی اللہ سے قلب کا صاف ہوجانا اور ہر آثاری افعالی وصفاتی تجلی (جسکا رنگ سفید اور سبز اور
سرخ ہے۔ مین محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جب ہوش مین آئیگا تو درد اور شوق اور
بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کرکے دوسری تجلی سے لطف حاصل کریگا اُسکی کیفیت کا
بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا جلوہ دکھاتی ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی
سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اُسمین عارف کی فناء الفنا ہے معلوم کرنا چاہیے ان تجلیات کی ابتدا مین عالم
ناسوتی کے انوار اوصاف کے مناسب) سالک کے قلب پر مختلف حیثیتون سے ظاہر ہوتے ہین اور سالک
ان انوار کی طرح مجسم نور بنکر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو اُن سے لذت نہ حاصل کرنا چاہیے اور
نہ ان مین مشغول ہو اور اُس کو خدا کی قدرت سمجھکر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی
مدد سے سالک آسمان پر پہونچے گا اور آسمان کی عجیب و غریب چیزون کا معائنہ کرے گا اور انبیا

وبا رواح انبیاء و اولیاء و فرشتها ملاقات نماید و ملائک را با قسام اجسام یابد و همراه ملائک مثل آنها بر
هر آسمان عروج کرده عجائبات آنها معائنه نماید پس مرید را باید که در سیر آن هم متوجه نشود و با درد و بیقراری
عشق ترقی خواهد بامداد الٰہی و از توجه مرشد بر عرش و کرسی برسد کرسی را پر از نور عرش و عرش را
مثل خورشید درخشان یابد و از نظارهٔ عزائبات آنجا چشم را منور سازد پس سالک را باید که در
تماشاے آن نیز لذت نه گیرد و همه را در تحت لا کشد و با شوق و درد عشق طالب حق گردد و دران مرتبه
نفس مرید صفت عنصریه را گذاشته صفت اطلاق پیدا کند مگر تاهم بر ان مطمئن نباید بود که هنوز خطرهٔ راه
در پیش است و از ملاحظه گوناگون اوصاف حق آتش عشق او سبحانه تعالے در دل مرید غلبه کند و
عقل و هوش او را سوخته گرداند چون بخود آید بغلبهٔ شوق و اشتیاق باضطراب کلمات بیباکانه عاشقانه
بر دل راند و نداند که چه میگویم دران حال از غلبهٔ عشق از جمیع تعلقات ماسوی اللہ مجرد گردد و طلب و
اشتیاق بیقراری رو بترقی آرد اگر امداد الٰہی شامل حال است مرید ازین تجلیات جهتے و کیفیتے عروج کرده
تجلی حقیقی بے کیف و کم یابد و دران محو و مستغرق گردد و از خود و ماسوی بیخبر شود و بجز حق نه بیند و یقین داند که
حق ست چون باز بخویش آید از فناے خود زیاده تر درد و اشتیاق وصال محبوب

اولیاء اور انبیاء اور فرشتون کی روحون سے نیاز حاصل کرے گا اور فرشتون کو مختلف صورتون مین دیکھے گا
اور انہی کی طرح اُنکے ساتھ آسمانون پر صعود کرکے عجیب عجیب چیزونکا نظارہ کریگا تو مرید کو اُنسے لطف نہ اٹھانا چاہیے
اور درد عشق اور شوق کیساتھ ترقی کرے پھر امداد الٰہی و مرشد کی توجہ سے عرش و کرسی پر پہونچیگا اور کرسی کو نور عرش سے منور
اور عرش کو آفتاب کے مانند روشن پائیگا سالک کو اس سے لذت نہ اٹھانا چاہیے اور سب کو نفی کے تحت مین رکھنا
چاہیے اس مرتبہ مین مرید عنصریت سے ترقی کرکے اطلاق کیحالت پیدا کریگا مگر اس حالت پر بھی اسکو مطمئن نہونا چاہیے اور
خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کرکے اُسکے دلمین عشق الٰہی کی آگ اور تیز ہوجائیگی اور اُسکے ہوش و عقل کو بالکل جلادیگی
ہوش مین آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کریگا لیکن اُسکو خود اسکا احساس نہوگا۔ نیز اس
حالت کی وجہ سے وہ تمام چیزون سے سواے خدا کے قطع تعلق کردیگا اور آرزوے وصل اور درد عشق اور
زائد ہوجائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کرجائیگا اور اُسپر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور اُسمین
محو ہوجائے گا اور تمام چیزون سے بے خبر ہوجائیگا اور سواے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس
کو یقینی ثبوت پہونچ جائے گا پھر ہوش مین آنے پر اپنی فنا کے وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کے

لے انسان کے متعلق تسلیم کرلیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ ہوا۔ پانی مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے وہ عنصری اور مادی کہلاتا ہے تو مصنف
… فرماتے ہین کہ اس مرتبہ کے حاصل کرلینے پر وہ عنصری نرہیگا بلکہ اطلاق اور تجرد ذاتہ کی حالت پیدا کریگا واللہ یرزق من یشاء رحمتہ شہید

حقیقی درخود یابد و در سکر و نشہ آن حق را در تقیید خود یافتہ کلمات منصورانہ بر زبان آورد و نہ داند کہ چہ می گویم و این تجلیات افعالی و صفاتی بودند بعد ازان از امداد الٰہی بتوجہ مرشد باوجود درد و بیقراری عشق مرید بر و تجلی ذاتی مطلوب حقیقی جلوہ فرماید درین مقام مرید چنان از ہستی خود در رود کہ علم فنائیت ہم نماند و فناء الفنا پیش آید بعد این فنائیت بقائیت حقیقی مرید را حاصل آید و حفظ مراتب رو دہد و خلافت حق یا بد چنانکہ مذکور باشد

باب دوم در بیان اذکار و اشغال حضرات عالیہ قادریہ جیلانیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

فصل اول در اذکار

بدانکہ درین خاندان عالیہ طالب را اول کلمۂ طیبہ زبانی بجہر متوسط ارشاد فرمایند باینطور کہ کلمۂ لا الٰہ را باید و شد از اندرون خود کشیدہ ضرب الا اللہ بر دل ضرب کند باینطور کہ روز و شب در خلوت ورزش نماید ہر قدر کہ تواند تکرار نماید و در آخر ہر صد بار محمد رسول اللہ یکبار بگوید و بہتر است کہ یک ہزار و یک صد و یازدہ بار در یک جلسہ بگوید چون درین مزاولت نماید بعد چند اثر آن کہ لذت ذکر و محویت و بیخودی است ظاہر شود بعد ازان طریق ذکر نفی و اثبات تلقین نماید باین طریق کہ در خلوت رو بقبلہ با دب تمام دو زانو بنشیند و ہر دو چشم بہ بندد و لا نفی را از زیر ناف بقوت و شدت برون آورد دم دراز کشیدہ تا بکتف راست رسانیدہ لفظ الٰہ را

ایک خاص کیفیت محسوس کریگا اور خدا کو اپنے وجود مین پاکر حضرت منصور[۱] کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نجانیگا کہ مین کیا کہہ رہا ہون۔ یہ تو تجلیات افعالی و صفاتی تھے مگر اسکے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق و بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اسپر ہوگی اس مرتبہ مین وہ اپنے وجود سے اسقدر بیخبر ہوجائیگا کہ اپنے فنا کا بھی احساس نکریگا اور فناء الفنا حاصل ہوگی اسکے بعد اسکو فنای حقیقی حاصل ہوگی اور حفظ مراتب کا پاس کریگا اور خدا کی خلافت پائیگا

دوسرا باب حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان مین

اس خاندان مین کلمہ طیب معمولی آواز سے اسطرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الٰہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچکر الا اللہ کی دلپر ضرب لگائے اسطرح خلوت مین روز و شب مشق کرے اور جسقدر ہوسکے اسکی تکرار کرے اور ہر سو کے بعد ایکبار محمد رسول اللہ کہے اور ایک ہی نشست مین ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس مین مزاولت کے بعد اسکو ایک خاص قسم کی محویت اور لطف حاصل ہوگا اسکے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اسطرح تعلیم کرتے ہین کہ روبقبلہ دو زانو با ادب بیٹھکر آنکھین بند کرکے پوری قوت سے لا کو ناف کے نیچے سے کھینچکر باہر لائے اور داہنے شانے تک پہونچا کر الٰہ کو

[۱] حضرت منصور رحمہ اللہ انا الحق یعنے مین خدا ہون فرمایا کرتے تھے اس رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے مین پائے گا تو بے اختیاری سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔
مولانا محمد صبغت اللہ شہید فرنگی محلی۔

ازام الدماغ بروں آورد والا اللہ را بقوت بر قضای دل ضرب زند واز لا الہ نفی معبودیت و مقصودیت و موجودیت غیر اللہ ملاحظہ نماید تا وجود غیر از بصیرت او منتفی گردد واز کلمہ الا اللہ اثبات وجود مطلق او تعالے نماید۔

طریق حبس نفی و اثبات

بدانکہ نفس راز بر ناف حبس کند و حرف لا را بملاحظہ نفی ماسوا از ناف بخیال برآوردہ و برابر پستان راست بردہ لفظ الہ را از دماغ بیرون دہد و الا اللہ را بر دل ضرب نماید و وقت گذاشتن نفس محمد رسول اللہ باہستگی و نرمی بگوید و بسینہ اشارہ کند روز اول سہ بار بعدہ یک یک بار بتدریج زیادہ کند تا دوصد و زیادہ ازین برساند فائدہ حبس سابق بیان کردہ شد۔

طریق پاس انفاس

بدانکہ وقت برآمدن نفس لا الہ و وقت فرو رفتن الا اللہ از دل بگوید۔

طریق اسم ذات با ضربات

بعدہ اسم ذات را بضربات ارشاد نماید طریقش آنکہ در یک ضرب لفظ مبارک اللہ را یا شد و بجہر و بقوت تمام بر دل ضرب زند بعدہ توقف کند تا دم قرار گیرد و باز ہمان طور ضرب زند ہمچنین معمول ورزش نماید ام الدماغ سے نکالے اور الا اللہ کی بہت زور سے قلب پر ضرب لگائے اور لا الہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کرکے لا کو داہنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ الہ کو دماغ سے نکالکر دل پر الا اللہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک ساز اند کرتا جائے یہانتک کہ دوسو یا اس سے زائد ہو جائے اسکا فائدہ اوپر گذر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الہ اور لیتے وقت الا اللہ دل سے کہے۔

اسم ذات با ضربات کا طریقہ

اسکے بعد اسم ذات کو ضربات کیساتھ کہے اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ یکضربی مین لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہر جائے تاکہ سانس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے

و در دو ضربی اسم ذات موصوف را یکبار بر زانوے راست و دیگر بر دل بزند و در سه ضربی همان اسم را یک ضرب
بر زانوے راست و دیگر بر زانوے چپ سوم بر دل بشدت و جهر بزند و در چهار ضربی ضرب اول بر زانوی راست
دوم بر چپ سوم در پیش خود چهارم بر دل بزند لیکن در یکضربی و دو ضربی دو زانو و در سه ضربی و چهار ضربی جلسه مربع بنشیند

فصل دوم در بیان اشغال قادریه طریق شغل اسم ذات خفیه

بعده ذکر اسم ذات خفیه فرمایند طریقش آنکه زبان را بکام چسپاند و بدل هر قدر که تواند بگوید شب و روز همین تصور
باشد تا پخته شود و بے تکلف جاری گردد و اگر پاس انفاس بذکر اسم ذات نماید طریقش آنکه اسم ذات را بالاے ناف
تصور نموده لفظ هو را بخیال دراز کرده از افلاک بگزارند همین طور هر دم اشتغال نماید و طریق ذکر اره که شغل مخصوص
این خاندان است بالا ذکر یافته۔

شغل برزخ اکبر

و این چند نوع است اول آنکه حبس دم کرده نظر در میان دو ابرو دارد۔ نوع دوم نظر در میان هوا دارد
نوع سوم چشم راست کشاده و چشم چپ بند کرده در پره راست بینی ملاحظه نور بے کیف وجود مطلق که منزه است
از تقییدات نماید تا ظاهر گردد و فناے حقیقی حاصل آید با شرطیکه هر نوع که عمل نماید پلک نزند و یقین بر آن کند که هر چه
می بینم و میپایم مقصود من است ان شاء الله بمقصود خواهد رسید۔

اور دو ضربی مین پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے اور سہ ضربی مین پہلے داہنے گھٹنے پر دوسری بائین
پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چہار ضربی مین پہلی دوسری داہنے بائین گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب
دل پر لگائے لیکن یک ضربی دو ضربی اور سہ ضربی مین تو دو زانو اور چہار ضربی مین چوزانو بیٹھنا چاہیے۔

دوسری فصل اشغال قادریہ کے بیانمین اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہین اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جسقدر ہو سکے قلب
سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر مین کوئی زحمت نہو اور اگر اسم ذات
سے پاس انفاس کرے تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ ناف پر اسم ذات کا تصور کرکے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کرکے آسمان پر
لیجائے اسیطرح ہر سانس مین کرے اور اس خاندان کے ذکر ارہ کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

برزخ اکبر کا شغل

اسکے چند طریقے ہین اول یہ کہ حبس دم کرکے دونون ابرون کے بیچ مین نظر رکھے دوسری نظر ہوا مین رکھے تیسرے داہنے آنکھ کھلی اور بائین
بند رکھے اور ناک کی داہنے نتھنے پر وجود مطلق (خدا) کی نور کا جو تمام قیدون سے پاک ہے تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فناے حقیقی
حاصل ہو مگر اس عمل مین پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین یہ کرے کہ مین جو دیکھتا ہون اور جسکو پاتا ہون وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

شغل اسم ذات

طریق شغل اسم ذات آنکہ در یا رچہ کاغذ شکل قلب[1] صنوبری برنگ سرخ یا نیلگون کشیدہ ودران لفظ اللہ را بآب طلا یا نقرہ بنویسد وپیوستہ نظر بر آن دارند تا آنکہ نقش این اسم در اول پدید آید یا صورت وہمی را بر صفحۂ دل بنویسد و مدام متوجہ بآن باشند تا غیب از حواس پدید آید۔

طریق شغل دورۂ قادریہ

آنکہ رو بقبلہ باادب دوزانو نشستہ ہر دو چشم بند نمودہ وزبان را بکام چسپانیدہ بحضور قلب تصور نماید یعنے بزبان دل اَللّٰہُ سَمِیْعٌ بملاحظہ نور خط نورانی از ناف برآوردہ تا بوسط سینہ کہ مقام لطیفہ سرّ است رسانند واز سینہ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ را برآوردہ تا بدماغ رسانند واز ام الدماغ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ برآوردہ تا بعرش رسانند باز اللہ علیم از عرش تا بدماغ و اَللّٰہُ بَصِیْرٌ از دماغ تا بسینہ و اَللّٰہُ سَمِیْعٌ از سینہ تا بناف آرد این جملہ دورہ گردد بعدہ باز از ناف شروع کند و درجہ بدرجہ بطور مذکور بطریق عروج ونزول کردہ باشد بعضے بزرگان ہمراہ این کلمات مذکورہ اَللّٰہُ قَدِیْرٌ زیادہ کنند برین تقدیر اَللّٰہُ قَدِیْرٌ را تا آسمان چہارم برند و اللہ عَلِیْمٌ را تا بعرش رسانند ودر آنجا چندے قرار کنند ثمرات وکیفیات این شغل بقلم نمی آید ہر کہ کند داند۔

اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب[1] صنوبری کی سُرخ یا نیلی تصویر کھینچکر اسمین اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھکر اسپر نظر رکھے یہانتک کہ یہ نام دلپر منقوش ہوجائے یا لفظ اللہ کی صورت دلپر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اُسکے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادریہ کا طریقہ

سالک کو چاہیے کہ ادب سے دوزانو قبلہ رو بیٹھے اور آنکھین بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکالکر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہونچائے اور اَللّٰہُ بصیر کو سینہ سے نکالکر دماغ تک پہونچائے اور اللہ علیم کو ام الدماغ سے نکالکر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کرکے تدریجاً عروج ونزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل مین اللہ قدیر کو شامل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اللہ قدیر کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیم کو عرش تک پہونچائے اور وہان ٹھہر جائے اس شغل کی کیفیتین بہت مشغول ہونیسے معلوم ہوتی ہین۔

---

[1] اسکی شکل یہ ہے (اللہ)

بعد از حصول ثمرات ذکر و شغل مراقبہ تلقین فرمایند۔

فصل سوم در مراقبات قادریہ

مراقبہ مشتق از رقیب است و رقیب نگاہبان را میگویند پس دل را از یاد ماسوا و خیال غیر حق نگاہدار د طریقش آنکہ ہر آیت و کلمہ کہ مراقبہ آن منظور باشد آن آیت یا کلمہ را تلفظ نمودہ با دب تمام دو زانو بذلت و حقارت خود رو بقبلہ بنشیند و دل را از ماسوا خالی نمودہ در تصور معنی آن خوب خوض نماید چندانکہ دران مستغرق گردد و اصل در مراقبہ حدیث شریف سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم است یعنی الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک و از آیات کلام اللہ شریف گویا کہ سر ہمہ مراقبات ست کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔ طریقش آنکہ ذات خود را مردہ و بوسیدہ و خاکستر شدہ تصور نماید و داند کہ باد اورا جا بجا میگرداند و آسمان را شگافتہ و تمام عالم را برہم درہم چنانکہ روز قیامت فانی خواہد شد ملاحظہ نماید و ذات مطلق اللہ تقدس و تعالیٰ را موجود و باقی داند درین شغل مشغول ماند تا وقتیکہ نتیجۂ ا وکہ محویت و بیخودی است بوصول انجامد۔

اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہین۔

تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان مین

مراقبہ رقیب سے مشتق ہو اور عربی مین رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہین تو ماسوی اللہ کی یاد اور غیر حق سے دلکو محفوظ رکھے اسکا یہ طریقہ ہو کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اُسکو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمترین سمجھکر با دب قبلہ رو دو زانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اُسکے معنے کے تصور مین منہمک ہو جائے حدیث شریف مین مراقبہ کے متعلق ہو الاحسان[۱] ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک اور قرآن مجید کی آیت کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام گویا تمام مراقبون کی اصل ہو اور اُسکا طریقہ یہ ہو کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شگافدار اور تمام دنیا کو درہم برہم (جیسا کہ قیامت کے دن قدرۃً ہوجائیگی) تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود گی باقی خیال کرے جسوقت تک محویت اور بیخودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل مین مشغول رہے اور اسکے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبون مین مشغول ہو۔

---

[۱] بہترائی اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تمکو دیکھتا ہو ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید [۲] دنیا مین جو کوئی ہو وہ ضرور فنا ہوگا اور بزرگی اور بڑائی والا خدا باقی رہے گا ۱۲ شہید

مراقبۂ دیگر

اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1] انوار الٰہی را کہ در ہر مکان و زمان موجود است چنانکہ وجود ہستی او کہ در ہر جا ثابت است ملاحظہ نماید و مستغرق گردد ہمچنین

مراقبۂ آیت

اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیْکُمْ[2] اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ[3] و دیگر کلمات مراقبہ کہ سابق مذکور شدہ از انجا گیرند پس ہرگاہ کہ ثمرات این مراقبات مترتب شوند و کیفیات و انوار آنہا مشہود گردد مراقبۂ توحید ارشاد فرمایند و آن را انواع است۔

اول مراقبۂ توحید افعالی

طریقش آنکہ حرکات و سکنات تمام عالم را حرکات و سکنات حق داند و فاعلان صوری را بمنزلۂ آلات و حق را فاعل مطلق تصور نماید بروجہ کمال برین حالت ملازمت کند ثمرات عجیبہ و اخلاق پسندیدہ پیدا آید و خوب و زشت در نظر شان یکسان گردد **نظم**

مردان قفس ہوا شکستند + از نیک و بد زمانہ رستند + در بحر فنا چو غوطہ خوردند + جز حق ہمہ را وداع کردند[4]

دوم مراقبۂ توحید صفاتی است

و آن اینکہ صفات خود و صفات موجودات را پرتو صفات حق داند و دران مستغرق گردد ثمرات آن نیز۔

دوسرا مراقبہ

اللہ نور السموات والارض خیال کرے کہ جسطرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اسیطرح اسکا نور تمام عالم مین ہے اور مستغرق ہو جاے اور ایسا ہی اس۔

آیت کا مراقبہ

ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم اور اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ کا مراقبہ کرے اسکے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار و کیفیات ظاہر ہوتے ہین تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اسکی چند قسمین ہین **اول مراقبہ توحید فعالی** اسکا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات و سکنات کو خدا کے حرکات و سکنات جاننے اور ظاہری کام کرنیوالون کو آلہ اور خدا کو فاعل حقیقی خیال کرے۔ اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہونگے اور اچھائی برائی مین کوئی فرق نہ نظر آئے گا۔ **رباعی**

جز حق ہمہ را وداع کردند	در بحر فنا چو غوطہ خوردند	از نیک و بد زمانہ رستند	مردان قفس ہوا شکستند

دوسرا مراقبہ توحید صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال مین مستغرق ہوجاے اسکے فوائد بھی

[1] خدا زمین اور آسمان کا نور ہے ۱۲ [2] موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالیگی ۱۲ [3] تم جہان کہین ہوگے تمکو موت ضرور پالے گی خواہ مستحکم گھرے ہوے برجون مین ہو ۱۲ شہید [4] جو لوگ دنیا وی لوازمات سے بری ہوجاتے ہین انکو اچھائی برائی کا امتیاز نہین رہتا اور جب دریاے فنا مین غوطہ لگاتے ہین تو سواے خدا کے دنیا کی تمام چیزون سے جدا ہوجاتے ہین ۱۲ شہید۔

دربیان نمی آید مجمل آنکہ صاحب این مراقبہ خود را مصدر کثرت کہ در عالم است میداند و صورتش آنکہ بدان خود را فراخ و پہنا می یابد باین مرتبہ کہ از فرش تا عرش تمام عالم را در گرفتہ است وہمہ عالم را در خود می بیند و درین حالت کیفیت عالم بر و منکشف گردد و آن کشف او مطابق واقع باشد لیکن درین توقف نکنند و قصد ازان با نوار کنند کہ حجاب ذلت اند وگاہ انوار رنگارنگ ظہور گیرند و آن ہم حجاب ذات بحت اند ازان ہم ترقی جوید و حجابہای انوار سخت تر اند بدرگاہ الٰہی بعجز و انکسار استدعا نمودہ بنظر خیالی ازان بگذرد و آخراین حجب جمالے است لطیف بے لون کہ آن را بہ نسبت بیرنگی تعبیر نمایند اینجا نیز گاہے توقف میشود و بعضے آن را مقصود اصلی دانستہ در آن مرتبہ توقف میکنند و اگر امداد الٰہی و جذبہ غیبی شامل حال است تمام حجاب طے شوند و بمرتبہ معرفت ذات بحت بیچون برسد و دران جا حالات عجائب و غرائب پیش آیند و این را سیر فی اللہ میگویند و این را پایانی نیست و این مقام را انتہاے سلوک و معرفت فرمودہ اند۔

سوم مراقبہ

مراقبہ توحید ذاتی کہ ہمہ ذوات را حق داند وغیر او را موجود نداند محققان حال این مراقبہ را منع فرمودہ اند کہ فہم آن بدون وجدان راست نیاید بطریق اجمال دائما درین حال باشد بعنایت الٰہی رفتہ رفتہ بروجہ کمال کشف خواہد شد و در ابتدای حال تفتیش و استیقان مشغول نشود۔

کُل کے کُل نہین قلمبند کیے جاسکتے مختصر اُیون سمجھنا چاہیے کہ یہ مراقبہ کرنیوالا اپنے کو کثرت فی العالم کا منبع سمجھتا ہے اور اُسکی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ مین زمین سے عرش تک تمام چیزون کو گھیرے ہوے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے مین پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اُسپر منکشف ہوجاتی ہے اور یہ کشف غلط نہین ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے۔ لیکن اسمین نہ ٹھہرے اور اُن انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہین اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہین وہ بھی وجود مطلق کے حجاب ہین درگاہ الٰہی مین عجز و انکساری سے دعا کرکے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردونکے بعد ایک جمالی پردہ ہے جو لطیف اور بے رنگ ہے کبھی اسپر توقف ہوجاتا ہے اور بعضے اُسکو غرض اصلی سمجھکر ٹھہر جاتے ہین مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ تمام پردے آسانی سے طے ہوجائینگے اور ذات مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اُس جگہ عجیب وغریب حالات پیش آئینگے اس کو اصطلاح مین سیر فی اللہ کہتے ہین اور اسکی کوئی انتہا نہین اور یہ مقام سلوک و معرفت کا منتہا خیال کیا جاتا ہے

تیسرا مراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزونکو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہین ہوسکتا ہے مجملاً یون سمجھنا چاہیے کہ ہمیشہ اسی حالت مین رہے انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگےگا اور ابتدا مین تحقیق اور تلاش نکرنا چاہیے۔

فائدہ باید کہ در مراقبہ بغایت ملازمت و مشق نماید تا حاصل آید کہ دل ازان بتکلف باز توان داشت بلکہ دل ازان باز داشتن ممکن نباشد و ازان حالتے و حضورے و محویت و نفی خود و عالم و اثبات حق پیدا آید و اگر یک لحظہ موقوف شود خوف ہلاکت او باشد۔

طریق کشف ارواح و ملائکہ و سیر روحی کہ باشد

طالب را باید کہ طرف راست گوید سُبُّوحٌ و چپ قُدُّوْسٌ و طرف آسمان رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ و در دل وَالرُّوْحِ ضرب کند ہزار بار بگوید و توجہ بمطلوب کند پس آن روح در بیداری یا در خواب ملاقی شود و اگر دو ہزار بار گوید زود بمقصود رسد۔

ذکر برائے کشف آیندہ

راست یَا اَحَدُ چپ یَا صَمَدُ بگوید ہزار بار و نیز سر را بجانب کتف راست گردانیدہ یَا حَیُّ و در دل یَا قَیُّوْمُ ضرب کند و برائے دفع بلا ہمین کند ہزار بار۔

ذکر برائے شفاے مریض

در راست یَا اَحَدُ در چپ یَا صَمَدُ و طرف آسمان یَا وِتْرُ در دل یَا فَرْدُ ہزار بار بگوید

فائدہ مراقبہ مین پابندی اور مشق کرنا چاہیے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل ہٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا غیر ممکن ہو اور اُس سے حضوریت اور محویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اُس کے ایک لحہ بھی موقوف ہونے مین جان کی ہلاکت کا ڈر ہے۔

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

سالک داہنے سبوح اور بائین قدوس اور آسمان کی طرف رب الملئکة اور قلب پر والروح کی ہزار بار ضرب لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب مین ملاقات کریگی دو ہزار ضربین لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آیندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

داہنے یا احد اور بائین یا صمد اور سر شانے کی طرف پھیر کر یا حی اور دل مین یا قیوم کی ایک ہزار ضربین لگائے اور بلاؤن کے دور کرنے کے لیے اسی طرح ایک ہزار بار ضربین لگانا مجرب ہے۔

بیمار کی شفا کے لیے ذکر

داہنے یا احد اور بائین یا صمد اور آسمان کی طرف یا وتر مول مین یا فرد ایک ہزار بار رکھے۔

ذکر برائے حصول امور مشکلہ وکشف وقائع آیندہ

بعد تہجد ہزار بار بطرف راست یا حَیُّ و در چپ یا قَیُّوْمُ و بآسمان یا وَھَّابُ و در دل یا اَللّٰہُ ضرب کند و دعا کند

ذکر برائے کشف قبور

اول بست ویکبار یا رَبُّ بگوید و بطرف آسمان یا رُوْحُ و بر قبر یا رُوْحُ و بر دل یا رُوْحُ الرُّوْحُ ضرب کند حال میت معلوم شود علانیہ یا در خواب۔

طریق دیگر

نزدیک قبر بنشیند اول فاتحہ بر میت خواند بعد ازان بطرف آسمان اَلْکَشِفُ لِیْ یَا نُوْرُ بار بر دل ضرب کند اَلْکَشِفُ لِیْ یَا نُوْرُ بعدہ بر قبر ضرب کند عَنْ حَالِہٖ و توجہ بقلب شود۔

ذکر کشف روح مبارک صلی اللہ علیہ وسلم

صورت مثالیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را تصور نمودہ درود خواند و بطرف راست یا اَحْمَدُ و چپ یا مُحَمَّدُ و در دل یا رَسُوْلَ اللّٰہِ ضرب کند ہزار بار بگوید علانیہ یا در خواب از دولت دیدار مبارک مشرف شود۔

ذکر برائے برآمدن حاجات

ہر مشکلے و مہمے و حاجتے کہ پیش آید اسمی از اسمائے حسنیٰ مطابق حاجت خود گرفتہ بذکر سہ ضربی یا چہار ضربی مشغول شود۔

مشکل چیزون کے حاصل کرنے اور آیندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار داہنی طرف یا حَیُّ بائین طرف یا قَیُّوْمُ اور آسمان کیطرف یا وَھَّابُ اور دلپین یا اَللّٰہُ کی ضرب لگاوے اور دعا کرے۔

کشف قبور کیواسطے ذکر۔ پہلے اکیس بار یا رَبُّ کہے اور اُسکے بعد آسمان کی طرف یا رُوْحُ اور قبر پر یا رُوْحُ اور دل پر یا رُوْحُ الرُّوْحُ کی ضرب لگائے انشاء اللہ خواب یا بیداری مین میت کا حال معلوم ہوجائے گا۔

دوسرا طریقہ پہلے قبر کے پاس بیٹھکر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اَلْکَشِفُ لِیْ یَا نُوْرُ اور دلپر اَلْکَشِفُ لِیْ یَا نُوْرُ اور قبر پر عَنْ حَالِہٖ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کرکے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا اَحْمَدُ اور بائین طرف یا مُحَمَّدُ اور دلپین یا رَسُوْلَ اللّٰہِ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب مین زیارت ہو۔

حاجت برآری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اُسکے موافق اسمای حسنیٰ مین سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی مین مشغول ہوجائے

مثلاً برائے کشایش رزق یا رزاق و برائے شفائے مریض یا شافی و برائے حفظ موذیات یا حفیظ و برائے
گرسنگی یا صمد و برائے دفع دشمن یا مانع و برائے دفع بلا و انشراح خاطر یا حی یا قیوم و علی ہذا القیاس ۔

باب سوم در اذکار و اشغال و مراقبات حضرات طریقہ عالیہ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالے

باید دانست کہ چون طالب صادق بتوفیق الٰہی متوسل بزرگے از بزرگان این سلسلہ عالیہ میشود اول او را استخارہ فرمایند پس از دو حال خالی نباشد یا اجازت یا منع در صورت اجازت با دمشغول شوند و الا جواب دہند کہ قسمتش بجاے دیگر ست و نیز توجہ مرشد قائم مقام استخارہ میشود ۔

طریق استخارہ

آنکہ بعد از نماز عشا وضو تازہ کردہ صد و یکبار أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ[1] بصدق تمام بخواند بہ نیت آنکہ انچہ از من تقصیرات ظاہری باطنی صادر شدہ از جملہ توبہ کردم و از سر نو مسلمان شدم بعدہ دو رکعت نماز استخارہ باین نیت کہ از حق تعالی میخواہم کہ بر اتباع شریعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بوسیلہ مرشدم محکم دارد و در رکعت اول بعد فاتحہ آیۃ الکرسی و در دوم بعد فاتحہ قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ

مثلاً کشائش رزق کیواسطے یا رزاق اور مریض کی شفا کیواسطے یا شافی اور موذی جانورون سے بچنے کے لیے یا حفیظ اور فاقہ کے لیے یا صمد اور دشمن کے دفع کرنے کے لیے یا مانع اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لیے یا حی یا قیوم و علی ہذا القیاس ۔

تیسرا باب حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار و اشغال کے بیان مین

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگون مین سے کسیکو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے استخارہ فرماتے ہین پس اجازت ملیگی یا نہ ملیگی اجازت ملجانے پر اُس مین مشغول ہو جاتے ہین اور ممانعت کی صورت مین جواب دیتے ہین کیونکہ اسکی قسمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توجہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے ۔

استخارہ کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد تازہ وضو کرکے صدق دل سے استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ ایک سو ایکبار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہون سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ مین پھر مسلمان ہوا اسکے بعد دو رکعتین نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ مین خدا سے آرزو کرتا ہون کہ مرشد کے وسیلہ سے مجکو شریعت محمدی کا پورا پابند کرے اور پہلی رکعت مین الحمد کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت مین الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون

[1] مین خدا سے ہر گناہ کی معافی مانگتا ہون جسکے سوا کوئی معبود نہین اور جو زندہ اور قائم ہے اور مین اسکی درگاہ مین توبہ کرتا ہون ۱۲ شہید

بخواند بخشوع وخضوع تمام ادا نماید وبگریه وزاری پرداز دبعد سلام نماز صد ویکبار درود شریف وصد ویکبار کلمهٔ تمجید خوانده ودست بر داشته دعا کند چون خواب غلبه کند بر زمین بخسپد واگر معذورست اختیار دارد بعده انچه در خواب بشارت شود از مرشد بیان کند واگر در روز اول بشارت نه شود سه روز بکند وبر استخاره نظر بر قلب خود کند اگر قلب در اعتقاد همچنان محکم ست که سابق ازین بود همین بشارت ست پس مرشد بعد اخذ بیعت اورا تلقین ذکر اسم ذات بواسطهٔ لطائف سته نماید باین طریق که زبان را بکام چسپانیده هر دو چشم بند نماید وبر زبان خیال از دل صنوبری بگوید بنهجیکه این اسم را غیر ذات نداند واین حیثیت را بوسع خود در حال نشست وبرخاست از دست نه دهد۔

بیان لطائف سته وطریق ذکر آنها

باید دانست که لطائف شش اند یعنے شش موضع اند در جسم انسان که پر فیوض وپر انوار ومشتمل بسیار برکات اند اول لطیفهٔ قلبی که مقام او دو انگشت فروتر زیر پستان چپ است ونور او سرخ است دوم لطیفهٔ روحی که مقام او دو انگشت فروتر زیر پستان راست ست ونور او سفید است سوم لطیفهٔ نفس که موضع آن زیر ناف ست ونور او زرد است چهارم لطیفهٔ سرّی مقام آن مابین سینه ونور او سبز است پنجم لطیفهٔ خفی مقام آن بالاے ابرو ونور او نیلگون ست ششم لطیفهٔ اخفی محل آن ام الدماغ است ونور او سیاه است مثل سیاهی چشم

خشوع وخضوع سے پڑھے اور بارگاہ الٰہی مین رو لے اور سلام پھیر کے ایک سو ایکبار کلمۂ تمجید پڑھکر ہاتھ اٹھاکر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہین زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہان چاہے سو رہے اور سوتے مین جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ مین اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب مین اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہیے کہ مرید کر کے اسم ذات بواسطۂ لطائف ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھین بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اسکی ذات کا غیر تصور نہ کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتی الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور انکے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم مین چھ جگہین انوار وبرکتون سے پُر ہین اور یہی لطائف کہلاتے ہین اول لطیفۂ قلبی اسکی جگہ بائین پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اسکا نور سرخ ہے دوسرے لطیفۂ روحی اسکی جگہ داہنے پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اسکا نور سفید ہے تیسرے لطیفۂ نفس اسکی جگہ ناف کے نیچے ہے اور اسکا نور زرد ہے چوتھے لطیفۂ سری اسکی جگہ سینہ کے درمیان ہے اور اسکا نور سبز ہے پانچوین لطیفۂ خفی اس کی جگہ ابرو کے اوپر ہے اور اسکا نور نیلگون ہے چھٹے لطیفۂ اخفی اسکا مقام ام الدماغ ہے اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند

فائدہ بدانکہ این لطائف شش گانہ را بترتیبی کہ مذکور شد بخوبی ذاکر باید نمود حتی کہ خود بر ذکر آنہا واقف شود و مرشد بہمت تمام بالقاے آن ذکر در لطیفۂ مرید متوجہ شود و استدعا از حق نماید و مرید را بگوید کہ زبان را بکام چسپانیدہ از زبان قلب اسم ذات را بے حرکت زبان بگوید و خود بقوت و ہمت تمام توجہ کند یعنے دہن قلب خود را بر قلب مرید تصور نماید و خطرۂ غیر را آمدن ندہد و بجذبۂ قلبی قلب مرید را بطرف خود کشد تا از اثر توجہ او در لطیفۂ مرید جنبش پدید آید و ذکر جاری گردد و نور ذکر در دل مرید قوتے پیدا کند و نسبتے و حضورے بحضور تقدس و تعالے ظہور گیرد و باین حیثیت تا یک ساعت کم زیادہ بحال مرید متوجہ باشد و ارواح متبرکۂ اکابر این سلسلہ را شامل حال خود دانستہ این تصرف را از امداد او شان داند۔ فائدہ بدانکہ این دل صنوبری آشیانۂ قلب حقیقی است کہ از عالم امر است مسمی بحقیقت جامع و نیز چون مرید متوجہ بقلب شود عادت اللہ جاریست کہ از مبدء فیض بواسطۂ قلب حقیقی فیض میرسد چون مشق لطیفۂ قلبی باتمام رسد و فناے قلبی حاصل آید ہمین طور لطائف باقی را جدا جدا گانہ مشق نماید و فناے لطائف عبارت ازان است کہ دران لطیفہ استغراق بہم رسد و تکلف نماند و گاہے میباشد کہ مرید را در لطیفۂ قلبی تجلیات رومی دہند اما باید کہ بوسع امکان خود را مغلوب تجلی نسازد بلکہ تنزیہ او تعالے را بنظر قلبی متیقن خود سازد و درین لطیفۂ قلبی نفی و اثبات صغیر می فرمایند

فائدہ سالک کو ان چھ لطیفونکا یہانتک ذکر ہونا چاہیے کہ خود اُنکے ذکر سے واقف ہوجاے اور مرشد اس ذکر کو لطیفۂ مرید مین ڈالنے کی طرف توجہ کرے اور بارگاہ الٰہی مین دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو مین چپٹا کے بغیر زبان ہلائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود ہمت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے مُنھ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اُسکے دل مین آنے سے روک کر اُسکے قلب کو اپنی طرف جذبۂ قلبی سے مائل کرے تاکہ اس توجہ کے اثر سے اُسکے لطیفہ مین حرکت پیدا ہوا ور ذکر جاری ہوجاے اور ذکر کا نور اُسکے قلب مین جاگزین ہوجائے اور تعلق اور حضوری درگاہ قدس جناب باری مین پیدا ہوجائے اسیطرح ایک گھنٹہ سے کم و بیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجکو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے فائدہ قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشیمن ہے اور اُسکو حقیقت جامع بھی کہتے ہین اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کیطرف متوجہ ہوتا ہے تو مبدء فیاض سے قلب حقیقی کیواسطے سے اُسکو فیض پہونچتا ہے جب لطیفۂ قلبی کی مشق کامل ہوجائے اور فناے قلبی حاصل ہوجائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہیے اور فناے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ مین مستغرق ہوجائے اور اسمین تکلف کی ضرورت نہو اور کبھی مرید پر لطیفہ مین انوار اور تجلیان ظاہر ہوتی ہین ایسی حالت مین اُس کو ان مین محو نہو جانا چاہیے بلکہ خدا کے منزہ اور پاک ہونیکا خیال کرنا چاہیے اور اس لطیفۂ قلبی مین نفی و اثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے

طریقش آنکہ بہ دو چشم و ہر دو لب بند کردہ و دم را از ناف برآوردہ در قلب حبس کند و کلمۂ لا را از ناف برآوردہ تا بگلو رسانیدہ الٰہ را از گلو تا لطیفۂ روحی فرود آوردہ ضرب الا اللہ بر قلب بزند بحیثیتی کہ اثر ذکر بر ہمہ لطائف برسد و ملاحظۂ نفی ما سوی اللہ و اثبات ذات مطلق بے کیف کردہ باشد اولاً در یک دم سہ بار بعد ازان در جسم بدرجہ برعایت عدد طاق یک یک زیادہ کردہ باشد تا بست و یک بار برساند و تدوشد نگاہ دارد تا اثر ظاہر گردد واگر اثر ظاہر نشود دلیل بے حاصلی است باز از سر نو شروع کند و اثر ذکر آنست کہ در وقت نفی وجود بشری منفی گردد و در اثبات آثار جذبات الٰہی ظہور گیرد درین ذکر چندان مشغول شود کہ مذکور بر دل ذاکر مستولی شود و نام معشوق ہم فراموش کند و مستغرق بجلوۂ معشوق گردد۔

طریق شغل لطائف ستہ

اینست کہ دم را از زیر ناف کشیدہ بہمان لطیفہ کہ شغل آن باید نمود قرار دہد و در ذکر اسم ذات اللہ اللہ بالملاحظۂ معنے و نور آن مقام و واسطۂ چندانکہ دست دہد مشغول شود و این اسم را با غیر ذات نداند و ذکر این مقامات بدون حبس دم ہم میکنند و ذکر ہمان اسم ذات ست۔

طریق ذکر جاروب

این لطائف این است کہ دم را بشدت تمام بملاحظۂ اسم ذات بدون حبس دم از ہمان لطیفہ کہ جاروب آن کند کشیدہ

اُسکا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹھ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکالکر قلب مین روکے اور لا کو ناف سے نکالکر گلے تک پہونچاکر الٰہ کو گلے سے لطیفۂ روحی تک لاکر الا اللہ کی دل پر اسطرح ضرب لگائے کہ اُسکا اثر تمام لطیفوں پر پہونچے اور غیر اللہ کی نفی کا اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس مین ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہان تک کہ اکیس مرتبہ تک پہونچائے لیکن طاق عدد کا اور مدوشد کا خیال رکھے تاکہ اثر ظاہر ہوا اور اگر اثر نہو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہیے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کیوقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہوجائے اور حالت اثبات مین جذبات الٰہی کا ظہور ہو اس ذکر مین ایسا منہمک ہونا چاہیے کہ مذکور یعنے خدا کا ذکر انسان کے دل پر غالب ہوجائے اور معشوق کا نام بھولکر جلوۂ معشوق مین محو ہوجائے۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچکر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اُسپر ٹھہرائے اور جسقدر ممکن ہو اسم ذات مین اُسکے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کیساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر حبس دم کے کرتے ہین اور ذکر وہی اسم ذات ہے

ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف مین اسکا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کیساتھ سانس کو پوری قوت سے بغیر سانس روکے ہوئے جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اُسسے کھینچکر

بازضرب هو بہمان لطیفہ زند چنانچہ اگر جاروب لطیفۂ قلبی کند دم را بشدت تمام از قلب با ملاحظۂ اسم ذات کشیدہ تا موضع روح رسانیدہ ضرب دم بملاحظۂ هو بازبر دل بزند وہمین طور جاروبہاے دیگر لطائف ہستند در عمل آوردن شرط است طریق ذکر ارہ این لطائف نہیست کہ دم بشدت تمام بملاحظۂ اسم ذات از ہمان لطیفہ کہ ارّہ او ورزش نماید واز آن کشیدہ باز ضرب هو یعنے بملاحظۂ هو بہمان لطیفہ بزند چنانچہ در جاروب لطیفۂ قلب گفتہ شد اما چون از مشق لطائف ستہ فراغ نماید و ملکہ حاصل آید بعدہ مرشد فرماید کہ بجمع ہمت نمودہ متوجہ بہمہ لطائف یک مرتبہ شود و مرشد نیز توجہ نماید تا ہمہ لطائف بخوبی جاری شوند اگر در سیر لطائف چیزے از تجلیات وغیرہ پیش آید در ان متلذذ بودہ مستغنی نشود بلکہ طالب ترقی شود فائدہ بدانکہ در اصطلاح ایشان این سیر را سیر لطائف میگویند چون این سیر تمام شود سلطان الذکر فرمایند۔

طریق سلطان الاذکار

مرید را باید کہ از سر تا قدم متوجہ بہر بُن موے وجود خود شدہ بملاحظۂ اسم ذات نماید و مرشد نیز بہمت تمام و کمال متوجہ بر ہمہ اجزاے مرید شود و این شغل را چندان کند کہ از ہر بُن موے بدن ذکر جاری گردد حتی کہ اگر خود را غافل سازد ممکن نباشد تا اینجا اذکار متضمن بلطائف ستہ وغیرہ بود تمام شد چرا کہ نزد مشائخ این سلسلہ قطع این راہ جملہ ہفت قدم است

پھر هو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفۂ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو قلب سے کھینچکر موضع روح تک لاکر هو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب مین ہونا چاہیئے اور ذکر ارہ کا طریقہ ان لطائف مین یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کیساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اُس سے اُلٹا کھینچکر اُسی لطیفہ پر هو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفۂ قلب کے بیان مین ذکر کیا گیا ہے لیکن جب چھوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہوجاے اور اسمین کمال حاصل ہوجائے تو مرشد کو تمام لطائف کیطرف یکبارگی توجہ کرنیکو فرمانا چاہیئے اور خود بھی توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفے بآسانی جاری ہوجائین اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیان ظاہر ہون تو اُنمین مشغول ہوکر بے پروا نہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہیئے فائدہ اصطلاح صوفیہ مین اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہین اور اُسکے تمام ہونے پر اسکو سلطان الذکر کہتے ہین۔

سلطان الاذکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہوکر اسم ذات کا تصور کرنا چاہیئے۔ اور مرشد کو بھی مرید کے ہر ہر جز کیطرف متوجہ ہونا چاہیئے اور اس شغل مین اسقدر منہمک ہوجائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہان تک کہ اگر اُسکی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نرکھے یہانتک تو وہی اذکار بیان کیئے گئے ہین جو لطائف ستہ کے ضمن مین ہین کیونکہ اس سلسلے کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستے مین منزل مقصود تک پہنچنے کیلیے سات قدمون کی ضرورت ہے

پنج ازان از عالم امر کہ قلب و روح و سر و خفی و اخفی اند و دو از عالم خلق کہ نفس و قلب اند و قالب مرکب با ربعہ عناصر ست درین صورت دہ لطیفہ شد شروع سلوک از قلب کہ از عالم امر است میکنانند نصف دائرہ گزاشتہ اند از برائے ہمین قرب است و لطائف قالب یعنے اربعہ عناصر را در ضمن لطیفہ نفس سلوک می فرمایند بعد ازان ذکر نفی و اثبات را ارشاد فرمایند۔

بیان طریق نفی و اثبات

بدانکہ از قدیم بناے این طریق و کمالات ولایت برہمین ذکر است و ذکر اسم ذات در لطائف ستہ از تجویز قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ است۔

طریق شغل نفی و اثبات

آنکہ چشم را بستہ و زبان را بکام محکم نمودہ نفس را از زیر ناف برآوردہ در دماغ قرار دہد و حرف لا را از ناف کشیدہ تا ام الدماغ رساند و ازانجا لفظ الٰہ را بجانب لطیفہ روحی فرود آوردہ ضرب الا اللہ بر دل بزند و از لا الٰہ نفی ماسوی اللہ تصور کند و از لفظ الا اللہ اثبات ذات بیکیف ملاحظہ نماید مبتدی لا معبود الا اللہ و متوسط لا مقصود الا اللہ و منتہی لا موجود الا اللہ تصور کند منتہای عدد در یکدم بست و یکبار است اگر اثر این شغل کہ بے تعلقی از ماسوی ست

انمین سے پانچ قلب۔ روح۔ سر۔ خفی۔ اخفی۔ عالم امر سے ہین اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہین اور قالب چار عنصر سے مرکب ہو اب اس صورت مین دس لطیفے ہوے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہین نصف دائرہ اسوجہ سے چھوڑ دیا گیا ہو کہ بہت قریب ہو اور لطائف قالب یعنے عناصر اربعہ کو نفس کے ضمن مین سلوک فرماتے ہین اسکے بعد نفی و اثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہین۔

نفی و اثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ مین اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے۔

شغل نفی و اثبات کا طریقہ

آنکھین بند کرکے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچکر دماغ مین لائے اور لا کو ناف سے کھینچکر ام الدماغ تک لیجاے اور وہان سے الٰہ کو لطیفہ روحی کی طرف لاکر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الٰہ سے غیر خدا کی نفی کا خیال کرے اور الا اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہو) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور مبتدی لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور منتہی لا موجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس مین زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر یعنے غیر اللہ سے بے تعلقی (

در دل پیدا آید شکر بجا آرد والا نہ باز از سر نو شروع کند تا اثر حاصل آید طریق اذکار تکرار اسمی تمام شد اکثر سلوک مشائخ نقشبندیہ تا باین جا است بعد ازان مراتب مراقبات و افکار کہ مذکور میشود اول مرید را فنائے افعال کہ آنرا مراقبہ توحید افعالی میگویند تلقین فرمایند۔

مراقبۂ توحید افعالی

طریقش آنکہ مرید افعال خود را و جمیع موجودات را مظہر افعالی حق داند و در ہمہ اشیا او را فاعل مطلق تصور نماید تا فاعلیت غیر از نظر برخیزد و بعدہ مراقبۂ فنائے صفات کہ آن را مراقبۂ توحید صفاتی میگویند ارشاد نمایند یعنی ہمہ صفات خود را و صفات جمیع موجودات را در صفات حق مستہلک داند حتی کہ مصداق حدیث قدسی کُنْتُ لَہٗ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ الخ گردد و بعدہ مراقبۂ فنائے ذاتی کہ آن را مراقبۂ توحید میگویند طریقش آنکہ مرید را باید کہ در اندرون قلب حقیقی کہ سراسر نور است نظر انداختہ ذات خود را و ذات ہمہ موجودات را مظہر ذات حق داند و ذات بیجہت و بیکیف را آفاق و انفس یعنی در اندرون و بیرون خود حاضر داند و جز او کسی را نہ بیند ازین دانش گاہے غافل نہ شود اگر غفلت آید باز رجوع باین سعی شود تا آنکہ در نور مشاہدہ اش مستغرق گردد و بجز ذات مطلق خود را و غیر خود را نیابد بدانکہ بعضے بزرگان برائے تکمیل این نسبت مراقبۂ قوار میکنانند طریقش آنکہ حقیقت جامع را مثل آفتاب خیال کند و جمیع موجودات

دل مین پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اسکا اثر پیدا ہو تکرار اسمی کے اذکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا سلوک یہین تک ہے اسکے بعد مراقبات اور اذکار ہین جو اب بیان ہوتے ہین پہلے مرید کو فنائے افعال (جسکو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہین) تعلیم فرمائین۔

توحید افعالی کا مراقبہ

اسکا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزونکا خدا کو فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔ اور اسکے بعد فنائے صفات کا مراقبہ (جسکو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہین) تعلیم کرین یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات مین مستہلک سمجھے یہانتک کہ حدیث کُنْتُ لَہٗ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ کا مصداق ہو جائے اسکے بعد فنائے ذاتی کا مراقبہ (جسکو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہین) تعلیم فرماتے ہین اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی (جو سراسر نور ہے) کو دیکھکر اپنے کو اور تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور ذات بے کیف (یعنے خدا) کو تمام جاندارون اور تمام آفاق مین اور اندر باہر موجود خیال کرے اور اسکے سوا کسی کو نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہو اگر غافل ہو جائے تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہانتک کہ اسکے مشاہدہ کے نور مین مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے معلوم کرنا چاہیے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کیلیے بعضے ذکر قوار تعلیم فرماتے ہین اسکا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات

را قواریر تصویر نماید کہ در مقابلہ آن آفتاب اند و تمام قواریر بنور واحد منور گردیدہ اند و دران موجودات بجز یک نور نیست اگر
این مراقبہ را بکمال رساند وجود مطلق را در جمیع افراد ساری دیدہ دیگرے را موجود نہ پندارد و من عرف نفسہ فقد
عرف ربہ خبر این مقام است و تمام اشیا را بغلبۂ شہود و احاطۂ معیت و تعالی عین او تعالی یابد این را در اصطلاح
این قوم توحید وجودی میگویند این ولایت متعلق بلطیفۂ قلب است کہ از عالم امر ست و محیط ہمہ اشیا یعنی این ولایت
از وی خیزد و اگر ہمہ اشیا را از نظر انداختہ وگم کردہ مشاہدۂ جمال لایزال حق رو نمود این نسبت را توحید شہودی میگویند
و این ولایت علاقہ بلطیفۂ روح اعظم کہ محض نور است میدارد و این ہر دو مرتبہ ولایت خاصۂ اولیاے
امت است درین مرتبہ علم لدنی و مرتبۂ قطبیت و ابدالیت وغیرہ امور دیگر حاصل میگردند وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ
چون این نسبت بکمال رسد مرید را باید کہ برین تجلیات و مشاہدات لذت یافتہ قرار نگیرد بلکہ طالب ترقی شود اگرچہ
اینہم کمال ولایت است اما درین مرتبہ نوعی شرکت مفہوم میشود تا وصول مطلوب حقیقی بے تلبیس اشیا باشد بعدہ
مرید را باید کہ بامداد توجہ مرشد خود را از غلبات این تجلیات و مشاہدات و واردات اگرچہ لطیف باشد و آنچہ ذہن
نشین است از حق باشد یا از غیر حق خالی و صاف سازد و بتلقین مرشد بمراقبۂ نایافت و وراء الورا مشغول شود۔

کو شیشہ کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہین آفتاب کے مقابلہ و اسکے نور کی وجہ سے روشن ہین اور
اُن مین اس نور کے سوا کچھ نہین ہے اس مراقبہ مین کامل ہونے پر وہ تمام موجودات مین وجود مطلق کو ساری دیکھکر
کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ[۱] اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبۂ شہود اور
معیت حق کی وجہ سے تمام چیزون کو عین حق پائیگا اسکو صوفیہ کی اصطلاح مین توحید وجودی کہتے ہین ولایت
لطیفۂ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی یہ ولایت اُس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزون سے بے خبر اور
غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہین اور یہ ولایت لطیفۂ روح اعظم
(جو محض نور ہے) سے متعلق ہے اور یہ دونون ولایت کے رتبے اولیا کے ساتھ مخصوص ہین اس مرتبہ مین علم لدنی و
مرتبۂ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہین واللہ یرزق من یشاء جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیون
اور مشاہدون سے لطف حاصل کرکے سکون نہ لینا چاہیے بلکہ ترقی کا آرزومند ہونا چاہیے۔ اگرچہ یہ بھی ولایت
کا کمال ہے لیکن اس مین ایک گونہ شرک متصور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو۔ اسکے
بعد مرید کو چاہیے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیون اور مشاہدات واردات اگرچہ یہ سب لطیف ہون کے غلبہ
اور تمام خیالات اور ذہنی باتون سے (خواہ حق ہون خواہ ناحق ہون) خالی و پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے
مراقبۂ نایافت و وراء الورا مین منہمک ہو جائے۔

[۱] جسنے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کرلی اُس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

مراقبۂ نا یافت

طریقش آنکہ لطیفۂ سری را از واردات مذکورہ خالی ساختہ نظر باطن بران دارد و حق تعالی را بتنزیہ تمام تصور نماید و ہرچہ در ذہن وخیال او باشد از ہمہ پاک و منزہ و بے جہت و بے کیف او را طلبد تا ہیچ در نظر او غیر مطلوب نماند حتی کہ بجز نور یقین معلوم ہیچ نماند ہمچنین تنزیہ بنہایت رساند و ہیچ جا قرار نگیرد **بیت** اے برادر بے نہایت درگہیست ٭ ہرچہ بروے میرسی بروے مایست ٭ چون حاجت نفی نماند و آئینۂ سری ز توجہات و تصورات صاف و مصفا شد و بے کیفی رو نمود مرتبۂ نا یافت و وراء الوراء و ولایت اخص کہ ولایت ملائک مقرب است بوصول انجامید و این ولایت متعلق بلطیفۂ سر است واللہ اعلم **بیت** ہر کرا از فضل حق باشد مدد ٭ این ہمہ نعماے حق او را رسد ٭ بدانکہ چون مرید لطیفۂ سری را از تجلیات اگرچہ مشاہدہ باشد خالی ساخت داخل دائرۂ حقیقی شدہ لیکن چون از حقیقت آگاہ نیست از ارباب جہل است پس اگر امداد الٰہی و جذبۂ معنوی شامل حال است جمیع مراتب عنصری و نوری را طے کردہ آید بعد از مرتبۂ نا یافت و وراء الوراء حقیقت نا یافت کہ مرتبۂ ولایت اخص الخواص کہ ولایت انبیا علیہم السلام است روے نماید پس وصول این نسبت محض سعی در خلو متخیلۂ باطنہ من جہت حقیقت از یافت حق و غیر حق است حاصل اینکہ اول ولایت خاص اگرچہ ولایت است لیکن درین

مراقبۂ نا یافت

کا طریقہ یہ ہو کہ لطیفہ سری کو مذکورۂ بالا واردات سے خالی کر کے اُسپر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتون سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اُسکے ذہن مین ہو اُسکو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اُسکی نظر مین مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہانتک کہ نور یقین کے سوا سب چیزون سے بے خبر ہو جائے اسطرح پاکی اور صفائی کو درجۂ کمال تک پہونچائے اور کہین سکون نہ لے **شعر** اے برادر بے نہایت درگہیست ٭ ہرچہ بروے میرسی بروے مایست ٭ اور جب نفی کی حاجت نہ باقی رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے اور بیجہتی اور بے کیفی حاصل ہو جائے تو رتبۂ نا یافت اور وراء الوراء اور ولایت اخص (جو ملائکہ مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفۂ سری سے متعلق ہے واللہ اعلم **شعر** ہر کرا از فضل حق باشد مدد ٭ این ہمہ نعماے حق او را رسد ٭ جب مرید لطیفۂ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیون نہون) خالی کر لیتا ہے تو دائرہ حقیقی مین داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اسوجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الٰہی اور جذبہ معنوی اُسکا دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبے طے کر جائیگا اور نا یافت اور وراء الوراء کے بعد حقیقت نا یافت کہ مرتبۂ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیا علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسیطرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنایا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس مین ۔۔

ولایت وجود غیر در نظر است یعنی تمیز در مظاہر وظاہر باقی است پس ازین بنسبت مرتبۂ عالیہ ایشان بوے شرک
می آید و در ولایت اخص اگرچہ تنزیہ است کہ جمیع مراتب ذاتیہ وصفاتیہ وکمالیہ خود را مظہر ذات وصفات وکمالات
حق تعالی می بیند وبجز مظہریت ہیچ نمی یابد وتنزیہ او کند اما تنزیہ سائر الناس پیش رتبۂ علو انبیا علیہم السلام حکم تشبیہ
دارد پس دل را از تصور عینیت کہ نزد ایشان غیر حق است و از ملاحظۂ تنزیہ نیز منزہ وپاک ست تعالی اللہ
عن ذالک علوا کبیرا ازہر دو خیال خالی سازد وطالب ترقی شود تا تجلی بے کیف وبے جہتی بر دل مرید وارد میشود وتجلیات
انوار قدم متجلی گردد ہرچند خلوز یادہ دخل در دائرۂ این ولایت بیشتر بعد ازان کمالات نبوت انبیا علیہم السلام است و
حقیقت این مرتبہ خارج از تحریر وتقریر است اما محققان این قدر فرمودہ اند کہ اگرچہ ولایت انبیا ونبوت ایشان ہردو
در دائرہ اصالت اند وہردو از ظلیت خالی ومبرا لیکن ہمقدر ہست کہ در ولایت وصول بحقیقت صفات حضرت
عزت جل شانہ است ودر نبوت وصول بحقیقت ذات بحت است تفاوت مراتب استعداد چنانکہ فرمودہ قولہ تعالے
تلک الرسل فضلنا بعضھم علٰی بعض[1] رزقنا اللہ وایاکم چون این نسبت بکمال رسد ملاحظہ از میان برخیزد وبمقام
حضور در حضور نور علی نور برسد کہ مرتبہ بقا باللہ است ذکر مراتب اذکار واشغال عالیہ نقشبندیہ بطریق اجمال واختصار بقلم
آمدہ اگر بہ تفصیل باید از کتب ایشان مثل نسخہ متبرکہ انوار محمدی مصنفہ حضرت مولانا واستادنا مولوی شیخ محمد فاروقی

غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اسمین اور بلند ترین مرتبون کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ
شرک کی بو ضرور ہے اور ولایت اخص مین اگرچہ پاکی ہے یعنے اپنے مراتب وصفات اور کمالات کو باری تعالی کے کمالات
وصفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بجز خدا کی مظہریت کے کچھ نہین پاتا اور اُسکی پاکی کرتا ہے مگر تمام انسانون کے تنزیہ انبیا
علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہ کی شان رکھتی ہے تو دل کو عینیت کے تصور سے (جو اُنکے نزدیک غیر حق ہے) اور
خدا کی تنزیہ کے تصور سے بھی پاک تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا (خدا اُن سے بالا اور پاک ہے) بالدر خالی کرے اور
ترقی کا آرزومند ہو تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اُسکے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیان منور ہون اور جسقدر خلو زائد
ہوگا اُسیقدر دائرہ ولایت مین دخل زائد ہوگا اسکے بعد انبیا علیہم السلام کے کمالات ہین اسمرتبہ کی حقیقت اور
ماہیت بیان نہین کیجا سکتی ہے محققین فرماتے ہین کہ انبیا کی ولایت اور اُنکی نبوت اگرچہ اصالت کے دائرہ مین ہین
اور دونون ظلی کلی ہونے سے مبرا ہین لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالی کے صفات کی حقیقت معلوم
ہوتی ہے اور نبوت مین حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے تلک الرسل فضلنا بعضھم علٰی
بعض جب اس نسبت مین کمال حاصل ہوجائیگا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہوجائیگا اور حضور در حضور ونور
علی نور جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہان تو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار واشغال کے مراتب مجملاً
بیان کیے گئے ہین اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا واستادنا مولوی شیخ محمد فاروقی

[1] یہ رسول ہیں کہ ہم نے بعض کو بعض پر فوقیت اور فضیلت دی ہے ۱۲ سعید

تھانوی سلمہ اللہ تعالی کہ خلیفۂ خاص حضرت مرشدم وہادیم قطب الاقطاب مولانا میانجیو نور محمد شاہ جھنجھانوی اند قدس اللہ سرہٗ باید جست اما در بیان اشغال طریقۂ احمدیہ حضرت شیخ عبد الاحد را مکاتیب اند ازان جملہ مکتوبے مسمی بکحل الجواہر بغایت متین است ونیز طریق تحصیل مراتب سلوک این طریقہ بہ تفصیل تمام باحسن وجوہ در رسالہ انہار اربعہ مولفۂ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ بغایت پسندیدہ است مرقوم ہست اکنون بعضی کلمات مصطلحہ حضرات نقشبندیہ کہ بناے این طریقہ بر آنست بقلم می آید باید دانست وباید داشت وآنرا بمشغولے خو باید ساخت وآن این است ہوش دردم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یادکرد۔ بازگشت۔ نگہداشت۔ یادداشت۔ وقوف زمانی۔ وقوف عددی۔ وقوف قلبی۔ یازدہ کلمہ اند ہوش دردم عبارت ازانست کہ ہمیشہ ہوشیار وآگاہ بر نفس خود باید بود تاکہ دم بغفلت نبرآید واین شغل دافع تفرقہ نفسی است نظر بر قدم آنست کہ در آمد ورفت راہ ہر جاکہ باشد نظر بر پشت پا دارد تا نظر پراگندہ نشود وجمعیت قرب باشد در ابتداء اول تابع نظر است وپریشانی نظر در دل تاثیر می کند وشاید نظر بر قدم اشارت بسرعت سیر سالک بود در قطع مسافت ہستی وطے عقبات خود ہستی یعنے نظر او ہر جاکہ منتہی شود فی الحال قدم بران نہد سفر در وطن آن است کہ سالک در طبیعت بشری سفر کند یعنے از صفات ذمیمہ بصفات حمیدہ برآید کہ معنے تخلقوا باخلاق اللہ است خلوت در انجمن آنست کہ بظاہر با خلق وبباطن با حق تعالی بود یعنی

تھانوی سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشدم وہادیم قطب الاقطاب مولانا میانجیو نور محمد شاہ جھنجھانوی قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف ہی دیکھنا چاہیے مگر طریقہ احمدیہ کے شغال کے بیان میں شیخ عبد الاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور انمین ایک رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہی اور طریقۂ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنیکے طریقے انہار اربعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو بہت پسندیدہ کتاب ہی) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر ہیں اب چند اصطلاحات جنپر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہی لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہیے اور انکو اپنا مطمح نظر کرنا چاہیے اور وہ ہوش دردم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔ نگہداشت۔ یادداشت۔ وقوف زمانی۔ وقوف عددی۔ وقوف قلبی گیارہ کلمات ہیں ہوش دردم اسکو کہتے ہیں کہ ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہی تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہی نظر بر قدم یہ ہی کہ ہر جگہ آمد ورفت میں پاؤن پر نظر رکھے تاکہ نظر پراگندہ نہوجائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہی اور نظر کی پراگندگی دل میں اثر کرتی ہی اور نظر بر قدم سے شاید سفر ہستی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہی یعنی جہاں کہیں اسکی نظر ختم ہو اسوقت وہیں قدم رکھے۔ سفر در وطن یہ ہی کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرے یعنی صفات ذمیمہ کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور یہی تخلقوا باخلاق اللہ کے معنی ہیں اور خلوت در انجمن یہ ہی کہ ظاہر میں خلقت کیساتھ اور باطن میں اللہ کیساتھ ہو یعنے

سے اچھے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کرو ۱۲ شہید سے اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہی شعر۔ ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق

یا ہمہ حال متوجہ الی اللہ بودہ باشد ـ یادکرد عبارت از ذکر لسانی و قلبی است یعنی دور کردن غفلت را بذکر حق تعالیٰ بازگشت
و آن اینست کہ ہر بارے کہ ذاکر بزبان و دل کلمہ طیبہ را گوید در عقب آن ہم بدل مناجات کند کہ الٰہی مقصود توئی و رضای تو ترک
کردم دنیا و آخرت را برائے تو عطا کن نعمائے خود و حصول تمام بدرگاہ خویش و این شرط عظیم است در ذکر این غافل
نشود ـ نگاہداشت مراد از مراقبہ خاطر است از خطرہ ماسوی اللہ چنانکہ اگر در یک دم صد بار کلمہ طیبہ را
گوید خاطر بغیر نرود بلکہ از اسماء و صفات ہم غافل بود و احدیت مجردہ و فوق الوراء الوراء را منظور نظر داشتہ باشد
یادداشت عبارت از توجہ بودن بحق تعالیٰ است بہر دم و بہر حال بر سبیل ذوق و بعضے گفتہ اند کہ حضور بے غیب
است و نزد اہل تحقیق استیلاء شہود حق بر دل بتوسط حب ذاتی کہ کنایت از حصول یادداشت است و این را
مشاہدہ گویند و حق این است کہ این مقام مذکور کہ توجہ تمام بحق است بدون فنائے تمام و بقائے کامل حاصل نمیشود
وقوف زمانی آنست کہ بندہ بہر حال واقف احوال خود باشد اگر بطاعت است شاکر باشد و اگر بمعصیت
است عذر خواہد یا آنکہ پاس انفاس را نگاہ دارد کہ بحضور میگذرد یا بغفلت و علی ہذا القیاس در قبض و
استغفار و شکر باید و این را محاسبہ گویند و وقوف عددی و آن عبارت از رعایت عدد طاق در نفی و اثبات
چنانکہ گذشت و رعایت عدد قلبی موجب جمع خاطر متفرقہ است و وقوف قلبی آنست کہ ذاکر آگاہ و واقف باشد بحق تعالیٰ

ہر حال مین خدا کی طرف متوجہ رہے یادکرد سے ذکر زبانی و قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد مین غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہے
کہ جے بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اُتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بارالٰہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے
اور مین نے تیرے ہی لیے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتین اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما اور ذکر مین اس
سے غفلت نہ کرنا چاہیئے بہت بڑی شرط ہے اور نگاہداشت ـ مراقبہ ـ مراقبۂ قلب کو کہتے ہین یعنی دلکو غیر خدا کے خیال سے خالی
رکھے مثلاً اگر ایک سانس مین سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل
ہو جاے اور وحدت مطلق اور وراء الوراء کو مدنظر رکھے یادداشت ہر حالت مین اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعضے
حضور قلب کو یادداشت کہتے ہین اور اہل تحقیق کے نزدیک محبت ذاتی (جو یادداشت کے حاصل ہونیسے کنایہ ہے) کیوا سطے
سے خدا کا شہود اور اُسکا وجود دلپر غالب ہوتا ہے اور اُسیکو مشاہدہ کہتے ہین اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور (کہ خدا کیطرف پوری توجہ ہے)
پوری فنا اور بقاے کامل کے بغیر نہین حاصل ہوتا ہے وقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت مین اپنے سے باخبر رہے اگر
خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر حالت گناہ مین ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور مین
گذرتا ہے یا غفلت مین اور اسیطرح قبض و بسط مین شکر اور استغفار کرنا چاہیے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہین وقوف عددی
نفی و اثبات مین طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہین جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے اور ذکر قلبی مین عدد کی رعایت
کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف رہے ـ

دیا وقوف قلبی عبارت از آگاہی وحاضر بودن دل است بجناب حقتعالی بوجہیکہ دل را ہیچ علاقہ بغیر حق نباشد و بعضے گفتہ اند کہ درحین ذکر ارتباط وآگاہی موجب شرط است کہ محققان فرمودہ اند کہ اگر طالب را ذکر قلبی در نگیرد و تاثیر نشود ویرا از ذکر باز داشتہ بوقوف قلبی امر فرمایند تا زود ذکر در گیرد۔

تصرفات مشائخ وطریق توجہ

شیخ خود را از ہمہ امور خالی ساختہ متوجہ شود بسوی نفس ناطقہ خود در نسبتیکہ در مرید القائش منظور باشد و توجہ خاطر صرف بحالش نماید و تصور کند کہ کیفیت وجذب از من در مرید سرایت میکند بفضلہ تعالیٰ افاضہ ونور وبرکات حسب استعداد آن میشود و بعد جریان لطیفہ قلب بر ہر لطیفہ درجہ بدرجہ توجہ نماید وہمچنین در القاے انوار وترقیات لطائف مرید باین طریق توجہ کند و بر مرید غائب تصور صورت او نمودہ توجہ غائبانہ می نمایند و فائدہ او را میرسانند۔

طریق سلب مرض

آنکہ خالی کند نفس خود را از ہمہ خطرات وخیال کند نفس خود را بیمار بآن بیماری کہ مریض دارد پس آن مرض منتقل میشود از مریض بسوے او واین از عجائب صنعت الٰہی است در خلق دیگر طریق دفع مرض وتوبہ بخشی آنکہ بعد استخارہ صاحب نسبت وضو کردہ دو رکعت نفل ادا نماید و درود واستغفار خواند وبعجز وزاری بدرگاہ مجیب الدعوات

یا خدا کے حضور میں دل کے اسطرح حاضر رکھنے کو کہتے ہین کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کیوقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے کیونکہ محققین نے فرمایا ہے کہ اگر طالب مین ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اُسکو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتون سے خالی ہوا اپنے نفس ناطقہ کی طرف اُس نسبت مین جسکا القا مرید پر منظور ہو متوجہ ہوا ور توجہ قلبی مرید کے حال کی طرف مائل کرے اور خیال کرے کہ میری کیفیت اور جذب مرید مین اثر کر رہی ہے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتین حاصل ہونگی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنیکے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اسیطرح انوار مراقبات ولطائف کے القا مین توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اُسکی صورت کا تصور کرکے غائبانہ توجہ کرے اور اُسے فائدہ پہونچائے۔

مرض کے سلب کرلینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اُسی مرض مین مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے تو وہ مرض اُسکی طرف منتقل ہوجائیگا اور یہ انسان مین خدا کی عجیب صنعتون سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توبہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کرکے دو نفلین پڑھے اور درود واستغفار پڑھکر نہایت ہی خشوع وخضوع سے درگاہ الٰہی مین۔

التجا نماید کہ از مریض مرض و یا از عاصی معصیت زائل شود بعد ازان مقابل مریض یا عاصی بنشیند و ہمت تمام جمع نمودہ وقتیکہ نفس می گردد تصور کند کہ مرض از قالب مریض و یا معصیت از عاصی می گیرد و میکشد و دراز کند نفس را و وقت گزاشتن نفس خیال نماید کہ آن مرض و یا آن گناہ از اندرون سلب کندہ بر زمین می اُفتد بعونہ تعالے مریض شفا یابد و عاصی توبہ کند۔

طریق دریافتن نسبت اہل اللہ زندہ باشد یا مردہ

طریقش آنست کہ بنشیند روبروے او اگر زندہ است و اگر مردہ است مقابل قبر او پس خالی کند نفس خود را از ہر نسبت و التجا نماید بدرگاہ علام الغیوب کہ یا علیم یا خبیر یا مبین خبردہ مارا و آگاہ کن از کیفیت باطن این شخص و متوجہ شود بسوے روح او زمانی چند تا متصل کند روح خود را با ارواح او بعد وقفہ رجوع کند بذات خود پس ہرگاہ دریابد در نفس خود از کیفیات پس بداند این نسبت آن شخص است و ہمین طریق دریافتن خواطر است

طریق دریافتن خطرہ

نفش خود را از حدیث نفس و از ہر خطرہ خالی ساختہ بدل بسوے قلب او متوجہ شود ہرچہ از خیر و یا شر در خاطر خطور کند پس بداند کہ از دست۔

ملتجی ہو کہ مریض اور گناہ گار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اسکے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھے اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اُسکے قالب سے مرض یا گناہ دفع کرکے زمین پر گرا رہا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائیگا اور گناہ گار توبہ کریگا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اسکا طریقہ یہ ہو کہ اگر زندہ ہے تو اُسکے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہو تو اُسکی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ مین دُعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجکو آگاہ کر اور اُسکی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اُس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اُس کی روح سے ملا دے پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے مین کچھ کیفیتین پائے تو سمجھے کہ نسبت اُسی شخص کی ہے اور خطرون کے پہچاننے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنیکا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کرکے اُسکی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا بُرا خیال دل مین آئے اُسی کی طرف سے خیال کرے۔

طریق کشف وقایع آینده

بطریق معہود دل خود را از ہمہ خطرات پاک نمودہ اول بجناب قدس عالم السرو الخفی التجا نماید کہ یا اللہ یا علیم یا خبیر یا مبین آگاہی بخش مرا باین واقعہ پس اگر منقطع شد تمام خطرات وحاصل شد انتظار کشف وآن واقعہ مثل تشنہ کہ آب را می خواہد پس متوجہ کند روح خود را ساعت بساعت بسوے ملا اعلےٰ یا ملا اسفل بقدر استعداد خود بہمت تمام پس منکشف خواہد شد آن واقعہ بآواز ہاتف یا بدیدن یا در خواب

طریق دفع بلا

بطریق معہود تخیل کند آن بلا را بصورت مثالے و توجہ وہمت قوی نماید برای دفع بلا با مداد الٰہی دفع خواہد شد اما این تصرفات عجیبہ وغریبہ بدون حصول نسبت فنا وبقا دست ندہد واین معاملات از متوسطان سلوک اکثر واقع می شود و از منتہیان بسبب عدم التفات شان بامور مذکورہ کونیہ کم ظہور کیرند ونیز باید دانست کہ ضرور نیست کہ ہمہ مکشوفات عارف صحیح ومطابق واقع باشد زیرا کہ کشف وقائع از امور ظنی است کہ احتمال خطا ہم دارد گاہے باشد کہ خلاف واقع افتد پس اظہار این چنین امور پیش یار واغیار لا حاصل است ودعوے فضول۔

باب چہارم

در بیان کیفیت تلاوت قرآن واداے نماز ودیگر اعمال متفرقہ باید دانست کہ بہترین سلوک الی اللہ سہ طریق ذکر

آیندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دلکو تمام خیالات سے صاف کرکے بارگاہ الٰہی مین دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجکو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہوجائین اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار جسطرح پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے حاصل ہوجائے تو پوری ہمت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملا اعلےٰ یا ملا اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب مین معلوم ہوجائیگا۔

بلا کے دفع کرنیکا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اُس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کرکے ہمت اور توجہ سے اُس بلا کے دفع کرنیکی طرف مائل ہو بلا خدا کی مدد سے دور ہوجائے گی اور یہ باتین اکثر متوسط درجہ کی سالکون سے واقع ہوتی ہین اور چونکہ منتہی لوگ دنیا کی چیزون کی طرف متوجہ نہین ہوتے ہین اسواسطے ان سے کم واقع ہوتی ہین اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ عارف کے تمام مکشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہین ہے اس لیے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزون سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہین اسلیے ایسی باتونکو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہیے۔

چوتھا باب قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت کے بیان مین سلوک الی اللہ کے تین طریقے

فرمودہ اند اول ذکر کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دوم تلاوت قرآن شریف سوم ادائے نماز باقی اذکار درین مندرج اند و از فضیلت انہا قرآن و حدیث و آثار صالحہ مملو است و این مختصر متحمل آن نیست کہ بقلم آید و برکات و کیفیات آنہا انچہ ہست این ذرہ بمقدار را چہ قدرت کہ بیان سازد فضیلت کلمہ طیبہ برائے طالب صادق ہمین بس است کہ یک قدم از لَا اِلٰہَ بر نفی ماسوی اللہ نہد و دیگر قدم از اِلَّا اللّٰہ بجناب قدس نہادہ و اصل حق گردد از فضائل قرآن شریف طالب را ہمین کافی است کہ از مشغولی او حضوریت حق و ہمکلامی و تعالی حاصل شود و نماز جامع این ہردو است و دیگر جمیع اذکار و عبادات و دعا و تسبیحات کونین را شامل است و نیز مدارج بیشمار در نماز مندرج است کہ بیانش از طاقت بشری دور است و سالکے کہ بغلبہ استغراق و جذبات از نماز باز ماند از مدارج بسا محروم ماند بلکہ بمقصد اصلی باز ماند نماز سِر است از اسرار الٰہی در میان عبد و معبود و کہ مومن را در مشغولی آن انقطاع از ماسوا و قرب اتم بحضرت حق تعالی حاصل است پس طریق سلوک کہ بواسطہ کلمہ طیبہ است بیان کردہ شد اکنون چیزے طریق و کیفیت تلاوت قرآن شریف و ادائے نماز بطور طالبان حق بیان کردہ می آید۔

تعلیم ہوئے ہین اول کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکر ان مین شامل ہین اور ان اذکار کی خوبیان قرآن شریف و احادیث اور آثار صحابہ سے ثابت ہین یہ مختصر رسالہ اس قابل نہین ہے کہ اس مین اُن کی خوبیان بیان کی جائین اور اُس کی لاانتہا فضائل اور برکتین انسان سے نہین بیان ہوسکتین اس واسطے سچے طالب کو کلمہ طیبہ کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ایک قدم لَا اِلٰہَ سے غیر خدا کی نفی پر رکھے اور دوسرا اِلَّا اللّٰہ سے جناب الٰہی مین رکھکر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیون سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اُس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اُس سے ہمکلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز مین یہ دونون اور تمام دعائین اور عبادتین اور تسبیحین موجود ہین اور اس کے مراتب بھی لاتعداد ہین اُن کو بھی انسان نہین بیان کرسکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی مین نماز نہین پڑھتے ہین بہت سے مرتبون سے محروم ہوجاتے ہین بلکہ اُن کو مقصد اصلی بھی نہین حاصل ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سر ہے کہ مسلمان اس مین مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہوجاتا ہے۔ وہ سلوک کا طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جاچکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کیئے جاتے ہین۔

ف کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہین ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوے ہین اور اُسکے رسول ہین ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

اول بیان طریق تلاوت قرآن شریف

بدانکہ تلاوت قرآن افضل عبادات است وکدام طریق برائے تقرب الی اللہ سوائے فرائض بہتر از تلاوت قرآن نیست پس آداب واستحباب او آنست کہ باخلاص تمام باطہارت کامل روبقبلہ باترتیل وخشوع وخضوع وتحزن بعد اعوذ وبسم اللہ بملاحظہ آنکہ کلام خدا میکند وگویا او را می بیند واگر نہ تواند بدانکہ او مرا می بیند وباوامر ونواہی مرا حکم میفرماید وبر آیت بشارت فرحان وبر آیت وعید ترسان وگریان باشد وبجہر والحان خوش کہ موجب جمعیت خاطر ودفع غفلت است بخواند واین عام است وطریق خاص آنکہ طالب باشرائط مذکور در خلوت کہ کدام مخل خلوت نباشد بعد ادائے دو رکعت نفل با ادب وحضور تمام بنشیند وقرآن شریف را روبروے نہد وعظمت کلام کبریائی وتذلل خود ملاحظہ نماید ودل را از جمیع خطرات خالی کردہ متوجہ بحقیقت قرآنی کہ صفت کلام نفسی حق است گردد درین مراقبہ اندک توقف کند چون خاطر جمع شود وحضوریت بحق تعالی چون شاگرد پیش اُستاد بیقین حاصل آید بعد اعوذ وبسم اللہ بخشوع وخضوع تمام باترتیل وتجوید چنانکہ پیش اُستاد می خوانند وہیچ دقیقہ قرات فرونگزارند تلاوت نماید ودر حین قرات خیال کند کہ زبان دہن ولسان دل صنوبری ہر دو برابر تلفظ میکنند ازین ملاحظہ غافل نشود واگر غفلت آید زود اعوذ خواندہ دل را حاضر کند چون ازین مشق جمعیت خاطر وحضوریت بحق تعالے

اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کیلیے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہین تو اُسکے آداب اور اُسکا استحباب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کیساتھ کعبہ کیطرف مُنھ کرکے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل کیساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ مین خدا کی باتین کر رہا ہون اور اُسکو دیکھ رہا ہون اور اگر اسپر قدرت نہو تو یہ جانے کہ وہ مجکو دیکھتا ہے اور اوامر ونواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی سے جس سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے اسے پڑھے یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مدنظر رکھے خلوت کہ جسمین کوئی شخص مخل نہو ہے مین دو نفلین ادب سے پڑھکر حضور قلب سے بیٹھے اور قرآن شریف سامنے رکھکر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دلکو تمام خیالات سے صاف کرکے قرآن کی حقیقت پر جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے اُسکی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ مین تھوڑی دیر ٹھہرے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق جیسے شاگرد کو اُستاد کے سامنے ہوتا ہے حقیقی طریقہ سے حاصل ہوجاے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تجوید کیساتھ جسطرح اُستاد کیسامنے پڑھتے ہین پڑھے اور قرات کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ مُنھ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہین اور اس خیال سے غافل نہو اور اگر غفلت ہوجائے فوراً اعوذ باللہ پڑھکر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوری حق

حاصل آید بعد ازان تصور کند کہ ہر بن موے جسد قاری برائے قرارت قرآن زبان گردیدہ واز ہر بن موے الفاظ می برآید
وتمام قالب قاری حکم شجرۂ موسوی پیدا کردہ است درین ملاحظہ درعین قرارت مستغرق گردد چون درین ملکہ
حاصل آید بعد ازان در قرارت تصور کند کہ حق تعالیٰ بزبان قاری میخواند و او می شنود و بعد ازان تصور کند کہ
سالک می خواند وحق بگوش سالک می شنود چون درین ملکہ شود بعد ازان در قرارت خود تصور کند کہ او تعالیٰ
خود میخواند و خود می شنود و این ہیچ نیست نہ وجود سالک نہ وجود موجودات بجز آنکہ آوازیست کہ از ہر جہت می آید
و سالک درین محو است وجود این مرتبہ بکمال رسد بفضلہ تعالیٰ اُمید است کہ معنے حقیقے و اسرار قرآنی منکشف
گردد و سالک بمطلوب خود برسد۔

بیان طریق ادائے نماز

سالک طریقت را باید کہ در ادائے ہر اعمال خصوصاً نماز پر مغز و ارواح آنہا کہ مراد از حب دلی و اخلاص نیت و خشوع
وقبولیت بدرگاہ او تعالیٰ ومحویت بیش حدیت است محافظت نماید اما اگرچہ نماز اہل حقیقت حقیقت نماز ہست
و بدآن رسیدن و چنان گزاردن مشکل است و صعوبتے بسیار دارد لیکن جہد و کوشش می باید کرد کہ مگر خدا تعالےٰ
آسان گرداند والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا طریق ادایش آنکہ اول نماز را صورتے تصور کند کہ دل وے

ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر رونگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہین اور
تمام جسم موسوے درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت مین اس خیال مین مستغرق ہو جب اس مین ملکہ
پیدا ہو جائے تو پڑھتے وقت خیال کرے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سُن رہا ہے پھر خیال کرے کہ سالک
پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانون سے سنتا ہے اور جب اسمین ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے مین خیال کرے کہ خود خدا
پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے
آتی ہے اور سالک اُس مین محو ہے اور جب اس مرتبہ مین بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنے اور
قرآن شریف کے بھید اُس پر ظاہر ہو جائین اور وہ اپنے مقصد مین کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہیے کہ ہر عمل مین اور خصوصاً نماز مین اُنکی روح اور مغز جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور خشوع
اور درگاہ الٰہی مین قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسی
طرح ادا کرنا اور وہانتک پہونچنا مشکل اور اسمین بہت دقت ہے لیکن ہمت اور کوشش کرنا چاہیے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین جاھدوا
فینا لنھدینھم سبلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کرے کہ نماز کا دل

لہ جو ہمارے راستہ مین کوشش کرتے ہین ہم خود اُنکو اپنا راستہ دکھا دیتے ہین اور اُنکو مطلوب تک پہونچا دیتے ہین ۱۲ شہید۔

نیت خالص بود و روح او حضور و تن او اعمال ظاہر و اعضائے رئیسہ او ارکان و حواس و تعدیل ارکان و تحسین قرارت است تا یکے ازین مراتب نباشد نزد اہل اللہ نماز نبود و نیز نماز را طہارت حقیقی باید کہ بے آن نیز نماز نشود و آن طہارت دل است از ماسوی اللہ کہ نظر قبولیت حق بر دل است ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اعمالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم پس ہرگاہ کہ دل نجس است بدن چگونہ پاک شود کہ بدن تابع دل است پس چنان کن کہ دل از غیر اللہ پاک باشد و جز حق تعالی مستحق کرامت و سزاوار بزرگی ہیچکس را ندانی تا قول اللہ اکبر درست آید و چون دست برائے تکبیر برداری دانی کہ از دو جہان دست برداشتم و در وَجَّهْتُ وَجْهِيَ روے دل ہمت تمام متوجہ بحق بود و چون اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ گوئی بدانی کہ در عالم ہیچکس مستحق حمد نیست و جمیع محامد باو راجع است و در رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تصور کنی کہ ہیچ رب نیست بجز او تعالی و در اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُمید بر کرم و رحمت او داری و بدان واثق باشی و در مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ خوف را پیش گیری و روز قیامت را شاہد کنی وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ یقین نمائی و چون

خالص نیت اور اُسکی روح حضور قلب اور اسکا جسم رکوع و سجود وغیرہ اور اُسکے اعضائے رئیسہ ارکان اور حواس ٹھہر ٹھہر کے پڑھنا اور قرارت کی درستی ہین جبتک کہ اُنمین سے ایک بھی نہوگا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہوگی اور نماز کے لئے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اُسکے بغیر نماز نہین ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اعمالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم[۱] تو جب قلب ناپاک ہے تو جسم کسطرح پاک ہوسکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہیے کہ دل غیر خدا سے پاک ہوجائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور جب تکبیر کے واسطے ہاتھ اُٹھائے تو خیال کرے کہ مین دونون جہان سے دست بردار ہوگیا اور وَجَّهْتُ وَجْهِيَ کہتے وقت قلب کا منہ ہمت سے خدا کی طرف کرے اور الحمد للہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم مین نہین ہے اور تمام تعریفین خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہین اور رب العالمین مین خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہین ہے اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مین اُسکے عنایت اور رحم کی اُمید کرے اور اُسکو راسخ کرے اور مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ مین ڈرا اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور والامر یومئذ للہ ر قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہوگا کا یقین کرے

---

[۱] خدا تمھاری صورتون اور تمھاری کارگزاریون کو نہین دیکھتا بلکہ تمھارے دلون اور تمھاری نیتون کو دیکھتا ہے یہ حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا مین بہت سے ایسے مکار ہین جو جامۂ سالوس زیب جسم کرتے ہین لیکن انکے قلب صدور جتنا ریک اور اُنکے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہین تو خدا چونکہ علام الغیوب ہے اس واسطے وہ اندرونی حالتون اور خلوص کو دیکھتا ہے کوئی وہ نماز جو رات بھر پڑھی جائے اور اُس مین خلوص نیت نہو ہرگز قبول نہ کیجائے گی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف دو ہی رکعتین جو حضور قلب سے خدا ہی کے لیئے پڑھی جائین ضرور قبول کیجائینگی ۱۲ شہید

ایاک نعبد گوئی یقین دانی کہ لا موجود الا اللہ ور وایاک نستعین بحقیقت ملاحظہ کنی کہ لا فاعل الا اللہ و در
اھدنا الصراط المستقیم بدل راہی طلبی کہ بحق رساند واز صراط الذین نعمت علیھم آن راہے خواہد کہ انبیا و اولیا
رفتہ اند و در غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پناہ جوید از غضب او واز گمراہی نفس خود و در حالت قیام استقامت
بر طریق شریعت و طریقت خواہی و در رکوع عظمت الٰہی و تذلیل نفس خود و در سجدہ فنائے نفس و اثبات حق خواہی
و در تشہد محویت خود بمشاہدہ حق خواہی و دران کوشی کہ ہر چہ در نماز خوانی بدان صادق باشی والا فمن اظلم
ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق و در حضور و اخلاق جہد کن و ہر نمازی کہ بجا آری مراقب باش دران و اگر
حضورے نبود باشد و قصورے واقع شود باز اعادہ نمائی حتی کہ پنج یا ہفت بار ہمین طور کنی امید قوی است کہ بحکم
آنکہ من طلب شیئا و جد وجد یعنے جوئندہ یابندہ این دولت بوصول انجامد و نیز برین قناعت مکن بلکہ ہموارہ
متمنی بصفت ایجابی او تعالیٰ باشی تا بنماز حقیقی برسی و حق را یابی و بگوئی برین عمل نمائے بیت دست از طلب ندارم
تا کام من برآید ٭ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید انشاء اللہ تعالیٰ دست طلب بدامن مطلوب برسد بمنہ و کرامہ

طریق دیگر در اداے نماز

بدانکہ وقت اداے نماز روے قلب را بسوے حقیقت کعبہ کہ صفت موجودیت حق است سازد و نور حقیقت نماز

ایاک نعبد کہے تو لا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور ایاک نستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے
اور اھدنا الصراط المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہونچا دے اور صراط الذین انعمت علیھم سے وہ راستہ جو
انبیا اور اولیا کا تھا طلب کرے اور غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سے خدا کے غصہ و اپنی گمراہی سے پناہ مانگے
اور کھڑے ہونے مین طریقت و شریعت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع مین خدا کی بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ
مین اپنی فنا اور خدا کی ثبات اور بقا کا اور تشہد مین اپنی محویت کا خیال کرے اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز
مین پڑھون اُسکو اپنے اوپر صادق کرون ورنہ فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق کا مصداق
بنجاؤگے اور حضور اور خلوص مین کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اُسمین مراقبہ کرو اور اگر اُس مین حضور قلب نہو
اور کوئی کمی ہو تو پھر دوہراؤ جب چند بار ایسا کروگے تو یقین ہے من طلب شیئا وجد وجد کے مطابق یہ دولت
حاصل ہو جائیگی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اُسکی ایجابی صفت کے متمنی رہو تا کہ صلوٰۃ حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ۔
اور شعر دست از طلب ندارم تا کار من برآید ٭ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید ٭ پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے
فضل سے مقصد حاصل ہوگا۔

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف کرے اور نماز کے نور حقیقت کا

لہ کیا اس سے بھی زیادہ کوئی شخص حد سے تجاوز کرنیوالا ہے جو خدا پر غلط تہمت لگاتا ہے اور صدق کو جھٹلاتا ہے ۱۲ شہید ۲ہ جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسمین کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اسکو پاتا ہے ۱۲ شہید ۳ہ جبتک میرا مقصد نہ حاصل ہو جائیگا مین کوشش سے دست بردار نہونگا یا تو [illegible]
اس تک پہونچ جاؤنگا یا میری جان نکل جائیگی ۱۲ شہید

کہ صفت الوہیت او تعالیٰ است ملاحظہ نماید و تصور حقیقت خود کہ مرتبہ عبدیت است بعجز تمام پیش آرد و خالص
نیت ادائے خدمت عبدیت کند و برائے تکبیر دست بردارد و خیال نماید کہ از ہر دو جہان دست برداشتہ رجوع الی اللہ
گشتہ و بگوید اللہ اکبر و تصور کند گویا نفس خود را بہ تکبیر ذبح کردہ فنا ساخت و بعد تسبیح و تحمید قرارت شروع کند و
قرارت ملاحظہ قبولیت حق تعالیٰ کند چنانکہ در حدیث شریف آمدہ است کہ وقتیکہ گفت بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
فرمود حق تعالیٰ بر من حمد کرد بندہ من چون گفت اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فرمود حق تعالیٰ بر من ثنا کرد بندہ من چون
گفت مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ فرمود حق تعالیٰ بیان بزرگی من کرد بندہ مومن ہرگاہ کہ گفت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ
فرمود حق تعالیٰ کہ این درمیان من و درمیان بندہ من است و مر بندہ مرا است آنچہ خواست وقتیکہ گفت اِھْدِ نَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ فرمود حق تعالیٰ این
برائے بندہ من است و مر بندہ مرا است آنچہ خواست پس در ملاحظہ جواب مستغرق گردد و در رکوع نظر بر پشت پا
دارد و ملاحظہ عظمت و کبریائی او تعالیٰ و تذلل خود کند و در سجود نظر بر پرہ بینی دارد و ملاحظہ علوا و تعالیٰ و تحقر و خاکساری
خویش نماید و در قعدہ نظر بر سینہ دارد و ملاحظہ معنی التحیات کند۔

(جو خدا کی الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے
اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ مین دونون جہان سے
دست بردار ہو کر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہکر خیال کرے کہ مین نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کرکے فنا کر دیا
اور تسبیح (یعنے سبحانک اللھم آلخ) اور تحمید (الحمد پڑھنا) کے بعد قرارت شروع کرے اور قرارت مین خدا کی قبولیت کا تصور
کرے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ جسوقت بندہ الحمد للہ رب العلمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میرے بندے
نے میری تعریف کی اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی اور بڑائی کی اور جب
ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اُس نے مانگا خاص
اُسی کے واسطے ہے اور جب اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم
ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اُسکے لیے ہے تو جواب کے
تصور مین مستغرق ہو جاے اور رکوع مین پاؤن کی پیٹھ پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے
اور سجدہ مین ناک کے نتھنے پر نظر رکھے اور اُسکی بلندی اور اپنی حقارت اور خاکساری کا تصور کرے اور بیٹھنے مین
سینے پر نظر رکھے اور التحیات کے معنی کا خیال کرے۔

ے الحمد کا ترجمہ سب تعریف اس خدا کیلیے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحمت کرنیوالا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اے خدا ہمکو
سیدھا راستہ دکھلا اُن لوگون کا راستہ جنپر تونے انعام کیے نہ اُن لوگونکا راستہ جنپر تونے غصہ کیا اور جو گمراہ ہین ۱۲ تمہید۔

دوران حالت یقین داند کہ درحضور حق تعالیٰ در مجلس انبیا داخل است ونیز در ہر نماز ملاحظہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ ملحوظ دارد واگر خطرہ آید بملاحظہ لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ دفع سازد و در قراۃ آواز بلفظ چنان باید کہ گوش خود بشنود بلکہ ہر کہ برابر او باشد او ہم استماع نماید اما چندان جہر نکند کہ آواز از حلق برآید الا در نماز جہریہ۔

طریق دیگر نماز

بشرائط معہودہ در حالت نماز نور حقیقت را مثل ستارہ درخشان در عین قیام بر سجدہ گاہ و در رکوع بر پیشانی و در حالت سجدہ بر ترہ بینی و قعود برابر سینہ مشاہدہ کند و مستغرق گردد پس چون باین طور مذکور در ادائے نماز مزاولت و مشق نماید بعونہ تعالیٰ نماز حقیقی رو دہد و حقایق و معارف گوناگون مکشوف گردد و مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ہمین است کہ مقصود دنیا و ما فیہا را گزاشتن و باحق پیوستن است وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ خداوندا مارا و جمیع دوستان مارا و ہمہ طالبان حق را ازین دولت مشرف گردان و درین بمیران و انگیزان بمنہ وکرمہ بحرمۃ النبی وآلہ واصحابہ اجمعین آمین آمین آمین۔

طریق حصول زیارت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعد نماز عشا باطہارت کامل وجامۂ نو راستعمال خوشبو باادب تمام رو بسوے مدینہ منورہ بنشیند و ملتجی از جناب او

اور اس حالت مین خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیا کی مجلس مین داخل ہوگیا نیز ہر نماز مین اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال ذہن مین آئے تو لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ کے تصور سے دور کرے اور اسقدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سُن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز مین بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطون کے ساتھ حالت نماز مین حقیقت کے نور پر جو ستارہ کے مانند چمکتا ہے کھڑے ہونیکی صورت مین سجدہ گاہ رکوع مین پیشانی پر اور سجدہ مین نتھنے پر اور بیٹھنے مین سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہوجاے تو جب نماز مین اسطرح مشق کریگا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہوجائیگی اور مختلف قسم کی حقیقتین اور معرفتین ظاہر ہونگی الصلوٰۃ معراج المومنین کا یہی مرتبہ ہے کہ مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے ملجانا ہے وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ اے خدا ہمکو اور تمام دوستون کو اور تمام طالبان حق کو اس دولت مشرف فرما اور اسی مین موت دے اور اُٹھا بمنہ وکرمہ بحرمۃ النبی وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ آمین آمین آمین

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہنکر خوشبو لگاکر بہت ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منھ کرکے بیٹھے اور خدا کی درگاہ مین

قدس حقیقت محمدی برائے حصول زیارت جمال مبارک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شود و دل را از جمیع خطرات خالی کردہ بصورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بلباس بسیار سفید و عمامۂ سبز و چہرۂ منور مثل بدر بر کرسی تصور کند و اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ راست اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ چپ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ در دل خود ضرب کند این درود شریف را ہر قدر کہ تواند پے در پے تکرار کند بعد ازان این ہر سہ درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَاہُ ہر قدر کہ تواند بعد طاق بخواند و بوقت خفتن بست و یکبار سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ خواند بتصور جمال مبارک درود گویان سر بسوی قطب در و بقبلہ و بر دست راست بخپید اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ خواند بر کف راست دمیدہ و زیر سر نہادہ بخپید این عمل شب جمعہ یا شب دوشنبہ بکند چند بار بعمل آرد انشاءاللہ تعالے بمطلوب خواہد رسد

طریق صلوۃ کن فیکون

برائے مشکلکشائی سریع الاثر است ہر کسے را کہ حاجتے سخت و دشواری پیش آید در شب چہارشنبہ و پنجشنبہ باطہارت تمام و اخلاص کامل دو رکعت نماز گزارد در رکعت اول سورۂ فاتحہ یکبار و سورۂ اخلاص صد بار

جمال مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دلکو تمام خیالات سے خالی کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ کی داہنے اور الصلوۃ والسلام علیك یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جسقدر ہو سکے درود شریف پڑھے اسکے بعد طاق عدد مین جسقدر ہو سکے اللھم صل علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللھم صل علی محمد کما ھو اھلہ اللھم صل علی محمد کما تحب و ترضاہ اور سوتے وقت اکیس بار سورۂ نصر پڑھکر آپکے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قطب کیطرف اور منہ قبلہ کیطرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ پڑھکر داہنی ہتیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھکر سوے یہ عمل جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا انشاءاللہ تعالے مقصد حاصل ہوگا

نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلون کے دفع کرنے مین یہ سریع الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت اور دشواری پیش آئے چہارشنبہ اور پنجشنبہ کو پوری طہارت اور پورے خلوص سے دو رکعتین پڑھے پہلی رکعت مین الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ سو بار

لہ نسخہ اصلوۃ بھیج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جسطرح تونے ہمکو حکم دیا کہ ہم اُنپر درود بھیجین اے خدا آنحضرت پر ایسا درود بھیج جسکے وہ قابل ہین اور اُنپر ایسا درود بھیج جیسا تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو رضامند ہوتا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی -

اور دوم سورۂ فاتحہ صد بار و سورۂ اخلاص یکبار بخواند و صد بار این چنین گوید کہ اے آسان کنندۂ دشواریہا و اے
روشن کنندہ تاریکیہا و صد بار استغفار و صد بار درود شریف بخواند و بحضور قلب از خداوند تعالے دعا کند چون
شب سوم آید بعد اداے نماز وغیرہ سر برہنہ بودہ و آستین راست بر آوردہ در گردن بندد از دو بگریہ و زاری در جناب
الٰہی دعا کند پنجاہ بار انشاء اللہ تعالے ضرور دعاے او مستجاب شود و این عمل در خاندان چشتیہ بسیار مجرب است
و سریع الاثر است و این را صلوٰۃ کن فیکون براے ہمین نامند کہ در مطلب برآری جلد تاثیر کند۔

طریق نماز استخارہ

بدانکہ در ہر امر استخارہ کند بعدہ آن کار بفعل آرد و در استخارۂ مسنونہ ہیچ خواب در وے ضرور نیست فقط اطمینان قلبی
کافی ست اگر فرصت نباشد صرف بر دعا اکتفا نماید طریقش آنست کہ دو رکعت نماز بہ نیت استخارہ ادا نماید در رکعت
اول بعد فاتحہ سورۂ کافرون و در دوم سورۂ اخلاص بخواند بعد سلام این دعا بخواند اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ
وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ
الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ
اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ

اور دوسری رکعت مین الحمد سو بار اور قل ہو اللہ ایکبار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریون کے آسان کرنیوالے اور اے
تاریکیون کے روشن کرنیوالے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ مین دعا کرے
اور تیسری رات مین نماز وغیرہ پڑھکر برہنہ سر ہو کر داہنی آستین نکالکر گردن مین ڈالے اور گریہ وزاری سے درگاہ الٰہی
مین پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اُسکی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندان چشتیہ مین یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے
اسی سبب سے اسکا نام صلوٰۃ کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے مین بہت جلد تاثیر کرتی ہے۔

نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اُسمین استخارہ دیکھ لے مسنون استخارہ مین خواب وغیرہ کی ضرورت نہین ہے صرف قلبی
اطمینان کافی ہے اگر وقت نہو تو صرف دعا کرے اور اُسکا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتین استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت
مین الحمد کے بعد قل یا الآیہ اور دوسری مین قل ہو اللہ الآیہ پڑھے سلام پھیرنے کے بعد اللھم انی استخیرک
بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت
علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او فی عاجل امری واجلہ
فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او فی عاجل

سلہ اے خدا مین تیرے علم سے بھلائی طلب کرتا ہون اور قدرت مانگتا ہون تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہون اسلیے کہ تجھکو قدرت ہے اور
مجھکو نہین اور تو جانتا ہے اور مین نہین اور تو غیب کا بہت بڑا جاننے والا ہے اے خدا اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد پیش آنیوالی

اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ ۔

طریق دیگر استخارہ

مشائخ چشتیہ فرمودہ اند کہ بعد نماز عشا دوگانہ بہ نیت استخارہ بگزارد در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص سہ بار بخواند بعد سلام اول وآخر درود شریف سہ سہ بار یا سلام سلمنی سہ صد شصت بار بخواند بعدہ این چہار اسم را صد صد بار یعنے یا علیم علمنی یا بشیر بشرنی یا خبیر اخبرنی یا مبین بین لی بعدہ روبسوے قبلہ و سر طرف قطب کردہ و پاے بجانب جنوب کردہ بر زمین بخسپد اگر معذور است اختیار دارد اما باکس سخن نہ گوید درود گویان بخسپد و این عمل را بشب پنجشنبہ و یا دوشنبہ بجا آرد اگر در یک شب معلوم نشود تا سہ یا ہفت شب بکند انشاء اللہ تعالیٰ ہر آئینہ مقصود باشد معلوم شود۔

دیگر طریق

سورۂ فاتحہ یکبار سورۂ ناس سہ بار سورۂ فلق سہ بار سورۂ اخلاص سہ بار سورۂ کافرون سہ بار سورۂ اذا جاء نصر اللہ بست و پنج بار بعدہ ہر قدر کہ تواند درود شریف بخواند چندانکہ درود گویان بخسپد بوقت خفتن بدست راست تف زدہ و دست بزیر کلہ نہادہ بخسپد۔

امری و اٰجلہ فاصرفہ عنی و اصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ ۔

استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے دو رکعتین پڑھے اور ہر رکعت مین الحمد کے بعد قل ہو اللہ تین بار پڑھے سلام کے بعد اول وآخر تین تین بار درود شریف پڑھکر یاسلام[1] سلمنی تین سو ساٹھ بار پڑھے اسکے بعد یا علیم علمنی یا بشیر بشرنی یا خبیر اخبرنی یا مبین بین لی چار چار سو بار پڑھے اسکے بعد منہ قبلے کی طرف کرکے اور سر قطب کی طرف اور پیر دکھن کی طرف کرکے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اسکو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف پڑھتا ہوا سو جاے اور اس عمل کو دوشنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شب مین نہ معلوم ہو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ مقصد حاصل ہو جاے گا۔

دوسرا طریقہ

سورۂ فاتحہ ایک بار سورۂ ناس تین بار سورۂ فلق تین بار سورۂ اخلاص تین بار سورۂ کافرون تین بار (چاروں قل اور الحمد) سورۂ اذا جاء نصر اللہ پچیس بار اس کے بعد جسقدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہان تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جاے اور سوتے وقت داہنے ہاتھ پر پھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھکر سوئے۔

[1] اے جاننے والے مجکو بتا اے خوشخبری دینے والے مجکو خوشخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھے خبر دے اے بیان کرنے والے مجھسے بیان کردے ۱۲ شہید [2] اے سلامتی والے مجھ کو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

کیفیت اعمال متفرقہ صبح و شام

بدانکہ شاغل اشغال قلبیہ را ضرور است کہ سوائے فرائض و واجبات و سنن بعضے از عبادات و طاعات و اوراد و وظائف لسانیہ کہ ممد و مقوی و مفید صفائی قلب باشد بعمل آرد چنانچہ نماز تہجد کہ دوازدہ رکعت است و نماز اشراق کہ شش رکعت است و دو نیز آمدہ است و چہار رکعت صلوۃ الضحی و چہار رکعت صلوۃ الزوال و شش صلوۃ الاوابین و بست رکعت ہم آمدہ اند و چہار رکعت سنت قبل عصر و چہار رکعت قبل عشا و در جمعہ صلوۃ التسبیح اگر فراغ باشد بخواند و سہ روزہ ایام بیض و دو روزہ پنجشنبہ و دوشنبہ و شش روزہ شوال و نہ روزہ اول ماہ ذی الحجہ و اگر نتواند روزہ عرفہ ضرور دارد و روزہ عاشورا و ہشت روزہ اول ماہ رجب و اول شعبان دارد و تلاوت قرآن شریف بقدریکہ در چہل روز ختم کند و در میان سنت و فرض صبح چہل و یکبار سورۂ فاتحہ مع تسمیہ بخواند و بعد نماز صبح سورۂ یٰسین و دہ بار کلمۂ چہارم و صد بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ بخواند و صد بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ صبح و شام و کلمۂ طیب صد بار و چہل و یک بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یَا اَللّٰهُ و درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ ہر قدر کہ تواند بخواند بعد نماز ظہر سورۂ انا فتحنا و نیز اگر تواند منزل دلائل الخیرات نیز بخواند و بعد نماز عصر سورۂ عم یتساءلون و صد بار آیۂ کریمہ بعد نماز مغرب سورۂ واقعہ

صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونیوالے کو واجبات فرائض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اور اوراد و وظائف زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہیے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھ یا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی چار رکعتیں اور صلوۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوۃ الاوابین کی چھ رکعتیں (اور بعض لوگ بیس بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر کے پہلے اور چار سنتیں عشا کے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوۃ التسبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دوشنبہ کے دو روزے اور شوال کے چھ روزے اور ابتدائے ذی الحجہ کے نو روزے اور اگر یہ نہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف اسقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورۂ یٰسین اور دس بار کلمۂ چہارم اور سو بار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ پڑھا کرے اور سو بار استغفر اللہ صبح و شام کو اور کلمۂ طیب سو بار اور یا حی یا قیوم لا الہ الا انت اسئلک ان تحیی قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ اکتالیس بار اور اللهم صل علی سیدنا محمد آخر جسقدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد انا فتحنا اور اگر ہو سکے ایک منزل دلائل الخیرات پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد سورۂ عم یتساءلون اور سو بار آیۂ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورۂ واقعہ

وبعد نماز عشا سورۂ ملک و یا سجدہ وصد و یکبار یا حیُّ یا قیُّومُ برحمتِکَ استغیثُ اول و آخر درود یازدہ یازدہ بار بحضور قلب و تصور معنی بخواند و نیز صبح و شام سید الاستغفار یک بار و نود و نہ نام یک بار اللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ و آیۃ الکرسی و آیۃ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر سورہ یک یک بار و اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ سہ بار و آیات آخر سورۂ حشر یک بار و سہ بار بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ و سہ بار رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بخواند و یک بار حزب البحر اگر تواند بعد ہر نماز آیۃ الکرسی یکبار و سی و سہ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ و سی و سہ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ و سی و چہار بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ و یکبار چہارم کلمہ یعنے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بخواند و در وقت شروع طعام بِسْمِ اللّٰہِ الخ بعدہٗ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ و بعد فراغ طعام اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ بخواند و وقت خواب سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی یک بار و معوذتین سہ سہ بار و آیات آخر سورۂ کہف بخواند و وقت بیدار شدن از خواب کلمۂ چہارم بخواند و در حین دخول خلا

اور عشا کی نماز کے بعد سورۂ ملک یا سورۂ سجدہ اور ایک سو ایکبار یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اور اول و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے ننانوے نام ایک بار اور اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذا الجلال والاکرام اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول آخر سورہ تک ایک ایکبار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شر ما خلق تین بار اور سورۂ حشر کی آخر کی آیتین ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم تین بار اور رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایکبار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایکبار اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر تینتیس تینتیس بار اور چوتھا کلمہ یعنے[1] لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر پڑھے اور کھانا کھانے کے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم بارک لنا فیہ اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین۔ پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین تین بار اور سورۂ کہف کے آخر کی آیتین پڑھے اور سو کے اُٹھے تو کلمۂ چہارم پڑھے اور پائخانہ جاتے وقت

---

[1] کوئی پروردگار سوائے خدا کے نہین ہے کوئی اُسکا شریک نہین اُسکا ملک ہے اور اُسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ فنا نہ ہوگا اسکے قبضہ مین اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ شہید۔

اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث و وقت برآمدن از خلا غفرانک بخواند و در ہر وقت نشست و برخاست بسم اللہ واللہ اکبر واللھم انی اسئلک رضاک معمول دارد و نیز بعد نماز صبح و بعد نماز عصر مسبعات عشر ہم بخواند و دیگر اوراد بسیار اند اگر زیادہ مطلوب باشد از حدیث مثل حصن حصین وغیرہ بگیرد باقی بہر حال باشغال قلبیہ مشغول باشد و نیز بعضے بزرگان برائے جمعیت ظاہری و باطنی ختم خواجگان بعد نماز ظہر و یا بعد فراغ نماز چاشت میخوانند طریقش آنکہ اول سورۂ فاتحہ ہفت بار بعدہ سورۂ الم نشرح ہفتاد و نہ بار و درود شریف صد بار بعد ازان یکہزار بار سورۂ اخلاص بعد ازان ہفت بار سورۂ فاتحہ وصد بار درود شریف وصد صد بار این اسما ریا قاضی الحاجات و یا کافی المھمات و یا دافع البلیات و یا حل المشکلات و یا رافع الدرجات و یا شافی الامراض و یا مجیب الدعوات و یا ارحم الراحمین میخوانند

طریق ختم خواجگان چشت

برائے ہر مہمے وضو کردہ رو بقبلہ نشیند اول دہ بار درود شریف بعد ازان سہ صد و شصت بار این دعا بخواند لا ملجأ ولا منجأ من اللہ الا الیہ بعدہ سہ صد و شصت بار سورۂ الم نشرح پس تر باز دعا ئے مذکور

اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث اور نکلکر غفرانک پڑھے اور ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے بسم اللہ واللہ اکبر واللھم انی اسئلک رضاک کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر و عصر کے بعد مسبعات عشر[1] پڑھے اور بہت سے اوراد ہین اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثون مین جیسے حصن حصین وغیرہ مین دیکھے باقی ہر حالت مین اشغال قلبی مین مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہین اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اُسکے بعد سورۂ الم نشرح اناسی بار درود شریف سو بار پڑھے اور اُسکے بعد ایک ہزار بار سورۂ اخلاص اُسکے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المھمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا ارحم الراحمین پڑھے۔

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور ہر مہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف مُنہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اُس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجأ ولا منجأ من اللہ الا الیہ پڑھکر الم نشرح تین سو بار ساٹھ پڑھے اور پھر دعا ئی مذکور

[1] یعنی وہ دس چیزین جو سات سات بار پڑھی جاتی ہین وہ سورۂ فاتحہ سورۂ ناس سورۂ فلق سورۂ اخلاص سورۂ کافرون آیۃ الکرسی کلمۂ تمجید درود شریف اور اللھم اغفرنا الاحیاء منھم والاموات اور اللھم یا رب افعل لی بھم عاجلا وآجلا فی الدین والدنیا والآخرۃ انت اھل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رؤف رحیم ۱۲ شہید

سہ صد و شصت بار بخوانند پس دہ بار درود شریف خوانده ختم کند و حاجت از خدائے تعالےٰ سوال کند۔

طریق ختم خواجگان قادریہ

برائے حصول مہمات اول دو رکعت نفل بخوانند بعد ازان یکصد و یازدہ بار سورۂ الم نشرح بخوانند بعد ازان کلمۂ تمجید یکصد و یازدہ بار و سورۂ یسین یک بار بعد ازان اگر ختم کلان خوانند سورۂ الم نشرح ہزار و یازدہ بار بخوانند و اگر ختم خرد خوانند یکصد و چہل و یکبار بخوانند بعد ازان در ہر تقدیر درود شریف یکصد و یازدہ بار بخوانند واز خدائے تعالیٰ مطلب بخواہند۔

فصل در بیان موانع راہ سلوک و طریق دفع آن

بدانکہ طالب حق را حدیث نفس و خطرات یمینی و تفکرات لایعنی و تشویشات خاطر مانع از راہ سلوک است و این مرض سخت است بزرگان علاج آنہا فرمودہ اند پس اگر طالب حق را در اشتغال و نسبت قلبیہ بلحوق وساوس فاسدہ فتورے واقع شود غسل کند و جامۂ نو پوشیدہ استعمال خوشبو کند و در خلوت کہ از شور و شغب خالی باشد درآید و بنشیند و معوذتین و اخلاص و فاتحہ سہ سہ بار بخوانند و سہ بار استغفر اللہ من جمیع ما کرہ اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تکرار نماید و سہ بار اعوذ خواندہ طرف کتف چپ زند و بعدہ برخاستہ دوگانہ ادا نماید و درانجا اللہم طہر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ یا اللہ ہر قدر کہ تواند تین سو ساٹھ بار پڑھکر دس بار درود شریف پڑھکر ختم کرے اور اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانے کے لیے پہلے دو نفلین پڑھے اُسکے بعد ایک سو گیارہ بارہ سورۂ الم نشرح اُسکے بعد کلمۂ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۂ یسین ایک بار پڑھے اور اگر بڑا ختم پڑھتا ہے تو سورۂ الم نشرح ایک ہزار گیارہ دفعہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت مین ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت مین اسکے بعد ایکسو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

سلوک کے راستون کے موانع کا بیان اور انکے دفعیہ کا طریقہ

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکرین اور تشویشین ہر طالب کی راہ سلوک مین مانع ہوتی ہین اور یہ بہت سخت مرض ہی بزرگون نے اسکے علاج تجویز کیے ہین اگر برے خیالات کیوجہسے اشتغال و نسبت قلبی مین کوئی خلل واقع ہو تو نہائے اور نئے کپڑے اور خوشبو لگائے اور خلوت جسمین شور و غل کی آواز نہ آسکے مین بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تین تین بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الخ تین بار پڑھے اور تین دفعہ اعوذ پڑھکر بائین شانے کی طرف پھونک کر اور کھڑے ہو کر دوگانہ پڑھے اور جتنے بار ہو سکے اللہم طہر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ

تکرار نماید بعدہ بطرف چپ یا نور و بہ راست یا نور و در قلب یا نو د ضرب کند چند کرت تکرار کند و اگر باز خلجان خاطر شود فی الحال وضو کردہ باز بہمین ذکر مشغول شود و اگر باز مشوش شود ہمین کند انشاء اللہ تعالے در دو سہ مرتبہ تسکین بقلب خود یابد پس بذکر نفی و اثبات بملاحظۂ لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ مشغول گردد و رعایت مرشد و احسان خوش نگاہدارد طریق دیگر آنکہ بطریق معہودہ اسمی ازین اسماء یعنی یا اللہ یا فعال یا فتاح یا باسط گرفتہ بذکر سہ ضربی و یا چہار ضربی مشغول شود و اگر خطرات دفع نشوند و خاطر پریشان ماند چند بار نفی و اثبات بملاحظہ مذکور مع شرائط ورزش نماید و تصور کند و یقین داند کہ این وساوس خیر باشد یا شر کہ از موجودات ہستی ہستند قائم و بحق اند بلکہ عین حق داند زیراکہ باطل نیز از بعضے ظہورات حق است و بگوید ھو الاول ھو الاٰخر ھو الظاھر ھو الباطن وھو بکل شئ علیم پس بلا شک باین تصور شوق و اشتیاق غلبہ کند و ہمہ خطرات محو سازد۔

بیان دریافت کیفیت تفرقہا و علاج آنہا

بدانکہ باعث تفرقہ و تشویش خاطر بچند وجہ فرمودہ اند گاہے از فساد غلبۂ شوق و عشق ہم می باشد صورتش آنکہ عاشقان طالب وصال حق اند و آن حاصل نمی شود مگر بفنائے طالب در ذات مطلوب و فنا موقوف است بہستی

اسکے بعد بائین طرف یا نور اور داہنی طرف یا نور اور دل مین یا نور کی ضرب لگائے اور تکرار کرے اور اگر پھر طبیعت مین گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کرکے اُسی ذکر مین مشغول ہوجائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ مین قلب کو تسکین ہوجائے گی پھر نفی و اثبات کے ذکر مین لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہوجائے اور مرشد اور خوش آوازی کا خیال رکھے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فعال یا فتاح یا باسط مین سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی مین مشغول ہوجائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہون اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہون یا بُرے خدا ہی کے ساتھ قائم ہین بلکہ عین خدا ہین کیونکہ بعضون کے نزدیک بُرائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ھو الاول ھو الاٰخر ھو الظاھر ھو الباطن وھو بکل شئ علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہوجائے گا اور تمام خیالات دور ہوجائین گے۔

تفرقون کی کیفیت اور اُن کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہین کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اُسکی یہ صورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کی آرزومند ہین اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا مین فنا ہوئے حاصل نہین ہوسکتا ہے اور فنا موقوف ہے ہستی

وانشراح خاطر بذات او تعالی چون بعضے طالبین بغلبۂ شوق و در و اشتیاق ریاضت شاقہ بر خود می نهند و نفس را
یکلخت از تلذذات و مالوفات باز میدارند و جوع و عطش مفرط و ترک راحت اختیار میکنند این امور باعث
انقباض خاطر میگردد و آن انشراح و انبساط و شوق کہ میداشتند بسبب فتور حواس مبدل بغم و پریشانی می گردد
علاجش مطلق العنان کردن ست نفس را در خواہشات مباحہ و ترک ریاضت تا آنکہ آن شوق و انشراح و مستی
عود کند و یا باعث تفرقہ جبن و نامردی است کہ نفس در ترک مالوفات جسارت نمیکند و تفرقہ و تشویش رو
میدہد علاجش پند است کہ ہمت مومن و طالب حق ریاضت و طاعت است و ہمت منافق و دشمن حق طعام و شراب
و مالوفات و متلذذات است و طالبان حق جان و دل فدائے دین حق میکنند و منافقان دین و ایمان را فدائے
مال می سازند نعوذ باللہ منہا[1] و یا باعث تفرقہ فکریست کہ شیطان بدلش انداختہ میگرداند و او را بسوے ناامیدی
از وصول یا قدح در امور مرشد علاجش جمع کردن ہمت و خواندن لا تقنطوا من رحمۃ اللہ[2] و یاد کردن قصہ حضرت
موسی با حضرت خضر علیہما السلام یا باعث تفرقہ بقیۂ رگ نفسانی است کہ ظلمت آن در طالب حق است در ہمت

اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی مین بڑی بڑی ریاضتون کا بار اپنے سر لیتے
ہین اور اپنے نفس کو یکلخت اُس کی لذتون اور خواہشون سے روک دیتے ہین اور بے انتہا بھوک اور
پیاس اور آرام کا ترک کرنا اختیار کرلیتے ہین تو یہ باتین طبیعت مین انقباض پیدا کردیتی ہین اور حواس کے فتور کی وجہ
سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہین اُسکا علاج یہ ہے کہ نفس کو اُسکے مباح چیزونکی خواہش مین خود مختار
کردے اور اُس وقت تک ریاضت چھوڑ دے جبتک کہ شوق اور انشراح طبیعت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور
کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشون کے چھوڑنے کی جرأت نہین کرتا
اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اُس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی ہمت ریاضت اور
اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی ہمت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشون اور لذتون مین مشغول
ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دین پر فدا کردیتے ہین اور منافق اپنے دین ایمان کو مال
وزر پر فدا کردیتے ہین نعوذ باللہ منہا یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اُس مین پیدا کردیتا ہے
جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتون پر اعتراض کرنا شروع
کرتا ہے اُس کا علاج یہ ہے کہ ہمت جمع کرے اور لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پڑھے اور حضرت
موسی علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب
نفس کی رگ کا باقی رہنا ہے جس کی تاریکی طالب حق مین باقی رہتی ہے اور اُس کے سبب سے

[1] اللہ ہمکو اس سے بچائے ۱۲ شہید [2] اللہ کی رحمت سے ناامید نہو ۱۲ شہید

غلبۂ آن پریشانی خاطر وغم ویاس می خیزد علاجش کسر نفس است باختیار مذلت کہ بر نفس شاق باشد یا بدوام ذکر
وخلوت تصفیہ نماید یا باعث تفرقہ قلق واضطراب عزیمت کہ ہر چند خواہد کہ بتصفیۂ قلب وتجلیۂ روح مشغول بشود
نفس او فرمانبر دار نمی شود پس موجب آن اختلال مزاج است کہ اخلاط سوداویہ بر دل ہجوم کردہ است علاجش
تنقیہ وتعدیل مزاج است بفصد واستفراغ یا باعث تفرقہ نجاست است کہ بکثرت احداث وجنابات باشد
علاجش مبالغہ در تطہیر بدن وجامہ است یا باعث تفرقہ ارتکاب معاصی از ظلم وغیرہ بر مساکین وتلف حق اہل حق
علاجش تدارک آن خلل است یا باعث تفرقہ غذا حرام ومشتبہ باشد علاجش ترک آن وتوجہ استغفار است
یا باعث تفرقہ سحر ودیوانگی کہ از شیاطین باشد علاجش خواندن معوذتین ومشغول شدن بذکر یا اللہ یا اللہ ہر قدر کہ
تواند یا باعث تفرقہ سوء ادب بنسبت مشائخ طریقہ باشد علاجش رفع آن سبب است ونیز برائے دفع ہر تفرقہ
وتشویش نفی واثبات است با تطہیر بدن وجامہ بملاحظۂ نفی آن حالت۔

طریق اربعین یعنی چلہ

بدانکہ اہل طریقت برائے حصول مقصود اربعین مقرر کردہ اند وسند وفوائد کثیرہ این عمل در کتب سلوک موجود اند
واین مختصر متحمل آن نیست طریقش آنکہ اول نیت خالص نماید یعنے محض رضائے حق تعالےٰ بمتابعت سنت

پریشانی اور رنج وناامیدی پیدا ہوجاتی ہے اُسکا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا
ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اسکا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جسقدر وہ قلب کی صفائی اور روح کی جلا کرنے مین
مشغول ہونا چاہتا ہے اُسی قدر اُسکا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اسکا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط
دل پر غلبہ کر لیتے ہین اُسکا علاج فصد ور قے کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اسکا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی
ہے اُسکا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے یا اسکا سبب غربا پر ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کر لینا ہے اس کا
علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤن کا کھا لینا ہوتا ہے اُسکا علاج یہ ہے کہ اُن کو
چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی (جو شیطان سے ہوتی ہے) کیوجہ سے ہوتا ہے اُسکا علاج معوذتین
پڑھنا اور جسقدر ہوسکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بےادبی کرنیسے پیدا ہوجاتا ہے اُسکا علاج
اُس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اسکے تفرقہ اور تشویش کے دور کرنے کے واسطے بدن اور کپڑون کی پاکی کے
ساتھ نفی واثبات کرنا چاہیے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لیے حضرات اہل طریقت نے چلے مقرر کیے ہین اور اسکے فائدے اور سندین سلوک کی کتابون مین موجود
ہین اس مختصر مین نہین بیان کیے جاسکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضامندی کا سنت کی اتباع مین قصد کرے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتجرد از ماسوی اللہ وفراغ خاطر بنابر عبادت وذکر اللہ تعالے قصد کند ومحل خلوت
در جامع مسجد اَولیٰ است کہ از فضل جمعہ وجماعت محروم نماید پس غسل کند وجامۂ نو پوشد وخوشبو استعمال
نماید پس بستم تاریخ ماہ شعبان قبل از نماز عصر کہ وقت ادا نفل است اعوذ وبسم اللہ ومعوذتین وکلمہ تمجید
خوانده واستعانت واستمداد از ارواح مشائخ طریقت بواسطۂ مرشد خود کردہ داخل خلوت شود ودر حین دخول
بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ علے رسول اللہ بخواند وقدم راست بنہد بعدہ اللھم افتح لی ابواب رحمتک
گفتہ داخل گردد ودوگانۂ نفل بہ نیت انقطاع از ماسوی اللہ ورجوع الی اللہ بگزارد واگر بعد نماز عصر
داخل شود نفل نخواند ومتوجہ بسوے قبلہ منشیند وفاتحہ بارواح ہادی عالم صلے اللہ علیہ وسلم ومشائخ
طریقت خود بخواند واز روحانیت ایشان درباب حصول استقامت استمداد نماید بعدہ بذکر وشغل ومراقبہ ہرچہ
ویرا از مرشد خود رسیدہ باشد مشغول شود وشرائط خلوت کہ دوام صیام وقلت منام وقلت صحبت مع الانام ومواظبت
برطہارت وعبادات وتلاوت قرآن ودرود شریف وذکر دائم از ارکان وشرائط طریق خلوت است نگاہدارد
وہیچ امر ازین امور تغافل نورزد تا فائدۂ خلوت حاصل آید ودر اخیر عشرۂ رمضان شبہاے طاق یعنے بست ویکے
وبست سوم وبست وپنجم وبست وہفتم وبست ونہم را زندہ دارد تا از برکات لیلۃ القدر بہرہ یابد وعلاوہ ازین در شبہای یکے

اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کیواسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ
جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسوین تاریخ
عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ باللہ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمۂ تمجید پڑھکر مرشد کے
واسطہ سے مشائخ طریقت کی مقدس روحون سے مدد مانگکر خلوت مین آجائے اور خلوت مین داخل ہوتے وقت
بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ علے رسول اللہ پڑھے اور داہنا قدم رکھے اُسکے بعد اللھم افتح لی ابواب رحمتک
کہکر داخل خلوت ہو اور دو نفلین ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر
کی نماز کے بعد خلوت مین داخل ہو تو نفل نہ پڑھے اور قبلہ کیطرف مُنہ کرکے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے مین مدد مانگے اُس کے بعد ذکر وشغل اور
مراقبہ جو کچھ اُسکو مرشد سے پہونچا ہے اُس مین مشغول ہوجائے اور خلوت کی شرطین یہ ہین ہمیشہ روزہ رکھنا کم سونا
لوگون سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا اور درود شریف پڑھنا اور ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام
شرطون اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہیے اور اُن مین سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے
مفید نتائج مرتب ہون اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتون یعنی اکیس تئیس پچیس ستائیس اُنتیس
مین تمام رات جگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اُٹھا سکے اس کے سوا اور راتون مین

تا ثلث شب بیدار باشد و ذکر گویان در خواب رود چون ثلث آخر رسید برخاسته جلد استنجا و وضو نموده تہجد ادا نماید و
ذکر و شغل و مراقبہ مشغول شود تا صبح چون ہلال شوال نمودار شود بعد نماز مغرب دوگانہ شکرانہ ادا گزارده از خلوت بیرون آید

شرائط خلوت

بدانکہ مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ چند شرائط بیان فرمودہ اند یکے دوام وضو ہر گاہ کہ بشکند
بازہمان وقت وضو نماید کہ این معنی موجب انشراح و نورانیت قلب است دوم دوام صیام و افطار
قبل از مغرب و اکل طعام بعد عشا اگر خاطر مشوش نشود و الا مابین مغرب و عشا بخورد سوم تقلیل طعام
لازم داند ثلث معدہ خالی دارد و اگر تواند ازین ہم کم کند نہ چنانکہ از غایت ضعف انشراح و نشاط از
دست برود و لذت در عبادت نماند غرض تقلیل غذا موجب رقت قلب و صفائی دل است و مقوی
قوت ملکیہ و مستجلب انوار آلہیہ است لما ورد الجوع طعام اللہ چہارم دائم سکوت مگر ذکر اللہ تعالیٰ پس سالک
را باید کہ در خلوت با کسے سخن نگوید الا بضرورت شرعیہ کہ پیش آید یا حاجتے پس با خادم بقدر ضرورت کلام کند
بلکہ بجز خادم خود کسے را در خلوت راہ ندہد زیرا کہ خاموشی مثمر حکمت است و تکلم بکلمات غیر ضروریہ نورانیتے کہ بسبب ذکر حاصل می شود

رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے جب آخر کی تہائی رات آئے اٹھکر جلدی استنجا اور وضو کرے
تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ مین صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز
کے بعد دوگانہ پڑھکر خلوت سے باہر آئے ۔

خلوت کی شرطین

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے خلوت کی چند شرطین بیان کی ہین پہلے ہمیشہ باوضو رہے اور
جو وقت ٹوٹ جاے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا
اور نماز مغرب[1] سے پہلے افطار کرے اور عشا کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہو جاتا ہو تو مغرب اور عشا کے
درمیان مین بھی کھا سکتا ہے تیسرے کھانا کم کر دینا کہ معدہ کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کر دے اور
اسقدر کم نہ کرے کہ ضعف کی وجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لیجاے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا
کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیہ زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے
چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت مین کسی سے گفتگو نہ کرنا چاہیے ہان اگر کوئی
شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت مین
آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور

[1] لیکن اگر ابر ہو تو مغرب کی نماز کے بعد احتیاطاً روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ شہید ۔

بربادمیدہد ششم دوام ذکر و مراقبہ است و ملاحظہ انا جلیس من ذکرنی بوجہیکہ ہرگز غفلت راہ نیابد وغرض از خلوت ہمین است ہشتم نفی خطرات و رفع حدیث نفس است پس جہد بلیغ کند کہ خطرۂ غیر اللہ نیک باشد یا بد در دل نیابد زیراکہ دخول حدیث نفس از ذکر باز دارد و قلب را ملکہ سازد و فائدۂ خلوت برباد دہد ہفتم دوام ربط قلب با شیخ خود باستمداد و اعتقاد آنکہ این ہمان مظہر حق است کہ او تعالے برائے افاضۂ فیض خود برمن مقرر فرمودہ و از ہمین راہ وصول بآن جناب قدس متعین شدہ پس ہمیشہ بوصف محبت و تسلیم بجانب او متوجہ باشد تا دروازۂ فیض برو مفتوح گردد و ہیچ گونہ اعتراض بر شیخ در دل خود نیارد کہ این معنی موجب سد راہ حق گردد نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

کلمات پند و وصیت

طالب حق را باید کہ اول تحصیل مسائل ضروریہ تصحیح عقائد فرقۂ ناجیہ نماید و اتباع کتاب و سنت و آثار صالحہ باید بعد از ان تزکیہ و تخلیۂ نفس از رذائل شاید چنانچہ بزرگی میفرماید رباعی خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ؛ دہ چیز برون کن از درون سینہ؛ حرص و امل و غضب دروغ و غیبت؛ بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ؛ و باز تجلیہ کہ اشارہ بتحصیل اوصاف حمیدہ است کہ منازل سلوک اند نماید چنانچہ رباعی ثانی اشارت

ضائع ہوجاتا ہے پانچوین ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرتا اور انا جلیس من ذکرنی کا تصور کرتا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کا خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تاریک اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کردیتا ہے ساتوین دل کا شیخ سے ہمیشہ ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہونچانے کے لیے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہوسکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کیطرف متوجہ رہے یہانتک کہ فیض کا دروازہ اسپر کھل جائے اور اپنے دل مین شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکجاتی ہے نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقۂ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لیے ضروری مسائل سیکھنا چاہیئے کتاب اور سنت اور آثار صحابہ کی پیروی کرنا چاہیئے اسکے بعد نفس کی پاکی اور اسکے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہین۔ رباعی خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ؛ دہ چیز برون کن از درون سینہ؛ حرص و امل و غضب دروغ و غیبت؛ بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ؛ اسکے بعد قلب کو صاف کرنا اور اسکو جلا دینا جس سے مراد اچھی عادتین اختیار کرنا ہے (چاہیئے چنانچہ ان اشعار مین اشارہ ہے

لے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہوجائے تو یہ دس خبیث عادتین اپنے سینہ سے نکال ڈالو۔ لالچ۔ آز۔ غضب۔ جھوٹ۔ غیبت۔ کنجوسی۔ حسد۔ ریا۔ کبر۔ کینہ۔ شہید۔

بآنست **رباعی** خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم ❊ نہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم ❊ صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ❊ تفویض و توکل و رضا و تسلیم ❊ **فائدہ** و نیز سالک را باید کہ بر اوامر شریعت مستحکم باشد و از ممنوعات او بہ پرہیز د تقوے و پرہیزگاری را شعار خود سازد و در ہر حال اعمال سنت را نگاہدارد و از منہیات و مشتبہات احتراز نماید و اگر گناہے بظہور آمدہ باشد زود توبہ کند و باستغفار و اعمال نیک تدارک آن نماید و بوقت دیگر ندارد و نماز پنجگانہ را با جماعت در مسجد ادا نماید و اوقات خود را بعد ادائے فرائض و واجبات و سنن در شغل باطن گزارد و بزیادتی نوافل و اوراد نپردازد بلکہ مشغول باطن را فرض دائمی داند و گاہے غافل نشود چون ذوق و لذت بداند باید شکر الٰہی بجا آرد و اندک را بسیار شمارد و ہر عمل را برائے رضائے خدائے تعالیٰ کند و از کشف و کرامات لذت نگیرد بلکہ بیزار باشد و در حالت بسط شاکر باشد و حدود شرعیہ در آن حال نگاہدارد و چون قبض شود دلتنگ و مایوس نگردد و در کار باشد و در جمیع عبادات خود را متہم داشتہ در ادائے آن خود را مقصر داند و احوال باطن با جاہل ظاہر نکند و سخن تصوف برملا نگوید و با غیر محرم ہم مگوید و با محرم در گوشہ گوید و اوقات خود را ضبط دارد و از تلون طبع دور باشد و از دنیا و ما فیہا من کل الوجوہ بدل تارک باشد و الا ذکار و اشغال ہزار سالہ بکار نیاید دل آئینہ است

اسی طرف **رباعی** خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم ❊ نہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم ❊ صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ❊ تفویض و توکل و رضا و تسلیم ❊ **فائدہ** سالک کو چاہیئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اسکے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیزگاری اور خوف خدا اپنا طریقہ کرے اور ہر حالت مین سنتون کا خیال رکھے اور اُن چیزون سے جنکو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزون سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتون سے اُسکا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اُٹھا رکھے اور با جماعت مسجد مین نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتون کے پورا کرنے سے بچے اُسے باطنی اشغال مین صرف کرے اور اوراد و نوافل کی زیادہ کرنیکی طرف متوجہ نہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہو جب اُنمین لطف اور مزہ پاے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے لیے کرے کشف و کرامات مین لطف نہ حاصل کرے بلکہ اُن سے بیزار ہو اور بسط کی حالت مین شکر ادا کرے اور شرع کی حدون کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہو جاے اپنے کام مین مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتون مین اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتون کو کسی جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی مین کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزون کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دے گا دل ایک آئینہ ہے

از تابش غیر اللہ نگاہدارد و از طلب جاہ و مرتبہ کہ گمراہی است پناہ جوید و وقت را غنیمت شمارد و از غفلت
برباد ندہد کہ فائت را قضا نشود و در راہ قدم مردانہ نہد و غم و شادی این و آن را یکسو نہد کہ این حجاب است
و از صحبت ناجنس خلاف شرع کہ بروفق سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نباشد در ماند اگرچہ از وکرامات
و خرق عادات بظہور آید و بآسمان پرد و از مردمان بقدر ضرورت اختلاط نظر کند و بہر نیک و بد بکشادہ پیشانی پیش آید
و بمردمان بعجز و انکسار معاملہ کند و نیستی و پستی را شعار خود سازد و اعتراض برکسے نہ کند و سخن ملائم و نرم گوید و سکوت و
خلوت را دوست دارد و بخاطر جمع در کار خود سرگرم باشد و تشویش را بدل راہ ندہد و ہمہ امور کہ پیش آیند از حق داند و
مدام پاسبان دل باشد تا خطرۂ غیر نیاید و نفع رسانی را در امور دینی بر خود لازم داند و در ہر کار اول نیت خالص کند
بعد ازان بعمل آرد و در خور و نوش از اعتدال نرود و نہ چندان زیادہ کہ کسل آرد و نہ آن قدر کم کہ بسبب ضعف
از عبادت باز ماند علی ہذا القیاس در ہر امر از افراط و تفریط بپرہیزد و اگر نفس را لقمۂ چرب دہی از وکاری ہم گیری
و بہتر است کہ قوت از کسب سازد و اگر توکل کند ہم زیبا است و لائق باشد بشرطیکہ از کسے طمع ندارد و دل را از تعلق
غیر اللہ پاک دارد و از ہیچ کس امید و ترس بجز حق تعالے ندارد و بما سوا انس نگیرد و در طلب حق بے آرام و بیراحت
و مضطر ماند و ہر جا کہ باشد با خدا باشد و بر بیش و کم نعمت الٰہی شکر نماید و از فقر و فاقہ و تنگدستی و قلت معیشت

اس مین غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور عزت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اس سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت
سمجھے غفلت اور بیکاری مین ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔ اور مردانہ وار کام زنی کرے اور خوشی و غم کو
بالائے طاق رکھے اسواسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور جو شخص سنت رسول کا پابند نہو اور جنس نہو اسکی صحبت مین نہ شریک ہو
اگرچہ اس شخص سے کرامتین اور خرق عادات ظاہر ہون اور وہ آسمان پر بھی اُڑے اور لوگون سے بقدر ضرورت ملے
اور اچھے بُرے سے خوش خلاقی سے پیش آئے اور لوگون سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور
نیستی کو اپنا طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور اطمینان
سے اپنے کامون مین مشغول رہے اور پریشان نہو اور جو باتین پیش آئین اُنکو خدا کی طرف سے سمجھے اور ہمیشہ دل کی
حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتون مین لوگون کو فائدہ پہونچائے اور ہر کام کو خالص نیت
سے سرانجام دے اور کھانے پینے مین اعتدال مدنظر رکھے نہ اسقدر کھائے کہ کاہل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف
کی وجہ سے عبادت نہ کرسکے اسیطرح ہر کام مین افراط و تفریط سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس
سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے
تعلق سے علٰحدہ رکھے اور کسی سے اُمید اور خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو مین پریشان اور
بے آرام رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی او زائد خدا کی نعمت کا شکر ادا کرے اور تنگدستی اور فاقہ اور ردبیہ کی

دل تنگ نشود بلکه فخر و عزت خود دران داند و شکر بجا آرد که این منصب انبیا و اولیا است که مرا عنایت فرموده اند
و با متعلقان خود برفق و تلطف و مهربانی معامله کند و از نافرمانی شان درگزرد و عذر آنها به پذیرد و از غیبت مردمان
اجتناب نماید و عیب مردم بپوشد و عیب خود را در نظر دارد و همه مسلمانان را از خود افضل داند و با هیچ کس بحث و
جدال نکند اگرچه حق بجانب او باشد و مهمان نوازی و مسافر پروری را پیشهٔ خود سازد و بصحبت غربا و مساکین راغب
باشد و در خدمت علما و صلحا عزت و حرمت خود داند و آنچه میسر آید بمصرف خوش صرف نماید تا زیان نه رساند و تعلق دل
بهیچ چیز ندارد و وجود و عدم را برابر داند و لباس فقرا را دوست دارد و هر قدر که طعام و لباس میسر آید قانع بران باشد
و ایثار پیشهٔ خود سازد و گرسنگی و تشنگی را که طعام الله است محبوب دارد کم خندد و بسیار گرید و از عذاب الهی و بے نیازی او ترسان
و لرزان باشد و موت را که بیخ کن ماسوا است هر وقت پیش نظر دارد و از دوزخ که جاے فراق است پناه جوید و بهشت را که
مقام وصال است بطلبد و محاسبه بر خود لازم گیرد و محاسبهٔ روز بعد مغرب و محاسبهٔ شب بعد صبح کند و محاسبه آنرا گویند که حساب کند
که در شب و روز این چند نیکی و چند بدی بظهور آمده بر نیکی شکر نماید و بر بدی توبه و استغفار کند و صدق مقال و اکل حلال را شعار
خود سازد و در مجلس هزل و لهو و غیر مشروع حاضر نشود و از رسوم جهل پرهیز دارد و دوستی و دشمنی و خشم و خوشنودی برای خدا

کسی سے پریشان نہو جاے بلکہ اسمین اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور خدا کا شکر کرے کہ اس نے اولیا اور انبیا[۵] کا مرتبہ مجھکو
عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے مہربانی اور نرمی سے پیش آئے اور انکی غلطیون سے درگذر کرے اور انکے عذر قبول کرے
اور لوگون کی غیبت[۶] سے بچے اور لوگونکا عیب چھپاے اور اپنے عیبون پر غور کرے اور سب مسلمانون کو اپنے سے بہتر سمجھے
اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور مسافر پروری اور مہمان نوازی اپنی عادت کرے اور غریب
اور مسکین لوگون کی صحبت پسند کرے اور علما[۷] اور صلحا کی خدمت مین اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اسکو
اچھے مصرف مین خرچ کرے تا کہ وہ روپیہ نقصان نہ پہونچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور ہستی و نیستی کو برابر سمجھے
اور فقیرون کے کپڑون کو پسند کرے اور جسقدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اُسپر قناعت کرے اور ایثار کی عادت ڈالے اور
پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور روے زائد اور خدا کے عذاب اور اُسکی بے نیازی
سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مدنظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل
کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب[۸] فجر کی نماز کے بعد کرے تو اچھائیون پر
خدا کا شکر ادا کرے اور برائیون پر صدق دل سے توبہ و استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور
بیہودہ اور کھیل کود کی مجلسون مین نہ شریک ہو اور جہالت کی رسمون سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کیلیے

[۵] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخری یعنی فقیری پر مجکو فخر ہے ۱۲ شہید [۶] قرآن شریف مین اسکی سخت ممانعت ہے اور فرمایا گیا ہے
ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا غیبت کرنا اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا برابر ہے ۱۲ شہید [۷] حدیث مین ہے

بودوکوتاه دست وکوتاه طمع باشد وخرسگین وکم گو وکم رنج وصلاح جو وبسیار طاعت ونیکوکار ونیکو رفتار و باوقار
بوده باشد وبس این است نشان نیکوخوئی واوصاف پسندیده ونیز هرکه این حاصل نماید باید که غرّه نشود وبرخود
گمان نیکونه برد ونیز از زیارت مزارات اولیا ومشائخ مشرف بوده باشد وبوقت فراغ خاطر بر مزار آنها
نشسته بجانب روحانیت اوشان توجه نماید وحقیقت آن را بصورت مرشد خود تصور نموده فیضیاب شود
وبرکت گیرد وگاه گاه بر مزارات عوام اهل اسلام رفته موت خود را یاد کند واز فاتحه اوشان را ثواب رساند وادب
وحکم مرشد خود را بجاے ادب وحکم خداوند تعالے ورسول الله صلے الله علیه وسلم داند که نائب اوشان است
ونیز هرکس که ازین فقیر محبت وعقیدت وارادت دارد مولوی **رشید احمد** صاحب سلمه ومولوی
محمد قاسم صاحب سلمه را که جامع جمیع کمالات علوم ظاهری وباطنی اند بجاے من راقم اوراق بلکه
بمدارج فوق ازمن شمارند اگرچه بظاهر معامله برعکس شد که اوشان بجاے من ومن بمقام اوشان شدم وصحبت
اوشان را غنیمت دانند که این چنین کسان درین زمان نایاب اند واز خدمت بابرکت ایشان فیضیاب بوده باشند
وطریق سلوک که درین رساله نوشته شد در نظر شان تحصیل نمایند انشاءالله تعالے بے بهره نخواهند ماند

کرے بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کرنے والا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنیوالا
اور نیکوکار اور باوقار ہو اور یہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہیے کہ غرور نہ کرے اور اپنے
کو اچھا نہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں[1] کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت
اُن کی قبروں پر آکر روحانیت سے اُنکی طرف متوجہ ہو اور اُن کی حقیقت کو مرشد کی صورت مین خیال
کرکے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جاکر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور اُن پر
ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا و رسول صلے الله علیه وسلم کے حکم اور ادب کی
جگہ سمجھے کیونکہ مرشد ین خدا اور رسول کے نائب ہین نیز جو شخص مجھسے محبت اور عقیدت رکھے وہ
مولوی **رشید احمد** صاحب سلمہ اور مولوی **محمد قاسم** صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہری اور
باطنی کے جامع ہین) میری جگہ بلکہ مجھسے بلند مرتبہ سمجھے اگرچہ ظاہر مین معاملہ برعکس ہے کہ مین اُن کی
جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہین اور اُن کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ اُنکے ایسے لوگ اس زمانہ مین نہین پائے
جاتے ہین اور اُن کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس
کتاب مین ہین) اُن کے سامنے حاصل کرے انشاءالله تعالے بے بہرہ نہ رہیگا

---

[1] کیونکہ حدیث مین ہے کہ پہلے مین نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب اجازت دیتا ہون کیونکہ قبروں پر جانے
سے آخرت اور موت یاد آتی ہے ۱۲

الله تعالیٰ در عمر شان برکت دہاد و از تمامی نعماے عرفانی و کمالات قربیت خود مشرف گرداناد و بمراتبات
عالیات رساناد و از نور ہدایت شان عالم را منور گرداناد و تا قیامت فیض او شان جاری دارا د بحرمة
النبی و آلہ الامجاد اللھم اغفرلنا ولوالدینا ولاستاذنا ولمشائخنا ولاحبابنا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات
الاحیاء منھم والاموات برحمتك یا ارحم الراحمین آمین آمین آمین یارب العالمین وصلے
الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

ذکر کیفیت سلاسل مشائخ طریقت رضوان الله تعالےٰ علیہم اجمعین

بیان سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ

باید دانست کہ فقیر حقیر ننگ خاندان و بدنام کنندہ بزرگان طریقت روسیاہ امداد الله عفا الله عنہ
را نسبت بیعت و ارتباط صحبت و اجازت و خرقہ از حضور ہدایت گنجور قطب دوران پیشواے عارفان
نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میان جیو شاہ نور محمد جھنجھانوی چشتی است قدس الله اسرارہ
وایشان را از شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی وایشان را از شاہ عبدالباری امروہی

خدا اُن کی عمر مین برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتون اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے
اور بلند رتبون تک پہونچائے اور اُن کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم
صلے الله علیہ وسلم کے صدقے مین قیامت تک انکا فیض جاری رکھے اللھم[1] اغفرلنا ولوالدینا و
لاستاذنا ولمشائخنا ولاحبابنا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات الاحیاء منھم والاموات
برحمتك یا ارحم الراحمین آمین آمین آمین یارب العالمین وصلے الله تعالیٰ علے
خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

مشائخ طریقت رضوان الله تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلون کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہیے کہ حقیر فقیر ننگ خاندان بزرگان طریقت کا بدنام کرنیوالا روسیاہ امداد الله عفا الله عنہ
کو حضور فیض گنجور قطب دوران پیشواے عارفان نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میانجیو شاہ
نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس الله سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل
ہے اور انکو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی سے اور انکو حضرت شاہ عبدالباری امروہی

[1] اے خدا بخشدے ہمکو اور ہمارے والدین کو استادون کو مشائخ دوستون اور تمام زندہ اور مردہ مسلمان مردون اور عورتون کو اپنی
رحمت سے اے سب رحم کرنے والون مین زاید رحم کرنے والے ۱۲ مولانا صبغت الله شہید انصاری ۔

ایشان را از شاہ عبد الہادی امروہی وایشان را از شاہ عضد الدین وایشان را از شاہ محمد مکی وایشان را از شاہ محمدی وایشان را از شاہ محب اللہ الہ آبادی وایشان را از شیخ ابوسعید گنگوہی وایشان را از شیخ نظام الدین بلخی وایشان را از شیخ جلال الدین تھانیسری وایشان را از قطب عالم عبد القدوس گنگوہی وایشان را از شیخ محمد عارف رُودلی وایشان را از شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی وایشان را از شیخ شرف الدین ترک پانی پتی وایشان را از مخدوم علاء الدین علی احمد صابر وایشان را از شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی وایشان را از خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وایشان را از خواجہ معین الدین حسن سنجری وایشان را از خواجہ عثمان ہارونی وایشان را از خواجہ حاجی شریف زندنی وایشان را از خواجہ مودود چشتی وایشان را از خواجہ ابو یوسف چشتی وایشان را از خواجہ ابی احمد ابدال چشتی وایشان را از خواجہ ابو اسحٰق شامی وایشان را از خواجہ ممشاد علو دینوری وایشان را از خواجہ امین الدین ابوہبیرہ بصری وایشان را از خواجہ حذیفہ مرعشی وایشان را از خواجہ سلطان ابراہیم ادہم بلخی وایشان را از خواجہ جمال الدین فضیل بن عیاض وایشان را از خواجہ عبد الواحد بن زید وایشان را از امام العارفین خواجہ حسن بصری وایشان را از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ وایشان را از سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اور اُن کو شاہ عبد الہادی امروہی اور اُن کو شاہ عضد الدین اور اُن کو شاہ محمد مکی اور اُن کو شاہ محمدی اور اُن کو شاہ محب اللہ الہ آبادی اور اُن کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور اُن کو شیخ نظام الدین بلخی اور اُن کو شیخ جلال الدین تھانیسری اور اُن کو قطب العالم عبد القدوس گنگوہی اور اُن کو شیخ محمد عارف رُدولوی اور اُن کو شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی اور اُن کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور اُن کو مخدوم علاء الدین علی احمد صابر اور اُن کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی اور اُن کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور اُن کو خواجہ معین الدین حسن سنجری اور اُن کو خواجہ عثمان ہارونی اور اُن کو خواجہ حاجی شریف زندنی اور اُن کو خواجہ مودود چشتی اور اُن کو خواجہ ابو یوسف چشتی اور اُنکو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور اُن کو خواجہ ابو اسحٰق شامی اور اُن کو خواجہ ممشاد علو دینوری اور اُن کو خواجہ امین الدین ابوہبیرہ بصری اور اُن کو خواجہ حذیفہ مرعشی اور اُن کو خواجہ ابراہیم ادہم بلخی اور اُن کو خواجہ جمال الدین فضیل بن عیاض اور اُن کو خواجہ عبد الواحد زید اور اُن کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور اُنکو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور اُن کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے۔

سلسلۂ چشتیہ نظامیہ وقدوسیہ

ونیز حضرت عبدالقدوس گنگوہی را اجازت طریقہ نظامیہ از مرشد خود شیخ درویش بن محمد قاسم اودھی وایشان را از سید بڈھن بہرائچی وایشان را از سید اجمل بہرائچی وایشان را از سید جلال الدین بخاری از مخدوم جہانیان جہان گشت از خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی از سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء ابن احمد بداؤنی از خواجہ فرید الدین شکر گنج مذکور تا سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

سلسلۂ عالیۂ قادریہ قدوسیہ

ونیز حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی را اجازت وخرقۂ طریقہ قادریہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم اودھی از سید بڈھن بہرائچی از سید اجمل بہرائچی از مخدوم جہانیان جہان گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسیٰ از شیخ عبید بن ابو القاسم از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ شمس الدین علی افلح از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی از شیخ ابو سعید مخزومی از شیخ ابو الحسن قرشی علی الهنکاری از شیخ ابو الفرح طرطوسی از شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی از شیخ ابو بکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از داؤد طائی از شیخ

سلسلۂ چشتیۂ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم اودھی سے حاصل ہے اور اُن کو سید بڈھن بہرائچی اور اُنکو سید اجمل بہرائچی اور اُن کو سید جلال الدین بخاری اور اُن کو مخدوم جہانیان جہان گشت خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور اُن کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بداؤنی اور اُن کو خواجہ فرید الدین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک

سلسلۂ عالیۂ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہیؒ کو طریقۂ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم اودھی سے اور اُنکو سید بڈھن بہرائچی سے اُن کو سید اجمل بہرائچی سے اُنکو مخدوم جہانیان جہان گشت سید جلال الدین بخاری سے اُنکو شیخ عبید بن عیسیٰ سے اُنکو شیخ عبید بن ابو القاسم سے اُنکو شیخ ابو المکارم فاضل سے اُن کو شیخ قطب الدین ابو الغیث سے اُن کو شیخ شمس الدین علی افلح سے اُنکو شیخ شمس الدین حداد سے اُنکو امام الاولیا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے اُن کو شیخ ابو سعید مخزومی سے اُن کو شیخ ابو الحسن قرشی علی الہنکاری سے اُنکو شیخ ابو الفرح طرطوسی سے اُنکو شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی سے اُنکو شیخ ابو بکر شبلی سے اُنکو شیخ جنید بغدادی سے اُنکو شیخ سری سقطی سے اُنکو شیخ معروف کرخی سے اُنکو شیخ داؤد طائی سے اُنکو شیخ

حبیب عجمی از امام حسن بصری از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایضاً
ونیز فقیر را درین طریقۂ قادریہ اجازت از مرشد حضرت مولانا میانجیو نور محمد جھنجھانوی از حاجی عبد الرحیم شہید
ولایتی از سید رحم علی شاہ از سید عبد الرزاق از سید عبد الحی از سید محمد غوث از سید ابو محمد از سید شاہ محمد از
سید قمیص الاعظم از سید الیاس مغربی از سید عبد الحق مغربی از سید مولانا مغربی از سید احمد قدسی از سید
عبد القادر راسی از سید عبد الوہاب از سید موسیٰ از سید یحییٰ زاہد از سید زین الدین از سید عبد الرزاق از
غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی تا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم۔

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ قدوسیہ

ونیز حضرت میران اجمل بہرائچی را از مرشد خود شاہ عبد الحق والیشان را از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب
چرخی از خواجہ علاء الدین عطار از خواجہ بہاء الدین نقشبند از خواجہ سید امیر کلال از خواجہ محمد باباسماسی از خواجہ
عزیزان علی رامیتنی از خواجہ محمود ابوالخیر فغنوری از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبد الخالق غجدوانی از خواجہ
یوسف ہمدانی از خواجہ ابوعلی فارمدی از خواجہ امام ابوالقاسم قشیری از خواجہ ابوعلی دقاق از خواجہ ابوالقاسم

حبیب عجمی سے اُن کو امام حسن بصری سے اُنکو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اُنکو حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلۂ قادریہ مین اپنے مرشد حضرت مولانا میانجیو نور محمد جھنجھانوی سے
اجازت ہے اور اُن کو حاجی عبد الرحیم شہید ولایتی سے اُنکو سید رحم علی شاہ سے اُنکو سید عبد الرزاق سے
اُنکو سید عبد الحی سے اُنکو سید محمد غوث سے اُنکو سید ابو محمد سے اُنکو سید شاہ محمد سے اُنکو سید قمیص الاعظم سے اُنکو
سید الیاس مغربی اُنکو سید عبد الحق مغربی سے اُنکو مولانا مغربی سے اُنکو سید احمد قدسی سے اُنکو سید عبد القادر راسی سے اُنکو سید عبد الوہاب سے اُنکو سید یحییٰ زاہد
سے اُنکو سید زین الدین سے اُنکو سید عبد الرزاق سے اُنکو غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک وہی ہے

سلسلۂ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میران اجمل بہرائچی کو اپنے پیر شاہ عبد الحق سے اور اُنکو خواجہ عبید اللہ سے اُنکو خواجہ مولانا یعقوب چرخی
سے اُنکو خواجہ علاء الدین عطار سے اُنکو خواجہ سید امیر کلال سے اُنکو خواجہ محمد باباسی سے اُنکو خواجہ عزیزان علی رامیتنی سے
اُنکو خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی سے اُنکو خواجہ محمد عارف ریوگری سے اُنکو خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے اُنکو خواجہ یوسف
ہمدانی سے اُنکو خواجہ ابوعلی فارمدی سے اُنکو خواجہ امام ابوالقاسم قشیری سے اُنکو خواجہ ابوعلی دقاق سے اُنکو خواجہ ابوالقاسم

[1] نیز ابوعلی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانی سے اُنکو بایزید بسطامی سے اُنکو امام جعفر صادق سے اُنکو حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر
سے اُنکو سلیمان فارسی سے اُنکو امیر المومنین حضرت ابوبکر الصدیق سے اُنکو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کما قال البعض ۱۲ شہید

نصیر آبادی از خواجہ ابوبکر شبلی از سید الطائفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیا حسن بصری از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم **ایضاً** ونیز درین سلسلہ فقیر را اجازت وخرقہ از مرشد خود مولانا میانجیو نور محمد شاہ وایشان را از حضرت سید احمد شہید از شاہ عبد العزیز از شاہ ولی اللہ از شاہ عبد الرحیم از شاہ سید عبد اللہ از سید آدم بنوری از امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ امکنگی از مولانا درویش از مولانا زاہد از خواجہ عبید اللہ احرار تا سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم **ایضاً** ونیز فقیر را بیعت واجازت این طریقہ از مرشد سابق خود حضرت مولانا وہادینا سر حلقۂ مجاہدین مولانا نصیر الدین دہلوی وایشان را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از خواجہ حجت اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت مجدد تا سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

نصیر آبادی سے اُن کو خواجہ ابوبکر شبلی سے اُن کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے اُن کو شیخ سری سقطی سے اُن کو شیخ معروف کرخی سے اُن کو شیخ داؤد طائی سے اُن کو خواجہ حبیب عجمی سے اُن کو امام الاولیا حسن بصری سے اُن کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے اُنکو سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے **نیز** اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر مولانا میانجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہے اور اُن کو حضرت سید احمد شہید سے اُن کو شاہ عبد العزیز سے اُن کو شاہ ولی اللہ سے اُن کو شاہ عبد الرحیم سے اُن کو شاہ سید عبد اللہ سے اُن کو سید آدم بنوری سے اُنکو امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سے اُنکو خواجہ باقی باللہ سے اُن کو خواجہ امکنگی سے اُن کو مولانا درویش سے اُن کو مولانا زاہد سے اُن کو خواجہ عبید اللہ احرار سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تک۔

نیز فقیر کو بیعت اور اس طریقہ کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا وہادینا سر حلقۂ مجاہدین نصیر الدین دہلوی سے حاصل ہے اور اُن کو شاہ محمد آفاق دہلوی سے اُن کو خواجہ ضیاء اللہ سے اُن کو خواجہ محمد زبیر سے اُن کو خواجہ حجت اللہ محمد نقشبند ثانی سے اُن کو خواجہ محمد معصوم سے اُن کو حضرت مجدد[1] سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ہے۔

[1] نیز حضرت مجدد کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ کبرویہ مداریہ قلندریہ کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبد الاحد سے اُنکو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے اُن کو عبد القدوس گنگوہی قدس سرہم سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاء ۱۲ مولانا محمد صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی۔

سلسلۂ سہروردیہ قدوسیہ

ونیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہی را از مرشد مرشد مرشد خود سید اجمل بہرائچی و ایشان را از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابو الفتح از والد خود صدر الدین از والد خود شیخ بہار الدین زکریا ملتانی از امام الطریقۃ شیخ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیار الدین ابو النجیب سہروردی از شیخ وجیہ الدین عبد القاہر سہروردی از شیخ ابو محمد بن عبد اللہ از شیخ احمد دینوری از شیخ ممشاد علو دینوری از حضرت جنید بغدادی از معروف کرخی تا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم۔

سلسلۂ کبرویۂ قدوسیہ

ونیز شیخ جلال الدین بخاری را اجازت طریقۂ کبرویہ از شیخ حمید الدین سمرقندی از شمس الدین بن ابو محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادہم از شیخ عطا یائے خالدی از شیخ احمد با کمال جخندی از شیخ نجم الدین کبرے از عمار یاسر از ابو النجیب سہروردی از شیخ احمد غزالی از ابو بکر نساج از ابو القاسم گرگانی از خواجہ ابو عثمان مغربی از ابو علی کاتب از شیخ علی رودباری از سید الطائفہ جنید بغدادی تا سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

سلسلۂ سہروردیۂ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہی کو اپنے مرشد مرشد مرشد سید اجمل بہرائچی سے اجازت حاصل ہے اور انکو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاری سے اُن کو شیخ رکن الدین ابو الفتح سے اُنکو اپنے والد صدر الدین سے اُنکو اپنے والد شیخ بہار الدین زکریا ملتانی سے اُن کو امام الطریقۃ شیخ شہاب الدین سہروردی سے اُن کو شیخ ابو النجیب سہروردی سے اُن کو شیخ وجیہ الدین عبد القاہر سہروردی سے اُنکو شیخ ابو محمد بن عبد اللہ سے اُن کو شیخ احمد دینوری سے اُن کو شیخ ممشاد علو دینوری سے اُن کو حضرت جنید بغدادی سے اُن کو معروف کرخی سے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلہ کبرویۂ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاری کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے اُنکو شمس الدین بن ابو محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادہم سے اُن کو شیخ عطا یائے خالدی سے اُنکو شیخ احمد با کمال خجندی سے اُنکو شیخ نجم الدین کبریٰ سے اُنکو عمار یاسر سے اُنکو ابو النجیب سہروردی سے اُنکو شیخ احمد غزالی سے ابوبکر نساج سے اُن کو ابو القاسم گرگانی سے اُن کو خواجہ ابو عثمان مغربی سے اُنکو ابو علی کاتب سے اُنکو شیخ علی رودباری سے اُنکو سید الطائفہ جنید بغدادی سے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تک

مناجات

خداوندا باین پیران عظام
بحقِ آل واز واج و باصحاب
بغوث و فرد و ابرار و باوتاد
زدستِ نفسِ کافر کیش خونخوار
بجز د مشغول دار اندر حیاتم

بوقت مرگ کن باخیر انجام
بجملہ اولیا ابدال واقطاب
بعشاق وبعباد و بہ زہاد
آلہ العالمین مارا نگہدار
اگر میرم بدہ یارب نجاتم

دعا[1]

اے خدا ان پیران عظام کے صدقہ مین موت کے وقت میرا خاتمہ اچھی طرح کر اے خدا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وآل واز واج وتمام اولیا وابدال اقطاب غوث اور فرد وابرار عشاق عباد زہاد سبکے طفیل مین خونخوار بد طینت نفس کے ضرر سے مجھکو محفوظ رکھ اور اپنے ہی کامون مین میری زندگی کو مشغول کر دے اور موت کے نجات دے۔ آمین ثم آمین۔

تمت

[1] یہ اصل کی مناجات کا مختصر ترجمہ ہے جو صاحب اصل مناجات پڑھنا چاہین وہ متن مین دیکھیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید۔

خاتمۃ الطبع

تصفیۃ القلوب جو اور اد و اذ کار مین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شاہ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کا جمع کیا ہوا ایک نادر ذخیرہ ہے اور جسکا ایک عرصہ سے ایک زمانہ مشتاق تھا الحمد للہ کہ آنکی وہ تمنا و آرزو پوری ہوئی اور جناب مولانا **صبغت اللہ** صاحب **شہید** لکھنوی نے سلیس اردو زبان مین اسکا ترجمہ کیا اور اس ترجمہ کا نام **انوار الغیوب** رکھکر حق تصنیف ہمیشہ کے لیے مطبع ہذا کو دیدیا چنانچہ **مطبع مجیدی** واقع کانپور مین باہتمام تمام حاجی محمد **شفیع** صاحب خلف حاجی محمد سعید صاحب غفر لہ اللہ الواہب بماہ مبارک رجب **۱۳۵۰ھ** طبع ہو کر شائع ہوا لہذا کوئی صاحب اسکے طبع کرنے کا قصد نہ فرمائین ورنہ نفع کی بے سود کوشش کے نتیجہ مین نقصان اٹھائین گے فقط۔

المشتہر منیجر مطبع مجیدی کانپور

ما شاء الله لا قوة الا بالله

حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

فیصلہ ہفت مسئلہ

مع

ارشاد مرشد

باہتمام نیازمند محمد شفیع ابن عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب غفرلہ اللہ الواہب

در مطبع مجیدی واقع کانپور مطبوع گردید

فیصلۂ ہفت مسئلہ

مولد شریف ۔ فاتحہ ۔ عرس و سماع ۔ ندائے غیر اللہ ۔ جماعت ثانیہ ۔ امکان نظیر ۔ امکان کذب

ازافادات منبع الفیوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقدم المحققین فی اوانہ سیدنا و مولانا الحافظ الحاج شاہ محمد امداد اللہ صاحب مہاجر تھانوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نومن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ہادی لہ و نشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشہد ان سیدنا و مولانا محمدا عبدہ و رسولہ اما بعد فقیر امداد اللہ الحنفی الچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمتمیں اور خصوصاً جو اس فقیر سے ربط و تعلق رکھتے ہیں عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات دنیوی و دینی اور نا اتفاقی موجب مضرت دنیوی دینی ہے اور آجکل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے جس سے طرح طرح کی شر اور فتنین پیدا ہوتی ہیں اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضایع ہو رہا ہے حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانونکی اور خصوصاً اپنے تعلق والونکی یہ حالت دیکھکر نہایت صدمہ ہوتا ہے اسلیے فقیر کے دلمین آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلمبند کر کے شایع کر دیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع و جدال رفع ہو جاوے ہر چند کہ اسوقت مین اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہین مگر فقیر نے ان ہی مسائل کو لیا جنمین اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اول تو کثرت اختلافات اس درجہ پہونچی ہے کہ اسکا احاطہ مشکل ہے دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہین اور اپنی جماعت مین جو اختلافات ہین اول وہ معدود دوسرے امید قبول غالب پس ایسے مسائل جن مین ان صاحبون مین زیادہ قیل و قال ہے سات ہین پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان مین اسکا لحاظ رکھا ہے کہ جنمین سب سے زیادہ گفتگو ہے انکو مقدم رکھا جسمین اس سے کم ہے اسکے بعد علی ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عملدرآمد مناسب ہے لکھدیا حق تعالی سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اسکو قبول فرما کر منتفع ہون تو دعا سے یاد فرمادین اور کوئی صاحب اس تحریر کے

جواب کی فکر نہ کرین کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہین واللہ ولی التوفیق ۔

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اسمین تو کسیکو کلام ہی نہین کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی واخروی ہی صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقییدات مین ہی جنمین بڑا امر قیام ہی بعض علما ان امور کو منع کرتے ہین لقولہ علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ اور اکثر علما اجازت دیتے ہین لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہی کہ بدعت اسکو کہتے ہین کہ غیر دین کو دین مین داخل کرلیا جاوی کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہین سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہی مگر انکے اسباب کو عبادت جانتا ہی اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہی تو بدعت نہین مثلاً قیام کو لذاتہا عبادت نہین اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہی اور کسی مصلحت سے اُسکی یہ ہیئت معین کرلی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہی مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کرلیا اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہی مگر بہ مصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کرلی اور کلام تفصیل مصالح مین از بس طول ہی ہر محل مین جدا مصلحت ہی رسائل موالید مین بعض مصالح مذکور بھی ہین اگر تفصیلاً کوئی مطلع نہو تو مصلحت اندیشان پیشین کا اقتدا ہی اُسکے نزدیک یہ مصلحت کافی ہی ایسی حالتمین تخصیص مذموم نہین تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہین اور اگر ان تخصیصات کو قربت مقصودہ جانتا ہی مثل نماز روزہ کے تو بیشک اُسوقت یہ امور بدعت ہین مثلاً یون اعتقاد کرتا ہی کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہوا یا بخور و شیرینی کا انتظام نہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہی کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہی غرض دونون صورتون مین تعدی حدود ہے اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہین سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہی جیسے بعض اعمال مین تخصیص ہوا کرتی ہی کہ انکی رعایت نہ کرنیسے وہ اثر خاص مترتب نہین ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑی ہو کر پڑھے جاتے ہین اگر بیٹھکر پڑھین وہ اثر خاص نہوگا اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی وجدان اعمال کا تجربہ یا کشف والہام ہی اسی طرح کوئی عمل مولد کو بہیئت کذائیہ موجب بعض برکات

یا آثار کا اپنے تجربے سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کر قیام کو ضروری سمجھے کہ اثر خاص
بدون قیام نہوگا اسکے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہین اور اعتقاد ایک امر باطن ہی اسکا حال بدون دریافت
کیے ہوے یقینًا معلوم نہین ہوسکتا محض قرائن تخمینیہ سے کسی پر بدگمانی کرنی اچھی نہین مثلاً بعض لوگ تارکین
قیام پر ملامت کرتے ہین تو ہر چند کہ یہ ملامت بیجا ہی کیونکہ قیام شرعًا واجب نہین پھر ملامت کیون بلکہ
اس ملامت سے شبہہ اصرار کا پیدا ہوتا ہی جسکی نسبت فقہانے فرمایا ہی کہ اصرار سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہی مگر پھر
ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہی درست نہین کیونکہ ملامت کی بہت سی وجہین ہوتی ہین
کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہی کبھی محض مخالفت رسم و عادت خواہ عادت دنیوی ہو یا مبنی کسی سبب دینی پر کبھی وجہ
ملامت یہ ہوتی ہی کہ وہ فعل اس لائم کے زعم مین خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم بدعقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے
اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہی کہ یہ بھی اُن ہی لوگون مین ہی اسلیے ملامت کرتا ہی مثلاً کوئی بزرگ مجلس مین
تشریف لاوین اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاوین ایک شخص بیٹھا رہی تو اُسپر ملامت اسوجہ سے کوئی نہین کرتا
کہ تونے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان مین عمومًا
عادت ہی کہ تراویح مین جو قرآن مجید ختم کرتے ہین شیرینی تقسیم کرتے ہین اگر کوئی شیرینی تقسیم نکرے تو ملامت
کرینگے مگر صرف اسیوجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی زمانے مین مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی
ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہوا سنکر اس خیال سے ملامت کرتا کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اسکی دوسرے
عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا بہر حال صرف ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہی اور فرضًا
کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اسکے حق مین بدعت ہو جائیگا جن لوگونکا یہ اعتقاد
نہین اُنکی حق مین مباح و مستحسن رہیگا مثلاً بعض متشددین جعت تھتری کو ضروری سمجھتے ہین تو کیا یہ جعت
سب کے حق مین بدعت ہو جاویگی اور بعض اہل علم صرف جاہلونکی بعض زیادتیان دیکھکر جیسے موضوع روایات پڑھنا
گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس جہلا مین واقع ہوتا ہی عمومًا سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہین یہ بھی الصاف
کے خلاف ہی مثلاً بعض واعظین موضوع روایات بیان کرتے ہین یا انکے وعظ مین بوجہ اختلاط مردون
و عورتون کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہی تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوینگی ع پھر کیئے تو گلیم مسوز

رہا یہ اعتقاد کہ مجلس مولد مین حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہین اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہی کیونکہ یہ امر ممکن ہی عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اسکا وقوع بھی ہوتا ہی رہا یہ شبہہ کہ آپکو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت مین تشریف فرما ہوے یہ ضعیف شبہہ ہی آپکے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اسکے آگے یہ ایک ادنی سی بات ہے علاوہ اسکے اللہ کی قدرت مین مجال کلام نہین اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ آپ اپنی جگہ تشریف رکھین اور درمیانی حجاب اٹھجاوین بہرحال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپکی نسبت اعتقاد علم غیب لازم نہین آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہی کیونکہ علم غیب وہ ہی جو مقتضا ذات کا ہی اور جو باعلام خداوندی ہی وہ ذاتی نہین بالسبب ہے وہ مخلوق کے حق مین ممکن بلکہ واقع ہی اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکر ہوسکتا ہی البتہ ہر ممکن کے لئے وقوع ضروری نہین ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسیکو دلیل ملجاوے مثلاً خود کشف ہوجائے یا کوئی صاحب کشف خبر کردے تو اعتقاد جائز ہی ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہی غلطی سے رجوع کرنا اسکو ضرور ہی مگر شرک و کفر کسی طرح نہین ہوسکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلے مین یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہی کہ محفل مولد مین شریک ہوتا ہون بلکہ ذریعہ برکات سمجھکر ہر سال منعقد کرتا ہون اور قیام مین لطف ولذت پاتا ہون رہا عملدرآمد جو اس مسئلے مین رکھنا چاہیے وہ یہ ہی کہ ہرگاہ یہ مسئلہ اختلافی ہی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہین گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ مین ہوا کرتا ہی پس خواص کو تو یہ چاہیے کہ جو انکو تحقیق ہوا ہو اسپر عمل رکھین اور دوسرے فریق کیساتھ بغض و کینہ نرکھین نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اسکو دیکھین نہ تفسیق و تضلیل کرین بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کی سمجھین اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھین اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریون کی ہذیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہی پرہیز رکھین بلکہ ایسے مسائل مین نہ فتوی لکھین نہ مہر و دستخط کرین کہ فضول ہی اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل مین شریک ہوجاوے تو بہتر ہو کہ اس محفل مین قیام نکرین بشرطیکہ کسی فتنے کا برپا ہونا محتمل نہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اسوقت قیام مین شریک ہوجاوے اور عوام نے غلو اور زیادتیان کرلی ہین انکو نرمی سے منع کرین اور یہ منع کرنا انکا زیادہ مفید ہوگا جو خود مولد و قیام مین شریک ہوتے ہین اور جو مانع اصل کے ہین انکو سکوت مناسب ہے ایسے امور مین مخاطبت ہی نکرین اور جہان ان امور کی

عادت ہو وہان مخالفت کرین جہان نہو وہان ایجاد نکرین غرض فتنی سی بچین قصہ حطیم اسکی دلیل کافی ہی اور مجوزین
مانعین کے منع کی تاویل کرلیا کرین کہ یا تو انکو یہی تحقیق ہوا ہوگا یا انتظاماً منع کرتے ہونگے کہ بعض موقع پر اصل
عمل سے منع کرتے ہین تب اُس سے بچتے ہین اگرچہ اسوقت مین اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہی اور جو مانع ہین وہ مجوزین کی
تجویز کی تاویل کرلیا کرین کہ یا تو انکو تحقیق یہی ہوا ہی یا غلبہ محبت سے یہ عمل کرتے ہین اور حسن ظن بالمسلمین کی وجہ
سے لوگونکو بھی اجازت دیتے ہین اور عوام کو چاہیے کہ جس عالم کو متدین و محقق سمجھین اُسکی تحقیق پر عمل کرین اور
دوسرے فریق کے لوگون سے تعرض نکرین خصوصاً دوسرے فریق کے علما کی شان مین گستاخی کرنا چھوٹا منہ بڑی
بات کا مصداق ہی غیبت اور حسد سے اعمال ضائع ہوتے ہین ان اُمور سے پرہیز کرین اور تعصب اور عداوت سے
بچین اور ایسے مضامین کی کتابین اور رسالے مطالعہ نہ کیا کرین کہ یہ کام علما کا ہی عوام کو علما پر
بدگمانی اور مسائل مین شبہہ پیدا ہوتا ہی اور اس مسئلے مین جو تحقیق اور عملدرآمد تحریر کیا گیا ہی کچھ اس مسئلے
ہی کیساتھ مخصوص نہین نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہی جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکا یہان
ذکر ہی اور جو اُسکے امثال مین مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر و نماز ہای
پنجگانہ و تکرار تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی پابوسی اور انکے سوا بہت امور ہین جنمین اسوقت شور و شر پھیل رہا ہے
ان سب امور مین اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہین فاحفظہ تنتفع انشاء اللہ تعالی

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اسمین وہی گفتگو ہی جو مسئلہ مولد مین مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات
مین کسیکو کلام نہین اسمین بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع
ہی اور اگر یہ اعتقاد نہین بلکہ کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہی تو کچھ حرج نہین جیسا بمصلحت نماز مین
سورۂ خاص معین کرنیکو فقہای محققین نے جائز رکھا ہی اور تہجد مین اکثر مشائخ کا معمول ہی اور تامل سے یون معلوم ہوتا ہی
کہ سلف مین تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکاکر مسکین کو کھلادیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کرلی متاخرین
مین کسیکو خیال ہوا کہ جیسے نماز مین نیت ہرچند دل سے کافی ہی مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا
بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر یہان زبان سے کہہ لیا جاوے کہ یا اللہ اس کھانیکا ثواب فلان شخص کو پہونچ جاوے تو بہتر ہے

پھر کسیکو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسیکو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہی اسکے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہونچ جاویگا کہ جمع بین العبادتین ہی ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار قرآن شریف کی بعض سورتین بھی جو لفظون مین مختصر اور ثواب مین بہت زیادہ ہین پڑھی جانے لگین کسی نے خیال کیا دعا کیلیے رفع یدین سنت ہے، ہاتھ بھی اُٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاویگا ساتھ اسکی پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانیکے ساتھ رکھ لیا پس ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہی کہ جو امر کسی خاص وقت مین معمول ہو اُسوقت وہ یاد آجاتا ہی اور ضرور ہو رہتا ہی اور نہین تو سالہا سال گذر جاتے ہین کبھی خیال بھی نہین ہوتا اسی قسم کی مصلحتین ہر امر مین ہین جنکی تفصیل طویل ہی محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہی اور قطع نظر مصالح مذکورہ کی نیت بعض اسرار بھی ہین پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہون تو کچھ مضائقہ نہین رہا عوام کا غلو اولاً اسکی اصلاح کرنی چاہیے اس عمل سے کیون منع کیا جاے ثانیاً انکا غلو اہل فہم کے فعل مین مؤثر نہین ہو سکتا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ رہا شبہہ تشبہ کا اسمین بحث از بس طویل ہی مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہی کہ تشبہ اُسوقت تک رہتا ہی جبتک وہ عادات اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہون کہ جو شخص وہ فعل کرے اُسی قوم سے سمجھا جاوے یا اسپر حیرت ہو اور جب دوسری قومون پر پھیل کر عام ہو جاوے تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہی ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قومون سے ماخوذ ہین مسلمانون مین اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہین گو امور مذموم نہین ہو سکتی قصہ تطہیر اہل قبا اسمین کافی حجت ہی البتہ جو ہیئت عام نہین ہوئی وہ موجب تشبہ ہی اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہین اور گیارھوین حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دسوان بیسوان چہلم ششماہی سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلواے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہین اور مشرب فقیر کا اس مسئلے مین یہ ہی کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہین ہی مگر کرنیوالون پر انکار نہین کرتا - اور عقدہ برآمد اس مسئلے مین ایسا رکھنا چاہیے یعنی دونون فریقون کو باہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ و جدال نکرنا

تیسرا مسئلہ عرس و سماع کا

لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندۂ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی
طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق مین وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھکر کون عروسی ہوگی چونکہ
ایصال ثواب روح اموات مستحسن ہے خصوصًا جن بزرگون سے فیوض و برکات حاصل ہوے ہین انکا زیادہ حق ہے
اور ہر پیر بھائیون سے ملنا موجب ازدیاد محبت و تزاید برکات ہے۔ اور نیز طالبونکا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش مین
مشقت نہین ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہین اسمین جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کر لے
اسلیے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ مین جمع ہو جاوین باہم ملاقات بھی ہو جاوے
اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہونچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم مین باقی خاص یوم وفات
کو مقرر کرنا اسمین اسرار مخفیہ ہین انکا اظہار ضرور نہین۔ چونکہ بعض طریقون مین سماع کی عادت ہے اسلیے تجدید حال
اور ازدیاد ذوق و شوق کیلیے کچھ سماع بھی ہونے لگا۔ پس اصل عرس کی اسقدر ہے اور اسمین کوئی حرج
معلوم نہین ہوتا۔ بعض علمانے بعض حدیثون سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رہگیا شبہہ حدیث لا تتخذوا قبری عیدا
کا سو اسکے صحیح معنی یہ ہین کہ قبر پر میلہ لگانا اور خوشیان کرنا اور زینت و آراستگی و دھوم دھام کا اہتمام یہ
ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور زینت کے لیے اور یہ معنی نہین کہ کسی
قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلون کا جانا واسطے زیارت روضۂ اقدس کے بھی منع ہوتا وہذا باطل
پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفرادًا و اجتماعًا دونون طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز
اور تعیین تاریخ بہ مصلحت بھی جائز سب ملکر بھی جائز رہا یہ شبہہ کہ وہان پکار کر سب قرآن شریف پڑھ دیتے
اور آیہ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا کی مخالفت ہوتی ہے سو اولًا تو علمانے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر استحباب کے لیے
ہے ترک مستحب پر اتنا شور و غل نامناسب ہے ورنہ لوگونکا مکاتب مین پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسیکو یہی تحقیق ہو
کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل عمل کے منع کرنیسے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جاے یہی جواب ہے سوم مین قرآن پکار کر پڑھنے
کا البتہ جس مجلس مین امور منکرہ مثل رقص مروج و سجدۂ قبور وغیرہ ہون اسمین شریک نہونا چاہیے

رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث طویل ہی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہی سماع بعض مین بھی اختلاف ہی جسمین محققین کا یہ قول ہی کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہون اور عوارض مانعہ مرتفع ہون تو جائز ہی ورنہ ناجائز کما فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات مین بھی اختلاف ہی بعض لوگون نے احادیث منع کی تاویلین کی ہین اور نظائر فقہیہ پیش کیے ہین چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رسالہ سماع مین اسکا ذکر فرمایا ہی مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہی جو اسوقت مجالس مین مفقود ہی مگر تاہم ع خدا پنج انگشت یکسان نکرد بہرحال وہ احادیث خبر واحد ہین اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہی اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ایسی حالت مین کسی پر اعتراض کرنا ازبس دشوار ہی مشرب فقیر کا اس امر مین یہ ہی کہ ہر سال اپنی پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہون اول قرآن خوانی ہوتی ہی اور گاہ گاہ اگر وقت مین وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہی اور اسکا ثواب بخشدیا جاتا ہی اور زوائد امور فقیر کی عادت نہین کبھی سماع کا اتفاق ہوا خالی نہ بالآلات مگر دل سی اہل حال پر کبھی اعتراض کیا ہان جو شخص ریاکار ومدعی ہو وہ برا مگر تعیین اسکی کہ فلان شخص ریاکار ہی بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمین بھی عملدرآمد فریقین کا یہی ہونا چاہیے جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نکرین انکو حکم اتباع سنت کا شایق سمجھین جو کرین انکو اہل محبت سمجھین ہان جلسی مین ایکدوسری پر انکار نکرین جمع عوام کی غلو ہو وہان انکا لطف ونرمی سے انسداد کرین

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اسمین تحقیق یہ ہی کہ ندا سی مقاصد واغراض مختلف ہوتے ہین کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسر کبھی منادی کو سنانا کبھی اسکو پیام پہونچانا اسو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطی تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہی جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہین اور اپنی دل کو تسلی کرتے ہین اسمین تو کوئی گناہ نہین مجنون کا قصہ مثنوی مین مذکور ہے اشعار دید مجنون را یکے صحرا نورد ؛ در بیابان غمش بنشستہ فرد ؛ ریگ کاغذ بود انگشتان قلم ؛ مینوشتی بہر کس نامہ رقم ؛ گفت اے مجنون شیدا چیست این ؛ می نویسی نامہ بہر کیست این ؛ گفت مشق نام لیلی میکنم ؛ خاطر خود را تسلی میدہم ؛ ایسی ندا صحابہ سے بکثرت روایات مین منقول ہی کما لا یخفی علی المتبحر المتسیع النظر اور اگر فی خاطب کا اسماع وسنانا مقصود ہی تو اگر تصفیہ باطن سی منادی کا مشاہدہ کر رہا ہی تو بھی جائز ہی اور اگر مشاہدہ نہین کرتا لیکن سمجھتا ہی کہ فلان ذریعہ سی اسکو خبر پہونچ جاویگی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہی

مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس میں پہونچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے اگر کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا
رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر یہ مشہود ہو نہ پیام پہونچانا مقصود ہو نہ پیام پہونچانیکا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود
وہ ندا ممنوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اس طرح کہ اسکو سُنانا منظور ہے اور روبرو نہیں ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت
ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہونچیگی یا ذریعہ متعین کیا مگر اسپر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں تو یہ اعتقاد افترا علی اللہ اور دعوی
علم غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے مگر بیدھڑک اسکو شرک و کفر کہدینا جرأت ہے کیونکہ اللہ تعالی اگر اس بزرگ کو خبر پہونچاوے
ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ امکان سے وقوع لازم نہیں اسلیے ایسے امر لایعنی کی اجازت نہیں ہے
البتہ جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً عباد اللہ اعینونی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو اہل
خصوصیت ہین انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ اُنکے حق مین یہ فعل عبادت ہوجاتا ہے جو خواص مین سے ہوگا
خود سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہین یہان سے معلوم ہوگیا حکم وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف
حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے اگر وسیلہ و ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھکر خالی الذہن ہوکر پڑھے کچھ حرج نہین
یہ تحقیق ہے اس مسئلے مین اب بعض علما اس خیال سے کہ عوام فرق مراتب نہین کرتے اس ندا سے منع کرتے ہین انکی نیت
بھی اچھی ہے انما الاعمال بالنیات مگر مصلحت یون ہے کہ اگر ندا کرنیوالا سمجھدار ہو تو اسپر حُسن ظن کیا جاوے اور
محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے مین کوئی خرابی ہو تو اسکی اصلاح کردیجاے اور کسی
وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل روک دیا جاے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہین ہوتا ایک
بات کہ وہ بھی بہت جگہ کارآمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد مین مبتلا ہو اور
قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نکریگا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے
کہ بجز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہین نہ اُسکو بالکل مہمل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت اور اُخوت اسلامی کے خلاف ہے
بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اسمین جو خرابی ہو اُسکی اصلاح کردے کہ اسمین امید قبول اغلب ہے حق سبحانہ و تعالی کا حکم ہے
اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور رسوم جاہلیت کے شیوع کے وقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہین
انمین غور کرنیسے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندا میرا معمول نہین ہان بعض اشعار مین
ذوق و شوق سے صیغہ ندا برتا گیا اور عملدرآمد وہی رکھنا چاہیے جو اوپر تین مسئلون مین مذکور ہوا

پانچوان مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سی کراہت و امام ابویوسف سے بعض شرائط کیساتھ جواز منقول ہی اور ترجیح و تصحیح دونون جانب موجود ہی اسمین بھی گفتگو کو طول دینا نادیبا ہی کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہی اور بہتر یہ ہی کہ دونون قول مین یون تطبیق دیجاوے کہ اگر جماعت اولی کاہلی اور سستی سی فوت ہوگئی ہی تو جماعت ثانیہ مین شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لیے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اسکے لیے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہتہ کی تعلیل تقلیل جماعت اولی سی یہی معلوم ہوتا ہی اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہ گئی تو دوسری جماعت کے ساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سی بہتر ہی یا کوئی شخص ایسا لاابالی ہی کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق مین کچھ بھی موجب زجر نہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھیگا جلدی سی چار ٹکرین مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سی کسی قدر تعدیل و اطمینان سے ادا کریگا عملدرآمد اس مسئلے مین بھی ایسا ہی رکھنا چاہیے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالدلیل کی وجہ سے محجوب رکھے اور جہان جماعت ثانیہ نہوتی ہو وہان تنہا پڑھ لے خواہ مخواہ جماعت نہ کرے اور جہان ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نکرے یہ پانچ مسئلے تو عملی تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے ہین وہ مرقوم ہین

چھٹا و ساتوان مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلون کی تحقیق تفصیلی سمجھنا موقوف علم حقائق پر ہی اور از بس دقیق ہی مگر مجملاً دو چیزون کا اعتقاد رکھنا چاہیے ایک إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہی دوسرے سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ یعنی اللہ تعالی تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع وغیرہا ان سب سے پاک ہے رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون چیز مفہوم شے مین داخل ہی کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان ہے کہ اس سی تبریہ کیا جاوی سو جس جگہ دلائل متعارض ہون و ہان اس تحقیق کے ہم مکلف نہین بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یون معلوم ہوتا ہی کہ انمین قیل و قال و زیادہ تفتیش کرنا عجب نہین کہ منع ہو دیکھیے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اسمین گفتگو کرنے سی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسقدر سخت ممانعت فرمائی سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی دقت و اشکال یہان بھی ہی سوان دو مسئلون مین بھی جب بوجہ تعارض ظاہری ادلہ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے

تو قیل و قال کرنیکی کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جسکو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی عملدر آمد نہین اور جو طبع آزمائی کیلیے گفتگو ہی کرنا ضرور ہی تو زبانی خلوت مین ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہی نہ کہ رسالے اور کتابین اور اگر اسی کا شوق ہی تو عربی عبارت ہونا چاہیے تاکہ عوام خراب نہون اور عوام کے لیے تو بالتعیین سکوت ہی ضروری ہی تمام ہو الحمد للہ جو کچھ لکھنا تھا

وصیّت

اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقیر کی یہ وصیت ہے کہ ظنیات مین اپنے علم تحقیق پر وثوق نکرین سورۂ فاتحہ اہدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کرین اور ہر نماز کے بعد ربنا لاتزغ قلوبنا پڑھکر دعا کیا کرین اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کامونمین خصوص تزکیہ نفس و تصفیہ باطن مین صرف کرین اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کرین خصوص عزیزی جناب مولوی **محمد رشید احمد صاحب** کے وجود با برکت کو ہندوستان مین غنیمت کبری[1] و نعمت عظمی سمجھکر انسے فیوض و برکات حاصل کرین کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہین اور انکی تحقیقات محض للّٰہیت کی راہ سے ہین ہرگز اس مین شائبۂ نفسانیت نہین یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافق اور معتقد ہین اُنکو چاہیے کہ مولوی صاحب کی مجلس مین ایسے قصون کا تذکرہ نہ کیا کرین اور اپنے جھگڑون مین اُنکو شریک کیا کرین اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار مین عمر عزیز کو تلف نہ کرین کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے **اشعار** چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو ÷ چو بگذشت بر عارف جنگجو ÷ گراین مدعی دوست بشناختے ÷ بہ پیکار دشمن نپرداختے ÷ وصلے اللہ تعالے علے خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

مہر

فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی

[1] جناب مولانا رشید احمد صاحب کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون اب بجائے انکے مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ موجود ہین منہ آپکی نہین

اشعار مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانهٔ تاریک بود
عرضه را آورده بودندش هنود

از برای دیدنش مردم بسے
اندران ظلمت همی شد هر کسے

دیدنش با چشم چون ممکن نبود
اندران تاریکیش کف می بسود

آن یکے را کف بخرطوم اوفتاد
گفت همچون ناؤ دانستش نهاد

آن یکے را دست بر گوشش رسید
آن برو چون بادبیزن شد پدید

آن یکے را کف چو بر پایش بسود
گفت شکل پیل دیدم چون عمود

آن یکے بر پشت او بنهاد دست
گفت خود این پیل چون تختی بدست

همچنین هر یک بجزوی چون رسید
فهم آن میکرد هر جا می شنید

از نظر که گفت شان بد مختلف
آن یکے دالش لقب داد آن الف

در کف هر کس اگر شمعے بدے
اختلاف از گفت شان بیرون شدے

چشم حس همچو کف دستش و بس
نیست کف را بر همه آن دسترس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بِجَمِیْعِ مَحَامِدِهٖ كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَمَّا بعد فقیر حقیر **امداد اللہ** غفر اللہ ذنوبہ و والدیہ یہ کہتا ہے اور برادران طریقت اور طالبان معرفت کی خدمت مین خصوصاً جو اس فقیر سے رابطۂ محبت اور ارادت رکھتے ہین عرض کرتا ہو کہ اشغال تلبیہ کو ضرور ہے کہ سوائے فرائض

اور واجبات اور سنن کے بعضی عبادات اور طاعات اور اوراد اور وظائف جو مددگار اور قوت بخشنے
والے صفائی دل اور جلا دینے والے روح کے ہون عمل مین لاوے جیسا کہ نماز تہجد کی بارہ رکعتین
یا آٹھ رکعتین ہین اور نماز اشراق کی چھ رکعتین ہین اور نماز چاشت کی چار رکعتین ہین بارہ
تک اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتین ہین تیس تک اور چار رکعتین سنت قبل ظہر اور چار
سنتین قبل عصر اور چار سنت قبل عشا اور روز جمعہ کے صلوٰۃ التسبیح[۱] اگر فراغ ہو پڑھے
اور تین روزے ایام بیض[۲] کے اور روزہ پنجشنبے اور دوشنبے کا اور چھ روزے ماہ شوال
کے اور نو روزے اول ماہ ذی الحجہ کے اور روزہ عاشورہ ماہ محرم کا اور آٹھ روزے اول ماہ رجب
اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن کی جسقدر ہو سکے ادنی یہ ہے کہ چالیس روز مین ختم کرے

وظائف صبح

درمیان سنت اور فرض صبح کے اکتالیس بار سورہ فاتحہ حضور دل سے معنون پر خیال کرکے پڑھے
اور بعد نماز صبح کلمہ چہارم[۳] دس بار اور سورہ یس ایک بار اور استغفار[۴] سو بار اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ سو بار اور الم نشرح ایک بار لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مع بسم اللہ کے اور سو بار کلمہ طیب[۵] اور اکتالیس بار یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ
اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا اَبَدًا یَا اَللّٰہُ بحضور قلب پڑھے اور درود[۶] شریف سو بار

[۱] فائدہ ۔ صلوٰۃ التسبیح واسطے مغفرت تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ خطا اور عمدا اور سرا اور علانیہ کے حدیث مین آیا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا ہے چار رکعتین ہین ہر رکعت مین بعد قرارت کے پندرہ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے اور رکوع مین دس بار اور قومے مین دس بار اور سجدے مین دس بار اور جلسے مین دس بار اور دوسرے سجدے مین دس بار اور بعد دوسرے سجدے کے بیٹھکر دس بار پس ہر رکعت مین پچھتر بار اور چار رکعت مین تین سو بار پڑھے اور اگر طاقت ہو تو اس نماز کو ہر روز پڑھے ورنہ ہفتے مین ایکبار یا ماہ مین یا سال مین یا تمام عمر مین ایکبار پڑھے اور مروی ہے کہ چار رکعت مین ان چار سورتونکو یعنی الہکم التکاثر والعصر قل یا ایہا الکافرون قل ہو اللہ احد پڑھے اور سورتین بھی مروی ہین جیسے سبح اسم یا اور مسبحات مگر یہ سہل تر ہین ۱۲ [۲] یعنی ہر چاند کی تیرھوین چودھوین پندرھوین تاریخ روزہ رکھے ۱۲ منہ قدس سرہ

[۳] لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۱۲ [۴] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۲ [۵] لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ [۶] اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ۱۲

وظائف ظہر

اور بعد نماز ظہر کے سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور سورۂ انا فتحنا اور منزل دلائل الخیرات اور پانچ سو بار اَللّٰهُ الصَّمَدُ اور اکیس بار سورہ اذا جاء

وظائف عصر

اور بعد عصر کے سورۂ عم تیسار لون اور سو بار آیہ کریمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

وظائف مغرب

اور بعد نماز مغرب کے سورۂ واقعہ اور سو بار کلمہ طیب اور درود شریف بعد اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ اکتالیس بار بحضور دل پڑھے

وظائف عشا

اور بعد نماز عشا کے سورۂ سجدہ یا سورہ ملک اور سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور اکیس ایک بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ بحضور قلب پڑھے۔

وظائف صبح و شام دو وقتہ

اور صبح اور شام کو سید الاستغفار ایک ایک بار اور پانچوں کلمے اور دونوں آمنت باللہ اور نود و نہ نام جل شانہ کے اور آیۃ الکرسی اور آیات آمن الرسول سے تا آخر سورۃ اور اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تین بار اور آیات سورہ حشر ایک بار اور بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ

سلہ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۱۲ منہ قدس سرہ سلہ اول اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھکے پھر یہ آیات پڑھے یعنی هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تین بار اور رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا تین بار اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ سات بار اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ سات بار اور دعا حزب البحر کو اگر ہو سکے تو ایک بار اور بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب و بعد نماز عصر قبل غروب مسبعات عشر کو پڑھے

وظیفہ بعد ہر نماز

اور بعد ہر نماز کی پانچوں وقت آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر تینتیس بار اور کلمہ چہارم ایک بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ + اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ایک بار اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَمِنَ النَّارِ ایک بار پڑھے اور وقت شروع کھانے کے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ اور بعد فراغ طعام کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ پڑھے اور سوتے وقت سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور تینوں قل تین تین بار اور اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ اور وقت جاگنے کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

ف۱ یعنی دس چیزیں ہیں کہ سات سات بار پڑھتے ہیں اول سورہ فاتحہ سات بار سورہ والناس سات بار سورہ فلق سات بار سورہ اخلاص سات بار سورہ کافرون سات بار آیۃ الکرسی سات بار کلمہ تمجید سات بار درود شریف سات بار اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ سات بار اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلٰنَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اس دعا کو سات بار پڑھے ف۲ یعنی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور ممکن ہو تو معشرات السبع بھی پڑھے اور پائخانے میں جاتے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور نکلتے وقت غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ معمول رکھیں اور اگر اور زیادہ اوراد مطلوب ہوں تو کتب حدیث مثل حصن حصین وغیرہ سے لیکے عمل میں لاویں بہرحال اذکار اور اشغال قلبیہ میں مشغول رہیں جس سے تصفیہ باطن کا ہو کر محبت اور معرفت حق کی حاصل ہو

بیان اذکار اور اشغال اور مراقبات کا

جو بزرگان طریقت نے تصفیہ قلب اور تجلیۂ روح کیواسطے تجویز کیے ہیں انمیں سے بارہ تسبیح ہیں جو حضرات چشتیہ کرتے ہیں طرق انکا یہ ہی کہ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفار عجز اور انکسار سے کرکے اور ہاتھ اٹھاکے یہ دعا بحضور قلب اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ تین بار یا سات مرتبہ تکرار کرے اور گیارہ بار استغفار اور گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھکے چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے اور جو انگلی اسکے پاس ہے اس سے رگ کیماس کو کہ بائیں زانو کے اندر ہی محکم پکڑے اور کمر کو سیدھی رکھے پھر کمنی سی ہیبت اور حرمت اور تعظیم تمام کے ساتھ خوش الحانی سے ذکر شروع کرے بعد اعوذ و بسملہ کے خلاص تمام تین بار کلمہ طیبؔ اور کلمہ شہادت پڑھکے سر کو قلب کیطرف کہ زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت کے

فائدہ معشرات السبع وہ سات کلمے ہیں کہ ایک کو دس دس مرتبہ پڑھتے ہیں وہ کلمے یہ ہیں اول اَللّٰہُ اَکْبَرُ دس بار دوسرا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دس بار تیسرا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ دس بار چوتھا سُبْحَانَ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ دس بار پانچواں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دس بار چھٹا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ دس بار ساتواں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ضِیْقِ الْمَقَامِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ دس مرتبہ پڑھے ۱۲ منہ قدس اللہ سرہ

۲ؔ یعنے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۱۲

۳ؔ یعنے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

واقع ہی جھکاکے کلمہ لَا کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے کھینچکر اور اِلٰہ کو داہنے مونڈھے پر لیجا کے
سر کو پشت کیطرف مائل کرکے تصور کرے اور غیر اللہ کو دل مین سے نکال کر پس پشت ڈالدے اور دم کو
چھوڑ کر لفظ اِلَّا اللّٰہُ کی زور اور سختی سے دل پر ضرب مارے کہ عشق اور نور الٰہی کو دلمین داخل کیا اسیطرح اس
نفی و اثبات کو فکر اور ملاحظے اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس فکر مین نو بار لَا اِلٰہَ کلمہ اِلَّا اللّٰہُ
دسوین بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے بعد اسکے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن مبتدی
لَا اِلٰہَ مین لَا مَعْبُوْدَ اور متوسط لَا مَقْصُوْدَ اور منتہی لَا مَوْجُوْدَ ملاحظہ کرے اسکے بعد لمحہ دو لمحہ مراقب
ہو کر تصور کرے کہ فیضان الٰہی عرش سے میرے سینے مین آتا ہے **طریق اثبات مجرد** پھر دوزانو بیٹھے اور
کمر کو سیدھی کرے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لیجا کے لفظ اِلَّا اللّٰہُ کو زور اور سختی سے دل پر ضرب کرے
اسکو چار سو بار دمادم کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایکبار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراقب
ہو **طریق ذکر اسم ذات** پھر ذکر اسم ذات اللّٰہ اَللّٰہُ کا کرے اسطرح سے کہ اول حرف ہاء لفظ اَللّٰہُ
کو پیش اور دوسری ہ لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھین بند کرکے اور سر کو داہنی مونڈھے
پر لا کے لفظ مبارک اللّٰہ اللّٰہ کی دونون ضرب جہر اور قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دو
ضربی کو چھ سو بار دمادم کرے لیکن دسوین گیارھوین بار اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ مع
ملاحظہ معنون کے کہتا ہے تا کہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اسکے
بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داہنے
مونڈھے سے کج کرکے لفظ مبارک اَللّٰہُ کو دل پر سو بار دمادم ضرب کرے بعدہ تین بار کلمہ طیب ایکبار
کلمہ شہادت کہکے درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھکے دعا مانگے اور مناجات
کرے کہ الٰہی تو ہی مقصود اور رضا تیری مطلوب ہے ترک کیا مین نے دنیا اور آخرت کو
واسطے تیرے عطا کر مجکو نعمتین اپنی اور وصول تام درگاہ مقدس اپنی مین آمین۔

لہ کلمہ لَا اِلٰہَ مین ملاحظہ مفہوم اور معنی لاموجود کا کرے اسواسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظے مین ہے اور اس ذکر مین دسوین
بارھوین رتبہ لفظ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ اسکو یعنی لاموجود یا لامقصود کو دل شامل کرلیا کرے باقی ملاحظہ مین رہے ۱۲ منہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر آگاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گذرے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ لا الٰہ اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ الا اللہ کہے ذہن بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذاکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہان سے ذکر جاری کرے **طریق دوسرا** یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ ہو کے ساتھ سانس کو چھوڑ دے اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذاکر اور مستغرق بذکر ہو جائے

بیان ذکر اسم ذات زبانی

طالب کو چاہیے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس ہزار بار کہ اوسط مرتبہ ہے کہے اور اگر اسقدر نہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ ادنے مرتبہ ہے نہ کرے **طریق ذکر نفی و اثبات** کہ حضرات قادریہ کرتے ہین یہ ہے کہ خلوت مین رو بقبلہ با ادب تمام بیٹھے اور آنکھین بند کر کے لا نفی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کر اور دا ہنے مونڈھے تک لیجا کے الٰہ کو دماغ سے نکالدے اور الا اللہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لا الٰہ سے نفی معبودیت اور مقصودیت اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر کا نظر سے اٹھ جائے اور الا اللہ سے اثبات وجود مطلق حق سبحانہ و تعالیٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے مین ہر روز کیا کرے تا اثر اسکا ظاہر ہو اور اس ذکر کو اسیطرح حبس دم مین بھی کرتے ہین **طریق شغل اسم ذات** کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جسقدر ہو سکے رات دن تصور کیا کرے تا پختہ ہو کر بے تکلف جاری ہو جاوے باقی اذکار اور اشغال

لہ فائدہ یعنے جاگتے اور سوتے ہر حال مین ذاکر رہے تا ذکر حیات اور پاس انفاس حاصل ہو اور دل نقوش ما سوا اللہ سے پاک اور صاف اور نورانی ہو کر مشعر تجلیات اور واردات غیبی کا ہو ۱۲ منہ قدس اللہ سرہ العزیز

لہ فائدہ حکمت اسمین یہ ہے کہ آدمی رات دن مین چوبیس ہزار سانس یعنی دم لیتا ہے تو گویا کہ ہر دم ذاکر رہا اور ذاکرین مین داخل ہوا ۱۲ منہ قدس اللہ سرہ العزیز

سہ تا اثر یعنی لذت اور محویت اور بیخودی ظاہر ہو اور تصفیہ قلب اور تجلی روح حاصل ہو ۱۲ منہ قدس اللہ سرہ العزیز

اس طریقے کے ضیاء القلوب مین موجود ہین ؎

طریق شغل نفی واثبات کہ حبس دم مین کرتے ہین یہ ہی کہ آنکھین بند کرکے زبان کو تالو سے لگائے اول دم کو ناف سے کھینچکر دل مین قرار دے پھر اسی طرح کلمہ لَا اِلٰہ کو دل سے نکال کے اور داہنے مونڈھے پر لیجا کے اِلَّا اللّٰہ کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم مین تین تین بار مشغول ہو پھر ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایکبار زیادہ کرتا رہے تا حرارت باطن پیدا ہو کے تمام بدن مین سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر تمام اعضا مین جاری ہو اور محبت اور عشق الٰہی ظہور کرے

طریقہ مراقبے کا یہ ہی کہ دو زانو نمازی کیطرح سر جھکا کے بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ وتعالیٰ کی حضوری مین حاضر رکھے اول اعوذ و بسم اللہ پڑھکے تین بار اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ زبان سے تکرار کرکے پھر مراقب ہو کے اُنکے معنون کا دل مین ملاحظہ کرے اور تصور کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حاضر و ناظر میری پاس ہی اس جاننے مین اسقدر خوض کرے اور مستغرق ہو کہ شعور غیر حق کا نہ رہے یہان تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے اگر ایک آن بھی اس سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہوگا

مراقبہ دوسرا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ انوار الٰہی کو کہ ہر زمان و مکان مین موجود ہے جیسا کہ وجود ہستی اسکے کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جاوے

طریق ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف ستہ سے ہی وہ یہ ہی کہ زبان کو تالو سے لگا کر اور آنکھین بند کرکے بہ زبان خیال دل صنوبری سے اللہ اللہ کرے اسطرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نجانے اس حیثیت کو بقدر

سلہ فائدہ حبس دم اور خطرہ بندی کے لیے خلوے معدہ کھانے پینے سے شرط ہی خصوصًا ابتداے حال مین اور بڑی شرط یہ ہی کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے نہ تو ایسا پر شکم ہو کہ کاہل اور بوجھل ہو جاوے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو اور حبس دم مین سرد چیز و نوش آب اور ہوا سرد کا استعمال نہ کرے تا حرارت قلب کو سرد نہ کردے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی کہ سبب ایجاد مرض کا یا زیادتی مرض کی ہوتی ہے ۱۲

سلہ ابتداے حال مین بتکلیف مراقبہ ہوگا رفتہ رفتہ ایسا ہو جاویگا کہ ایک لمحہ بھی اس سے نکل سکیگا مگر ہر مرتبہ بمدت بیچ حاصل ہوتا ہے تنگ ہو کر ترک نہ کرے ۱۲ منہ قدس اللہ سرہ العزیز

اپنے اُٹھتے بیٹھتے ترک کرے اس طرح چھوں لطیفوں کو ترتیب کے مذکورکے ساتھ جاری کرے یہانتک کہ خود انکے ذکر سے واقف ہوائے عزیزجان تو کہ جسم انسان مین چھ لطیفے ہین یعنی چھ مقام ہین کہ فیضان وبرکات اورانوار الٰہی سے لبریز ہین

اول لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اُسکا دو انگشت نیچے پستان چپ کے واقع ہے اور نور اسکا سُرخ ہے۔

دوسرا لطیفہ روحی ہے جگہ اُسکی دو انگشت نیچے پستان راست کے ہے اور نور اُسکا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ نفسی ہے کہ مقام اُسکا زیر ناف ہے اور نور اُسکا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ سرّی ہے کہ جگہ اسکی مابین سینے کے ہے اور نور اُسکا سبز ہے۔

پانچوان لطیفہ خفی ہے ٹھکانا اسکا پیشانی ہے نور اُسکا نیلگون ہے۔

چھٹا لطیفہ اخفی ہے موضع اُسکا اُم الدماغ ہے نور اسکا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے پس طالب کو چاہیے کہ ان چھوں لطیفوں کے ذکر اور شغل مین اسقدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر کا ظاہر ہو باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات بہ تفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب مین لکھ چکا ہون دوبارہ لکھنے کی حاجت نہین اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہمکو اور تمکو اور سب کو خاص فضل و کرم اپنے سے ہمت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرماوے کہ شب و روز ہر حال مین ہر دم اسی کے ذکر شغل عبادات طاعات مرضیات مین رہین اور ایک دم اس سے غافل نہون اور غیر اللہ کو دل مین جگہ نہ دین اور محبت اور معرفت حضوری دائمی اسکی کہ جو خلقت انسانی سے مقصود اور مطلوب ہے حاصل کرین اور اپنی حقیقت کو پہونچین اور اسی سے جیین اور اسی پر مرین اور اسی مین اُٹھین اٰمین اٰمین اٰمین یا ربّ العالمین وصلّے اللہ تعالےٰ علےٰ سیّدنا ومولانا وشفیعنا محمّدٍ وّ اٰلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم محررہ ۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۹۳ھ

شجرات وسلاسل شجرہ چشتیہ

ف۔ یعنے جنبش لطائف مین پیدا ہو کر ذکر جاری ہو اور لذت اور محویت اور انوار الٰہی دل مین قوت پکڑین اور نسبت اور حضوری مذکور سبحانہ وتعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲ منہ قدس اللہ سرہ العزیز

بدانکہ فقیر امداد اللہ عفا اللہ عنہ را نسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میانجیو نور محمد جھنجھانوی
والیشان را از حضرت حاجی عبد الرحیم از شاہ عبد الباری از شاہ عبد الہادی از شاہ عضد الدین از شاہ محمد مکی
از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ الہ آبادی از شیخ ابو سعید از شیخ نظام الدین از شیخ جلال الدین از شیخ عبد القدوس
گنگوہی از شیخ محمد عارف از شیخ عارف بن احمد از شیخ عبد الحق ردولوی از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ
شمس الدین از شیخ علاء الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ معین الدین از خواجہ
عثمان از خواجہ حاجی شریف زندنی از خواجہ مودود از خواجہ ابو یوسف از خواجہ ابو محمد محترم از خواجہ
احمد ابدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابو ہبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ
مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبد الواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین
علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

شجرہ قادریہ

حضرت عبد القدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بدھن
بہرائچی از سید اجمل از مخدوم جہانیان جہان گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسیٰ
از شیخ عبید بن ابو القاسم از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ شمس الدین علی افلح از شیخ
شمس الدین حداد از امام الاولیا شیخ عبد القادر جیلانی از شیخ ابو سعید مخزومی از شیخ ابو الحسن قرشی
از شیخ ابو الفرح از شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز از شیخ ابو بکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری
سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت
علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ نقشبندیہ

و نیز حضرت سید اجمل بہرائچی را از مرشد خود شاہ عبد الحق از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ مولنا یعقوب
چرخی از خواجہ علاء الدین عطار از خواجہ بہاء الدین نقشبند از خواجہ سید میر کلال از خواجہ محمد بابا
سماسی از خواجہ عزیزان علی رامیتنی از خواجہ ابو الخیر فغنوی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبد الخالق غجدوانی

از خواجہ یوسف ہمدانی از خواجہ ابوعلی فارمدی از خواجہ امام ابوالقاسم قشیری از خواجہ ابوعلی دقاق از خواجہ ابوالقاسم نصیرآبادی از خواجہ ابوبکر شبلی از سید الطائفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

شجرہ سہروردیہ

ونیز سید اجمل بہرائچی را اجازت وخرقہ از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والد خود صدر الدین از والد خود شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی از شیخ امام الطریقہ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی از شیخ وجیہ الدین عبدالقادر سہروردی از شیخ ابومحمد بن عبداللہ از شیخ احمد دینوری از ممشاد علو دینوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم - ونیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد سابق از مولانا و مرشدنا نصیر الدین مجاہد دہلوی وا وشان را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ امکنگی از مولانا درویش از مولانا زاہد از عبید اللہ احرار رضوان اللہ علیہم اجمعین تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم باقی سلاسل بہ تفصیل وتحقیق تمام در رسالہ ضیاء القلوب نوشتہ شد از ان بگیرند فقط

شجرۂ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم

تو اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے	عرض کرنا شاہ یون اول خدا کے واسطے
حمد ہے سب تیری ذات کبریا کے واسطے	
ہے درود و نعت ختم الانبیا کے واسطے	اور سب اصحاب آل مصطفےٰ کے واسطے

فضل کر ہم پر الٰہی مجتبٰے کے واسطے

در بدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے   آسرا تیرا ہے پر مجھ بینوا کے واسطے

رحم کر مجھ پر الٰہی اولیا کے واسطے

ان بزرگون کو شفیع لایا ہون غمگین ہو کر ملول   کیجیو یہ عرض میری انکی برکت سے قبول

ہاتھ اٹھاؤن جب ترے آگے دعا کے واسطے

پاک کر ظلماتِ عصیان سے الٰہی دل مرا   کر منور نورِ عرفان سے الٰہی دل مرا

حضرت نور محمد پر ضیا کے واسطے

ایسے مرنے پر کرون قربان یارب لاکھ عید   اپنی تیغ عشق سے کر دے اگر مجکو شہید

حاجی عبدالرحیم اہل غزا کے واسطے

کر وہ پیدا درد و غم میرے دل افگار مین   بار پاؤن جس سے اے باری ترے دربار مین

شیخ عبدالباری شہ بے ریا کے واسطے

شرک و عصیان و ضلالت سے بچا کر اے کریم   کر ہدایت مجکو اب راہ صراط المستقیم

شاہ عبدالہادی پیر ہدیٰ کے واسطے

دین و دنیا کی طلب عزت نہ سرداری مجھے   اپنے کوچے کی عطا کر ذلت و خواری مجھے

شاہ عضدالدین عزیز دوسرا کے واسطے

دے مجھے عشق محمدؐ اور محمدیون مین گن   ہو محمدؐ ہی محمد ورد میرا رات دن

شہ محمدؐ اور محمدی اتقیا کے واسطے

حُب حق حب الٰہی حب مولیٰ حب رب   الغرض کر دے مجھے محو محبت سب کا سب

شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے

گرچہ مین غرق شقاوت ہون سعادت سے بعید   پر توقع ہے کرے مجھسے شقی کو تو سعید

بو سعید اسعد اہل ورا کے واسطے

قال ابتر حال ابتر سب ہے ابتر ہین کام | لطف سے اپنے مرے کر ملک دین کا انتظام

شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک مال | یعنے اپنے عشق مین کر تلو باجاہ و جلال

شہ جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے

حب دنیا دی سے کرکے پاک مجکو اے حبیب | اپنے باغ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب

عبد قدوس شہ قدس و صفا کے واسطے

کر معطر روح کو بوے محمد سے مری | اور منور چشم کر روے محمد سے مری

اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے

کر عطا راہ شریعت روے احمد سے مجھے | اور دکھا نور حقیقت خوے احمد سے مجھے

شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے

کھولدے راہ طریقت قلب پر یا حق مرے | کر تجلی حقیقت قلب پر یا حق مرے

احمد عبد الحق شہ ملک بقا کے واسطے

دین و دنیا کا نہین درکار کچھ جاہ و جلال | ایک ذرہ درد کا یا حق مری دل مین توڈال

شہ جلال الدین کبیر الاولیا کے واسطے

ہے مکدر ظلمت عصیان سے میرا شمس دین | کر منور نور سے عرفان کے میرا شمس دین

شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے

اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار | عشق مین اپنے مجھے بے صبر و بیتاب و قرار

شیخ علاء الدین صابر بارضا کے واسطے

دے ملاحت مجکو حق نمکینی ایمان سے | اور حلاوت بخش گنج شکر عرفان سے

شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے

عشق کی رہ مین ہوے جو اولیا اکثر شہید | خنجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید

خواجہ قطب الدین مقتول ولا کے واسطے

بے ترے ہی نفس و شیطان درپئے ایمان و دین   جلد ہو آ کر مرا یا رب مددگار و معین

شہ معین الدین حبیب کبریا کے واسطے

یا الٰہی بخش ایسا بیخودی کا مجکو جام   جس سے جز عشق نبی مجکو نہووے اور کام

خواجہ عثمان باشرم و حیا کے واسطے

دور کر مجھ سے غم موت و حیات مستعار   زندہ کر ذکر شریف حق سے اے پروردگار

شہ شریف زندنی باالتقا کے واسطے

آتش شوق اسقدر دل مین مرے بھرا ای ودود   ہر بن مو سے مرے نکلے تری الفت کا دود

خواجہ مودود چشتی پارسا کے واسطے

رحم کر مجھپر تو اب چاہ ضلالت سے نکال   بخش عشق و معرفت کا مجکو یا رب ملک و مال

شاہ بو یوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے

مست اور بیخود بنا بوے محمدؐ سے مجھے   محترم کر خواری کوے محمدؐ سے مجھے

بو محمد محترم شاہ ولا کے واسطے

صدقے احمد کے یہ ہی امید تیری ذات سے   کہ بدل کر دے مرے عصیان کو حسنات سے

احمد ابدال چشتی باسخا کے واسطے

حد سے گذرا رنج فرقت اب تو اے پروردگار   کر مری شام خزان کو وصل سے روز بہار

شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کے واسطے

شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر   اپنے درد و غم سے یا رب دل کو میرے شاد کر

خواجہ ممشاد علوی بو العلا کے واسطے

ہے مرے تو پاس ہر دم لیک مین اندھا ہون گر   بخش وہ نور بصیرت جس سے تو آوے نظر

بو ہبیرہ شاہ بصری پیشوا کے واسطے

عیش و عشرت سے دو عالم کی نہین مطلب مجھے
چشم گریان سینہ بریان کر عطا یارب مجھے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہ صفا کے واسطے

نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے
بخش اپنے در تلک طاقت رسائی کی مجھے
شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے

راہزن میرے ہین دو قزاق باگرز گران
تو پہونچ فریاد کو میری کہین اے مستعان
شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے

کر مری دل سے تو اے واحد دوئی کا حرف دور
دلمین اور آنکھونمین بھر دے سراسر وحدت کا نور
خواجہ عبد الواحد بن زید شا کے واسطے

کر عنایت مجکو توفیق حسن سے ذو المنن
تا کہ ہون سبکام میری تیری رحمت سے حسن
شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب
کھولدے دلمین در علم حقیقت میرے رب
ہادی عالم علی مشکلکشا کے واسطے

کچھ نہین مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے
کر مشرف مجکو تو دیدار پر انوار سے
سرور عالم محمد مصطفےٰ کے واسطے

آپڑا در پر ترے ہین ہر طرف سے ہو ملول
کر تو ان نامونکی برکت سے دعا میری قبول
یا الٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے

ان بزرگون کے تئین یارب غرض ہر کار مین
کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار مین
مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے

اس دوئی نے کر دیا ہے دور وحدت سے مجھے
کر دوئی کو دور کر پُر نور وحدت سے مجھے
تا ہون سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے

کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے
کر ذرا اس ہوش سے بیہوش و مستانہ مجھے

یا حق اپنے عاشقان با وفا کے واسطے

کشمکش سے نا امیدی کی ہوا ہون مین تباہ | دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ

یارب اپنے رحم و احسان و عطا کے واسطے

چرخ عصیان سر پہ ہے زیر قدم بحر الم | چار سو ہے فوج غم کر جلد اب مہر کرم

کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے

گرچہ مین بدکار و نالائق ہون اے شاہ جہان | پر ترے در کو بتا اب چھوڑ کر جاؤن کہان

کون ہے تیرے سوا مجھ بینوا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدون کے واسطے | اور تکیہ زہد کا ہے زاہدون کے واسطے

ہے عصا اے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہون نے امیری کی طلب | نے عبادت نے زہد نے خواہش علم و ادب

درد دل پر چاہیے مجکو خدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعمائے دنیا بیشمار | کی عطا تو نے مجھے پر اب تو اے پروردگار

بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے

گرچہ عالم مین الٰہی مین سعی بسیار کی | پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی

جان و دل لایا ہون تجھپر فدا کے واسطے

گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابل منظور ہے | پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے

کشتگان تیغ تسلیم و رضا کے واسطے

حد سے ابتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا | کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا

اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے

الحمد و المنہ کہ رسالہ انیقہ یعنی فیصلہ ہفت مسئلہ مع ارشاد مرشد تصنیف منیف شاہ امداد اللہ صاحب
قدس سرہٗ بانام تمام راقم رحمتہ رب رفیع محمد شفیع حاجی محمد سعید مطبع مجیدی واقع کانپور باہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۶ ہجریہ

شجرۂ منظومہ جناب مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم اجل خلفائے حضرت پیر و مرشد قدس سرہ العزیز

الٰہی غرق دریائے گناہم
تو میدانی و خود ہستی گواہم
گناہ بے عدد را بار بستم
ہزاران بار توبہ ہا شکستم
حجاب مقصد عصیان من شد
گناہم موجب حرمان من شد
بآن رحمت کہ وقف عام کردی
جہان را دعوت اسلام کردی
نمی دانم چرا محروم ماندم
رہین این چنین مقسوم ماندم
گدا خود را ترا سلطان چو دیدم
بدرگاہ قوی رحمان دویدم
بحق مقتدائے عشق بازان
رئیس پیشوائے مقتدایان
امام راستبازان شیخ عالم
ولی خاص صدیق معظم
شہ والا گہر امداد اللہ
کہ مہر عالم است امداد اللہ
بحق بادشاہ عالم نور
رئیس راستان ثانی طیفور
شہ نور محمد نور مطلق
امام اولیا صدیق برحق
بآن شاہ شہیدان حاج حرمین
شہ عبد الرحیم غوث دارین
بعبد باری شیخ طریقت
چراغ دین احمد شیخ ملت
بعبد ہادی ہادی پیران
امیر دستگیر دستگیران
نہنگ بحر عشق و بحر معنی
بحق شاہ عضد الدین اعنی
بآن غواص دریائے حقیقت
محمد مکی قطب طریقت
بشمس چرخ دین شاہ محمدی
کہ ہم ہادی بود ہم بود مہدی
بحق بحر مواج معانی
محب اللہ محی الدین ثانی
بحق بوسعید فخر اقران
جنید وقت خود شبلی دوران
بسلطان المشائخ صدر اعلیٰ
نظام الدین شاہ دین و دنیا
بحق صدر ایوان جلالت
جلال الدین شمس چرخ رفعت
بحق عبد قدوس مقدس
کہ کمتر دید چون او چرخ اطلس
بحق سرو بستان سعادت
محمد جوہر کان سیادت
بحق سرور اہل معارف
ملاذ اہل عرفان شیخ عارف
بحق احمد عبد الحق کہ افلاک
بپیش رفعتش پست ست از خاک
بحق مرکز اہل کمالات
جلال الدین شہ عالی مقامات
بہ شمس الدین خورشید جہانتاب
امام و قدوۂ ابدال و اقطاب
بحق بحر زخار محبت
بحق مشعل راہ محبت
بحق نور چشمان اکابر

علی احمد علاء الدین صابر
شمس الاولیا بدر المشائخ
کہ شستہ از جہانی نقش زشتی
معین الدین حسن سنجر کہ بر خاک
سپہ سالار نیکان خواجہ عثمان
بحق خواجہ مودود چشتی
ابو یوسف چراغ ہفت افلاک
بحق حاکم شہر ولایت
ابو اسحاق صیقل ساز جانہا
بحق بوہبیرہ زیب عالم
حذیفہ مرعشی شیر زمست
بحق زبدہ نیکو نصیبان
کہ بالا شد ز کر و بی بہ پرداز
بحق شیر یزدان شاہ مردان
تجلی گاہ یزدان مطلع فیض
بحق آنکہ او جان جہان ست
برائے خویش مطلوبش گرفتی
گزیدی از ہمہ گلہا تو او را
دو عالم را بکام او نمودی
بحق سرور عالم محمد
از و قائم بلندیہا و پستی ہمہ

بحق شاہ عالی آستانہ
امام الاولیا فخر المشائخ
بحق آنکہ شاہ اولیا شد
نہ دیدہ چرخ چون او مرد چالاک
بحق مست حق شاہ یگانہ
کہ سگ را فیض او سازد بہشتی
بحق بو محمد محترم شاہ
ابو احمد در بحر ولایت
بحق شاہ والا جاہ ممشاد
گل باغ سعادت فخر آدم
بحق پور ادہم محو یزدان
فضیل بن عیاض استاد عرفان
بحق مقتدائے مقتدایان
در علم لدنی فیض رحمان
علی بن ابی طالب کہ خورشید
فدائے ذرہ اش ہفت آسمان ست
پسندیدی ز جملہ عالم آن را
نمودی صرف او ہر رنگ و بو را
بآن کو رحمۃ للعالمین ست
بحق برتر عالم محمد
ثنائے او نہ مقدور جہان ست

فرید الدین یکتائے زمانہ
بحق خواجہ قطب الدین چشتی
در او بوسہ گاہ اولیا شد
بآن رشک ملائک فخر انسان
شریف زندنی فخر زمانہ
بحق در یکتا جوہر پاک
کہ بد در روز خورشید و بشب ماہ
بسالار طبیبان روانہا
علو در عشق مولی کامل استاد
بحق آنکہ دل در عشق حق بست
امیر عالم ابراہیم سلطان
بعبد الواحد بن زید شہباز
حسن بصری امام پیشوایان
خلیج بحر رحمت منبع فیض
بنور خاک پائے او درخشید
بحق آنکہ محبوبش گرفتی
بما بگذاشتی باقی جہان را
ہمہ نعمت بنام او نمودی
بدرگاہت شفیع المذنبین ست
بذات پاک خود کان اصل ہستی ست
کہ کنہش برتر از کون و مکان ست

دلم از نقش باطل پاک فرما
بشو از من هوای کعبه و دیر
دلم را محو یاد خویش گردان
که خار عیب از جانم برآری
گناهم را اگر دیدی نگر هم
تو غفاری اگر هستم گنهگار

براه خود مرا چالاک فرما
درونم را بعشق خویشتن سوز
مرا حسب مراد خویش گردان
بخوبی زشت را مبدل نمائی
بعفو فضل خود ای شاه عالم
بسی بگذشت شاهانه مرادم
بچشم لطف ای حکم تو بر سر
بحال قاسم بیچاره بنگر

بکش از لذدرونم آنسیت غیر
بتیر درد خود جان و دلم سوز
اگر نالائقم قدرت تو داری
سیاهی را به بخشی روشنائی
وگر بیچاره ام هستی مددگار
بدرگاهت رسیدم ساز شادم

تمت

نصائح متفرقه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منقول است از امیر المومنین یعسوب الدین امام المشارق والمغارب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کہ من دوازده کلمہ از توریت اختیار کرده ام و هر روز سه نوبت دران تامل میکنم و آن این ست۔

کلمہ اول حق جل وعلا میفرماید ای پسر آدم که البتہ نترسی از هیچ شیطان و هیچ حاکمی مادام کہ سلطانی من باقی ست۔

کلمہ دوم ای پسر آدم نترسی از قوت و رزق مادام کہ خزانہ من پر یابی و خزانہ من هرگز فانی و تهی نمی شود

کلمہ سوم ای پسر آدم باید کہ در هر چہ درمانی مرا بخوانی کہ البتہ بیابی کہ اجابت کنند و همہ را و نیکو کارانم

کلمہ چهارم ای پسر آدم بدرستیکہ من ترا دوست میدارم پس تو مرا باش و مرا دوست دار۔

کلمہ پنجم ای پسر آدم از مکر من ایمن مباش مادام کہ از صراط نہ گذشتہ باشی۔

کلمۂ ششم ای پسر آدم ترا آفریدم از خاک و نطفہ و علقہ و مضغہ و عاجز نشدم در آفریدن تو بکمال قدرت پس چگونہ عاجز شوم کہ دو گردہ نان تو رسانم چرا از غیر من می طلبی۔

کلمۂ ہفتم ای پسر آدم آفریدم اشیار را برای تو و ترا آفریدم از جہت عبادت خود و تو خود را فدای چیزے کردی کہ برای تو آفریدہ ام خود را از من دور میکنی جہت غیر من۔

کلمۂ ہشتم ای پسر آدم ہمہ چیز و ہمہ کس را میخواہد از برای نفس خود و من ترا میخواہم از جہت نفس تو و تو از من میگریزی۔

کلمۂ نہم ای پسر آدم تو خشم میگیری بر من جہت نفس خود و خشم نمیگیری بر نفس خود از جہت من۔

کلمۂ دہم ای فرزند آدم مرا ست بر تو فریضہ و ترا ست بر من روزی اکثر تو مخالفت میکنی در فریضہ من و من مخالفت نکنم در دادن روزی تو بتو۔

کلمۂ یازدہم اے پسر آدم تو طلب روزی فردا از من میکنی و من فریضہ فردا از تو نمی طلبم۔

کلمۂ دوازدہم ای پسر آدم اگر راضی بشوی بچیزی کہ من ترا قسمت کردہ ام در راحت افتادی و آسودہ شوی در ہمہ حال و دوست دارندہ شدی و اگر راضی نشوی بانچہ ترا قسمت کردہ ام مسلط گردانم بر تو دنیا را تا ترا در بدر گرداند و چون سگ بر در ہا خوار گردی و تو نیابی مگر انچہ مقدر کردہ ام ترا۔

تمت بالخیر

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ و ارشاد مرشد حسب ارشاد جناب مولوی حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۸۵) و مالک مطبع مجیدی باہتمام راجی رحمت رب رفیع محمد شفیع غفرلہ اللہ السمیع در مطبع مجیدی کانپور بماہ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۲۸ء بحلیۂ صحت و زیور طبع آراستہ و پیراستہ شدہ کحل البصر دیدہ مشتاقان شد

ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ
حسب فرمائش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۸۵)
مثنوی تحفۃ العشاق
باہتمام نیازمند حاجی محمد شفیع ابن عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب غفر اللہ لہ ولاب
در مطبع مجیدی واقع کانپور مطبوع ہوا
جملہ قسم کی کتابیں عمدہ و سستی ملنے کا پتہ حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۸۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد ہے سزاوار احد — ہین احد مین محو سب محو وجد
حمد ہے اسکو جو خود موجود ہے — اور سوا اُسکے جو ہے نابود ہے

حمد اُسکو ہے کہ بے شان و نشان — وحدت اپنی کی ہے کثرت مین عیان
حمد ہے اُسکو کہ با چندین و چون — سب مین ہے اور سب سے بیچون و چگون

حمد ہے اُسکو کہ دریای وجود — ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود
حمد ہے اُسکو کہ با صد زیب و فر — ہر زمان ہر شان مین ہے جلوہ گر

حمد ہے اُسکو جو ہے موجود یار — اول و آخر نہان و آشکار
ہے وہ بے علت سزاوار ثنا — علت و معلول ہین اسمین فنا

حمد عالم مین کرے ہے جسکی تو — سب اُسیکو ہو بحق ہے مو بمو
کیونکہ عالم مین نہین ہے غیر یار — حامد و محمود ہے آپ آشکار

دو جہان ہے آئینہ رخسار جان — ذرہ ذرہ سے ہے حسن اُسکا عیان
نقش کی گر حمد تونے فاش کی — در حقیقت حمد ہے نقاش کی

گر کرے اوصاف و تعریف صفات — ہین حقیقت مین وہ سب اوصاف ذات
ہے صفات و ذات اک کب فرق ہے — نور خور خورشید مین بس غرق ہے

موج و کف کو بحر سے دوری ہے کب — اصل کو سایہ سے مہجوری ہے کب
یعنی موج اور بحر سایہ اور اصل — ایک ہین رکھتے نہین آپسمین فصل

حمد خلقت کی ہے خالق کی ثنا — کیونکہ ہے مخلوق کی اُس سے بنا
حمد کیا اُسکی کرے گوئی بشر — عقل و ادراک کے جلتے ہین پر

حمد اُسکی کیا کسیکی تاب ہے — مادح و ممدوح وہ خود آپ ہے
ہے حقیقت مین یہی بس حمد یار — یاد تو اسکی کرے لیل و نہار

ہے یہی توحید و تحمید و ثنا — اپنی ہستی کو کرے اُسمین فنا
ہے یہی تعظیم حمد کردگار — رو برو اُسکے ہو تو بیخود و زار

ہے یہی تنزیہ و توصیف غفور — وصف اوصاف خودی کر اپنے دور
ہے یہی تشریف و تکریم خدا — حکم پر اسکے کرے جانکو فدا

ہے یہی تسبیح و تہلیل و تمام — محو کر تو دوسرے کا دلسے نام
قول پیغمبر ہے لا احصی ثنا — کر سکے پھر اور کون اُسکی ثنا

جتنی موجودات مخلوقات ہے — سب اُسیکی حمد مین دن رات ہے
دیکھتا ہے جسکو تو بے گوش و لب — ظاہر و باطن کرین ہین حمد رب

آسمان شمس و قمر انجم تمام — عشق مین اُسکے ہین سرگردان مدام
عشق کی اُسکی زمین پی کر شراب — ہے پڑی مبہوت و مدہوش و خراب

بیخود و بیہوش پر آہ و فغان
کرتی ہے رو رو کے بس دریا روان
ہے زمین و آسمان میں جو کہ شی
عشق میں اسکے ہر اک مدہوش ہی

فرش سے تا عرش وجودات سب
مست لا یعقل ہیں اندر عشق رب
دیکھ لے ذرات عالم کو تمام
ہیں شراب عشق سے بیخود مدام

ہیں ہما ای عشق سے اسکی تمام
سب درختان جہان رقصان مدام
کوہ و دشت و بحر و بر بالا و پست
سب شراب شوق سے اسکے ہیں مست

کیا ملک کیا انس و جن کیا وحش و طیر
عشق نے کی ہے ہر اک کے جی میں سیر
جملہ عالم کیا عقیل و کیا وحوش
ہیں شراب عشق سے سب درد نوش

مست انسان ہے شراب خاص سے
عشق میں دیتا ہے جان اخلاص سے
انبیا مسرور جام وصل سے
اولیا مخمور بادۂ اصل سے

مست جام عشق سے ہیں عاشقان
فانی و باقی ہیں اُس سے عارفان
اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست
اہل ظاہر دوغ کثرت سے ہیں مست

مومنان مخمور از جام طہور
کافران ہیں مست یک آب شور
زاہد اسکے جام سے گم کردہ ہوش
رند اور اوباش اسکے دُرد نوش

صومعہ مسجد کنشت و دیر میں
شہر جنگل جای شر و خیر میں
مومن و ترسا و رند خمر خوار
عاشق اسکے ہیں نہان و آشکار

گر بظاہر ہے ہر اک کا یار اور
پر ہے باطن میں وہی کچھ جو غور
اوسکا جویا ہے ہر اک اپنے طور پر
ایک سے ہے دوسرا بس بیخبر

ہے بحال حق سے ہر دل آشنا
ہر لقب میں کرتا ہے اُسکی ثنا
ہر اک کا ذکر تسبیحات اور
ڈھونڈھتا ہے اسکو ہر اک اپنے طور

سارے عالم کا وہی معبود ہے
سبکو ہر شے سے وہی مقصود ہے
ہر اک کو مستی دل شوق اور
رکھتی ہے ہر جان اسکا ذوق اور

رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے
با نوا اک ہے اسکے خوان سے
ایک ہے اک گھونٹ سے گم کردہ ہوش
کر گیا ہے بوند دریا کو نوش

ایک جرعہ سے ہو بیہوش ایک
گر گیا دریا میں کے کو نوش ایک
الغرض ہر اک باندازۂ خمار
بیخود و سرمست ہے جویای یار

غرق ہیں دریا میں اور جویا ہے سب
مست ہیں مستی میں اور مانگیں شراب
غرق ہیں پانی میں ویسا ہیں آہ
بیخود و سرمست ہیں از بادہ خواہ

ہیں عجب بیخود تماشا ہے عجیب
در بدر پھرتے ہیں اور گھر میں حبیب
ہر کوئی اسم سے ہے فیضیاب
کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب

مظہر ہادی سے شہ آگاہ ہے
مظہر اسم مضل گمراہ ہے
گرچہ اک دریا کی ہیں موج حبین در
لیک رنگا رنگ ہے انکا ظہور

ہیں اسی خورشید کے سایہ تمام
بر بحر بر شجر در دیوار و بام
عارضی ہیں چند مدت کو یہان
ہونگے آخر اصل میں اپنے نہان

چھوڑ سایہ خور کی ہو جا سو ان
تا کہ ہو یقین تجھے عیان
نظر دریا میں موجوں کو گذار
تا کہ ہو معلوم تجھکو سر یار

جبتلک رکھے نہ دریا میں قدم
مار اس مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم
یعنی مت سجال اسمیں قال کر
حال ہو کر تو سکتا دو مال کر

رکھیو تو فرق مراتب پر نظر
تا نہو ایمان میں تیرے ضرر
پیش کر آمد و تو زیاد کلام
تا خرابی میں نہ پڑ جا فہم عام

ہوش کر تک ہوش سے بیہوش ہو
اپنی ہستی سے ذرا خاموش ہو
ہٹ ادھر سے اور اٹھا کر ہاتھ تو
کر طلب اس سے اسکی ذات کو

مناجات بجناب الٰہی تعالیٰ شانہ

عرض کر اس سے کہ ای جان جہان
ہے تری ہرگز نہیں ہے جا نہیں جان

ای میرے معبود ای میرے الٰہ
ہے توہی مقصود دل اے اشتباہ

اے مری مطلوب دل مطلوب جان
اپنے ملنے کا بتا کوئی نشان

ہجر سی زیادہ مصیبت کچھ نہین
اس سے بہتر ہے کہ مر جاؤن کہین

کیونکہ جو جان وصل جانان نہین
جان ہے جان لیک جانمن جان نہین

یا الٰہی مجھکو مجھ سے دور کر
تا کہ دیکھون تجھ سی تجھکو اک نظر

اے مرے محبوب اے میرے حبیب
ہون غم دوری سی مرنیکے قریب

جو ندے تو جانکو راہ وصال
جان لے تجھ بن ہی جان مجھپر وبال

کبتلک یا رب رہون تجھسے جدا
جلوہ گر ہو مجھکو کر مجھ سی جدا

دو جہان سے کچھ نہین مجکو طلب
تجھ سی کرتا ہون وے تجکو طلب

دونون عالم سی نہ مجکو کار ہو
پر تو ہی تجھ سے مجھے درکار ہو

یا الٰہی تو ہے رحمان و رحیم
صاحب جود و کرم فضل عمیم

مناجات دیگر

یا الٰہی تو ہی خلاق جہان
مالک دارین شاہ انس و جان

گرچہ دو عالم سے تو ہے بے نیاز
لیک بیچارون کا تو ہی چارہ ساز

مونس غمخوارگان ہے تیری ذات
چارۂ بیچارگان ہے تیری ذات

ہے مریض لا دوا کی تو دوا
ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا

ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا
ہے تو ہی مرہم مرے ہر زخم کا

میرا مونس بیکسی مین ہے تو ہی
میرا حامی بیبسی مین ہے تو ہی

تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب
دوسرا تجھ بن مرا ہے کوئی کب

لیک صد حسرت کہ با این لطف و عطا
مین کرون ہر دم تری جرم و خطا

ہے یقین گر عمر بھر عصیان ہو اب
پیش خورشید کرم ہون محو جب

ہو طلوع تیرا اگر ماہ نجات
ظلمت عصیان ہو نور صفات

لطف و احسان کیا کرون تیرا رقم
کرتا ہے جو جو کہ تو مجھپر کرم

گھر مین مومن کے مجھے پیدا کیا
عقل و علم و نور دین مجکو دیا

یعنی دار الکفر سے مجکو نکال
لایا بیت اللہ مین بے قیل و قال

تھا گناہون کی نجاست مین بھرا
ظاہر و باطن مین سر سے تا بپا

اپنی رحمت کے بلاوے بھیجکر
کھینچ بلوایا مجھے یان سر بسر

لایا گر گلشن مین خارستان سے
دور مت کیجو اب تو یان سے

ہون ترا گرچہ برا ہون یا بھلا
چھوڑ کر اس در کو کہان جاؤن بھلا

تو ہی سلطان دو عالم سب فقیر
تو ہی زور آور قوی اور سب حقیر

دستگیر بیکسان ہے تیری ذات
مستغیث عاجزان ہے تیری ذات

ہے پناہ بے پناہان تیری ذات
ہے عفو پر گناہان تیری ذات

آسرا بے آسرون کا ہے تو ہی
بے سہارون کا سہارا ہے تو ہی

ہے انیس وحشت فرقت تو ہی
ہے رفیق شدت غربت تو ہی

رنج و غم مین ہے مرا غمخوار تو
تنگی و سختی مین حامی کار تو

الغرض ہر کام کا میرے کفیل
ظاہر و باطن تو ہی ہے بے دلیل

پر کرون کیا آہ تیرے حلم و خیر
کرتے ہین مجکو گناہون پر دلیر

گر تری بخشش کا نکلے آفتاب
ہون سب جرم و خطا روز ثواب

گر ترا دریائے رحمت جوش کھائے
مثل خس دے سب گناہون کو بہائی

قطرۂ ناپاک سے مجکو بفضل
کر دیا پاک و لطیف و خوش شکل

پھر کرم پر یہ کرم مجھپر کیا
اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا

گرچہ مین لائق تھا اسکے کبھی
پر تری رحمت نے کی غمخوارگی

کی نہ کچھ میرے جرم و عصیان پر نظر
کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر

کر دیا اپنے مشرف دار سے
دکھ صورت محروم اب دیدار سے

گرچہ مین نالائق دربار ہون
پر اسی گلشن سے ہون گو خار ہون

منہ مرا اس در کے گر قابل نہین
پر کرون کیا دوسرا بھی در نہین

گر دیا دیدار تو نے ای شاہ جہان پناہ — پھر کیا میرا ٹھکانا ہی کہان
یون ہوس ہی ابتو ای پروردگار — یہ ترا کوچہ ہو اور میرا غبار
ہے مجھو شاہی گدائی مین تری — ہی تو اب بینوائی مین تری
عزت و دولت تمامی غیر کو — ہو رضا و نارضا مین تیری مجھو
الغرض پھر پھر کے آخر دربدر — اب تو آ رکھا ہی تیری در پہ سر
یون ہی آنکھونکو بھی میری سیر کر — جلوہ دیدار سے روشن تو کر
چشم کو کر چشمہ آب زلال — سبز تا ہو گلشن ذوق وصال
محو کر بینی کو اندر بوے یار — جس سے ہو مجنون تا ابلع روزگار
دو جہان سے کرکے مجکو بے نیاز — دولت دیدار سے اپنی نواز
دور کر دل سے ریا عجب و غرور — بخش عجز و مسکنت اخلاص و نور
دے شراب نیستی کا مجکو جام — لوح دل سے محو کر ہستی کا نام
اب دعا کو ختم کرکے یہ دعا — ہون رجوع اب جانب خیر الوریٰ
گر تو طالب ہے رسول اللہ کا — چل پکڑ دامن رسول اللہ کا

اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہین — آسمان تیرا ہو اور میری جبین
کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھے — جو تری خواہش ہو خواہش ہے مجھے
خواری و رسوائی و ذلت مری — تیری کوچہ کی ہو بس عزت مری
تو ہو گر راضی تو ہو عزت مری — تیری ناراضی ہو بس ذلت مری
مو بمو سر کو مرے ای سرفراز — کر گیا سجدہ سے اپنے سرفراز
کر مرے کانونکو اسرارونکا گھر — سر بسر سر مین ہوائے شوق بھر
پاک ہر شے سے مرا کرکے دماغ — بوے دلبر سے معطر کر دماغ
کر مئے وحدت سے لب کو لب بلب — محو ہون جس سے خیال غیر سب
غفلت و سستی و ظلمت کرکے دور — کر عطا چستی و چالاکی و نور
بخش گنج فقر و درویشی مجھے — سکر و مستی محو بیہوشی مجھے
دھو مرے دل سے دوئی کا حرف و نام — تا تمیز ما و تو اٹھ جا تمام
کر وسیلہ اسکو اے امداد تو — وصل سے حق کے ہو تا دل شاد تو
جو کہ ہے امداد اللہ کو وصال — بے وسیلہ اسکے چاہے ہی محال

ختم کرکے یہ مناجات نکو — کر وسیلہ ذات پیغمبر کو تو
حامد و محمود ممدوح خدا — احمد مرسل محمد مصطفا

نعت شریف پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

زینت تاج رسالت ہے وہ ذات — رونق تخت نبوت ہے وہ ذات
بے وسیلونکا وسیلہ ہے وہی — بلکہ سارونکا وسیلہ ہے وہی
عزت شاہی و فخر سروری — شان بخش مسند پیغمبری
ہے امین مخزن افلاک وہ — تاجدار کشور لولاک وہ
رونق گلزار محبوبی ہے وہ — عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ
راحت و روح روان کائنات — زندگانی پرور جان حیات
گر نہو تا پیدا وہ شاہ نکو — یہ نہوتا وہ نہوتا مین نہ تو
ہی وہی تو میوہ نخل وجود — اول و آخر وہی اصل وجود

ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال — محرم خلوت سرائے لایزال
مہربان مثل پدر سب بیکسان — روز محشر شافع خرد و کلان
بہتری کے ملک کا مہتر ہے تو — بہتری کے بحر کا گوہر ہے تو
روشنی عرش نور لامکان — شمع بزم عالم کون و مکان
شہسوار عرصہ چرخ و سما — باز خوش پرواز معراج علا
باعث ایجاد عالم ہے وہی — موجب بنیاد آدم ہے وہی
ہے وہ مظہر وجود کائنات — دونون عالم ہی مقصود اسکی ذات
ہے یہ سب اسکے لیے انگیخت — واسطے پھل کے ہی بوتے ہین درخت

گر ہوا آخر مین وہ شاہ جلیل
پر ہی ظاہر اسکے سبقت کی دلیل

گرہے پیچھے انبیا کے ظاہرا
پر حقیقت مین ہو سب کا پیشوا

گرچہ آخر ہی ثمر اول شجر
کب شجر ہوتا نہوتا گر ثمر

جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا
پس ثمر ہی اول و آخر ہوا

کیا کمال میوہ مین نقصان ہے
جو وہ اول سابق بستان ہے

میوہ کو سبقت ہوئی جب غربر
ہے وہ اول وہ ہی آخر سر بسر

بس سمجھ لے اس سے تو اے ذی رشد مضمون
رمز نحن الآخرون السابقون

ہے وہی شاہ جہان سب اسکے خیل
ہو وہی مقصود کل باقی طفیل

پڑھ تو اندکا اسپہ صلوٰت وسلام
آل و اصحاب پر اسکی تمام

در مدح چہار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

چار یار اسکے ہین چارون عماد حق
ساری امت پر وہ رکھتے ہین سبق

ہین ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ
دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی

چار دن پیغمبر کے ہین بر حق وزیر
ملک اسلام انسے ہے رونق پذیر

زیب ایوان شریعت ہین یہ چار
رونق باغ طریقت ہین یہ چار

ہین یہ ملک معرفت کے شہریار
ہین حقیقت کے چمن کی یہ بہار

قلعۂ دین کی ہین یہ دیوار چار
ملت حق کی ہین یہ انہار چار

ہین طریق حق کے چارون رہنمون
ہین یہ ایوان خلافت کے ستون

ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چار
جو ہوا باہر انسے ہے مردود و خوار

بحر وحدت مین ہین چارون غوطہ زن
ہو حقیقت ایک ظاہر چار تن

جوکہ دو سمجھے انھین احول ہے وہ
دو جہان مین بے شبہ بیکل ہے وہ

جو کوئی انسے ہوا بد اعتقاد
ہے وہ دو عالم مین بیشک نامراد

در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

جو ہین اہل بیت اور آل رسول
گلشن دین کے ہین سب مقبول پھول

ہے ہر اک ان سب کا بیشک و یقین
مغز ملت جان ایمان راہ دین

جسقدر ہو انسے الفت مین کمی
اسقدر ہے دین و ملت مین کمی

ایک کا بھی انسے جو بدخواہ ہو
راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو

جتنے ہین اصحاب پیغمبر تمام
ہے ہر اک نجم ہدایت والسلام

اک صحابی سے بھی گر ہو سوء ظن
ہے وہ بیشک لائق گردن زدن

بھیج ان سب پہ تو صلوٰت وسلام
ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام

در بیان باعث نظم و تصنیف این مثنوی مسمّیٰ بہ تحفۃ العشاق و مدح عشق و قدح عقل جزوی

ہو گیا اے دوستو یون اتفاق
باعث تحریر نظم تحفہ مذاق

رہتا تھا مسجد مین اپنی متصل
مجمع علما و صلحا اہل دل

ایکدن پڑھتا تھا مین نفحات انس
لے رہے تھے حق سے سب نفحات انس

جوش پر تھا بحر علم عارفان
ہو رہے تھے گوہر معنی عیان

حاضرین مجلس ان باشان حق
کھل رہا تھا گلشن عرفان حق

اولیا کا حال سن مسرور تھے
ماسوا سے محو غرق نور تھے

رفتہ رفتہ حضرت تحفہ کا ذکر
آگیا اس عاشق خستہ کا ذکر

سنکے اسکی شان و شوکت جاہ عشق
ہمت مردانہ اندر راہ عشق

بول اٹھا ہر اک بصد ذوق و سرور
ہو یہ قصہ نظم کے لائق ضرور

خاص کر قطب زمان شاہ دفا
آفتاب معرفت بحر صفا

کامل و اکمل ولی بے بدل
عاشق ذات خدائے لم یزل

صاحب ارشاد و تلقین و سبق
عاشق صادق شہید راہ حق

برگزیدہ دو جہان مقبول رب
مشرب چشتی و فاروقی نسب

یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ
مجھکو فرمانے لگے کرکے خطاب

نظم کر اس قصۂ پر درد کو
گرم کر اک بار ہر دل سرد کو

مثنویاں ہیں مجازی عشق میں
یہ بہت کم ہیں حقیقی عشق میں

قصۂ تحفہ اگر منظوم ہو
رتبۂ عشاق حق معلوم ہو

ریختہ میں نظم کر اسکو تمام
تاکہ سمجھیں اسکو سارے خاص و عام

جان لے تا ہر کوئی بے قیل و قال
عاشقان حق کا یہ ہوتا ہے حال

دعوی جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا
ہوش میں ہوں سنکے رتبہ عشق کا

تابش گفتار عشق حق سے گرم
ہو کے بس دل سنگ ہو جوں موم نرم

عاشق صادق بھی سنکر جاہ عشق
چاق اور چوبند ہوں اندر راہ عشق

جان لیں تا عشق کی رسم و راہ
چاہتے کو اپنے کرتا ہے تباہ

عاشقان رہتے ہیں سر ہتھیلی پہ دھر
ہے راہ عشق نے نانی کا گھر

عشق ہے جان اک بلائے جان گداز
ہے ازل سے دوست کش دشمن نواز

عشق کا سب سے الگ ہے رنگ ڈھنگ
ہے ازل سے عقل میں اور اس میں جنگ

عقل چاہے ہے کہ ہو عیش و فراغ
عشق چاہے ہے رنج و غم سینہ پہ داغ

عقل چاہے ہے عزت و جاہ و جلال
عشق ذلت خواری و درد و ملال

عقل چاہے ہے مال و ملک و سلطنت
عشق و عجز و فقر و فاقہ مسکنت

عقل چاہے عیش و عشرت خرمی
عشق درد و کلفت و رنج و غمی

عقل چاہے ہے کہ ہو شیر و شکر
عشق کہتا ہے کہ کھا خون جگر

عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں
عشق لیجاتا ہے کوئے یار میں

عقل چاہے ہے قبا و پیرہن
عشق کرواتا ہے سامان کفن

عقل کہتی ہے کہ کر عیش و طرب
عشق کہتا ہے کہ سہ رنج و تعب

عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں
عشق لیجا جنگل و کہسار میں

عقل چاہے دولت و سرداریاں
عشق چاہے ہے بلا و خواریاں

عقل لیجا گلشن و گلزار میں
ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں

عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ
عشق کو اس سے ہمیشہ سے ہے ننگ

عقل میں اور عشق میں ہے یہی لاگ
عشق جب آیا تو جائے عقل بھاگ

ہو کے حضرت عشق کا جب دم ظہور
عقل سر سے جائے اور دل سے سرور

عشق کیا ہے درد و غم کی کھان ہے
غیر دلبر کا عدو جان ہے

کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں
رنج میں راحت کو کرتا ہے عیان

نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق
دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق

خاک میں جسکو ملا دیتا ہے عشق
تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق

درد میں اسکے دوا ہے سر بسر
مرض میں اسکے شفا ہے سر بسر

مارنا اسکا جلا دینا ہے جان
توڑنا اسکا ملا دینا ہے جان

رنج میں اسکے ہے گنج بیکران
مرگ اسکی ہے حیات جاودان

عشق کے برعکس ہیں سب کاروبار
خار کو اسکے سمجھ تو سو بہار

اسکی ویرانی کو آبادی سمجھ
خار کو گل غم کو تو شادی سمجھ

کلفت و تکلیف کو راحت تو جان
فقر اور فاقہ کو دولت تو جان

عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ
خواری و زاری کو تو حرمت سمجھ

عشق کی تعریف ہو کس سے عیان
ہے ستم میں اسکے کر شفقت نہان

قہر صورت رحمت پنہان عشق ہے
اور طبیب دردمندان عشق ہے

اول آخر ظاہر پنہاں ہے عشق
دونوں عالم جسم ہیں اور جان عشق

ہے بیان عشق تو بس بے بدل
اب کروں ارشاد حافظ پر عمل

رجوع بقصہ

آدمی کے فرمانے کو ہین بے عذر
توڑنا موتی کا ہے آسان تر
وقت فرصت دیکھتا تھا کہ جو
للیا اتنے مین زمانہ اور رنگ
فرقت جانان سے بس ہو تنگ
ہم بیچارونکو تر ستا چھوڑ کر
وصل سے حق کے ہوے وہ بہرہ ور
جام کوثر سے ہو وہ لب بلب
آپ تو راحت کے سامان لیگئے
لے لیا عیش و طرب ناز و نعم
عیش مین ہمکو دیا یا نکل بھلا
بیخبر ہمسے اگر رہنا تھا یون

رکھ لیا سر پر سعادت جانکر
نے کہ حکم بادشاہ بحر و بر
حکم پر اس شاہ کے تعمیل ہو
ہو گیا کچھ اور ہی عالم کا ڈھنگ
جان جانا نپر فدا کی بیدرنگ
سوی حق راہی ہوئے منھ موڑ کر
پیتے ہین حسرت سے ہم خون جگر
جانتے ہین پیاس سے ہم نیم جان
مایۂ رنج و الم یان دیگئے
رکھدیا سر پر ہمارے کوہ غم
حق الفت و قرابت کیا گیا
ساتھ اپنے لیگئے ہمکو نہ کیون
شاہ کو زیبا ہے کب تمہاری

گرچہ مجکو شعر گوئی مین نہ تھا
لیکے انکے گوہر ارشاد کو
پر نہ دیتا تھا مجھے فرصت زمان
ہو گئے بس حضرت حافظ جی شہید
خوش آئی اس جہان کی رنگ و بو
وہ تو وان جام شہادت پی گئے
تازہ نعمت مین وہ ہین مشغول وان
آپ تو جاکر کیا جنت مین گھر
آپ تو بے رنج و غم مثل عروس
عشق و عشرت مین ہو مشغول یون
دعوئ حب و قرابت گر گیا
گرچہ ہم لائق نتھے درگاہ کے
گو بہت خادم نہون تھو سے سہی

دخل کچھ پر حکم کو لایا بجا
حقہ دلمین لیا رکھ شاد ہو
تا لکھون اس نظم کو با شوق جان
تا غم ہمکو ہوا وہ روز عید
چلدیے بس جنت الفردوس کو
زہر غم کھا نیکو یان ہم ہی رہے
خاک مین اب لوٹتے ہین ہم یہان
کردیا سرگشتہ ہم کو در بدر
جا کیا تخت شہادت پر جلوس
ایک تخت ہمکو گئے بس بھول یون
خواجہ تاشانی کا بھی کیا حق تھا
کفش برداری مین رہتے شاہ کے

دربیان محرومی وندامت برحال خود وحسرت مفارقت بزرگان ویاران طریقت اظہار غم جدائی ایشان

آہ واویلا دریغا حسرتا
ساتھ کا اپنے سر کے اصل ہوا
عندلیب جو چلدیے صنا و سبک
بلبلون نے گھر کیا گلشن مین جا
گھر کیا توتی نے شکرستان مین
شیر حق کا آہوے عرفان شکار
نرگس و ریحان کہا آہو چرے

مرغ دل کا اسے حاصل ہوا
مثل تلچھٹ رگیا مین زیر خاک
بوم ویرانہ مین ٹکرا تا رہا
زاغ نوحہ گر ہے خارستان مین
سگ ہے بہر استخوان کچھ نمین خوش
اور شتر یان خار و بن چرتے رہے

پہونچا ہر اک منزل مقصود پر
جو کہ نوری تھے گئے افلاک پر
گھر لیا قمری نے شاخ سرو پر
ماہی حق نے تو لی دریا کی راہ
جا ملا دریا سے آب سیر یار
دست شہ پر جا ملا شہباز پر

ساتھ والے چلدیے مین رہگیا
رہگیا مین ہی پڑا بس دور تر
رہگیا سایہ کے جون مین خاک پر
جھاڑ مین لٹکی ہے چمگادڑ ادھر
موش سوراخ زمین مین ہے نہان
رہگئے خشکی کے اندر سنگ و خار
کھو جڑا اکرگس پڑے امردار پر

مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر
مرغ خاکی لوٹتا ہے خاک پر

پر تھے جنکے سوئے بستان اڑ گئے
مرغ بے پر تھمہ گریہ ہوئے

مرد باہمت ہوئی شہ پر تیار
ہم سے دو دن میں نفس کے ہاتھوں خوار

حیف ہے صد حیف یاران طریق
جا ہو دریائے مطلب میں غریق

گو ہے مطلوب ہر اک نے لیا
غوطہ خور میں بحر حرمان میں رہا

آہ صد افسوس و حسرت آہ آہ
جا کہوں کس سے مصیبت آہ آہ

غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ
حال دل جس سے کروں اظہار آہ

جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے
زیر پائے رنج ہمکو مل گئے

ہو گئے وہ محو نعمت اسقدر
خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر

دور ساغر وصل کے چلتے ہیں وان
آتش فرقت میں جلتے ہیں یہاں

آہ واویلا کوئی ہمدم نہیں
جو سنے میری مصیبت کے تئیں

نے مرا ہمدم نہ کوئی غمگسار
غم مرا غمخوار ہے میں غم کا یار

دل کی دل میں رکھ کے چپ رہتا ہوں میں
قصہ تحفہ کو اب کہتا ہوں میں

بعد مدت کے اب آئی المراد
حضرت حافظ کی وصیت مجکو یاد

حسب ارشاد انکے میں لیکر قلم
قصہ تحفہ کا کروں یارو رقم

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیہ قدس اللہ سرہا

عشق کی باتیں سناتا ہوں تمہیں
گمرہی سے رہ پہ لاتا ہوں تمہیں

راہ اس رہ سے کوئی بہتر نہو
حق سے ملنے کی سمجھ اے راہ جو

گر نہ عاشق ہے تو سن عاشق کا ذکر
دور کرکے ماسوا کا اس سے فکر

عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر
گر چہ پتھر سے بھی ہو دل سخت تر

عشق کی باتوں میں ہے زور و فن
مردہ دل زندہ ہو اندر گور تن

ہر دہ سر لب عشق کی باتوں کا باغ
خشک مغز انکا ہو تر جس سے دماغ

ہوش سے بیہوش ہو کر ہوش کر
گوش سے بے گوش ہو گر گوش کر

سب طرف سے بند کرکے کھول کان
جمع کرکے رکھ مری باتوں پہ دھیان

تا مزہ دیویں مری باتیں تجھے
عشق کی معلوم ہوں گھاتیں تجھے

تجکو بھی شاید کہ آ جاوے عشق
کھینچ لیجا تجکو تا کوئے عشق

دے وہ پہونچا شہر الفت میں تجھے
غرق کر دے بحر وحدت میں تجھے

دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق
سننے سے بھی تخم خود بوتا ہے عشق

ہیں بہت عاشق کہ بن دیکھے جمال
سنکے پائی عشق کی بس گوشمال

بلکہ کامل عشق ہے عشق شنید
ناقص کی ابتدا ہے عشق دید

کیونکہ ہے عشق خبر دل سے حصول
عشق صورت کا ہے دیدہ سے نزول

در بیان تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

دید تابع دل کے ہے نے دل تبع
سوچ اس نکتہ کو کرکے دل جمع

یؤمنون بالغیب ہے مقبول حق
یؤمنون بالعین ہے معزول حق

حسن محبوبان عالم سر بسر
عکس حسن حق ہے بیشک جلوہ گر

اصل کو تو ترک سایہ دیکھ کر
عاشق ناقص نے دی جا عکس کو

دید تھا اسکو نہ دل ہوتا جدل
چھوڑ سایہ اصل سے جا تا وہ مل

گر ہے دلبر گل سے کم کب ل ہے وہ
اصل سے جو عکس پر مائل ہے وہ

اس سے زیادہ چاہیے تفصیل گر
آئینہ دل صاف کر اور کر نظر

سر کی آنکھیں دل کا پردہ ہے مقر
کھول دل کی آنکھ سر کی بند کر

کسنے دیکھا ہے خدا کو آشکار
سنکے صفت اسکا کریں ہیں جاں نثار

انبیا اسواسطے آئے یہاں
تا کریں اوصاف حق تم پر عیاں

تا گل اوصاف حق عاشق سنے / دلمیں پھول اسکی تمنا کے چنے
یعنی ہے وہ ذات بیشک و یقین / خالق و رزاق و رب العالمین
راحم و رحمان رحیم و بردبار / رائگان بخشندہ نعمت بیشمار
عالم الاسرار و ستار العیوب / غالب و قہار و غفار الذنوب
عاشق و معشوق محبوب جہان / طالب و مطلوب و مرغوب جہان
اول و آخر وہی اور جزو و کل / ظاہر و باطن وہی معبود کل
ہے وہ اول بے بدایت اسکی ذات / ہے وہ آخر بے نہایت اسکی ذات
ہے وہ ظاہر با کمال استتار / ہے وہ باطن سخت و ظاہر آشکار
ہے ازل سے تا ابد وہ ایک سا / ہے ہر اک صورت مین وہ جلوہ نما
ہے وہ یکشان اور ہزارون شان مین / جلوہ گر لاکھون طرح ہر آن مین
ہے منور با کمال و با جمال / جلوہ گر ہر دم بہر رنگ و مثال
فرد مطلق لا الہ الا ہو / بیچگون بے کیف روشن چار سو
لا و ہو دونون نفی اثبات ہین / نافی غیر اور مثبت ذات ہین
کیون ہے اُسسے گرو غافل سدا / لا و ہو کو کر تو ورد دل سدا
تا کہ بخشد لا و ہو قوت ترا / می برد تا پردۂ عزت ترا
حق سے یا حرص ہوا کب تو ملے / ترک حب لا کو کرے تب تو ملے
کیون تباہ ہوتا ہے اندر آب و گل / ماسوا کو ترک کر اور حق سے مل
حضرت آدم سے تا آخر نبی / وصف حق کرتے چلے آئے سبھی
بعد پیغمبر کے آل و اصحاب سب / اور امام و اولیا اقطاب سب
وہ صفات و حال خوبی جناب / جسمین تصنیف ہوئین صدہا کتاب
سب ہین تیری عشق بازی کیلیے / وصل حق کی چارہ سازی کیلیے
تا کہ تو یہ دیکھ سنکر حال و قال / عشق کی رہ مین کرے حاصل کمال
لیک صد افسوس حسرت بیحساب / ہین ترے چارون طرف تجھ پر حجاب
نے تو کر سکتا ہے آنکھون سے نظر / اور نہ سن سکتا ہے کانون سے خبر
پھنس گیا دلدل مین غفلت کے تو آہ / ہل نہین سکتا کہ پاوے حق کی راہ
مرکب تو یہ عصلے آہ رے / پھر نکل دلدل سے اپنی راہ لے
کر تو پیدا دلمین اپنے درد عشق / تا تپ غفلت کو کر دے سرد عشق
میل سے غفلت کے کر کانون کو پاک / بعد ازان سن یہ حکایت دردناک
گوش دل سے سن سری سقطی کی نقل / جسکے سننے سے تجھے آوے عقل

شروع داستان و بیان حال حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا

نقل یون کرتے ہین حضرت سری / ایک شب کی جو کہ تھی غم سے بھری
کہتے ہین اک شب ہوا یہ اضطراب / نے رہا ورد و ظائف اور نہ خواب
مضطرب ایسا ہوا وہ رات بھر / سب عبادت کا ہوا ویران گھر
قبض ایسی دل پہ اُسکے آ گئی / مہر عرفان پر گھٹا تھی چھا گئی
نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز / لذت سجدہ نہ کیفیت نماز
فوج بیتابی نے کرکے ازدحام / لوٹ کی پونجی عبادت کی تمام
نے رہا ورد و وظائف نے درود / نے تہجد نے تلاوت کی نمود
تھی نہ بیہوشی نہ غفلت زینہار / لیک تھا بے صبر بیتاب و قرار
گو عبادت سے رہے شب بے نصیب / لیک کیفیت تھی اک دلمین عجیب
ظاہرا چھوٹا اگر ورد و نماز / تھا مگر دلمین عجب سوز و گداز
ہجر کی لذت کو عشاقان رب / وصل کی لذت سے کم جانین ہین کب
عاشقان حق وصال اور ہجر مین / ایک لذت کا مزہ دونون مین لین
اضطرابی اور بیتابی کا لطف / کیا کہون اس شب کی بیخوابی کا لطف
لطف بیخوابی کا بیخوابون سے پوچھ / حظ بیتابی کا بیتابون سے پوچھ

ذوق بیخوابی کا تو چاہے اگر
کوئی بیخوابوں میں کر اک شب گذر

چاہے گر کیفیتِ سوز و گداز
خدمتِ عشاق میں رکھ تو نیاز

اضطرابی بیقراری کا مزا
جانتا ہے جسنے دنیا میں ہے چکھا

لوٹنے کی خاک پر آرام کو
عاشقِ بیتاب جلنے میں تو

درد جسسے نامرادی کی نکلے ہے جان
مرد کے حق میں حیاتِ جاودان

جو پڑے ہے آتش میں ہو جلکر فنا
ہے سمندر کی وہی عیش و بقا

خون ہو کر جو بزیر آبِ نیل
قوم موسیٰ پر ہو آبِ سلسبیل

زخم گرز و تیغ و تیر آبدار
ہے شہیدونکے لیے باغ و بہار

کیونکہ ہے درد و بلا مطلوبِ یار
اسلیے عاشق کریں غم اختیار

خار میں گل گل میں ہے گرد میں
غم میں شادی اور شفا ہے درد میں

ہے گلہ میں شکر صبری میں تاب
گریہ میں خندہ ثواب اندر عذاب

نیستی میں ہستی پستی میں علو
زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو

بیخودی و نیستی غم کی بہار
دیکھتے ہیں عاشقان جان نثار

بے گھری و بے زری و بے پری
بیخودی و بیکسی و بے پری

نیستی و پستی و مرگ و فنا
ذلت و رسوائی و رنج و عنا

پوچھ رونے کا مزہ یعقوب سے
کلفت و زحمت کا حظ ایوب سے

سر کے رکھدینے کا نیچے تیغ کے
پوچھ اسمٰعیل سے کیا لطف ہے

جنگلوں میں پھوٹ کر رونیکا لطف
اور پہاڑوں بیچ ٹکرانیکا لطف

زخم کھا کر خاک و خون میں لوٹکر
جان دینا بیخطر باذوق تر

ہو کے بیجان جان فدا کرنیکا لطف
پوچھ جانبازوں سے وہ مرنیکا لطف

روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ
شمع سے جا موم کے گلنے کو پوچھ

ابر کے رونیکو خور کے سوز کو
باغ و اشجارِ جہاں سے پوچھ تو

گرمی دل چشم تر ہووے نہ گر
باغِ جان کس طرح ہو سرسبز تر

لطف بیتابی کا ہے مطلوب گر
عاشقِ بیتاب کے رکھ پا میں سر

گر تو ہے روشن دو چشم طالبان
سرمۂ گردِ قدوم عاشقان

لذت درد و قلق رنج و بلا
وہ ہی جانے جو ہے اسمیں مبتلا

جانے کیا بیدرد لذت درد کی
درد و رنج و غم غذا ہے مرد کی

زہر مار اور دونکو ہے گرچہ ممات
سانپ کے حق میں ہے پر آبِ حیات

سوزشِ خور شاخِ تر کو دے ثمر
خشک کو دے آگ میں کر خشک تر

نار ہو گلزار ابراہیم پر
لیک ہو نمرود پر قہر و شرر

درد و غم ہے زندگیِ عاشقان
مرتے ہیں اس زندگی پر عاشقان

جلتے ہیں عاشقانِ بیقرار
رنج میں گنج اور خزان میں نو بہار

رنج میں راحت فقیری میں غنا
مسکنت میں سلطنت ہے بے غنا

رحمت ہے زحمت میں و ظلمت میں نور
ذلت خواری میں عزت ہے وفور

موت میں جینا بقا اندر فنا
عاشقِ جانباز کو ہے بے عنا

خاکساری رنج و علت نامرا
عاشقوں سے پوچھ ان سبکا مزا

آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
بیقراری انتظاری درد سر

لذت اور کیفیت ان سب کی ذرا
عاشقان باوفا سے پوچھ جا

سر کے کٹنے کا مزہ یحییٰ سے پوچھ
لطف تن چرنیکا زکریا سے پوچھ

آہ و زاری کا مزہ آدم سے پوچھ
درد زہ کے لطف کو مریم سے پوچھ

فرش سے تا عرش پھرنے کا مزا
پوچھ عیسیٰ و موسیٰ اور احمد سے جا

پوچھ ان سب کا شہیدوں سے ذرا
لذت و کیفیت و ذوق و مزا

پوچھ لے سر تخم سے بستان میں جا
خاک میں ملنے سے کیا تم کو ملا

سیم و زر کے خاک میں رلنے کو پوچھ
کیمیا سی مس کے جا جلنے کو پوچھ

گریۂ ابر اور سوز آفتاب
باغِ عالم اس سے ہے با آب و تاب

عشق سے دل گرم کر اور دیدہ تر
گلشنِ جان تا ترا ہو تازہ تر

عشق کی باتون نے مجھکو اے عزیز ۔ کردیا ایسا بیعقل و تمیز
عشق نے اونکے کیا محو اثر ۔ نقل سے اونکی ہوا مین بیخبر
عشق کی باتونکا سنکر شور و غل ۔ خواب غفلت سے گئی پھر آنکھ کھل
ہندوے شب کا جو گذرا حد سے جور ۔ ترک خور اوسکا ہوا قاتل بزور
اٹھ وضو کرکے بقصد عجز و نیاز ۔ کی ادا جون تون فجر کی مین نماز
چل کہین موقوف ہو تا یہ ملال ۔ گھر سے نکلا دلمین یہ کرکے خیال
آخرش گھر سے نکل پھرنے لگا ۔ دربدر صحرا بصحرا جا بجا
گذرا تا بازار مین ہو غم بسر ۔ اور دل مضطر تھا جون کومین زر
جو گیا صحرا مین تسکین کے لیے ۔ اور اٹھے دل سے بگولے آگ کے
گو تسلی کو گیا اندر پہاڑ ۔ اور غم کا آپڑا سر پر پہاڑ
جسجگہ جاتا تھا مثل آفتاب ۔ تھا ترقی پر قلق اور اضطراب
غنچۂ دل کب کھلے عاشق کا یار ۔ بے ہوائے وصل یار گلعذار
ہووے کب بے گل کے بلبل کو قرار ۔ باغ مین ہووے اگرچہ سو بہار
دیدۂ حیران نہو کیون اشکبار ۔ بے نظارہ نرگس بیمار یار
ہو فغان بیدل کے دل سے دور کب ۔ تا نہو دلبر سے اپنے لب بلب
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار ۔ کب علاج اوسکا ہو جز دیدار یار
مرض مہلک نے جو گھیرا جان کو ۔ دلمین آیا چل مریضستان کو
دیکھکے ہمدرد ہم مرضون کا حال ۔ ہو دل غمگین مرا شاید بحال
جنس اپنی جنس سے ہو فیضیاب ۔ غیر جنسیت سے ہو اندر عذاب
آدمی ہمجنس ہین صورت مین ایک ۔ مختلف اوصاف رکھتے ہین لیک
ہوگئے اوصاف جو سب رنگ برنگ ۔ اسلیے ہے ان کی آپسمین جنگ

حضرت سری کو اس حالتمین چھوڑ ۔ عشق مجکو لیگیا کسطرف موڑ
ذکر اونکا بھولا اونکو دیکھکر ۔ جسطرح ہو آہوے وحشی تیزتر
یاد آئی ہے مجھے اب اونکی بات ۔ یعنی فرماتے ہین یون وہ نیکذات
الغرض کی رات اس صورت بسر ۔ ہوگئی جب صبح ظاہر سربسر
صبح کا جبدم ہوا روشن چراغ ۔ نکلا چل گھر سے بسینہ پرداغ
چل کہین ایسی جگہ تا ہووے کم ۔ اضطرابی اور بیتابی و غم
ماہ کی جون کو بکو گھر بہ گھر ۔ شہر و جنگل مین کیا مینے گذر
گر گیا گلشن مین جون گل کی کلی ۔ تھی زیادہ اور دلکو بیکلی
سیر دریا کی کہ کم ہو اضطراب ۔ جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب
اور مزار اہل دل پر بھی گیا ۔ پر ہوا ہرگز نہ عقدۂ دل کا وا
آتش درد فراق بیدلان ۔ کب بجھے بے آب وصل دلبران
کب ہو کم ظلمت زدہ کا اضطراب ۔ جبتلک دیکھے نہ روئے آفتاب
ہووے کب قمری کا کوتہ غم دراز ۔ گلشن و گلزار سے بے سرو ناز
جائے کب عاشق کے دل کا پیچ و تاب ۔ ہو نہ گر زلف صنم کا سایہ یاب
لوٹنا موقوف عاشق کا نہو ۔ تا نہ وہ ہمبستر جانان نہو
الغرض تدبیر کی مین سو ہزار ۔ پر نہ آیا دلکو میرے کچھ قرار
کیونکہ ہو ممکن بھی جو بیمار دل ۔ دیکھ ہمدردونکو نکلے کار دل
نقل ہے کھلتا ہے خوب آپسمین دل ۔ جبکہ دو دیوانے بیٹھین ساتھ مل
ہے مراد ہمجنس سے ہم وصف یار ۔ جنس ظاہر کا نہین کچھ اعتبار
جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار ۔ فرق کیون ہوتے بہتر آشکار
گر کرگس و صعوہ کو سب اپنے صاف ۔ پھر ہے کاہکو ایسا اختلاف
آخرش دلمین یہ اپنے ٹھانکے ۔ درچہ جا نکلا مریضستان کے

رجوع بقصہ کیفیت بیمارخانہ و مقولہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

مین نے داروغہ سے اسکے یہ کہا / کھول در بیمار خانہ کا ذرا
تاکہ دیکھون اپنے ہمدردونکو تک / تب لگی دیکھنے بیمارونکو تک
دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی / باادب جھکر مجھے تسلیم کی
بعد ازان اُسنے دیا جو در کو کھول / کھل گیا گویا در دل بے غلول
دیکھکر احوال اہل ابتلا / غنچۂ دل میرا کچھ بارے کھلا
دیکھا ہر اک کو کہ ہے زار و نزار / کوئی نالان ہے کوئی ہے اشکبار
کوئی کوسے ہے اور کراہتا ہے کوئی / صبر کو اپنے بتاتا ہے کوئی
کوئی روتا ہے کوئی کرتا ہے آہ / کوئی کہتا ہے کہ ہون یا حق تباہ
کوئی تڑپے ہے کوئی ہے خواب مین / کوئی حیران کوئی پیچ و تاب مین
ہے کوئی گل کیطرح سے جامہ چاک / مثل قمری ہے کسیکے سر پہ خاک
ہو رہا بلبل نمط نالان کوئی / مثل بسمل خاک مین غلطان کوئی
کوئی رکھتا ہے بصد زار و نزار / زخم دل پر مرہم تصویر یار
کوئی پیکر دارو تلخ فراق / زندگی سر کرتا ہے کڑوا اذاق
اشک سے دھوتا ہے کوئی ریش دل / کوئی بیتابی سے ہے مارے دل پہ سل
سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی / تابش دل سے رکھ آہونکی روئی
درد سر پر کوئی بیتابی کا لیپ / کرتا ہے بھرتا ہے بیصبری کی ٹیپ
ہو تپ لرزہ سے کوئی بیقرار / پی رہا ہے شربت زار و نزار
کوئی بے حس ہے شکم کی ہو تباہ / گولیان کھاتا ہے بیتابی کی آہ
ہوکے مرض لادوا سے بے امان / جان بلب کوئی ہے کوئی نیمجان
زندگی سے نا امید ہوکر ہوش / کوئی مسہل موت کا کرتا ہے نوش
دیکھ حال نیک ظاہر من خراب / ہوگیا موقوف میرا اضطراب
غنچۂ دل کھل گیا دیکھ اکبار / گلشن بیمار خانہ کی بہار

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ و بیان حالت غلبۂ عشق او و قید اسیر

تھا اسی مین جو گئی اک سو نظر / دیکھتا کیا ہون کہ اک رشک قمر
تازۂ پاکیزہ رو صاحب تمیز / با لباس خوب زیبا اک کنیز
چہرہ اسکا ہے گویا شمع حرم / قامت اسکا گلبن باغ ارم
زلف اسکی دام راہ سالکان / لعل لب اسکا ہے جان تشنگان
چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز / خال اسکا تخم شوق پاکباز
بیٹھنا اسکا وہ با حسن و وقار / چرخ کو دیتا ہے پھرنے سے قرار
بیٹھی ہے اک طرف کو جون سیر مست / دیکھ اسکو ہو گئے غم سے پست
دیکھکر حسن کی جسکی بہار / نرگس و آئینہ تھے حیران و زار
قید مین بھی تھی یہ اسی آب و تاب / کوہ کے اندر ہو جیسے لعل ناب
تھین دو آنکھین اسکی جون مشعل چراغ / ذوق مستی سے کہ تھی اندر دماغ
دیکھ اسکے شعلۂ رخ کی آب و تاب / کھاتا تھا تار نظر سو پیچ و تاب
بوے خوش اُس سے مرے اندر دماغ / پہونچی اور دل ہوگیا بن باغ باغ
دیکھ یہ آفت بھری صورت عجیب / ڈرتے ڈرتے مین ہوا اُسکے قریب
دیکھا جو نزدیک جا کر مین بشوق / مثل قمری ہے گلے مین اسکے طوق
اور بندھے ہین ہاتھ زنجیر زنان گو / شاخ طوبی سے ہو لپٹا سانپ جون
اور دو مضبوط لوہے کے کڑے / مثل حلقہ ماہ پاؤنمین پڑے
دست بردل نعرۂ خوش زبان / عاشقانہ تھی غزل منھ سے عیان
مجکو جو دیکھا تو اُسنے اُسگھڑی / دی لگا آنکھونسے اشکونکی جھڑی

مثل ژالا اشک برسانے لگی
زرد گل کو لالہ دکھلانے لگی

روئی اور رو کرکے بھر کر آہ سرد
چند شعر اسنے پڑھے با شور و درد

اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر
پڑتا تھا دلپر مگر جون آب خور

تابش گرمی لیے اسکی مین
جانا یہ اتنی جو ہی بصیر مین

ہی کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ
بے شبہ ہی عاشق جانانہ یہ

پوچھا داروغہ سے مین اس گھڑی جا
کیون کیا ہی قید مین یہ دلربا

کیا خطا اس چھبیلی نے کی کہو
قید مین ڈالا ہی اس یوسف کو جو

کیون کیا زنجیر و طوق اس شاہ کو
ابر مین کیسے چھپایا ماہ کو

کوئی بیماری نہین ظاہر اسی
ہی بھلی چنگی کہو یہ کیون بندھی

بولا داروغہ یہ سنکر اے عزیز
تھی یہ اک مولیٰ کی شایستہ کنیز

ہو گیا اسکو جنون تقدیر سے
اسلیے ہے بند یہ زنجیر سے

اسکے مالک نے کیا بند اسلیے
تاکہ شاید عقل و ہوش آوے اسے

جملہ زندان چونکہ در زندان شوند
متقی و زاہد و حق خوان شوند

طفل نادان کو کرین مکتب مین بند
تاکہ ہو عالم و دانا ہوشمند

قید تن گل مین آدم کو کیا
جوہر انسان جب ظاہر ہوا

نطفہ زندان رحم مین جب ہو بند
شکل انسان تب ہو خوب اور پسند

بند ہو قطرہ صدف مین چندگاہ
تب وہ موتی ہووے با خوبی و جاہ

کھان مین جب قید ہووین زر و سیم
پاوین جب قیمت گران رزق عظیم

تخم کو ڈالین گل کی قید مین
تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کرین

نفس سگ زنجیر تقویٰ مین ہو قید
آہوی عرفان کا جب کرتا ہی صید

حرص جو قید قناعت مین ہو بند
ہو فنا قلبی وہی ہی ارجمند

طمع کو محو توکل کر شتاب
تا محب اللہ کا پاوے خطاب

نخل کو اندر سخاوت کے چھپا
تا حبیب اللہ ہو تو برملا

بولنے کو بند جب ہے منہ مین کر
ہمکلام حق سے ہو تو تا لے بسر

بند یا دم گر مین کر طول امل
تا رہے اکدم نہ تو بے نیک عمل

حکم مین حق کے چھپا تو عجب کو
ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو

کر تواضع مین تکبر کو تو بند
تا کرے حق مرتبہ تیرا بلند

کبریا کو محو تو اخلاص مین
تا ہو حق کے بندگان خاص مین

عشق حق مین بند کر تو جسم غیر
تا ہو باغ وصل حق کی تجکو سیر

کر صفات حق مین گم اپنے صفات
ما سوا سے تاکہ تو پاوے نجات

کر خودی کو تو خدا مین گم جو نیک
تاکہ معلوم ہو نہین جز ذات ایک

اسلیے درویش و فقر ہوشمند
چلۂ عزلت مین ہوئین آپ بند

تاکہ ہو انکو باین قید وصول
گوہر مطلب ز مقصد حصول

اسکے مالک نے بھی اس امید مین
اس کنیزک کو کیا ہی قید مین

بند کرکے تا کرین اسکا علاج
تا صحت پر ہووے نیک اسکا مزاج

ہووے شاید عقل و ہوش اسکا بجا
تا نفع لے اس سے وہ بی انتہا

جو یہ اسرار حب سے لونڈی نے سنا
رد شدی کیا را در سر کو دھنا

دردناک اک کھینچکے اسنے آہ
بولی مین ہون ایعزیزو بیگناہ

اے مسلمانو نہین مجنون مین
اپنے دلبر کی ہون پر مفتون مین

سمجھو تم موسیٰ اسکا چرواہا مجھے
جسکے دلسے بخبر موسیٰ رہے

سنکے اسکی بات یہ بیہودہ دال
ہو گئے غصہ دیکھا انکا حال

یون ہی تجکو بھی لیوانی جانکر
کر دیا قید اور نہ لی دل کی خبر

تمثیلاً بیان چرواہا موسیٰ علیہ السلام

نقل ہے جاتے تھے موسیٰ رہ گذر
ایک چرواہا پڑا رہ مین نظر

کہتا تھا یون با صد زاری و آہ
اے رحیم و اے کریم و اے الٰہ

ہے کہاں تو جلوہ گر بتلا مجھے ❊ تیری دوری نے دیا تڑپا مجھے
ہے بتا کس جا تو اے جان جہان ❊ تا کرون قربان تری خدمت مین جان

راتدن مین تیری خدمت مین رہون ❊ ایکدم غمگین تجھے ہونے نہ دون
خوب سا مل مل کے نہلاؤن تجھے ❊ اور اچھے کپڑے پہناؤن تجھے

تیل ڈالون سر مین اور کنگھی کرون ❊ چپکنیان تیرے لیے اچھی سیون
ڈھونڈھ کپڑونکی ترے مارون جوئین ❊ اور کھلاؤن ہر طرح کی نعمتین

ہو اگر بیمار تو اے کردگار ❊ جان و دل سے ہون ترا مین غمگسار
ہو جو کچھ تکلیف اور زحمت تجھے ❊ کر کے خدمت خوب دون راحت تجھے

پاؤن دابون اور چومون ہاتھ کو ❊ اور کرون سونیکو بستر رات کو
اے مرے رب جان مری تجھ پر فدا ❊ اور سب اولاد گھربار سر مرا

ہے کہان تو تا تری خدمت کرون ❊ سیون گیتری اور بخیہ کرون
دیکھ پاؤن مین ترے گھر کو اگر ❊ دودھ گھی لاؤن ترے شام و سحر

روغنی روٹی پکا کر اور کھیر ❊ اور بہت سی دہی مسکہ پنیر
لاؤن مین تیار کر آگے ترے ❊ روز ہو کھانا ترا گھر سے مرے

اور کا ہرگز نہ کھانے دون طعام ❊ اپنے ہی گھر سے کھلاؤن مین مدام
رنج و غم ہرگز تجھے ہونے نہ دون ❊ تیری راحت کیلیے محنت بھرون

تیری خدمت سے نہو فرصت مجھے ❊ تیری خدمت سے ہو تب راحت مجھے
اے خدا تجھ پر ہو قربان میری جان ❊ اور مری سب بکریان اور خانمان

اسطرح بیہودہ کہتا تھا شبان ❊ پوچھا جو اسے موسیٰ نے کہان
کسکو کہتا ہے یہ تو مجھکو بتا ❊ بولا وہ جسنے مجھے پیدا کیا

اور کیے جسنے زمین و آسمان ❊ عرش و کرسی دوزخ و جنت عیان
اور کیے جن و بشر اور دو جہان ❊ ہے اوسی سے عرض یہ میری بجان

بولے موسیٰ ہائے تونے کیا کیا ❊ ہو گیا کافر مسلمان کب تھا
ہے یہ کیا بیہودہ ہذیان کفر و جہل ❊ بند کر منہ کو سمجھ اسکو نہ سہل

اس ترے کہنے سے بیہودہ کو ❊ ہو گئی عالم مین ظلمت چارسو
کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ ❊ کفر نے تیرے کیا دین کو تباہ

کھانا پینا پھرنا تیرا ہی کام ❊ اور سب خورشید کو زیبا ہے کام
گر نہ سدکا اس سخن سے حلق کو ❊ آگ آکر پھونک دیگی خلق کو

گر کہے تو جرم کرتے ہین سبھی ❊ آگ آتی ہے نہ جلتا ہے کوئی
گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھوان ❊ ہو گیا کیون دل سیہ مردود یان

جو تو جانے ہے کہ حاکم ہے خدا ❊ پھر یہ گستاخی ہے کب تجکو روا
دوستی بے عقل کی ہے دشمنی ❊ ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی

کس سے کہتا ہے کیا خالق سے تو ❊ یا کہ باپ بیٹے سے یا عمو سے تو
جسم و تن حاجات بشری تو قرار ❊ دیتا ہے اندر صفات کردگار

کھانا وہ کھاوے جو رکھتا ہے شکم ❊ کپڑا وہ پہنے کہ ہو جسکے جسم
وہ پیے شیر ہو جسے نشو و نما ❊ چپکنیان پہنے جو ہو محتاج پا

وہ منزہ ذات حق ہے [illegible] ❊ پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز
بلکہ جو ہے فنا فی الذات ہو ❊ صفت اسکی صفت حقمین نہ ہو

اسکے حق مین بھی نہین کہنی روا ❊ اسطرح کی گفتگو ہے ناسزا
نے کہ در حق جناب کبریا ❊ بے بدل بے مثل و بیچون و چرا

اولیا کو کہنا ہے ایسی کی بات ❊ دل کو کرتی ہے سیاہ اور جانکو مات
گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ ❊ گرچہ ہین اک جنس مرد و زن ہمہ

وہ کریگا قصد تیرے قتل کا ❊ گرچہ ہو خوشخو حلیم و پارسا
فاطمہ ہے عورتونکے حق مین مدح ❊ مرد کو بولے تو وہ ہو رنج و قدح

ہاتھ دیا ہے ہمکو آسائش تمام ❊ اور خدا کے حق مین آلایش تمام
لم یلد و لم یولد اسکو ہے سزا ❊ ہے وہ خالق والد و مولود کا

جو ہو پیدا ہے اس عالم سے وہ / کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے
سے دیا منہ سیر لب پر مہر کی / اور بے شیبانی کی آتش سے جلا
پھاڑ کر کپڑے لیا جنگل کی راہ / بیخود و سرمست با آہ و فغان

عتاب الٰہی بموسیٰ علیہ السلام بمقدمہ شبان

رکھتا ہوں ہر گروہ میں لفظ طلاقت / ہر کسی میں سیرت اک رکھی ہے میں
سندیونکی اصطلاح سندھ مدح / یعنی دو میں اور رہو ہی یا ایک
حق میں اسکے شہد ہے حق میں سم / حق میں اسکے نور ہے حق میں نار
حقمیں اسکے خوب ہے حقمیں دو / بن گئی ہیں پاک و ناپاکی سے ہم
بلکہ بخشش کردن بندہ تا / انکی کب تسبیح سے کچھ ہوتی ہیں پاک
دیکھتا ہوں حال اور اسکے حال کو / دیکھتا ہوں دلکا میں سوز و گداز
چاہوں سب سے میں سوز و گداز / دلمیں اپنے عشق کی آتش لگا
اور سوز و تاب والے اور ہیں / سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج
جو ہوا گر خون شہید اسکو نہ دو / ہے وہ خون پانی سے اولیٰ فضل شہید
یا برہنہ غم ہے کیا غواص کو / رہبری مت ڈھونڈ مستون سے تو

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخدمت شبان یعنی چرواہا

مژدہ دیکر اس سے موسیٰ نے کہا / ہو گیا ہے تجھکو اب حکم خدا
جو ترا دل سوختہ چاہے وہ کہہ / کفر تیرا دین ہے اور دین نور جان
بے محابا تو زبان کو کھول جا / بولا موسیٰ نہیں میں وہ رہا
اڑ گیا وہ عرش سے اوپر پرے / پا گیا میں گو مگو کی بات کو
شہد وحدت لے کے ہیں بند بند / حال کو میرے کہاں ہے یہ کلام

ہے وہ پیدائش کہ کیا جسم جو / خلق ہے اور خالق اسکو چاہیے
بولا چرواہا کہ تمنے یا نبی / جان و دل میرا دیا تمنے جلا
کھنکے یہ اور پھر کے دلسے ایک آہ / نالہ و زاری ہوا کر تار و ان
آئی موسیٰ کیطرف وحی خدا / کیسے بندے کو کیا مجھ سے جدا
بیچ ملنے کیلیے آیا تھا تو / یا جدائی ڈالنے آیا تھا تو
ہو سکے جبتک نہ لے نام فراق / ہر کسیکو اصطلاح بخشی ہے میں
ہندیونکی اصطلاح ہند مدح / ہو ترے حق میں بری اور اسکو نیک
حق میں اسکے مدح تیرے حق میں ذم / حق میں اسکے پھول تیرے حق میں خار
حق میں اسکے نیک تیرے حقمیں بد / اور گرانجانی و چالاکی سے ہم
نے کیا میں حکم تا ہوں فائدہ / بلکہ وہ خود آپ ہو جاتے ہیں پاک
میں نہ کیوں کہوں یا انکی قال کو / لفظ بیجا سے زبان ہو گرچہ باز
ہو زبان یا دل حقیقت یا مجاز / سر بسر فکر و عبادت کو جلا
موسیا آداب والے اور ہیں / کان ویران پر نہیں عشر و خراج
گر گناہ انسے ہے عاصی کہو / سو ترا یون سے ہے بہتر یہ گنہ
گم ہو سمت قبلہ جب کعبہ میں ہو / جامہ چاکوں کو نہ کر تا تو رفو
ملت عشق از ہمہ دین ہا جدا / عاشقان را مذہب و ملت جدا
یہ عتاب حق جو موسیٰ نے سنا / پیچھے چرواہے کے دوڑے برملا
اسکے پانوں کے نشانوں پر چلے / تا وہ سرگشتہ کہیں شاید ملے
رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا / کھول تو اپنی زبان کو برملا
اب تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رو / تیری برکت سے ہے عالم میں امان
اے معاف بفضل سر بسر / ہو گیا کچھ اور حال عالی مرا
مارا کوڑا تو نے گھوڑے کو مرے / آفرین تجھکو ہو تیرے ہات کو
کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب / اس سے چپ رہنا ہے بہتر والسلام

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور و شور و غلبۂ عشق حضرت تحفہ قدس سرہا

گرچہ بھید پنہانہ کہنے دے عشق
ہو سکے کب ضبط عشق سے ہمکو
بے لیے معلوم ہیں دلکا بھید
ہنر تو نے عشق کی گمراہ ہون
لے گیا ہے وہی میرا عقل و ہوش
مست ہون پر دل مرا ہشیار ہے
ہر گنہ لبس کہ مین رکھتی ہون جاہ
عشق نے اسکے کیا جو جانین ہم
آتا ہے جب زلف دلبر کا خیال
چہرۂ گلگونکا اسکے کر خیال
یاد کردہ خال روئی گلعذار
نوک مژگان کا خیال ہو اسکے جب
ملا آوین جب در دندان یار
یاد کرکے قد و قامت یار کا
دور ساغر یاد کرکے یار کا
یاد آوے جب سر آیا صنم
گر در دندان لب خندان کو یاد
کوئی کہتا ہے اسے آسیب ہے
حال سے میرے نہین واقف کوئی
اسکو سب نکو بنا دین سر بسر
جس سے مین کہتی ہون اپنا درد و غم
ہر کسے از ظن خود شد یار من

گرچہ بھید اسکا نہ جانین مردمان
کردیا مجنون مجھکر مجکو قید
سب سے غافل اس سے پر آگاہ ہون
وہی برلاتا ہے اب مجھ سے خروش
جان آسودہ مگر تن خوار ہے
غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ
تن بدن سے ہو گئی ہون بیخبر
نوچتی ہون اسلیے مین سر کے بال
مین طمانچے سے کرون ہونٹ کو لال
داغ دل سے ہوتی ہون باغ و بہار
سینہ چھین چھینکر مرا جلتی ہون سب
گوہر اشک اسپہ کرتی ہون نثار
کرتی ہون شور قیامت کو بپا
زہر کے گھونٹ بھر رہتی ہون آہ
جلتی ہون حسرت سے سر تا قدم
گاہ روتی ہون کبھی ہنستی ہون شاد
کوئی کہتا ہے جنون لاریب ہے
ہون مین اندر آگ کے جیسے روئی
عقل و ہوش اسکا اڑا دین سر بسر
سنکے ہنس دیتا ہے مجھکو مکلم
در زدرون من نجست اسرار من

جبکہ سمجھین انبیا کم راز عشق
ہون نہ دیوانی نہ میری عقل پست
عشق سے اسکے ہوئی مین مست و خراب
ہون کسی دانا کی مین دیوانی آہ
ہوگیا البتہ یہ مجھ سے گناہ
گر گنہ ہے تو یہ مجھپر ہے گناہ
شمع رو کا اسکے جب آتا ہے دھیان
جبکہ یاد آتی ہے پیشانی یار
خنجر ابرو کو اسکے یاد کر
چشم میگون اسکی جب یاد آگئین
یار کے شیرین دہن کو یاد کر
ہو لب شیرین کا اسکے دھیان جب
یاد کرکے دلبری کی چال ڈھال
کر لباس و پیرہن کا اسکے دھیان
یار کی ہمبستری کو یاد کر
جانتی ہے خلق دیوانی مجھے
حال زار من نمی داند کسے
ہے مری ایسی مثال اے مرد نیک
گرچہ اپنے کام مین عاقل ہون مین
نے مرا غمخوار نے مونس کوئی
اپنی اپنی بوجھ کے سب یار من

لیک کب خاموش رہنے دے عشق
کس طرح ہو عام پھر راز عشق
لیک ہون مین اپنے مستانہ کی مست
مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب
شمع روئے یار کی پروانی آہ
جان کی خاطر کیا تن کو تباہ
اپنے اس محبوب کی رکھتی ہون چاہ
اندر اندر جلتی ہون پروانہ سان
پھوڑتی ہون سر کو دیوار و نسے
کرتی ہون قربان اپنا اسپہ سر
جھٹری آنکھین مین بھر آئین
لون چھڑکون ہون جگر کے زخم پر
تشنگی سے چاٹتی ہون اپنے لب
خاک مین ہوتی ہون کیا پائمال
کرتی ہون دامان گریبان دھجیان
لوٹتی ہون جیسے بسمل خاک پر
عقل سے یکسر بیگانی مجھے
ہستم اندر آتش غم چون خسے
تا کہ والا ہو کوئی تم سے ایک
خلق کے نزدیک پر جاہل ہون مین
کوئی دیوانی کہے سمجھے کوئی
کب یہ سمجھے واقف اسرار مین

۱؎ مراد صفت معبودیت حق است و مراد تجلیات نوری کہ سالک از کیفیت آن مطلع میشود ۱۲ ۲؎ مراد تجلیات کہ در بیخودی و خواب میشود ۱۲ ۳؎ مراد صفت بصیری و تعالی و نظر د...

جسمین سمجھیں مین بہر فائدہ / ہی حقیقت مین وہی بس مفسدہ
اور جیسے جانین کہ ہی اسمین فساد / ہی مرض حقیقی ہی انصاف داد

درد کا میرے نہین کرتے علاج / کرتے ہین وہ جس سے اور بگڑی مزاج
بند کرنا کیسے وحشت کا علاج / وحشیونکا ہو فقط صحرا علاج

جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار / کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار
ہی علاج ایسا کہین زیر فلک / جا مرہم زخم پر چھیڑ کین نمک

ہی یہ کس حکمت مین دستان نگار / دین بجھائی کی جگہ دارو عار
تشنگی بجھنے کی کیا یہ بھی ہی راہ / جا شربت زہر دے پیاسے کو آہ

ہی کوئی آتش بجھانیکا یہ کھیل / ڈالے پانی کی جگہ جلتے پہ تیل
ہی مروت یہ کہین تمنے سنی / دوستی کی جا کرے جو دشمنی

چاہتے ہین درد عشق ہو اس سے دور / اور ہی میری زندگی اسمین ضرور
درد جانان کسطرح چھوڑون بھلا / زندگی سے کیسے منہ موڑون بھلا

بار یہ رہتا ہی مجھکو اسکا غم / مونس وحشت ہی مجھکو اسکا غم
درد کی میری دوا ہی اسکا درد / اور تپ ہجران کی دوا اور آہ سرد

عشق جانان محرم ہی میری جان کا / زخم غم مرہم ہی میری جان کا
عشق کی آتش ہی ٹھنڈک جانکی / داغ سوزش ہو ٹھنڈک جانکی

گر یہی درد عشق سے جو جام دل / ہی تمنا اسکو تنہا آرام دل
گر آنکھوں مین ہو زخم انتظار / دھوتی ہون اشکون سے اسکو بار بار

مین نہین مجنون ہون بلکہ ہوشیار / آتا ہی طعنہ جنون سے مجھکو عار
بیش اہل عقل فرزانہ ہون نہین / جا ہو کے آگے دیوانہ ہون نہین

ہین سخن میری عقل و فہم عام / اور جنون میرا ہی اک ادنی غلام
ماندم در قید زنجیر جنون / بہ کہ باشم اہل عقل و ذو فنون

شیخ نے جو نکتہ تحفہ سنے / عشق کے دلمین دُر تحفہ چنے
درد کی سن گفتگو غش کر گئے / جان وصل اندوہ غم سے بھر گئے

دل جلا سن گفت دل آویز کو / دی اجازت شیخ گوہر ریز کو
تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی / دیکھکر وہ اشکباری شیخ کی

یون کہا ای شیخ جان کہو ہی بتا / اسکے وصفون ہی یہ رونا ترا
اسکو بیجا تو گرے نیکبخت / یعنی ہی جیسا کہ حق معرفت

اسکھڑی کیا حال ہو تیرا بتا / تو رہی یا عقل و ہوش تیرا بجا
گر بہی یک نفس حسن و دود / اندر آتش اگلی جانم وجود

اسکے وصفون ہو جب عالم فنا / عاشق حق کیون نہو سر دم فنا
جان و دل دین جب مجازی عاشقین / کیون نہون قربان حقیقی عاشقین

حکایت بطرق تمثیل

اسکے ادرکہتی ہون مین اک مثال / تاکہ ہو معلوم جانبازی کا حال

نقل ہی لڑکا تھا اک درویش کے / خوبصورت پاک طینت نیک بے

صورت و سیرت مین بس کامل تھا وہ / خوبی عالم تھا جسم اور دل تھا وہ
حسن کا اسکے کرون مین کیا بیان / تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشان

پڑھتا تھا اک مکتب مین وہ / تھا پڑھاتا ذہن و فہم کا مین سب مین وہ
میر لڑکا جو پڑھتا تھا وہان / شکل و صورت مین تھا یکتائے زمان

تھا وہ گلبن حسن کے گلزار کا / آشیانہ طائر انظار کا
ہو گئی ناگاہ الفت درمیان / میر لڑکے کی اور اسکی بجان

شیفتہ ایسا ہوا اسپر فقیر / ایکدم رہتا نہ بے اسکے اسیر
ناگہان اک روز امیر یوفاق / آگیا مکتب مین حسب اتفاق

حال سب لڑکونکا پوچھا آنکر / آخر اس لڑکیکو مفلس جانکر
حکم اٹھا دینے کا اسکے دیدیا / اور معلم سے یہ مضمون کہدیا

یعنی ہو گی آخر شاہی اہل کو
کہنے سے استاد کے ہو چشم تر
تھی نہ اُسکو کوئی بیماری شاق
عیش دن کو تھا نہ شب کو تھا قرار
بھوک زیادہ ہو تو کھا دلگی کباب
حال کو اُسکے کوئی گر پوچھتا
میر لڑکے کو جب پہونچی خبر
جا مری جانب سے یون اُسکو کہہ
یون جواب اس خستہ جان نے دیا
جان بے القصہ میر ابگیا ان
میر کا لڑکا یہ سنکر ناز سے
گر ترا دل مجھ پہ یون مائل ہے اب
جا کے نوکر نے پیام جان گزا
بعد مجھ سے طلب تو گھر مین آ
بعد اک ساعت کے نوکر میر کا
ہی طبق رکھا ڈھنکا اوپر وہان
اور کہا اب اس سے جا کر ماجرا
دیکھتے ہی اک لگی سینہ پہ چوٹ
دیکھے دل آرام اسکو ہو گیا
سنتے ہی خادم گیا وان جلد تر
رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہو گیا
ہو گیا وہ جان بحق تسلیم آہ
فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب

صحبت اسکی میرزادے کو مُضر
اُدھر گیا مکتب سے وہ خستہ جگر
کھا گیا تھا میرزادے کا فراق
خون دل پیتا تھا اور روتا تھا وہ
پیاس غالب ہو تو دے آنکھون سے آب
ہنسکے رو دیتا نہ تھا کچھ بولتا
اسکی بیماری کی پھر تو جلد تر
کیا ہی بیماری تجھے لے یار کہہ
تیری اُلفت مین مرا دل پھنس گیا
جسم تو ہے ہی یہان اور جان وہان
بول اُٹھا لیلا جانے کس انداز سے
بھیجنے مین کون چیز حائل ہے اب
میر لڑکے کا عاشق سے کہا
اور طبق پوشیدہ بیجانا اُٹھا
حسب فرمودہ پسر اندر گیا
اور زمین پر ہی پڑا وہ نونہال
میر لڑکے نے سنکر پھر ذرا
ہو گیا اسکا بھی دل لبریز جوش
جب گیا پہلو سے دشمن سو گیا
اور اس جاندادہ کی لایا خبر
سانپ کے کاٹے کی جون چپ سو گیا
سنکے اسکی بھی ہوئی حالت تباہ
چلگیا جب تیر ہٹ سکتا ہی کب

الغرض اُستاد نے مجبور ہو
پھر سنا تھوڑے دنونکے بعد یون
آتش فرقت مین اُسکے روز و شب
کھانے پینے نے دیا اُسکو جواب
نے کبھی ہنستا نہ کرتا بول چال
اندر اندر کھا کے رنج یار سخت
جھٹ بُلا کر ایک خدمتگار کو
آ کے خدمتگار نے بعد از سلام
تیری فرقت مین ہوا بیمار مین
لوٹ کر کے میرزادے کا غلام
یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر
دل ترا رہتا ہی گر مجھ بن اُداس
سنکے عاشق نے پیام دلربا
وہ طبق سربستہ بیجا کر ضرور
جا کے دیکھا ہی طبق رکھا ڈھکا
وہ طباق اُسجا سے جلدی سے اُٹھا
اس طبق کو دیکھا جو رو دل اُٹھا
وہ تو دلکو دیکے رحلت پا گیا
پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر
یعنی وہ دلدادہ لڑکا مر گیا
عشق اپنا کام کرکے چل گیا
اپنے کہنے سے پشیمان ہو وہ
عاشق صادق تھا اور اہل کمال

جا کہا درویش کے فرزند کو
ہے وہ لڑکا سخت بیمار روز یون
جلتا بھنتا تھا بصد رنج و تعب
خواب راحت نے کیا آرام خواب
غم کے کونے مین پڑا رہتا نڈھال
رفتہ رفتہ ہو گیا بیمار سخت
یون کہا جا پوچھ اس بیمار کو
میر لڑکے کا پہونچایا پیام
اب کوئی دم کا ہون مہمان یار من
آیا اور بیمار کا لایا پیام
کہدے اس دلدادہ سے اسطور پر
بھیجدیتا کیون نہین دل میرا
گھر کے دروازہ پہ نوکر سے کہا
جلد رکھنا میرزادے کے حضور
اور زمین پر اک طرف لڑھکا دیا
میر لڑکے کے جا لگے وہ
دل ترپتا پایا اسمین پڑا
دلکو اسکے بھی مگر ترپا گیا
جا کے اس جانباز کی لا تو خبر
جان کو جانان پہ قربان کر گیا
گلبن نوباوے گل مین ملگیا
ہو گیا بیہوش سر دے کے وہ
دیدیا دلبر کو جو دل بے ملال

لیکے سکین بر اشارہ دلربا (عشق نے)
دیدیا دل کرکے پہلو سے جدا

دل دیا لاکھون خریدے ہمنے داغ
اک کلی دیکر لیا پھولونکا باغ

خلق دے مخلوق پر جان کیجے فدا
عشق خالق مین نہو کیونکر فنا

شمع پر پروانہ ہو جلکر فنا
عاشقان حق نہون کیونکر فنا

حسن یوسف عکس حسن حق کا تھا
حسن حق پر کیون نہون عاشق نثار

گوی شو میگرد بر پہلوی صدق
غلط غلطان در رہ چوگان عشق

عشقہائے کز پے رنگی بود
عشق نبود عاقبت ننگی بود

پھر تھرا کر گر پڑی بیہوش ہو
آہ بھر کر رہگئی خاموش ہو

شیخ نے اسکو پکارا ای کنیز
بولی لبیک ہو سرّی یا تمیز

نام جو لیتی ہے میرا بر ملا
مجھکو جانتی ہے کہانسے تو بتا

غم مین اسکے عشق کے کھینچی ہے تو
آپکو کھو کرکے پایا اسکو فرد

شیخ بولے مامین عاشق ہے تو
پر بتا ہے کون تیرا ماہ رو

کونسے محبوب کی عاشق ہے تو
کونسے مطلوب کی شائق ہے تو

کونسے ہے شعلہ رو کی سوختہ
ہے تو کس تیر نگہ کی دوختہ

کونسے ہے سرو قد کی پائمال
عشق مین کس ماہ کی ہے تو ملال

زخم خوردہ ہے تو کس چوگان کی
آگیند کی جو ان لاہے جو غلطان ہر گھڑی

اک اشارے مین دیا دل بخلیل
کرگیا اس شعر پر گویا عمل

جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال
کیون نہ سطے جان عاشقان ذو الجلال

عشق مولی کچھ نہین لیلےٰ سے کم
کیون نہون مجنون نہین او سیر یکقلم

حسن یوسف پر زنان مصر ست
ہوکے کامین جا ہیمون اپنے دست

عاشقان صورت وہم و خیال
کٹ ہون مثل عاشقان ذو الجلال

عشق حق مین تو جو دے اک جانکو
پاوے بدے دس سے لیکر سات سو

حضرت تحفہ نے پر سینہ چاک
کہہ چکی جب یہ حکایت دردناک

بعد ساعت کے جو آیا اسکو ہوش
پھر رہی نعرہ تھا اور جوش و خروش

یون کہا پھر شیخ نے با ادب
کیا مجھے جانے ہے تو نام و لقب

بولی جب سے دوست کو جانا ہے مین
اس سے اسکو خوب پہچانا ہے مین

کھل گئے دل مین اسرار جہان
ہے نہ کوئی بھید اب مجھسے نہان

کر ذرہ روشن ترا ہے کون ماہ
کونسے بت نے تری ماری ہے راہ

کونسے دلدار پر مائل ہے تو
کسکی تیغ ابرو کی یون گھائل ہے تو

ہے تو کس تیر نگہ کی تشنہ لب
ہے تو کس چاہ ذقن مین غرق آب

سیج مین آئی ہے کس گلکے تو
ہے تو سر مین سچ بتا کس گل کی تو

کونسے شمشاد کی قمری ہے تو
کونسے آزاد کی قیدی ہے تو

بیان کردن بی بی تحفہ معشوق و محبوب خود را کہ محبوب من معبود برحق و قادر مطلق است

کونسے گل کی ہے تو بلبل بتا
کون ہے محبوب تیرا اگل بتا

عرض کی تحفہ نے اے قطب زمان
ہے کہ محبوب خلاق جہان

یہی جسنے کر دیا ہے بے نشان
حرف دل سے دونون عالم کا نہان

عشق سے پر جان جسنے دی مجھے
یاد مین اپنے بھر موکی مجھے

مجھکو اپنے سے شناسا کر دیا
نور عرفان سے مرا دل بھر دیا

خالق کونین جا عاشق ہو کے
مالک دارین کی شائق ہوئین

دل نہ ہندہی کی لبر ہو نہ مین
اپنے اس جا تحفہ کی مدہوش ہوئین

دل دیکھنے دیا دل اوسکو مین
آپ کو چھوڑا کئی دل اسکو مین

اپنی ہستی بخش پر ہو مین فنا
میری ہستی مین ہے وہ جلوہ نما

ہون وہ بندہ آبرو کی آنکھ ریز
اپنے عزت بخش کی ہون خاک بیز

اپنے اوپر آپ سرو گل ہو نہین
گاہ قمری و گہے بلبل ہو نہین

جسکی وحدت کی ہی کثرت جلوہ گاہ
جسکی یکتائی کا شہد اللہ گواہ

ہی وہی معبود برحق میرا دوست
ہی وہی موجود مطلق میرا دوست

ہی مرا محبوب مطلوب و حبیب
جو ہی مجھ سے بھی بہت میرے قریب

جسکی پی کر کے مے حیرت زمین
ہی پڑی بدمست بیجان و حزین

جسکے جام عشق سے ذرات مست
فرش سے تا عرش موجودات مست

ہو جو محبوبان عالم پر یہ نور
ہی اسیکے پرتوہ کا سب ظہور

مثل سایہ اندرہ ہی یہ خوبی خلق
عکس محبوبی ہی محبوبی خلق

سایہ اپنے اصل کو جب چلگیا
خاک مین عشق مجازی مل گیا

سایہ تو جا اصل مین اپنے ملا
عشق حقیقی اسکو حاصل ہو گیا

یعنی جب معشوق اسکا مر گیا
بیوفائی اپنی ظاہر کر گیا

چشم و گوش و چہرہ سب موجود ہی
عشق تھا جسپر کہو وہ کیا ہوئے

پرتوہ جب اصل کو اپنے گیا
رہگیا عاشق بیچارا دیکھتا

اصل او سایہ مین سمجھا کچھ نہ فرق
چھوڑ دریا کو ہوا قطرہ مین غرق

آئینہ مین دیکھکر عکس حبیب
اصل صورت مین نہ تھا اسکا نصیب

عشق بر مردہ نباشد پایدار
عشق را بر حی بر قیوم دار

عشق مردہ پر نہین ہے پایدار
زندہ اور قائم پر عشق اختیار

ماسوا حق کے جو کچھ موجود ہی
شکل ہستی ہی ولے نابود ہی

عین ہی کب ہے وہم ہی موجود یا
اول و آخر نہان و آشکا

احولی کو دور کرکے کر نظر
ہی وہی خورشید ہر جا جلوہ گر

سمجھ گر لاکھون تجھے آوین نظر
ایک ہی جب دید پر جاوے نظر

آئینونکو دیکھکر کرکے رنگ رنگ
عقل حق وہی اس کثرت سے ہو دنگ

اپنے ہون افروختہ پر سوختہ
اپنی شادی پر ہون غم اندوختہ

ہے مرا محبوب وہ عالم کا رب
جسکی پاکی بولتی ہے خلق سب

ذات حق بادشاہ بے بدل
فرد مطلق لایزال و لم یزل

ہی مرا محبوب سر کن فکان
راز عالم جان جان روح جہان

ہی مرا معشوق وہ بیشبہ و شک
عشق مین جسکی ہی سرگردان فلک

ہین نشہ مین جسکی عبد بیکے چور
آدم و جن و ملک حور و قصور

ہی وہی دلبر مرادہ ہی حبیب
اور سوا اوسکے نہین کوئی حبیب

حسن محبوبان عالم سربسر
عکس حسن حق ہی جون خور سنگ پر

اوڑگیا جب زر ہوئی ظاہر مسی
اسکے عاشق پر جب آتی ہی ہنسی

ہو کے عاشق مجازی کچھ عقل
ساتھ اس سلیکے وہ کرتا ہی نقل

جب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز
تب حقیقی عشق مین کرتر کو ناز

ہو گئی باہر بدن سے روح جب
ہو گیا عشق مجازی سرد سب

پرتوہ حسن حقیقی کا وہ تھا
جسپہ یہ عاشق ہوا تھا مبتلا

کھل گئی جب آنکھ تب فریاد کی
عشق ناقص مین عمر برباد کی

دیکھ کرکے عکس خور دیوار
عشق کیا اور کی نہ سورج پر نظر

جب خیال ماسوا باطل ہوا
عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا

عشق زندہ در روان در بصر
میشود ہر دم ز غنچہ تازہ تر

عشق زندہ کا ہو ہر دم تازہ تر
دلمین اور آنکھومین باصد کر و فر

بند کر آنکھونکو کر دل سے نظر
ہی وہی محبوب ہر جا جلوہ گر

ہی حقیقت مین نہین جز ذات یک
دو نظر آتے ہین احول کو ولیک

ہین اسی دریا کی سب موجین حباب
گرچہ رنگارنگ ہے اُنکا ظہور

ہی ہزارون آئینو مین شکل ایک
عقل اس کثرت سے حیران ہی ولیک

پوچھے آئینونکی کثرت سے تو کر
حق کے اسماء و صفات مین جلوہ گر

دس عدد ہون یا ہزار آکے سو
ہر اک انکا ایک سے خالی نہو

وہ نہین جسمین نہین وہ جسمین ہو
وہ بھی ہر تا چیز کے اعداد جو

یہ نہین ہر دو نہین ہی مین نہ تو
ہر وہی نور منزہ چارسو

دو وہ کہہ اور دو تہہ ہو اور دو جہان
جان جسمین آپکو محو و نہان

اس سے زیادہ کہہ نہین سکتا ہون مین
ہی یہی بہتر کہ چپ رہتا ہون مین

ہی ہماے وحدت اب پرواز پر
آوے کب دامِ سخن مین ایسا طیر

قطرہ مین دریا سماوے کسطرح
ذرہ مین خورشید آوے کسطرح

بادہ اندر مشت آسکتی ہی کب
آگ پنبہ مین سما سکتی ہی کب

کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کاہ
نور مین ظلمت کو ہو کسطرح راہ

رجوع بقصہ

شیخ تبریزی یہ سخن تحفے سے سن
رہگئے حیران و ششدر بے سخن

سنکے اس سے بے بدل میٹھے کلام
قند وحدت سے ہو شیرین کام

کرکے اس سے گوہر معنی بگوش
شربت توحید کو بس کرکے نوش

یون کہا قیدی نے تجھے کسنے کیا
روئی اور رکھ ہاتھ دلبر پہ کہا

جاہلون نے کرکے باہم مشورہ
بند مجھ آزاد کو بس کر دیا

بعد ازان اک آہ بھر کر گر پڑی
شیخ نے جانا گئی مر اسگھڑی

ہوش جب آیا تو پھر اسنے پڑھے
چند شعر اپنے مناسب حال کے

دیکھ اسکی حالت مضطر کو شیخ
اور سنکر قصہ بے سر کو شیخ

صاحب بیمارخانہ سے کہا
پھر حق کر اس ولیہ کو رہا

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ
آہوے صحرائے وحدت کو تو چھوڑ

قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو
تا ترے بر لاوے حق امید کو

کر تو آزاد دو عالم کو آزاد
دو جہان مین تا کرے حق تجکو شاد

سنکے اوسنے طوق اور زنجیر توڑ
آنکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ

پھر کہا یون شیخ نے اے خستہ جان
اب چلی جا تیرا دل چاہے جہان

عرض کی تحفہ نے اے والا گہر
پھر جانیکا ٹھکانا ہے کدھر

قید مین ظاہر کی کیا مین بند ہون
قید باطن کی وہ لے پابند ہون

شیر معنی ہون نہین آزاد دو کون
بند کر سکتا ہے یان اب بند کون

طوق اور زنجیر اور یہ زندان ہین کب
اک اشارہ مین فنا ہوتے ہین سب

کیا نہین تمنے سنا ہے خوشخصال
قید مین منصور کی قوت کا حال

حکایت حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ

قید مین جسم کیا منصور کو
فانی حق غرق بحر نور کو

ساتھ اسکے تین سو تھے اور چند
اپنے اپنے جرم کی شامت سے بند

بولے منصور انکو تم سے بند توڑ
تم اگر چاہو تو دیتے سبکو چھوڑ

یون کہا سب نے یہ گر ممکن ہے جو
کیون نہین دیتے خلاصی آپکو

یون کہا مجکو شریعت کا ہے پاس
قید حق مین ہون نہین مجھکو ہراس

ہان اگر چاہو تو دون تمکو چھوڑ
اک اشارے مین تمہارے بند توڑ

پھر اشارہ جو کیا انگشت سے
بند دست و پا سے اونکے گر پڑے

قیدیون نے آپکو دیکھا جو خاص
بند اور زنجیر سے بالکل خلاص

عرض کی سب نے کہ اے شیخ بلند
کسطرح جاوین کہ ہے زندان بند

اور ہین سامان درون مستعد
پہرے اور چوکی کے اوپر مستعد

یون کہا منصور نے پھر کیا ہے ڈر
کہکے یہ اور کی سوے زندان نظر

شیخ کے کرتے ہی زندان پر نظر
ہو گئے پھٹ کرکے دیوار و تین در

پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل
اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے خلل

بولے سب تم کیون نہین جلتے ہو گھر
یون کہا جاتا ہے مجکو دار پر
ہے مگر سینہ مین اک سر نہان
دار پر جاکر کرونگا مین عیان

بعد اسکے حکم سے دلدار کے
ٹکڑے ٹکڑے ہونگے جسم زار کے
اسطرح مین بھی ہون حکم حق مین بند
اثر تلخ اسکا ہے مجھپر مثل قند

کیے پیارے نے مجھے اے ہوشمند
کردیا ہے بند مین بندہ کے بند
اس مرے محبوب نے کردی مجھے
اپنے اک بندے کی بس بندی مجھے

اسکی مرضی پر رہونگی دل سے بند
ہو جدا لیکن یہان گر بند بند
گر مرا مالک ہو راضی جاؤنگی
ورنہ صابر ہون نہ گھبراؤنگی

شیخ سری نے کہا ہنسکے یون
ہے عجب تو نکتہ دان اے ذوفنون
اس سخن سے ہوگیا آشکار
مین ہون مجنون اور تو ہے ہوشیار

ملاقات شدن شیخ سری سقطی از تاجر مالک تحفہ

شیخ اور تحفہ بہم آپس مین باز
کر رہے تھے گفتگو یہ راز و نیاز
تاجر دل خستہ سینہ سوختہ
پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ
آگیا باہر سے اندر ناگہان
جانب زندان بندی بے امان

آگے داروغہ سے یون اسنے کہا
ہے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا
پاس اسکے بیٹھے ہین حضرت سری
سنکے یہ خوش ہوگیا وہ اسگھڑی

شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا
فکر سے تحفہ کے دل بےغم ہوا
بولا برکت سے دعا کی انکی اب
مشکلین آسان ہونگی میری سب

سجدۂ تسلیم و ادب ہو چشم تر
رکھدیا پھر شیخ کے پاؤن پہ سر
شیخ بولا ہوش کر اے بے تمیز
مجھسے سو درجے ہے بہتر یہ کنیز

ہے ادب مجھ سگ گدا کا ہشیار
شاہ معنی کو کیا ہے بندو خوار
لائق تعظیم پر تو ہو ستم
اور ہو نالائق معظم محترم

ابلہان تعظیم سجدہ میکنند
در جفاے اہل دل جد میکنند
کب ہے سجدہ جز درون اولیا
کیونکہ ہے وان جلوہ فرما کبریا

کیا نظربندی ہے اے داناے راز
باز کو پشہ کہین پشہ کو باز
ہے عجب دنیا کا یہ برعکس کار
خار کو جانین ہین گل اور گل کو خار

چاہ کو جانین ہین رہ اور رہ کو چاہ
شاہ کو مسکین کہین مسکین کو شاہ
نیک کو جانین ہین بد اور بد کو نیک
ایک کو سمجھین ہین سو اور سو کو ایک

غم کو شادی جانین اور شادی کو غم
تم کو دریا سمجھین اور دریا کو نم
خوار کو سلطان سلطانکو ذلیل
دانا کو نادان نادانکو عقیل

سہل کو مشکل کہین مشکل کو سہل
اہل کو نااہل نااہلونکو اہل
عاقلونکو جانتے مجنون ہین
اور جو ہین مجنون انھین عاقل کہین

خلق جسکو جانتی سردار ہے
مثل اہل دل ذلیل و خوار ہے
اور جسے سمجھین ہین سب خوار و ذلیل
ہے حقیقت مین وہی شاہ جلیل

اس کنیز کو کہ ہے سلطان جان
کسلیے رکھا ہے خوار و مستہان
کیون کیا اس گلبدنکو خوار و زار
کیون کیا اس آئینہ کو پرغبار

جان کو اپنے ستاتا ہے کوئی
خاک مین در کو ملاتا ہے کوئی
کیون اسیر زاد دو عالم کو کیا
قید مین اسکا سبب مجکو بتا

کر بیان اسکی حقیقت مجھسے تو
اول اور آخر سے کیسر مو بمو
حال کیا رکھتی تھی اور کیسے ہے رجوع
یہ جنون اسکو ہوا کیونکر شروع

بیان نمودن تاجر حال تحفہ را رحمہا اللہ

ہوگئی ہے کب سے یہ زحمت اسے
کتنی مدت سے ہے یہ حالت اسے
اشک سے لعل و گہر کرکے نثار
شیخ سے کی عرض تاجر نے کہ یار

سنیئے مجھ سے قصۂ تحفہ بہوش
کان دیجے تا مرے دلکا دہوان
خلق کا دیکھا وہان اک اژدحام
تکتا ہے اک شاہد خورشید فام
وصف اس گلرو کا جب مجھ سے سنا
الغرض مین بھی عزیمت کو بڑھا
لوگ کا تیلا عجب دیکھا عیان
سب سے آگے بڑھکے آخر مین کہا
لے لیا مین مول آخر کو بجان
خوبی و حرمت کا تھا بس یکمل
شوق کی بیکرے اکدن بیکر
تھا زبان پر یہ کہ اے فریادرس
چارہ بیچاری کا بیکس کا رفیق
دل دہشتہ بیدلان عاشق نواز
پردہ دلمین ترے لی تو نے جا
بندگی تیری ہے میری زندگی
دو جہان کا دل سے تیرے غم گیا
بیکسی کا تو ہے کس بیکس نہین کی
کیلئے یہ پھرتے تماشا روٹھی
عیش عرل کی آرزو مین تو دین
بول اٹھا ایک کسی سودے آ
عشق کا مارا کسی اسکو تیر
بہوا روشن وہ ہے کون آہ

عشق کے کیسے در تحفہ بگوش
نکلے راہ گوش سے کچھ تو اس آن
گر رہی تھی قند پر جیسے ہجوم
منتی تحفہ ہے تحفہ اسکا نام
دلمین پھول اسکی تمنا کا کھلا
بہر تسخیر پری آگے بڑھا
جسکی ہے تعریف مین قاصر زبان
اسکی قیمت دو نگا مین جسکو
فتنۂ دوران آشوب زمان
خاطر عالم رہی تھی اسپہ ڈہل

اظہار شدن عشق تحفہ و زور و شور او

ہاے ہا یہ بیکس کا شفیق
مرہم زخم دلان پاکباز
خلق کے در پہ مجھے دی تو نے جا
غیر کا کر دفع بند بندگی
تخم الفت تیرا دلمین جم گیا
دستگیری کر کہ اب بس ہو نہین
کھولدی مژگان سے مرجان کی لڑی
آرزو مین لسے اپنے چھوڑ دین
سر مین اس زیبا کے سودا لیگیا
یار دل کے ہو گیا سینہ کو چیر
کونسے بت نے ہے مارا اسکو آہ

سنیئے ساتھ اسکے کہانی کو مری
اکدن تاجر تھا مین بغداد مین
ایک سے پوچھا مین کیون ہے یہ ہجوم
دیکھ اوسکو شمع رو و گلبدن
جلوۂ آن ماہرخ از راہ گوش
دیکھا رخ اسکا تو پایا جلوہ گر
ہین خریدار اسکے صدہا مثل یار
یان تلک لایا کرو اندر شمار
آیا خوش ہو کرکے پھر مین جا بتر
سرسے پا رکھتی تھی زیبائی بنا

دستگیر ناتوان عاجز نواز
اے بہ ہر دلبر جانکے حبیب
بر ہے تیرے عشق سے سب تن مرا
ہے قسم تیرے جمال پاک کی
ہر رگ و پے مین سمایا ہے تو ہی
ہاتھ سے اس کے کر مجکو خلاص
بعد ازان اٹھکے توڑا ساز کو
جو کوئی اس محفل دلکش مین تھا
تیر عشق پھینکا کسی خوش طلعتی
لیک کی ہر چند سب نے با منر
ماری تیغ عشق کس معشوق نے

اس بلائے ناگہانی کو مری
آگیا اک کوچہ بغداد مین
ہے کہا اک فتنہ تحفہ کی ہے دھوم
سب گئے ہین بلبل و پروانہ بن
برد از تاجروان عقل و ہوش
کان سے بہتر ملی مجکو نظر
قیمت اسکی کرتے جاتے ہین سوا
آئے درہم اسکی قیمت بیس ہزار
خانہ ویران کر کو لیکر اپنے گھر
پر عیان چہرے سے سودائی بنا
تھی لگی گانے بجانے چنگ کو
کون تجھ بن بے بس بیکس کا کس
مستغیث عاجزان چارہ ساز
امر نزدیک دو رونکے قریب
خلق کے ہاتھو نہین ہے دامن مرا
دام غم مین تیرے جب سے مین پھنسی
غیر کی مجھ مین گنجائش رہی
کر مجھے اپنے کرم سے اپنا خاص
اور کیا رونا شروع اور ہائے ہو
تاجر و ساتھ اسکے سب چھوٹا مرا
زخم کھایا اسکی جان آگاہ نے
جستجو اسبات کی ادھر ادھر
زخم دل کھایا جو اس معشوق نے

گذرا اس حالتمین اسکو ایکسال / کھانا اور پینا تھا سب او وبال

عیش ان کو تھا نہ سونا رات کو / لب خنداں نے زبانسے گفتگو

انس رکھتی تھی غم بیڈھب سے یہ / بھاگتی تھی شکل وحشی سب سے یہ

تھی گریبان سے عداوت ہاتھ کو / تار دامن مین نہ چھوڑی بات کو

آہ و نالہ سے الفت بکمال / اپنے بیگانہ سے تھی وحشت کمال

شور و فغان کبھی تھی دھوم دھام / گاہ خاموشی سے رکھتی تھی کلام

گاہ سر ہتی تھی دیوار و در سے پھوڑ / گاہ جا جنگل مین دروازے کو توڑ

رات بھر ہنستی تھی یا روتی تھی یہ / محو کے سوز دل سے نہ خود سوتی تھی یہ

نوچتی تھی گاہ اپنے سر کے بال / گہ طماچون سے کرے تھی منہ کو لال

کام تھا گریہ سے اسکو روز و شب / جان ہیری اس سے آئی ہے بلب

مقید کردن تحفہ را در بیمارستان و بیان زور شور او و غلبہ عشق آلہی

گرچہ تدبیرین کرین مین سو ہزار / ایک نے بھی پر کیا اسپر کار

کرکے بس آہن ولی نے سب بندوق / کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق

اشک آنکھونمین لبونپر تھی فغان / عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں

جیسے اب تک وہ ہی دیوانی ہے یہ / عقل و حس سے اپنے بیگانی ہے یہ

کھانا پینا ترک اسکا ہوگیا / خواب اور آرام اسکا سو گیا

نقل غم اسکا ہے رونا ہی شراب / لوٹنا جگنا ہے بیہوشی ہے خواب

ہے جنون پر اپنے دیوانی سدا / عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا

ہو ہے روشن جسجگہ شمع بلا / اپنے تئیں پروانہ جان کو جلا

ہے محبت اسکو وحدت سے سدا / دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سدا

اسکی آنکھونکو ہے نت سرمے سے عشق / اشک کو کحل خودی دھونے سے عشق

اور جو بو چوب کی پونجی ہے یہ / گنج دولت کی مری کنجی ہے یہ

دیکھتا تھا امید اونمین بقصور / ہم شکل قیمت کی ایسی سو داور

رکھتی ہے ظاہر جو یہ حسن و جمال / اسسے زیادہ اور ہے اسمین کمال

تیغ نغمے اسمین کیا ہے وہ ہنر / جس سے اسکی ہے یہ قیمت اقدر

فن موسیقی مین رکھتی ہے کمال / قال سے اسکی ہو عالم اہل حال

ذوق مین آکرکے یہ گاتی جب / مست ہوتے مین در و دیوار سب

جبکہ پکڑا اور بھی اسکا مزاج / بند کرنا ٹھہرا آخر کو علاج

چشم سے جاری تھا اسکی خون نال / پڑھ رہی تھی شعر اپنے حسب حال

جبکا سب مضمون سوز و درد تھا / گریہ و افغان و آہ سرد تھا

دشمنی ہے خویش داری سے اسے / ہمدمی ہے آہ و زاری سے اسے

کھاکیا دل لگے ہے بھوک اگر / جب پیاسی ہو پیے خون جگر

رحت اور آرام اسپر شاق ہے / اور تڑپنے لوٹنے مین طاق ہے

گر ہنسے تھوڑا بہت روتی ہے یہ / رنج و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ

غش ہے اپنی بیخودی مستی ہے یہ / مرتی ہے نت نیستی ہستی پہ یہ

اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے / شور و غل مین شہرہ آفاق ہے

اسکی اس حالت نے اے والا خطاب / کر دیا ہے عیش میرا سب خراب

با ہمہ حال اسکو مین سوز دلہا / ہے خریدا دیکے درہم مین ہزار

کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کامل ہنر / جس سے اسکو چاہتا ہے ہر بشر

جس سے زیادہ خلق مین اسکی ہے دھوم / شوق کا خلقت کی ہے دریا سے ہجوم

یون کہا ہے مطرب گاتی ہے یہ / دلکو اک نغمہ مین لیجاتی ہے یہ

جو کوئی آواز کو اسکی سنے / ذوق سے دو دو پہر سر کو دھنے

لحن داؤدی اسے حق نے دیا / اور دم عیسیٰ اسے حق نے دیا

واسطے نغمے کے جب کھولی زبان
ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ
جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو
سنکے سری نے کہا تحفہ سے یون
حال دل کچھ تو بھی کر اپنا بیان
روئی اور ہنسکر کہا اے شیخ دین
کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی
یعنی کی حق نے مرے دل سے کلام
لے لیا بس کوچۂ الفت کو مین
سب گناہوں کو مرے کرکے معاف
فضل سے حق کے ہوئی جو اب امین
نہ رہنا مرغوب نا چیز و حقیر
ہے یہ فضل و لطف اسکی ذات مین
سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر
لے کے گل پژمردہ دے گلشن تجھے
لیکے تجھ سے کوزۂ آب خراب
سجدۂ سر جو نہین جز خاک و خول
چشم نم دے یم رحمت تجھے
لطف احسان کا ہو اسکو کیا بیان
پشہ کو شہباز کے دے بال و پر
وہ ہوا اسکا جو اب اسکا ہو
چند ایام اندر عمر مستعار
پیش عقبی ہے دنیا اک ستم ہے بس

جا کے آتی ہے تن مردہ میں جان
صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ
ہوتی ہے برپا قیامت چار سو

بلبل روح اسکا سن آواز چنگ
مرغ دل بران ہو جب کھولے زبان
اور سوا اسکے ہین جو اسمین کمال

پرسیدن شیخ سری سقطی از تحفہ مطربہ حقیقت حال او

حال سے میرے نہ واقف ہے کوئی
تھی کہان محبوب اپنی اس مقام
بیرحچھو اس دولت کو مین
کی عطا جنت مجھے بے اختلاف
سیر باغ وصل مین مشغول مین

پھر کئی اشعار عربی کے پڑھے
بعد فرقت کی ہوئی قربت حصول
جو کہا تا مین غربت سے ڈرا
ایک جنت کیا جو اسکا ہو رہا
لطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند

ذکر عطاے بے انتہاے الہی در عبادت بندگان خود

بدلے اک دانے کے دے خرمن تجھے
جام کوثر دے ہے یا مشک و گلاب
بدلے اسکے دے ہے قرب بیچگون
آہ دل لے دے دم وصلت تجھے
بخشدے ادنی کو اک ملک جہان
روبہ مسکین کو طاقت شیر نر
وہ ہوا اسکا تو سب اسکا ہوا
کرکے طاعت ہے حیات پایدار
ایک ساعت وہ بھی بیدرا ہے بس

لیکے شاخ خشک دے بستان تر
لے دو قطرہ اشک دے دریا دل
ہین جو اعمال جوارح خاک و باد
دست و پا بال و پر دے او زبان
تخت پر بخشش کی جب ہو جلوہ گر
ذرہ کو خورشید کر دیتا ہے وہ
ہوش کر اے بار رہبر وصل جان
وہ حیات جاودانی انتہا
ہین کہان افسوس تیری ہوش و عقل

جاے گلزار ارم کو بیدرنگ
ہو صدا سے اسکی حیران گوش جان
اوس سے واقف ہے خدا لایزال
سچ ہے کیا تاجر بیان کرتا ہے جو
دست بر دل دیدہ تر کھوئی زبان
سچ کہا تاجر نے گرچہ سچ نہین
جسکے معنی مین تھے ہندی میں بھی
کر لیا حق نے مجھے پاک اور قبول
ہو گئی حاضر بکار اجب مجھے
ہو گیا وہ وارث تخت و سرا
زہر ناقص تلخ و تیر و مثل قند
فضل سے لکھی ہے نعمت گنج بر
بوجھ لیکر دے ہے موتی ہاتھ میں
لے ہے مشت خاک دے ہے سیم و زر
بدلے اک دینار کے دے کان زر
لے ہے گنبد سبز دے حور و قصور
لیکے دے نعمات جنت با مراد
تن کے بدلے جان جانکے بجای جان
بندۂ عاجز کو بخشے تاج سر
قطرہ میں دریا کو بھر دیتا ہے وہ
مزرعہ دنیا ہے کچھ تو بو یہان
گرد جسکے نیستی ہے گرچہ ہوا
سانس تیری رائگان کرتی ہے عقل

مست کر ان انفاسِ خوش کو خوار و زار
غفلت و نسیان سے بچ رہ ہوشیار
تین دن کے عیش پر مت ہو تو شاد
آخر ہو مثلِ عقیمہ نامراد
آخرش سب چھوڑ کر مر جائیگا
جز ندامت کے نہ لیکر جائیگا
تو حیات جاودان چاہے اگر
پہلے مرنے سے جا کاو نہ مر
آفرین جان کو جو رہ اسکی مین جا
مرحبا سر کو جو اسپر فدا
مرنا اس رہ مین ہے ہر زندگی
سے یہ مرنا زندگی پایندگی
عہد پیمانِ ازل کو یاد کر
ذکر حق سے ملکِ دل آباد کر
غفلت و نسیان سے تو رہ دور تر
پاس کر انفاس کا اے بیخبر
پاسبانِ ذکر کا رکھ زور و شور
تا نہ آجائے کہین غفلت کا چور
ایکدم نسیان اگر تجکو ہوا
عمر کی دولت سے لیجاگا چرا
ایکدم غافل نہ رہ کر ذکر حق
تا نہ رہوے غیر ذکر و فکرِ حق
غیر حق کو دل سے اپنے دور کر
نور کے جلوے سے دل معمور کر
ذکر کر مذکور تا ہووے عیان
تا کہ ہو جس ذکر سے جاری زبان
ذکر تن طاعت سے ذکرِ دل حضور
ذکر سری نور ہستی سے نفور
ہے مشاہدہ حق کا ذکرِ روح نہان
رویت اور دیدار ہو آن وہان
ذکر لفظی عارضی ہے اے عزیز
ذکر روحی جوہری ہے با تمیز
جبکہ تجھپر ہو عیان سلطانِ ذکر
اس گھڑی ہو سر بسر تو کانِ ذکر
ذاکر اور مذکور ہو جا ایکبار
غیر حق کی کب ہے باقی ہو شمار
ہو ترے دلمین جہانِ جان عیان
جسکے اک دریا کا قطرہ یہ جہان
یہ جہان نم وہ یم بے انتہا
تمکو ہے اس یم سے سب نشو و نما
پیش خورشیدِ کرم ای جان عم
ہین یہ دونون ماہ و خور ذرہ سے کم
الغرض برقِ تجلی نہان
پھونک کر دے تجھکو بس بے نشان
بعد اسکے ہو نہین سکتا بیان
ہو تری ہر سر حرف سے جو کچھ عیان
جب کرے عشقِ احد سے ظہور
میم احمد درمیان سے ہووے دور
وسے جسم عشق کا شعلہ اٹھا
جز احد کے کون ای احمد رہا
بند کر اما داب آگے زبان
قصۂ تحفہ کو کر ہمدم بیان

رجوع بقصۂ خریدن شیخ سری تحفہ را و منظور نکردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھکر کے حال و قال
پائے جب تحفہ مین سب تحفہ کمال
خاطرِ نادر مین اپنے با کمال
بو یا ایک اسکی تمنا کا نہال
اور کہا دلمین کہ لڑکی کونسی گہر
مول لینا ہے بہت آسان تر
دونون عالم سے ہے بہتر یہ گہر
اور ہے تاجر طفلِ نادان بیخبر
حقہ پر لعل سربستہ ہے یہ
بے تو اسکو کھولدی زر کی گرہ
گرچہ تیرے پاس کچھ درہم نہین
لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہین
شیخ نے پھر اٹھکے تاجر سے کہا
بیچ تحفہ کو مین دون اسکی بہا
بیچتا ہے تو اگر لیتا ہون مین
جو طلب قیمت کرے دیتا ہون مین
جسقدر زر چاہیے تجکو سوے
لیک تحفہ بیمہر کو مجکو دے
عرض کی سنکر کے تاجر نے کہ آہ
ہو گیا ہون فقر سے مین تو تباہ
مین تو لٹ کر ہو گیا اسیر فقیر
کب ہے تم پاس اسقدر دولت کثیر
تم ہو مسکین ہے کہان تم پاس زر
جو خریدو گے اسے ای بہرہ ور
جو کہ نقد و جنس میری پاس تھا
سبکا سب مین اسکی قیمت مین دیا
ہو گیا محتاج سب کچھ صرف کر
نے کنیزک کا تم مین ہے اتنے زر
یہ رہا تو وہ مین بیکس ہو گیا
مثلِ عاشق بیدل و بیدل رہا
آہ صد افسوس اب مین کیا کرون
کس سے جا اپنی مصیبت کو کہون

شیخ نے اُس سے کہا تک صبر کر
لاتا ہون مین اسکی قیمت خطیر

بعد ازان اُٹھکر کے با آہ و بکا
روتے روتے شیخ اپنے گھر گیا

گھر گئے شیخ اور تھا پاس انکے یکدانگ
جز دعا گریہ و افغان و بانگ

مناجات شیخ سری سقطی در طلب قیمت تحفہ رحمہا اللہ

جا کے بس حیران تنہا بیٹھکر
رات بھر روئے بصد سوز جگر

عرض کرتے تھے کہ ای پروردگار
حال میرا تجھ پہ ہے سب آشکار

پاس میرے کچھ نہین اے رب جواد
ہے ترے فضل و کرم پر اعتماد

کر دے اسدم اپنی رحمت کی نظر
مجھ غریب و مفلس و بیمار پر

کھول گنجینہ کرم کے اپنے در
اور عطا تحفہ کی قیمت مجھکو کر

سرخرو کر مجھ تاجر کے حضور
وعدہ کر آیا ہون مین اُس سے ضرور

ہو مرا یا رب تو اب حاجت بر آر
کر نہ مجھکو سامنے تاجر کے خوار

بہر حق ہو بحر رحمت موجزن
کہ مجھے رسوا نہ اندر مرد و زن

شیخ کی بس عجز و زاری دیکھکر
آگیا دریا کرم کا جوش پر

لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر
ناگہان ٹھونکا کسی نے آکے در

کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر
باللباس فاخرہ روئے منیر

ہے کھڑا اور پر باداب تمام
اور شمع روشن لیے ہمرہ غلام

اور کئی ہمراہ خادم باادب
تھیلیان پر زر لیے ہاتھون مین سب

کون ہے پوچھا دیا اُسنے جواب
ہون مین احمد بن مثنی ای جناب

شیخ نے اُس سے کہا اسوقت تو
کسلئے آیا کہا اے نیک خو

مجکو اس رات ای ولی باخدا
خواب مین یون ہو گئی تلقین حق

یعنی لیکر چند زر کی تھیلیان
جاکے سری کی نذر کر اس زمان

دیکھے سری کو اگر اسکا جی خوشی
جان تو اسکی خوشی میری خوشی

آپکے پاس سلیے آیا ہون مین
ہو یہ مقبول سب جو کچھ لایا ہون مین

شیخ نے سن مژدۂ راحت فزا
سجدۂ شکر حق کی نعمت کا کیا

صبح ہوتے ہی ادا کرکے نماز
باہر آئے شیخ با شوق دراز

میر کو لے ساتھ اپنے باشرف
لیگئے تشریف تحفہ کیطرف

ہاتھ احمد کا پکڑ اک آن مین
لیگئے اسکو بیمارستان مین

دیکھا جو صاحب بیمارستان کو
بیٹھا ہے آنکھین لگائے چار سو

شیخ کو دیکھا تو کہکر مرحبا
عرض کی آؤ کہ اب مجھپر کھلا

یہ کہ درگاہ خدا مین بیگمان
قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر و شان

غیب سے کل آئی مجکو یون ندا
بے شبہ ہے تحفہ مقبول خدا

چاہتی ہے رب کو وہ اور اسکو رب
فضل رب کا اسپہ ہے سب روز و شب

ہے خدا کا قرب اُسکی جان مین
نور و عظمت اسکو ہے ہر آن مین

شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی
اور رب کی حق سے مناجات اسگھڑی

یعنی خوش بیٹھی تھی مین اے کبریا
تو نے عالم مین مرا شہرہ کیا

حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا
وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا

خلق مین مشہور کرکے ایخدا
کر دیا مجکو بلا مین مبتلا

بند محکم مین ہے جو ہے مشتہر
ہے یہ بند آہن سے بھی سب سخت تر

خلق مین جو ہو گیا مشہور تر
کھلگئے سو آفتون کے اُسپہ در

غیرت و رشک و حسد غصہ و خشم
بغض و حرص و دشمنی کینہ و خشم

ہر طرف سے اُسکے اوپر کر ہجوم
آنکر برسے ہے جیسے ابر جھوم

گر تو ان آفات سے چاہے پناہ
دامن عزلت پکڑ اور امن چاہ

مرکب عزلت ہو گمنامی کی راہ
آفت شہرت سے جب [illegible]

جسنے دیکھی ہو نہ خلوت کی بہار
کیا قدر جانے وہ گمنامی کی یار

به بیت الله و انتقال کردن امیر در راه مکه و ملاقات شدن شیخ از تحفه و

جب پتہ تحفہ کا پتہ اُن کو ملا
شیخ و تاجر پیر تینوں ہو بہم
جب پتہ پایا تحفۂ جان کاہ کو
دولت دنیا تو تھی کر کے نثار
ایکدن با شوق دل اور سینہ صاف
تھا لیے اک مضمون اُس نار کے ساتھ
ہے چراغ شب سیہ روزوں کا تو
درد ہے تیرا شفا بیمار کی
عاشق حق تو ہے دنیا میں بعض
سنکے اُس سے شیخ مضمون دعا
سنکے اُسدم شیخ کی آواز یا
شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا
رحم حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا
میں ہوں تحفہ جسکو کی تم نے رہا
ہے پڑی اک غار میں وہ پاک تن
شر سیمین قد ہوا اسکا خلال
قطرۂ خون تھے ہزاروں چشم پر
کیا ہوا حاصل تجھے کہ بعد ازان
جب سے چھوڑا دوستوں اور شہر کو
اسم اعظم سے تمھیں ہوگا عیان
قدر و قیمت پائی میں چھپنے میں لعل

انتقال نمودن تحفہ و تاجر

چلدیے پھر تینوں بیت اللہ کو
جان بھی جان آفرین پر کی نثار
کر رہے تھے شیخ کعبہ میں طواف
بیٹھے کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات
شادی دل ہے غم اندوزوں کا تو
زخم تیرا ہے دوا دل زار کی
آہ و درد اُسکی دوا ہے بے نقیض
مثل سیل اشک اُس جانب چلا
چونک اُٹھی یکبارگی وہ پارسا
جسکے نالہ سے مرا دل خون ہوا
آشنا کے بعد ہو نا آشنا
پائی پردہ سے ترے میں نے نوا
خاک میں غلطان ہے اسکا تن نہال
بدر تن گھٹکر ہوا مثل ہلال
نشو لبوں پر آہ و نالہ پُر شرر
خلق سے ہو کر کے خلوت میں نہان
تونے کیا دیکھے کرم حق کے کہو
کیا ملی عظمت ہے آہ ہو کر نہان
لعل و گوہر کوہ کے کونے میں جون

مر گیا انمیں سے رستہ میں اسیر
پیر تو اُسے گیا مر راہ میں
اِک صدا پُر درد آئی کان میں
اے مرے معبود اے محبوب دل
رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو
پیاس تیرے شوق کی رکھتا ہے جو
جو کہ ہو غم سے ترے پر اضطرار
جا کے دیکھا اک طرف اک خستہ تن
سر اُٹھا کر اُسنے دیکھا شیخ کو
سنکے بولی لا الٰہ الا ہو
تم گئے کیا بھول اے سری مجھے
شیخ نے دیکھا جو اُسکو غور کر
ہو گئی ہے زرد سی جیسے خیال
ہو گیا قامت الف سی اسکا نون
شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر
تجکو تنہائی میں کیا حق نے دیا
عرض کی تحفہ نے اے عالی قدر
میں وہ پایا خاک میں عزت کی لعل
سیم و زر کو جون مجھے اک گنج سنج

کر دیا پھر عزم بیت اللہ کا
متفق ہو کر کیا قصد حرم
حسرت و درد و الم کا کھا کے تیر
شیخ و تاجر ہو پہنچے بیت اللہ میں
جب سے جوش اُن کی پڑا آ جا میں
اے مرے مقصود اے مطلوب دل
دے رہا ہے آگاہی تو جان کاہ کو
تیرے آب وصل بن کب سیر ہو
بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار
سر بسجدہ خاک میں ہو نعرہ زن
اور کہا اے شیخ سری خوش نصیب
جہل ہو بعد علم کے اے نیک خو
میں ہوں تحفہ مول لیتے تھے جسے
مثل تنکا ہو گئی ہے سوکھ کر
ہے گل پژمردہ کانٹے کی مثال
مار مردہ کی طرح کاکل نگون
نخل تنہائی سے پائے کیا ثمر
کر بیان کچھ لطف و صفت کبریا
شب قدر نے چھپکے پائی کیا قدر
خاک سے پاتا ہے جون تخم پھل
نکلا کان نہان سے ایک گنج گہر

خلق سے جسم ہوئی پوشیدہ جان
جو نہان تھا ہو گیا مجھ پر عیان
لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ
دی ہے اپنے قرب میں مجکو جگہ

تخت پر اپنی محبت کی بٹھا
تاج الفت کا مرے سر پر دھرا
دفع درد و غم مرا سب کر دیا
عشق سے اپنے مرا دل بھر دیا

قربت حق سے ملے انس مجھے
غیر اسکے سب سے ہے وحشت مجھے
شیخ نے اس سے کہا یون وہ امیر
دیتا جو قیمت مین تیری زر کثیر

تھا مرے ہمراہ عرصہ کی راہ مین
مرگیا غم سے وہ تیری چاہ مین
یون کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت
ہیگا ہمسایہ مرا اندر بہشت

حق تعالی کی مرا الفت مین وہ
ہمقرین ہیگا مرا جنت مین وہ
حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبا
آنکھ نے دیکھا نہ کانون نے سنا

شیخ بولے وہ کریم بے ریا
خط آزادی تجھے جسنے دیا
تاجر دل خستہ الفت مین پری
چار چشم ہے شوق زیارت مین پری

ہے طواف اندر تری امید پر
لگ رہی ہے ہر طرف اسکی نظر
سُنکے تحفہ نے دعا اک دل سے کر
مرگئی رکھکر در کعبہ پہ سر

دم مین بھر کر سانس ٹھنڈی مرگئی
عشق کی سب کام پوری کر گئی
جان مت دی جان اسنے رائگان
جان جانان پر فدا کی اسنے جان

عمر طاعت مین گذاری یار کی
مردوار آخر کو جان بھی وار کی
چھوڑ کر ایدل یہ دیوانگی
سیکھ اے اس زن سے تو مردانگی

غم تو اپنا کر نہین گر مجکو غم
جاے ماتم ہے نہ جسجا مین ہو غم
آگیا تاجر بھی ناگہ اسگھڑی
دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی

بیدلی ہے وہ بھی گر کر خاک پر
مرگیا تحفہ کے رکھ پانون پہ سر
جان دیدی بیساختہ مثل پتنگ
ساتھ اس شمع کے جلکر بیدرنگ

دیکھکر یہ حال بولے شیخ یون
انا للہ و انا الیہ راجعون
بعد ازان تجہیز اور تکفین کر
خاک مین دونونکو سونپا سر بسر

شیخ نے دونو کا کر گور و کفن
بعد حج راہی ہوئے سوے وطن
رحمت حق ہو جیو شام و سحر
اُن شہیدونکی روان پاک پر

رحمت حق ہو سدا انپر نثار
دی جگہ ہمکو بھی رب انکے جوار
بارہ سو تھے اور اکاسی سال ہجر ۱۲۸۱
ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر

ہو چکی جب مثنوی تحفہ تمام
تحفۃ العشاق رکھا اسکا نام

تمت بالخیر

از جناب عالم لوذعی و فاضل المعی جناب مولانا مولوی اشرفعلی صاحب مدرس اول حدیث آمد

آہ کہ وہ یار مرا یار نہین
آہ وہ دلبر مرا دلدار نہین
آہ مجھے جسنے لیا پھیر دیا
آہ مرا کوئی خریدار نہین

آہ جو لے ہی مجھے پھنسکے مین وہ یا
آہ کوئی مجھ سا بھی غمخوار نہین
آہ جسنے دل یا بس رنج لیا
آہ کوئی یار وفادار نہین

آہ سنے کون مرا درد و غم
آہ بجز غم کوئی غمخوار نہین
آہ کہون کس سے مین احوال دل
آہ کوئی محرم اسرار نہین

آہ مصیبت مری پھر کون سنے
آہ مرا یار بھی جب یار نہین
آہ ای امداد نہ کر آہ آہ
آہ ہے سر قابل اظہار نہین

رسالهٔ دربیان وحدة الوجود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از فقیر حقیر **امداد اللہ** فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

بعد حمد صلوٰۃ وافیات وتقدیم سلام وتحیات مودت سمات بخدمت شریف مکرم ومعظم درویشان قدوۂ ایشان حقائق آگاہی عارف دستگاہی جناب **مولوی محمد عبد العزیز** صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالیٰ مجدہ مسرمن مکشوف باد معاوضۂ سامی بمضمون عجیب واشارات غریب موصول شدہ ممنون یاد آوری فرمود بلحاظ ہم مشربی وہم طریقی دربارہ مسئلہ وحدة الوجود وما یتعلق بہا استدراکی شدہ است وطلب جوابش مبالغہ رفتہ مخدوما فقیر این لیاقت کجا دارد وخود را در زمرۂ عارفین حقائق شناس کجا میشمارد که متصدی چنین امر خطیر گردد اما ازانجا که جناب بکمال جوشش وکوشش جواب طلب فرمودہ اند ۱۲۸ دیباچهٔ کفر فرستادہ لاعلاجا امتثالاً للامر قلم برداشت وہرچہ حق ست در فہم رسید از رطب ویابس نگاشت واللہ الموفق والمعین ۔ رجا امیدارم کہ اگر سہوی وخطائے یا بند بوشند بلکہ با صلاح آن کوشند کہ منت خواہد بود چرا کہ فقیر ہیچمدان را جز منصب ترجمانی ہیچ نیست ۔

آغاز

سوال اول

فقرۂ ماخوذ مکتوب بطریق انتخاب مضامین آن ۔ اینکہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان وحدة الوجود ووحدة الموجود را ملحد وزندیق میگفتند مرید وشاگردشان مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمچنان میگویند واقوال ضیاء القلوب را باطل میدانند تاویل ہای آن جز خود دیگرے را نمی شناسند ومولوی رشید احمد صاحب ومولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمبرین مسلک بودہ اند باوجود آنکہ اجازت از تو گرفتہ اند ومشرب اہل چشت میدارند خلاف مشائخ چشت سخنان میگویند

جواب

نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق وصحیح است درین مسئلہ شکے وشبہے نیست معتقد فقیر وہمہ مشائخ فقیر ومعتقد
کسانیکہ با فقیر بیعت کردہ وتعلق میدارند ہمین ست مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم ومولوی رشید احمد
صاحب ومولوی محمد یعقوب صاحب ومولوی احمد حسن صاحب وغیرہم ازعزیزان فقیر اند وتعلق با فقیر میدارند
ہیچگاہ خلاف اعتقادات فقیر وخلاف مشرب مشائخ طریق خود مسلکی نخواہند پذیرفت مگر با اعتقاد یقینی
است قلبی کہ بندہ را ازکمال علم ویقین صدق برامری در دل مستحکم گرداند این را در عرف شرع شریف
تصدیق میگویند واقرار بلسان برای اجرای احکام مسلمانی ضرور افتاد وگرنہ بنابر ثبوت اسلام عنداللہ
اقرار ضروری ندارد وتصدیق قلبی کافی ست این مسئلہ وحدۃ الوجود چنان نیست بلکہ درینجا تصدیق قلبی
ویقین وکف لسان واجب ست چراکہ اسلام شرعی تعلق با خدا وبا خلق میدارد واسلام حقیقی محض تعلق
با خدا دارد آنجا تصدیق یا اقرار ضرورست اینجا فقط تصدیق باید سوای آن در استتار این مسئلہ فائدہ ہمین
کہ اسباب ثبوت این مسئلہ بسیار نازک ونہایت دقیق فہم عوام بلکہ فہم علمای ظاہر کہ از اصطلاح عرفا
عاری اند قوت درک آن نمی دارد چہ علما بلکہ صوفیائیکہ ہنوز سلوک خود تمام ناکردہ باشند واز مقام
نفس گذشتہ بمرتبہ قلب نارسیدہ ازین مسئلہ ضرری یابند واز مکر نفس وتزلزل ولغزش پا در چاہ اباحت
وقعر ضلالت سرنگون می افتند بلکہ گروہہا افتادہ اند کما شہدناہم نعوذ باللہ من ذلک چنانچہ
ہم نکو میدانند کہ این مسئلہ خاصیت عجیب میدارد کہ بعض را ہادی وبعضی را مضل ؛؛ ہرچند نعمت
خوشگوارست اصحاب را ازان لذت وحلاوت حاصل مریضی را تلخ وناگوار ودر حق شان زہر قاتل
برای ہمین فرمود مَنْ اَظْہَرَ اَسْرَارَ الرُّبُوْبِیَّةِ فَقَدْ کَفَرَ استتار آن لازم افشای آن ناجواز اول
کسیکہ درین مسئلہ خوض فرمود شیخ محی الدین ابن عربی ست قدس اللہ سرہ اجتہاد او درین مسئلہ
واثبات آن براہین واضحہ بر گردن جمیع موحدان تا قیام قیامت منت نہاد لطف اینجاست کہ
شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ ہم عصر وہم بلد او بود مردمان حال شیخ اکبر ازو
پرسیدند گفت فہو زندیق مردمان از صحبت او احتراز می کردند چون وفات یافت از شیخ ایشان
حال آخرت او پرسیدند فرمود مات قطب الوقت من کان ولی اللہ ہمہ مردمان تعجب کردند وپرسیدند کہ چرا او را
زندیق گفتی مارا از استفادہ او محروم داشتی گفت او ولی وواصل بحق بود اما جذبۂ قوی داشت
ہرچند مقرب بارگاہ بود لاکن قابل اتباع نبود ودر زمان اخیر مجذوب شدہ بود زبان او در افشای اسرار

۱۲۹

بے اختیار شدہ اگر شما در صحبت او میرسیدند گمراہ می شدید چرا کہ از غلبۂ حال سخنان کہ میگفت در فہم شما نمی آمد و عوام را زیان دارد اگر دانید بر شما منت نہادم پس اینجا غور باید فرمود کہ مردمان را چہ میرسد کہ با کس و ناکس بازار مسئلۂ وحدۃ الوجود گرم داریم و عوام را کہ جزوی از ایمان تقلیدی میدارند از آن ہم بے نصیب سازیم در اینجا گفتگو بے حاصل ست وقت خود و اعتقاد عوام ضائع کردن ست معارف آگاہان برای ہمین احتیاط احباب فقیر مثل فقیر زبان ازین قیل و قال بستہ میدارند و احتراز میکنند سائلان را اشارات بتاویلات مینمایند تا انکار آن مسئلہ نگردد بسیار مردم بدستاویز این مسئلہ سر شیخی برداشتہ مجلسہا می آرایند خود گمراہ شدہ گروہ مسلمانان را گمراہ میسازند چنانچہ مشاہدہ می افتد پس ازین قیل و قال چہ فائدہ اگر میباید مردمان را بطلب حق و ترک تعلق دنیا و کثرت ذکر و فکر تحریص باید فرمود و در آن باید کوشید چون ازین سلوک تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب حاصل گردید خود ضرورت آن قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود رہبری میکند وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا غرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی ست بر قلب سالک تا حقیقت مسئلۂ وحدۃ الوجود منکشف گردد این راہ رفتنی ست گفتنی نیست از گفتن تا دانستن و از دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیارست خدا تعالیٰ ما و احباب ما را و شما و احباب شما را درین راہ از زلت نگہدارد۔ پیر و شیخ اکبر حضرت جامی قدس اللہ سرہ السامی میگوید قطعہ از ساحت دل غبار کثرت رفتن + خوشتر کہ بہرزہ دُر وحدت سفتن + مغرور سخن مشو کہ توحید خدای + واحد دیدن بود نہ واحد گفتن + اگر از راہ انصاف نگذریم و تعمق نظر در حقیقت این مسئلہ کنیم جز حیرت در حیرت بدون فنا در فنا ہیچ بدست نمی آید چہ خاک گوئیم کہ چنین ست و چنانست ع آن سوختہ را جان شد و آواز نیامد + ناطقہ در تشریح این سر وجدانی لال ست مثل نابینای مادر زاد کہ در خواب نگہا و چیزہای عجیب می بیند با مردمان چہ توان گفت کہ چنین بود یا چنان بود چرا کہ در محسوسات چیزے ندیدہ است کہ بدان مشابہ کند و فہماند اگر احیاناً گوید و فہماند فی الواقع نگفتہ باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

فقرہ دوم بطریق انتخاب از مضامین مکتوب

سوال ۲۔ حالانکہ در ضیاء القلوب بورزش لاموجود الا اللہ و مراقبہ ہمہ اوست تصریح تاکید ست و ہم در مراقبہ ہمہ اوست ملاحظۂ معنی لازم گفتہ پس این مراقبہ بلا لحاظ عینیت و اتحاد صورت نمی بندد و نیز جای دیگر ضیاء القلوب درج ست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظہر پیش نظر سالک ست بوی شرک باقی است ازین مضمون معلوم شد کہ در عابد و معبود فرق کردن شرک ست **جواب ۲** شک نیست کہ

فقیر اینهمه در ضیاء القلوب نوشته است اگر گویند که هرچه گفته نمی شود چگونه نوشته شد گویم اکابر دین مکشوفات خود
را به تمثیلات محسوسات تعبیر میکنند تا طالب صادق را فهمانند نه آنکه کائنه گفته باشند مثلاً اگر نابینا در خواب ماری
بیند و در بیان آن عاجز آید گوید که مثل ساعد من بود در ان حال بدست او اگر رسن دهند و گویند که آیا چنین
بود گوید همان چنین بود اینست تفهیم به تمثیلات ازین قبیل ست تحریرات پیشینیان برای آگاهی پس
آیندگان تا افاضه بر قرار ماند و وقت حاجت رفع شکوک گردد اسرار که سینه بسینه می آمد و اظهار آن
مناسب ندانستند در او حقیقت کشاده داشتند و گفتند ما آن کسانیم که نا اهل را در کتاب ما نظر کردن حرام است
حقیقت حال اینست فقیر هم بتقلید ایشان قول ایشان را ترجمانی کرده است باوجود آن جناب استفسار
میفرمایند در انکشاف چگونگی آن میخواهند لاعلاجاً امتثالاً للامر بندی ایضاح آن ضرور افتاد تا خاطر نشین
آن حقائق شناس گردد و اطمینان دست دهد تردد نماند۔ اختصارش اینکه از بیان سابق مبرهن
گردید که در اصل مسئلہ مذکور حق و بالیقین ست صدق آن انگاه معلوم گردد که طالب از محنت و ورزش مداومت
ممارست استغراق و ترک خطرات ماسوا از خودی خود دور شود چون از خیال خود گذشت گویا از همه گذشت
هیچ شے در نظر او و خیال او نماند همه هستی حق معائنه کند و چنانکه از نظر سالک تقیدات و هستی ماسوا مرتفع گردید
جز خدا هیچ نه بیند و بیخبر گردد بلکه شعور این معنی هم مرتفع شود هرچه بیند خدا بیند هو هو گفتن چه معنی انا گوید این
مرتبه را فنا در فنا گویند این گفتار ازین نباید فهمید بلکه نائی میگوید مولانا قدس سره است مه نی که هر دم
نغمه آرائی کند ❊ فی الحقیقة از دم نائی کند ❊ بے فنای خویش بے جذب قوی ❊ کی حریم وصل را محرم شوی حضرت
عارفی گفته . تو مباش اصلا کمال اینست و بس ❊ تو در ان گم شو وصال اینست و بس ❊ ازین وقت خود خبر داد
سلطان انبیا صلی الله علیه وآله وسلم لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل و از
خواص امت وے گفت بایزید بسطامیؒ سبحانی ما اعظم شانی و گفت منصور حلاج انا الحق اینهمه ازین
باب ست باوجود اینهمه غریب عباری که مصطلحی ست ازمیان عبد و رب مرتفع نشد هرچند در حالت فنای شعور نظر
سالک نمانده باشد زیرا که چون انبے شعورے باز بشعور در آمد دانست که من از خود بیخبر شده بودم مثل آن آهن
پاره که در آتش سرخ شده نعره زد که من آتشم انکار این قول وے کرده نمی شود اما واقعی آتش نشده است این
حالتی ست که پارهٔ آهن که عارض شده وگرنه آهن آهن ست و آتش آتش این ست ثمره از حقیقت وحدة الوجود در بیان
کیفیت عینیت و غیریت اندکے دانستن از واجبات است تا آنکه ازین آگاهی نباشد کیفیت وحدة الوجود

مفهوم نگردد و ورزش مراقبهٔ همه اوست و ملاحظهٔ عینیت صورت نمی بندد و کسانیکه بمجرد خوض در مسئلهٔ وحدة الوجود
در زندقه افتاده اند از نادانستن مسئلهٔ عینیت و غیریت بوده است سرکه اول این دو امر به تحقیق دانست
دانستن همه مسائل برا و آسان گردد اگرچه تحقیق این مسئلهٔ عینیت و غیریت متعلق ست بدانستن تنزلات ستهٔ
اما فقیر با طناب آن همه پرداختن نمیتواند مختصری نگارد و آن اینکه در عبد و رب عینیت و غیریت هر دو ثابت و
متحقق ست آن بوجهی و این بوجهی اگرچه در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال مینماید الضدان
لا یجتمعان صحیح ست اما این دو ضد لغوی ست ضد اصطلاحی جمع میشود برای همین ست که محققین را جامع الاضداد
میگویند که اصطلاح صوفیان دیگر می باشد مثل آنکه نور و ظلمت ضد لغوی ست این ضد در یکجا در یک وقت و
جمع نمیشود زیرا که معنی این دو لفظ بر وضع خود قائم ست اگر بر وضع خود قائم نباشد اجتماع آن جائز ست
مثل آن سایه را اگر ظلمت گویند مجازا از روی استعاره میتواند شد و این سایه را که ظلمت نام نهاده
شد با نور در یک جا و در یک وقت جمع میشود چنانچه دیده میشود که در یک وقت یکجا تابش آفتاب که نور ست و سایه
دیوار جمع میشود زیرا که سایهٔ ظلمت اصطلاحی بود پس ازین تمهید معلوم شد که در عبد و رب عینیت حقیقی لغوی
نیست نه هم غیریت حقیقی لغوی نیست. اجتماع این هر دو ضد در شی واحد محال ست پس ضد که در علم
معقولات ممنوع واقع شده آن بمعنی لغوی ست نه اصطلاحی این قوم محققین از جهت جامع الاضداد اند که
دو ضد را جمع میکنند آن دو ضد بمعنی لغوی نیست زیرا که اجتماع ضدین لغوی نزد ایشان هم محال و لا یجوز
است. بمثال دیگر تفهیم اینکه اگر شخصے گرداگرد خود آئینه ها گذارد و در هر آئینه بذات خود و صفات خود کا
نمودار شود نمودار ی صفات آنست که هر حرکت و سکون و هر حیات شادمانی و غمگینی و خنده و گریهٔ شخص
در عکس هویدا میشود از جهت شخص عین عکس ست عینیت حقیقی اصطلاحی ست اگر لغوی بودی هر معنی که بر عکس
گذرد بر شخص گذشتن واجب گشتی چرا که عکس در هزارها آئینه است این کثرت در وحدت شخص فرقی نمی
آرد اگر بر آئینه و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص ازان متضرر و نجس نمیشود بحال خود ست
و ازین نقصانات منزه و مبرا است ازین رو غیریت حقیقی اصطلاحی به ثبوت میرسد پس در شخص و عکس عینیت
و غیریت هر دو متحقق شد بدانکه در عبد و رب عینیت حقیقی لغوی هر که اعتقاد دارد و غیریت بجمیع وجوه انکار کند ملحد و زندیق ست
ازین عقیده در عابد و معبود و ساجد و مسجود هیچگونه فرقے نمی ماند این عین واقع ست نعوذ بالله من ذلك اگر محض
غیریت حقیقی لغوی در خالق و مخلوق اعتبار کنند و هیچ نسبت و تعلق عینیت در عبد و رب جز نسبت خالقی

۱۳۲

ومخلوقی ثابت نه نماید مثل نسبت کلال با ظروف اگر کلال بمیرد ظروف ساخته او بجای خود ماند این بسبب غیریت لغوی ست در ظروف وکلال این قسم غیریت در عبد ورب واقعی نیست بدین غیریت که قائل علما ظاهر ومتکلمین اند غافل از اصطلاح موحدین شده می ترسند که عبد ورب یک میشود نمی دانند که بموجب اصطلاح محققین در عکس وشخص با وجود ثبوت هر دو جهت گاهی این آن نشد وآن این نگردید عکس عکس ست شخص شخص عکس مخلوق وحادث وناقص ست وشخص قدیم وباقی وکامل پس اینست حقیقت این مقدمه **بیت جامی** هر مرتبه از وجود حکمی دارد + گر حفظ مراتب نکنی زندیقی مصداق مرج البحرین یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان همین بحرین حدوث وقدم ست نیز اینجا یک تمثیل لطیف یاد آمد اعنی بنده قبل وجود خود باطن خدا بود وظاهر بنده کنت کنزا مخفیا ازین معنی گواه ست حقائق کونیه که نتائج علم الٰهی اند در ذات مطلق مندرج ومخفی بودند وذات بر خود ظاهر بود چون ذات خواست که ظهور خود بر نهج دیگر شود اعیان را بلباس قابلیات شان بجلوه تجلی خود ظاهر فرمود خود از شدت ظهور خود از چشم بصر ایشان مخفی گردید مثل تخم که شجر با تمام شاخ وبرگ وگل وثمر دران پوشیده بود گویا تخم بالفعل بود وشجر بالقوه چون تخم باطن خود را اظهار نموده خود پنهان گردید که می بیند شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر بغور بینی تخم بلباس شجر ظهور فرموده تخم بالقوه شد شجر بالفعل شد هر چند از جهتی تخم وشجر یک ست جدائی نیست عینیت یافته می شود اما دلائل غیریت وجدائی نیز در دیده او واقعیت حفظ مراتب ضرورست زیرا که صورت وشکل وتاثیر وخواص تخم دیگر واجزای شجر دیگرست وجوهات غیریت هم کثیرست مرد صاحب فطانت انکار آن نخواهد کرد از روی عینیت تخم وشجر اگرچه واحدت این وحدت اعتباری واصطلاحی است درینجا اول ست نه اتحاد معنی بالفعل وبالقوه شرکت دارد پس هر چه بالفعل بود بالقوه شد وانچه بالقوه بود بالفعل گردید فهم من فهم جل حکمته وعظمت شانه کسی گفته **بیت** گر الله دوست نگویم حکایتی بی پوست همه از دوست اگر نیک بنگری همه دوست **فائده** چون نسبت دو جهت در عبد ورب ثابت ومتحقق گردید لازم آمد که برای عروج از مرتبه پست ترین نزول وحصول قرب ووصال الٰهی رسیدن بدرجه عبدیت حقیقی کار ضرور افتاد وآن مجاهده ومراقبه است وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون عبادت کردن اعنی عبد شدن ست در حقیقت عبد الله حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفی صلی الله علیه وآله وسلم ست عبد شدن دشوارست تا از وهم الوهیت خود تماما وکمالا نگذرد بدین مرتبه نرسد بنابر آن مجاهده وریاضات

وترک تعلق دنیا وحظ نفس وترک توہم ماسوا واجب گردید تا ذکر و فکر بدرستی وراستی بظہور رسد چون اول بصیقلۂ ذکر نفس مطیع وقلب صافی شود ذوق وشوق روبترقی آرد دل از خطرات پاک گردید وقت مراقبۂ لا موجود الا اللہ درآمد چون درین مراقبہ از ہمہ اوست اغماض نظر کردہ ہمہ اوست را پیش نظر دارد درین استغراق فیض باطنی وجذبۂ غیبی مدد میفرماید از ہر چہ جز اوست بیخبر گردد شعور این بیخبری ہم نمی ماند بیند ہرچہ بیند داند ہرچہ داند گوید ہرچہ گوید معذور ست۔ اینست وحدۃ الوجود وحدۃ الموجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش گرفتہ نعرۂ انا النار زند نہ آنکہ بانقلاب حقیقت آتش شدہ این از حال تعلق دارد نہ از قال مقام غورست یعنی در حالتیکہ آہن پارہ خود را حوالۂ آتش کردہ از خیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آنست کہ آتش بر خود مستولی گردد و رنگ خود بخشد درین تصور اگر خیال دیگر گذرد در حق وے شرک است کہ مانع مقصود وقاطع الطریق اوست اینست معنی آنکہ در ضیاء القلوب بلاحظۂ سامی درآمدہ کہ در مرتبۂ ہمہ اوست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظہر پیش نظر سالک است بوئے شرک باقی است واللہ اعلم لا علم لنا الا ما علمتنا گرامی قدرا فقیر بی محابا طول لسانی کردہ چہ کند کہ بدون آن سخن تمام نمیشود ہرچند ازین تحریر خود نادم میشوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددۂ جناب داگردید اگر پسند خاطر و منظور والا گردد بندۂ ضعیف را بدعای خیر خاتمہ یاد دارند ورنہ باز فقیر را نیازارند والسلام وعلینا الا البلاغ المبین ؎

درین مشہد بگو یا لی فزن دم	سخن را ختم کن واللہ اعلم

محررہ ۲۱۔ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ در مقام خیر البلاد مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا تعظیمہا

مختصر احوال وصال عاشق ذو الجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ رح

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائد نہ تھی کل چوراسی سال تین مہینے بیس روز کا سن شریف تھا مگر کچھ خلقۃً ضعیف خفیف اللحم تھے اسپر مجاہدات وریاضات وتقلیل طعام ومنام پھر ہجوم خواص وعوام اور سب سے بڑھکر عشق حسن ازلی جو استخوان تک کو گھلا دیتا ہے ان اسباب سے آخر مین اسقدر

ضعف ہو گیا تھا کہ کروٹ تک بدلنا دشوار تھا کھانا پینا بار تھا مگر دل عشق منزل ہر وقت نشۂ لقا میں سرشار تھا اسی میں اسہال شروع ہو گیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت بحال تربیت طالبان خدا میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا آخر ضعف دائم ہوتا گیا حتی کہ بارہویں جمادی الآخر ۱۳۱۷ھ روز چہارشنبہ وقت اذان صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنت المعلی دمقبرۂ اہل مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر کے رکھے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ واقعی یہ ہے کہ ایسا شیخ کامل مکمل کسی نے کم دیکھا ہوگا۔ اللھم ارفع درجتہ فی اعلی علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ آمین یا رب العالمین۔ کسی نے ایک مصرعہ تاریخیہ کہا ہے حَیٌّ دَخَلَ الْخُلْدَ کہ قول اِنَّ اولیاء اللہ لایموتون سے مستنبط ہے حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت ہوئے اسطرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل ٹیلے کے ہے اُسپر ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جسمیں حضرت رضی اللہ عنہ رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں ؎

آئینۂ ہستی چہ باشد نیستی	نیستی بگزین گر ابلہ نیستی

سبحان اللہ۔ اس خواب میں حضرت رضی اللہ تعالے عنہ کے علو مقام و قرب تام پر کئی وجہ سے دلالت ہے اول مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیۂ ورفعناہ مکانا علیا و حدیث تشبیہ کثبان مسک کے رفعت مرتبہ کیطرف اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیۂ حور مقصورات فی الخیام نعیم جنت سے ہے سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ احب الالوان البیاض اونحوہ وارد ہے و نیز لباس سفید موافق حدیث صحیح ورقہ کے علامت جنتی ہونیکی ہے جیسا تعلیم و تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کے پنجم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بدولت اس ہستی و نیستی کے جو خاص مشرب و مذاق حضرت کا تھا جیسا اہل مشاہدہ پر مخفی نہیں بڑی دولت ملی ہے اسی لیے اس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا ششم مثنوی شریف کے مضامین میں ذکر حسب قول اہل حقیقت کے معنی کلام حق ہے آپ کی روح مطہر کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی معنوی کی ہے اور حسب آیۂ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللہُ عَلَیْھِمْ الخ دلیل قرب الہی ہے ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ کی شفقت و توجہ اپنے خدام کیطرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے ظہور مضمون لَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے افاضۂ برزخیہ کی تائید بھی ہوتی ہے جسکا محققین اثبات کرتے ہیں ایسا ہی خواب رویائے صالحہ کہلاتا ہے جسکے باب میں ارشاد نبوی ہے یراھا المسلم اوتری لہ والحمد للہ تعالی علی ذلک

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ وحدۃ الوجود از تصانیف حضرت شاہ امداد اللہ در مطبع مجیدی کانپور طبع شد

ماشاء الله لا قوة الا بالله
حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵
غذای روح
باہتمام نیاز مند محمد شفیع ابن عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب غفر لہ اللہ الوہاب
در مطبع مجیدی واقع کانپور طبع شد
ہر قسم کی عمدہ و سستی کتابیں ملنے کا پتہ:- حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کس سے ہو حمد و ثنا اُس ذات کی
کُن سے پیدا جسنے موجودات کی

اُس وجودِ پاک کی ہو حمد کب
جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب

قدرتِ حق یہ ہے جس سے دو جہان
ہوگئے دو حرف سے کُن کے عیان

حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا
کُن سے یہ کونین کا نقشہ بنا

ہے منزہ وہ تو از کون و مکان
اُسکے پر اوصافِ قدرت ہین عیان

یا الٰہی تو ہے بیچون و چگون
راہ اپنی کا مرا ہو رہنمون

ہے تو ہی پروردگار دو جہان
ہے تو ہی پیدا کنندۂ انس و جان

خوانِ الوان عام ہے سب پر ترا
شکرِ احسان پر کرون تیرا سدا

ہم سے طاعت کب تری آوے بجا
ہان مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا

تجکو جو لائق ہے طاعت اے خدا
ہووے شاید جب کسی سے کچھ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اے آمد ادا
کر تو اب کام و زبان شیرین ذرا

نام پاک اُنکا ہے احمد مجتبےٰ
ہاین وہ مقبولِ جنابِ کبریا

۱۲۱

کس سے ہووے نعت ختم المرسلین　جز بذات پاک رب العالمین
ذات احمدؐ ہے وہ بحر بیکران　جس کا اک قطرہ ہی یہ کون و مکان
ذات پاک احمدؐ ہے والشمس الضحی　جس کے یہ ذرے ہین سارے اولیا
ہے سزاوار اُس کو تاج سروری　زیب اُسے ہی خلعت پیغمبری
سرور عالم محمدؐ شاہ دین　پیشوای اولین و آخرین
حکم اُن کا ہے جہان مین سر بسر　وہ یہان آئے ہین سب سے پیشتر
ذات پاک اُنکی نہ پیدا ہوتی گر　ہوتے کب ارض و سما جن و بشر
اُسپہ پڑھ امداد تو لاکھون صلوٰۃ　تجکو ہو جس کی شفاعت سے نجات
آل اور اصحاب جتنے ہین تمام　پڑھ تو اُنپر سَو درود اور سَو سلام

مدح مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہسواران جہان مردان دین　چار یار مصطفیٰؐ اہل یقین
اولاً بوبکر صدیق اہل دین　دوسرے عادل عمرؓ الایقین
تیسرے عثمانؓ با حلم و حیا　چوتھے ہین حضرت علی شیر خدا
اور سب اصحاب سکے ذکی علوم　ہین ہدایت کے فلک پر وے نجوم
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا　ہے اِن ہی چارونسے دین کو ارتقا
اُن سے راضی ہے خداے دوسرا　اور خوش ہین اُنسے حضرت مصطفیٰ
تو بھی جان و دل سے لے امداد اب　رہ فدا اُنپر سدا ہر روز و شب
جو کوئی بد اعتقاد اُن سے ہوا　ہے وہ مردود جناب کبریا

اس داستان مین ہیگا بیان حضرت پیر و مرشد برحق عارف

نور مطلق شیخ المشائخ والاولیا حضرت مولانا و اولانا قطب

میان دو آب نور الاسلام حضرت خداوند میانجیو نور محمد جھنجھانوی لوہاروی نور اللہ مرقدہٗ و روح اللہ روحہ العریض قدس سرہٗ العزیز

نام ہے مرشد کے لیے امداد آ — دے زبانِ دل کو اب کچھ ذائقہ
سرور عالم شہِ دُنیا و دین — عاشق و معشوق رب العالمین
ماہی دریای توحیدِ خدا — مظہرِ حق مصدرِ سرِّ خفا
واقفِ اسرارِ حق دانای راز — بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز
شاہ دین سرخیلِ جملہ اولیا — تاج بخشِ اصفیا و اتقیا
پیشوا و شاہ شاہانِ جہان — مقتدای جانِ جانانِ جہان
رہنماے زبدۂ اربابِ علم — رہبرِ رہبر قدوۂ اصحاب علم
حامیِ دینِ متین خیر الامم — دافعِ بدعات و کین کفر و ظلم
اخترِ چرخِ ہدا ماہ عطا — بحرِ علم معرفت نجم الہدا
قبلۂ ارباب و اصحاب یقین — کعبۂ عُبّاد و زُہاد اہل دین
سیدھے پیر اور مُرشد اور مولی مرے — حضرت نورِ محمد نیک سیے
حضرتِ نورِ محمد اولیا — پیر و مرشد ہین مرے اور رہنما
ہین وہ بیشک مظہرِ انوارِ حق — سر سے پا تک مصدرِ انوارِ حق
دیکھ ٹک جلوہ ذرا اُس نور کا — جس سے ہو پُر نور یہ دونون سرا
سارے عالم پر ہے اسکا پرتوا — کونسی جا وہ نہین جلوہ نما
جس کے سر پر خاص سایہ اسکا ہو — ملکِ غیبی کا ہوا سلطان وہ
خاص جلوے کی چمک جسپر پڑی — چرخِ غیبی کا ہوا ماہ جلی
چشمِ رحمت سے نظر جس پر کرے — قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے

١١

پرتو اُس نور کا جس پر پڑا ہو گیا ذرے سے خورشید ضیا
پرتو ان کا اُسکے کیا ہووے بیان ہے ہر اک اُنمین سے خورشید جہان
آگے اُنکے ذرونکے ذرہ مثال ہے وہ خورشیدِ فلک بے قیل و قال
کیونکہ ہین یہ سب کے سب خورشید جان اور وہ ہی آفتاب آسمان
ان مین اُنمین فرق ہی بس ہشیار ان سے حاصل کار غیر اور اُنسے یار
روشنی انکی سے ہی دنیا کا کار نور سے اُنکے ہو حاصل رہے یار
دیکھ لے ہی چشم دل کی کھولکر ہر جگہ نور محمدؐ جلوہ گر
چاہیئے تجکو اگر وصل خدا سایۂ نور محمدؐ مین تو آ
عکس سے اُس نور کے تا ای پسر روے جانان پر پڑے تیری نظر
الغرض جو راہ حق مطلوب ہے جا قدم سے دوڑ میرے پیر کے
گرچہ یان سے کر گئے ہین انتقال فیض باطن ہی وہی انکا بحال
بلکہ سو چند اس سے ہی نور و ضیا کیونکہ پردہ جسم کا بھی اُٹھ گیا
اب تو بے بیشک وہ سراسر نور ہی نور ہے سایہ سے بالکل دور ہی
سال تاریخ تولد اور وفات انکی دونون مجھ سے سن ای نیک ذات
جب ہوا پیدا وہ نور معرفت شبلی دوران ادہم کی صفت
ہجرت نبوی کا ای فرخندہ فال بارہ سو پر تھا زیادہ ایک سال
بارہ سو انسٹھ مین کرکے انتقال اس جہان سے جا ملے با ذوالجلال
جس کو ہووے شوق دیدار خدا اُنکے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
مولد و مرقد شریف انکا بسر خلق مین روشن ہی جون شمس و قمر
گر نہ آوے تجکو دوری سے نظر پوچھ لے مجھ سے تو اب اے بیخبر
شہر جھنجھانہ ہے اک جاے ہدا مسکن و ماوا ہی اُس جا آپ کا

۱۲۴

مولد پاک آپ کا ہی اور مزار
اس جگہ تو جان لے لے ہوشیار

متصل اُس شہر کے لے نیکنام
ہے عجب دلچسپ درگاہ امام

سید محمود ہے نام شریف
ہو مکان وہ بس عجیب و بس لطیف

پاس اُس مرقد کے قبلہ رُخ بنی
ہے زیارت گاہ میرے پیر کی

اُس جگہ ہے مرقد پاک جناب
سر جھکاتے ہین جہان سب شیخ و شاب

اعتقاد دل سے جو جاوے وہان
اُسپہ سب اسرار باطن ہون عیان

دیکھتے ہی اُسکے مجھ کو ہے یقین
اُسکو ہو دیدار رب العالمین

کرتے ہی زیارت مزار پاک کی
ہو وین ظاہر اُسپہ اسرار خفی

کیون پھرے ہے جابجا سر مارتا
سایۂ نور محمدؐ مین تو آ

جو نہ ہو قدرت تجھے اُس نور تک
اُسکے خلفا کے تو جا دامن سے لگ

ہین بہت اُنکے خلیفہ او رمرید
پاسکے ہے اُنکو کب تو اے سعید

ہین مرید اور طالب اُنکے بیشمار
جن کی برکت ہے جہان مین آشکار

لیک اُنکا مرتبہ دیکھے ہے وہ
چشم بینا دل مصفا جس کے ہو

اُن کا رتبہ کب تجھے آوے نظر
ہو رہا ہے تو تو بالکل بے بصر

الغرض گر تجکو اب منظور ہے
دون بتا بعضونکا اُن مین سے تجھے

طالب صادق ہو جو تو اے میان
دون بتا خانہ کا مین اُنکے نشان

راہِ حق تجھ کو اگر مطلوب ہے
قصبۂ تھانہ بھون کی راہ لے

ہین خلیفہ آپ کے چند اک وہان
نور سے جن کے ہے روشن سب جہان

فیض اُنکا عام ہے اک خلق پر
چھوڑ گھر اور جلد لے جا اُن کا در

صحبت اُنکی جان پارس ہے فتا
جنکے ملنے سے ہو مس خالص طلا

ہے نگہ مین اسقدر اُنکی اثر
سنگریزے جس سے ہون رشکِ قمر

۱۲۵

دیکھتے ہی اُنکے دم مین ای اخی — سئو برس کا بت پرست ہو گو ولی
اسطرح کے چھوڑکر مردانِ مرد — چھانتا پھرتا ہو کیون عالم مین گرد
ہین خلیفہ اُنکے گرچہ بے شمار — لیک اُنمین ہین دو اعلیٰ با وقار
اُنمین سے دو شخص ہین اہلِ ہدا — ماہِ برجِ معرفت شمس الضحیٰ
نیّر برجِ کرم ماہِ عطا — گوہرِ دُرجِ نعم بحرِ سخا
صاحبِ ارشاد و تلقین و ہُدا — عاشقِ حق نائبِ خیر الورےٰ
عالم و زاہد ولی اہلِ مقام — متقی و پارسا و نیک نام
یعنے ہین حافظ محمد ضامن اب — فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب
دوسرے شیخ محمد مولوی — علم زہد اُن کا ہی عالم پر جلی
بحر ہے موّاج دونون علم کا — ظاہری و باطنی با اہتدا
وصف اُنکا ہو سکے کس سے ادا — بحرِ عرفان کے ہین دونون آشنا
مجمع البحرین ہین عرفان کے — جنسے باغ دو جہان سرسبز ہے
دیکھنے کو حق کے یہ آنکھین ہین دو — بے حجاب ہو دیکھ اِنسے یار کو
دیکھنے کو مصحفِ رخسارِ جان — چشمۂ عینک ہین دونون ایکسان
ملکِ عنیی کے ہین دو شمس و قمر — نور سے دیکھ اُنکے روے سیمبر
شمع دو ہاتھو نہین دیدی ہین ترے — راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے
اسپہ بھی پھر تو اگر اندھا رہے — قعرِ گمراہی مین بیشک جا پڑے

۱۲۶

مناجات بجناب باریتعالیٰ

اُن کی برکت سے مجھے بھی یا خدا — اپنے کوچہ کا ذرہ رستہ بتا
ساتھ کا میرے ہر اک واصل ہوا — کوے فرقت مین رہا مین ہی پڑا

غزل

مین بھی تو اس نور کا سایہ ہون آہ
درد مجکو ڈال کرمت کر تباہ

گرچہ نا لائق ہون بدکار اور برا
کفش بردار ہون مگر اس نور کا

نیک ہون یا بد بھلا ہون یا برا
تیرا کہلا کے کہان جاؤن خدا

مت اٹھا ذلت سے اس در سے کہین
دوسرا در مجکو اب ملتا نہین

اپنی رحمت سے بلا یا دور کر
پر نچھوڑون گا کبھی مین تیرا در

مجھ سے ہین بندے ترے بے انتہا
پر نہ مجکو تجھ سوا ہے دوسرا

دیکے عزت پھر مجھے مت کر تو خوار
اور نہ کر ذلت دے گنہ سے شرمسار

مت مسلط مجھ پہ کر شیطان و نفس
ہاتھ سے تیرے ہو جو ہو اور بس

تجھ سے ہی شرمندگی بس ہو مجھے
پر نکر شرمندہ آگے اور کے

شامت اعمال سے اپنے مگر
ایک مدت تک رہا ہون دور تر

ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے
اب جو آیا ہون تو مجکو بخشدے

کیا کرون مین عذر تقصیرات کا
تیرے آگے عجز و زاری کے سوا

آہ و زاری سے اٹھا دست دعا
مانگتا ہون تجھ سے تجھ کو یا خدا

تجھ کو ہی تجھ سے طلب کرتا ہون مین
اور کی خواہش نہ اب کرتا ہون مین

نے گدائی تاجداری چاہیئے
پر ترے کوچہ کی خواری چاہیئے

کرنے مجھے یون اپنی الفت سے تو مست
جتنے ہو وین سب خیال غیر پست

دے مجھے اب ہوش یارب اسقدر
تجھ پہ دیوانہ رہون آٹھون پہر

ذکر ہووے تو ترا ہووے سدا
فکر ہووے تو تری ہووے سدا

غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو
تیری الفت سے یہ دل معمور ہو

فکر باطل دل سے میرے دور کر
مظہر انوار سے پر نور کر

دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی
ایک دم آرام نا پاؤن کبھی

۱۲۷

شغل ہووے درد و غم کے جام سے — ایک دن بیٹھون نہین آرام سے
درد و غم کر اسقدر یارب عطا — جو کہ دیکھے مجکو دے آنسو بہا
سینہ بریان چشم گریان جان بلب — عشق مین کھینچون سدا رنج و تعب
کر عنایت بیخودی اب مجکو دو — آپ کو کھو کر مین پاؤن آپ کو
دردِ الفت دے وہ اب دلکو مرے — درد میرے کو دوا ہو درد سے
خاکِ راہ دردمندان کر مجھے — جان بریان چشم گریان کر مجھے
دے وہ گریہ کو مرے شور لب غفور — جس سے ہوجا چشم طوفان کا تنور
تا کہ کر دون غرق اُس مین غیر کو — ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو
کر عطا ایسی طپش دل کو مرے — ماسوا جانان کے سب کو پھونک دے
داغ دل سے کر مجھے باغ و بہار — تا کہ آوے سیر کو وہ گلعذار
خانۂ دل کو مرے ویران کر — گنج اُلفت اُس مین بھر دے سر بسر
رنگِ غیر آئینہ دل سے دور کر — تا کہ دیکھون اُسمین روے سیمبر
دامِ الفت مین پھنسا کر جلد تر — دو جہان کی قید سے آزاد کر
جامِ وحدت سے مجھے یون مست کر — حرفِ غیریت کا ہو دل سے بدر
دوست سے کر پُر مرا یون لحم و پوست — پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست
دے رہائی مجکو یارب آپ سے — آپ کو مین اپنے پاؤن آپ سے
کر جگہ دلبر کی یون دل مین مرے — غیر کی اُس مین نہ گنجایش رہے
ہر رگ و پے مین سماوے مثلِ جان — دور ہو حرفِ دوئی از درمیان
ما و من کا مرض دل سے دور ہو — تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو

اسمین بیان ہے لُطف اور احسان کا حضرت مولانا و ہادینا و مرشدنا قطب میان دو آب نور الاسلام حضرت خداوندم مولوی نور محمد قدس سرہٗ

کا کہ اوپر مجھ ناکارہ بیچارہ بدراہ روسیاہ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

جلوۂ نورِ محمدؐ نے اب آ — دو جہان سے مجکو فارغ کر دیا
خود دکھا برقِ تجلّی کا جلال — خرمنِ تن مین مِرے دی آگ ڈال
دیکھکر اُس شعلۂ رو کی بہار — سر بُنِ مُو سے مِرے نکلے شرار
اُن شرارون کو اجازت دون اگر — ہاک کردین ماسوا کو پھونک کر
دیکھتے ہی لالۂ رُخ کی پھبن — داغِ دل سے ہوگیا باغ و چمن
پھنسکر اُس کی زلف مین امداد مین — دو نون عالم سے ہوا آزاد مین
تھی شبِ معراج نے وہ زلف تھی — جو تجلی اُس نے پائی نور کی
بحرِ عرفان لطف سے اُس نور کے — موجزن امداد کے سینہ مین ہے
ایک چشمہ بھی جو اُس سے کھولدون — غرق اُسمین دو نون عالم کو کرون
اِک حباب اُس بحر کا ہے یہ سما — ایک ذرہ ہے یہ خود اُس نور کا
گر دکھاؤن اُس کا دُر شاہوار — دو جہان کو اُسپہ کر ڈالون نثار
جو دکھاؤن اُس تجلّی کی چمک — پھونکدے ماہی سے لیکر ماہ تک
یہ رہے نہ وہ رہے نہ مین نہ تو — ہُو ہی ہو باقی رہے خود ہُو ہی ہُو
بل نہ حرفِ ہُو رہے پھر جان تو — ہو ہی ہُو باقی رہے خود ہُو ہی ہُو
اس جگہ خاموش رہنا چاہیئے — سرِ باطن مت زبان پر لائیے
رکھ قدم امداد اس جا تھام تھام — غور فہمِ عام پر کرو السّلام
لطف و احسان اُسکا لکھ سکتا ہے کب — سرِ قلم کا بھی قلم اس جا ہے اب
دیکھ یان مت مار دم امداد اب — بندہ ہو کر حق سے کر حق کو طلب

ذوق شوق محبت الٰہی کے بیان مین ہ

اے خدا اے مالکِ ہر دو سرا
درد فرقت سے مرا دل ہے بھرا

تیری دوری سے بہت بیتاب ہون
ریگ پر جون ماہیِ بے آب ہون

بیقراری ہے بہت اے کبریا
ڈھونڈھنے تجکو کہان جاؤن بتا

تو ہی بتلا آپ اپنی مجھ کو راہ
جس سے پہونچون تجھ تلک اے بادشاہ

بِن بُلائے تیرے اے شاہ جہان
تجھ تلک مین پہونچ سکتا ہون کہان

واسطے اپنے ذرا صورت دکھا
تاکہ جی قیدِ دوئی سے چھوٹ جا

اس دوئی نے کردیا دور اسقدر
آپ کی بھی مین نہین رکھتا خبر

بحرِ وحدت سے مجھے لاکر یہان
ڈالا یون کثرت مین لے جانِ جہان

۱۳۰

دور کرکے مجھ سے کثرت کے حجاب
جلوہ وحدت دکھا مجھ کو شتاب

تاکہ قیدِ ماؤمن سے چھوٹ کر
اصل سے اپنے کہین پاؤن خبر

پھر مین اپنا اُس کو کرکے راہبر
تجھ تلک پہونچون کہین اے باخبر

وہ بھی تو اِک وقت تھا اے کبریا
جز وجودِ پاک کے کوئی نہ تھا

بحرِ وحدت مین یہ جان تھی غوطہ زن
کچھ دوئی کا تھا نہ وان رنج و محن

مُلک مین ہستی کے اے امدادا
گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا

قیدِ ہستی مین پھنسا تو اس قدر
اصل کی اپنی نہین تجھ کو خبر

عہد و پیمان جو کیے تھے تو نے وان
کچھ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے یہان

عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا
راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا

جس لیے پیدا کیا تھا تجھ کو یار
وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار

بھائی اُس نے یہ مضمون کتاب نان وحلوا کا کہ تصنیف بہاء الدین عاملی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھا لکھا

سُن تو اے شکنندۂ راہ قدیم
اور اے گم کردہ راہ مستقیم

گوش جان سے سن تو بلبل سے ذرا　　یار کی باتون سے یہ کہتی ہے کیا
ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی　　پوچھ باتین اس سے اس دلدار کی
آفرین اے بلبل بستان جان　　کہہ مرے دلدار کی تو داستان
آفرین اے بلبل دستان سرے　　آفرین اے قاصد بستان سرے
قاصدا جلدی خبر مجکو سنا　　کہتا ہے حق مین مرے کیا دلربا
مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلربا　　اور مائل بھی ہے کچھ سوے وفا
یا ہمیشہ ہجر پر مسرور ہے　　سچ بتا جو کچھ اسے منظور ہے
آفرین اے پیک فرخ فال من　　آفرین اے مایۂ اقبال من
آفرین اے بلبل خوش خوان تجھے　　ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے
ہین نوا مین کیا تری آتش بھری　　آگ جس سے یون مرے دل مین لگی
سوز دل سے میری با آہ و فغان　　ہر بن مو سے نکلتا ہے دھوان
آفرین اے ہدہد شہر سبا　　آفرین اے قاصدان دلربا
آفرین اے طوطی شکر شکن　　تجھ سے ہو قربان میرا جان و تن
کہہ تو پھر مجھ سے ذرا حال صنم　　لیگیا تحقیق دل سے رنج و غم
نجد کے یارون کی دے مجکو خبر　　تاکہ ہو وین مست سب دیوار و در
پھر سنا بہر خدا اے نامہ بر　　زمزم و خیف و منا سے کچھ خبر
ہے دل و جان دونون غم مین مبتلا　　تاکہ چھوٹین سنکے حال دلربا
مسکن و ماوی سے پھر میرے ذرا　　دے خبر بہر خدا بہر خدا
پھر کہو کچھ یار بے پروا سے　　کسلیے مجھ سے وہ اب ناراض ہے
کیون خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب　　عہد و پیمان توڑے کیون یک لخت سب
کہہ ذرہ بہر خدا اک حرف تو　　از زبان آن نگار تند خو

۱۳۱

جس سے ہو تسکین کچھ دل کو مرے — وہ بیان کر مجھ سے ہون قربان ترے
ایک دن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم — مثل بوُ و گل تھے آپس مین بہم
ایک دن وہ تھا کہ ہم سے دلربا — گاہ خوش ہوتا تھا اور گاہے خفا
خوش وہ دوران تھا کہ گاہ از کرم — مارتے راہ وفا مین تھے قدم
خوش زمانہ تھا کہ اس ہجران مین — مجھ پہ جو جو گذرے تھا اُس آن مین
پھرتا تھا صحرا بہ صحرا کو بہ کو — اپنے اُس دلبر کی کرتا جستجو
آخرش اک شب بصد رنج و الم — مین کرون تھا گوشہ مین یاد صنم
سر بزانو غم سے اُس کے بیٹھکر — کھینچتا تھا دل سے آہِ پر شرر
جان لیوا نیر حسرت گفتار سے — دل بھرا نومیدی دیدار سے
وہ قیامت قامتِ پیمان شکن — آفت دوران بلاے مرد و زن
فتنۂ ایام و آشوب زمان — خانہ سوز صد چو من بے خان و مان
دیکھتا کیا ہون کہ وہ مہر منیر — خود بخود ہوتا ہے یان رونق پذیر
ق
ناگہان در سے مرے وہ بیحجاب — لب گزان ڈالے ہوے رخ پے نقاب
زلفِ مشکین دوش پہ ڈالے ہوے — اور نگہ سے کار عالم کا کیے
بے محابا پاس میرے آن کر — پوچھنے مجھ سے لگا وہ باخبر
یہ کہا اے شیدا دلِ محزون مرے — وے بلاکش عاشقِ مفتون مرے
آتش فرقت مین تیری دل کا حال — کیا ہے کچھ تو منہ سے تو اپنے نکال
مین کہا اس سے قسم اللہ کی — جان اب مجھ مین نہ کچھ طاقت رہی
بیٹھکر اِک دم سرِ بالین پہ — اُٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر
ساتھ اپنے لے گیا وہ خود پرست — عقل و دین میرا وہ سارا ایک لخت
مین نے تب اس سے کہا اے خوش ادا — پھر مین کب دیکھونگا تجکو یہ بتا

یہ لگا کہنے مجھے دیکھے گا تو ❊ خواب مین اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت اور صرف کرلے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنون اور غرض قول نبی صلعم کے کہ سؤر المومنین شفاءٌ یعنے جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری ساری قیل و قال مین ❊ پھنس رہے غفلت سے اس جنجال مین

اے ندیم اب بہر حق اُٹھ تو سہی ❊ کچھ نہین طاقت ہی اب مجکو رہی

۱۳۳ اے ندیم اب کفش پاسے دور کر ❊ بہر موسیٰ ہی وہ آتش جلوہ گر

دے مجھے اب وہ شراب شعلہ زن ❊ جس سے جلکر خاک ہو تن اور بدن

اور پلا جلدی سے مجکو وہ شراب ❊ غیر حق ہو جس سے جلکر سب کباب

وہ شراب اب مجکو دے تو لے لبیب ❊ راہ بر ہو جو کہ در راہ حبیب

دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر ❊ مست ہون پینے سے جسکے اسقدر

جسطرف دیکھون اُٹھا کرکے نظر ❊ کچھ نہ آوے غیر دلبر کے نظر

وہ پلا مجکو تو اب بہر خدا ❊ تا کہ فارغ ہون ز قید ماسوا

اور مے خمر الحنا ہی لا وتم ❊ چھوڑ پیالون کو لگا دو منھ سے خم

اُٹھ توجہ کر ذرہ بہر خدا ❊ کرتا ہے تسبیح اسکی دل مرا

خوف مت کر اب تو اے صاحب شعور ❊ کیونکہ ہے اللہ تو رب غفور

تنگ ہی افسوس وقت عمر اب ❊ حیف ہی صد حیف کھوئی عمر سب

آہ صد افسوس یہ عمر عزیز ❊ کھوئی اپنے ہاتھ سے ہو بے تمیز

علم رسمی دور کر مجھ سے اخی ❊ عمر علم رسم مین گذری مری

علم رسمی سارا قیل و قال ہی ❊ اُس سے کچھ حاصل نہ حظ اور حال ہے

دل کو کرتا ہی یہ مُردے سے تبر ۔ کچھ نہین حاصل ہی اس سے جز خطر
طبع کو افسردگی بخشے مدام ۔ مولوی باور نہ رکھے پھر کلام
علم کان برتن زنی مارے بود ۔ علم کان بر دل زنی یارے بود
خرچ تو نے علم گرتن پر کیا ۔ ہو گیا حق مین وہ تیرے اژدہا
علم سے کرے صفائی دل کی یار ۔ ہے وہی پھر تیرا یار و غمگسار
علم حق ہے جان علم عاشقی ۔ ما بقی ہے مکر ابلیس شقی
عاشقی کا حکم حق ہے اور درست ۔ اور سوا اسکے ہین سارے علم سُست
جسکے دل مین ہو نہ اُلفت یار کی ۔ ہے بلاشک وہ تو قابل نار کی
ہو نہ جس دل مین محبت کا اثر ۔ ہے خدا کی مار اُس پر بیشتر
جسکے دلمین ہو نہ مہر گلرخان ۔ کہنہ انبان ہو وہ پر از استخوان
رازِ باطن اس سے کب تجھپر ہو باز ۔ گو ترے شاگرد ہون شو فخر راز
علمِ رسمی گو تو کیسا ہی پڑھے ۔ رازِ باطن اُس سے کب تجھپر کھلے
جو کوئی قربان نہ ہووے یار پر ۔ اس کا لائق ہے جدا ہو تن سے سر
جو نہ ہووے مبتلاے ماہ رو ۔ نام اُسکا پوچ انسانی سے دھو
جس کسی کے ہو نہ دلمین مہر یار ۔ اُسپہ لائق ہے کہ ہو یالان کا بار
الغرض اس علمِ رسمی مین اخی ۔ کھو چکا تو عمر اپنے کام کی
علمِ دین ہے فقہ و تفسیر و حدیث ۔ جو سوا اسکے پڑھے ہو وہ خبیث
عمر سے تیرے کوئی پوچھے اگر ۔ سات دن باقی ہین اسمین شک نکر
سُن تو اس ہفتہ مین لے قدر خدا ۔ اب پڑھے گا علم بتلا کونسا
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم ۔ ہندسہ یا رمل اعداد و رسوم
یہ علوم اور یہ خیالاتِ صور ۔ فضلۂ شیطان ہے یہ سنگ پر

۱۳۴

جو ہو دل خالی زعشق دلبران
دل کو علمِ عشق سے خالی اگر
سنگِ استنجا شیطان ہو وہ دل
حیف ہو رکھتا ہے جو تو اے دغل
لوح دل سے فضلۂ شیطان دھو
چند خوانی حکمتِ یونیان
پڑھ چکا تو حکمت یونیان
علمِ معقولات بے بنیاد ہے
بحثِ نحو و صرف مین کی عمر صرف
دل کو روشن کر بانوار جلی
فخر رازی اور ارسطو بو علے
ان کو جو پڑھتا ہو تو اے زشت خو
سرورِ عالم شہ ہر دو سرا
سو ارسطالیس سو بو علی
مومنون کے جھوٹے مین ہے شفا
کھالیا ہو زہر اگر تو نے ذرا
سینہ اپنا جاکے تو صد چاک کر
کب تلک افسوس زاری بیشمار
کب تلک بیہودگی سے گفتگو
کب تلک اس فکرِ باطل مین بھلا
فکر کر اس کا جو تیرا یار ہو

سنگِ استنجا شیطان اسکو جان
دیکھتا ہے بے حیا ٹک غور کر
دل نہین ہے یہ سرشت آب و گل
سنگِ استنجا دیوا اندر بغل
اے مدرس درس عشق ہم بگو
حکمتِ ایمانیان را ہم بجو ان
حکمتِ ایمانیون کو بھی تو جان
مغز کو خالی کرے گا تا بکے
اب تو فصلِ عشق سے پڑھ یک دو حرف
کیون بتاہے کاسہ لیس بو علے
ہین یہ باطل اور انکے علم بھی
خوک اور کتون کا جھوٹا کھاتا تو
کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا
کب شفا حضرتؐ نے فرمایا اخی
کافرون کا جھوٹا ہے زہر اور بلا
جا کے کھا تریاق تا ہووے شفا
دل کو تو آلودگی سے پاک کر
شرم کر حق اور نبیؐ سے اے تو یار
تو کرے گا اب بتا اے زشت خو
تو رہیگا مبتلا اے بے حیا
درد و غم کا تیرے حامی کا رہو

سن دف و نے سے وہ کل مرد عرب | کہتا تھا کیا خوب از روے طرب
گوش جان سے سن ذرا اے نیک خو | قول اک مرد عرب کا مجھ سے تو
تھا عرب مین ایک مرد خوش ادا | عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذائقہ
ایکدن فرحت سے وہ بے رنج و غم | دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم
اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے | یعنے اس مضمون کو جی جان سے
ہووے تم قوم اے مردان کار | مدرسہ مین رہ کے یون لیل و نہار
کچھ کیا حاصل نہ تم نے زینہار | جز خیال اور وسوسہ ای نابکار
جو کہ کرنا تھا کیا تم نے نہ کام | عمر باتون مین کری ناحق تمام
حق حق و بق بق مین یہ عمر عزیز | تم نے کھوئی رائگان اے بے تمیز
پر کبھی تم نے نہ ذکر اس کا کیا | جس نے یہ تم کو دیا ذہن و ذکا
ذکر مین اور فکر مین غیر کے آہ | جان اور تن کو کیا ناحق تباہ
چھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا | لے لیا ہے آہ رستہ نار کا
ہے تمھارا ذکر در غیر انجیب | کچھ نہین عقبی مین اب تم کو نصیب
لوح دل سے دھو اسے ای نیکذات | علم جو دیوے نہ عقبی مین نجات
ساقیا یک جرعہ از جام قدم | دے تو اب امداد کو بہر کرم
تا کرے شق پردہ پندار کو | یار کی آنکھون سے دیکھے یار کو

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خلائق سے ہے

جس کو دے توفیق رب العالمین | ہو وہ قیل و قال سے عزلت گزین
تجکو خلوت مین ہی عزت اے فتا | اختلاط خلق سے ڈھونڈے ہی کیا
جو ملے گوشہ سے عزت بر ملا | خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہی کیا
دامن عزلت سے پامت کر بدر | کیون پھرے ہی جون گدایان دربدر

گوشۂ خلوت مین تو بیٹھا اگر — پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ دھر
جو تو دیو نفس سے پاوے امان — جا پری کی طرح سے ہو جا نہان
جسطرح پریان جو رہتی ہین چھپی — دیو کے ہاتھون سے رہتی ہین بچی
اسطرح جب دور ہو تو خلق سے — نفس اور شیطان کے ہاتھونسے بچے
کب حقیقت سے کھلے گا تجھپہ در — تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر
ہووے کب حاصل تجھے راہِ خدا — جب تلک چھوڑے نہ دنیا کا مزا
جو تو چاہے عزت دُنیا و دین — خلوتے از مردم دنیا گزین
جس نے پایا کچھ بھی خلوت کا مزا — ہوگیا وہ دو جہان کا پیشوا
جب ہوئی پوشیدہ سب سے لیل قدر — ہوگئی وہ رشک صد خورشید بدر ۱۳۷
چھپ رہی ہی جو شب قدر ای فتا — اسلیے مقبول ہے پیش خدا
ہے نہان جو اسم اعظم اسلیے — سارے نامون کا وہی سردار ہے
ہو تو گر عالم سے پنہان اے ولی — لیلِ قدر اور اسم اعظم ہے توہی
بیٹھ جا گوشہ مین ای فرزانہ مرد — اور جمیع ما سوا اللہ سے فرد
گنج مقصد ہی یہ خلوت لے پسر — لیک علم اور زہد ہو وین جمع گر
علم بن مت بیٹھ گوشہ مین فتا — اسمین ذلت ہے تجھے بے انتہا
اور برا ہے علم بھی بے زہد کے — تو سمجھ اسکو ذرہ اے نیک پے
اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف — غور سے سن اسکو اے مرد شریف

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار مین رہتا تھا اور جوان دنیا دار کی

تھا کسی جا ایک مرد خوشخصال — عالم و فاضل ولی صاحب کمال
عالم و زاہد سخی اہل کرم — متقی و پارسا و محتشم
رکھتا تھا گھر مین وہ اپنے اک پسر — صورت ظاہر مین مانند قمر

گرچہ ظاہر مین تھا ازبس خوبرو ‏ ‏ لیک باطن مین تھا بد اور زشت خو

نا خلف تھا حد سے زیادہ وہ پسر ‏ ‏ رنج تھا اس بات سے اُس شیخ پر

الفت پدری سے پر ای نیک پے ‏ ‏ علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے

اپنی کم بختی سے لیکن وہ پسر ‏ ‏ بھاگتا تھا پڑھنے سے ادھر اُدھر

کرتا تھا صحبت بد ونکی اختیار ‏ ‏ نیک باتون سے اُسے آتی تھی عار

کہتا تھا جس بات کو اُسکا پدر ‏ ‏ کرتا تھا برعکس اُسکے وہ پسر

آخرش اک روز تنگ ہو کر کہا ‏ ‏ باپ نے اُسکے کہ سُن اے بےحیا

جو کہ تجکو لکھنا اور پڑھنا نہین ‏ ‏ دور ہو جا پاس سے میرے کہین

مین نہین دیکھا ہی تجھ سا ناخلف ‏ ‏ گاؤخر بھی تجھ پہ رکھتے ہین شرف

ایسے نالائق سے کیا اُمید ہی ‏ ‏ دین و دُنیا مین نہ کام آوے مرے

دور ہو گھر سے نکل اے بےحیا ‏ ‏ نوکری کر جا کہین اور کھا کھلا

بے حیائی سے یہ بولا وہ پسر ‏ ‏ ہے خوشی میری بھی یون ہی ای پدر

عرض کی اُسنے کہ حضرت خوب ہے ‏ ‏ جلد مجکو آج رخصت کیجیے

ایک گھوڑا خوب سا لے دیجیے ‏ ‏ اور خرچ راہ بھی کچھ دیجیے

تا کہ جب تک مین کہین نوکر نہ ہون ‏ ‏ قوت یسری اُس سے مین اپنی کرون

سنکے اُسکے باپ نے پھر جلدتر ‏ ‏ کر دیا تیار اسباب سفر

ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا ‏ ‏ اور خرچ راہ بھی کچھ دے دیا

اور کپڑے ونکے کئی جوڑے بنا ‏ ق ‏ ساتھ اُسکے کر دیے اور یون کہا

جا ترا حافظ خدا اے بدگہر ‏ ‏ پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر

ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا ‏ ‏ پھر نہ مُنھ اسطرف کو اُسنے کیا

شہر شہر و در بدر پھرنے لگا ‏ ‏ نوکری کی جستجو کرنے لگا

رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجوان اک شہر کے بیچ پہونچا ناگہان
کہتے ہین اُس شہر مین تھا اک امیر صاحب حشمت امیر بے نظیر
اُس امیر نیک کی اے خوش ادا نوکری کا تھا قلم جاری سدا
دے تھا عرضی نوکری کی اُسکو جو اُس کو نوکر اپنا کر لیتا تھا وہ
عرض کی اُسنے جون ہی جا کر کہا نام اُسکا جھٹ سوارونمین لکھا
ایک مدت تک سوارونمین رہا ہوتے ہوتے عہدہ پھر بڑھنے لگا
پھر جو کی قسمت نے اسکی یاوری فوج ساری کا ہوا افسر وہی
چند عرصہ مین ہوا وہ نوجوان صاحب حشمت امیر کامران
عیش او عشرت مین وہ رہنے لگا بے غم و بے رنج و بے محنت سدا
ایک مدت تک رہا اس رتبہ پر جب تلک چاہا خدا نے وہ بسیر
اُس بسر کی جس گھڑی اے نیکنام عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام
کی قضا نے جو نظر نوعِ دگر دم کے دم مین ہوگیا زیر و زبر
نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ نا وہ دولت نا وہ حشمت نا وہ جاہ
نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ دم کے دم مین ہوگیا بالکل تباہ
رہگیا جیسا کہ تھا پہلے وہ مرد مفلس و مسکین پھر با سوز و درد
ہاتھ سے تقدیر کے وہ بینوا ٹھوکرین کھاتا پھرے تھا جابجا
پھرتا تھا صحرا بہ صحرا در بدر فقر و فاقہ سے وے خستہ جگر
پھرتے پھرتے الغرض با سوز و درد اک شہر کے بیچ جا نکلا وہ مرد
دن کو تو اُس شہر مین پھرتا رہا رات کو جا ایک مسجد مین پڑا
تا مسافر جانکر اُس شخص کو دے کھلا کھانا کوئی مردِ نکو
الغرض کی رات مسجد مین بسر ہوگئی اتنے مین صبح جلوہ گر

۱۳۹

صبح ہوتے ہی وہ مرد بینوا
باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا

سوچنے دل مین لگا اپنے جوان
یا الٰہی اب بتا جاؤن کہان

تھا اسی حالت مین وہ مرد گدا
دیکھتا کیا ہے کہ اک خلق خدا

پہنکر پوشاک اور گھر سے نکل
جاتی ہے جنگل کو دوڑی بے خلل

اپنے اپنے گھر سے ہر اک مرد وزن
جانب صحرا روان ہے بے محن

اس جوان کے دلمین یہ آیا خیال
دیکھ تو تو بھی ذرہ چل کر کے حال

ہو رہا ہی آج صحرا مین یہ کیا
بے محابا جو ہر اک جانب ہے چلا

جاتا ہے

کہہ کے یہ اور اُٹھ کے وہ مرد خدا
ساتھ اُن لوگون کے آخر ہو گیا

۱۴۰

عنقریب اُس شہر کے اک کوہ تھا
اسمین اک درویش رہتا تھا سدا

غار کے اندر ہی اندر وہ گدا
رات دن کرتا عبادت کو ادا

حق تعالیٰ اُسکو قدرت سے مدام
بھیجدیتا تھا اُسی جا پر طعام

اسلیے اُس غار سے باہر اجی
وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی

اُسکا بعد اک سال کے معمول تھا
غار سے باہر نکل کر بیٹھتا

تھا معین ایک دن ہر سال مین
باہر اُسدن آتا تھا ہر حال مین

کوہ کی چوٹی پر آکر بیٹھتا
آپ کو دکھلاتا سب کو دیکھتا

خلق اُسکے دیکھنے کے واسطے
جمع ہوتی تھی تلے اُس کوہ کے

منزلون سے آتی تھی خلق خدا
اُس کی زیارت کے لیے اُسدن سدا

تھا وہ دن عالم مین گویا روز عید
وان کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید

اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے وان
لائق اپنے ہر کبیر و ہر جوان

الغرض اُسدن اسی معمول پر
جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر

یہ جوان بھی تھا وہین حیران کھڑا
دیکھیے ہوتا ہے یان کیا ماجرا

اتنے مین اک شور خلقت سے اُٹھا | آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا
دیکھکر درویش کو اُس کوہ پر | دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر
اور طلب کرتے تھے اُس درویش سے | بس دعاے خیر سب چھوٹے بڑے
اپنے اپنے مدعا کے واسطے | لوگ اُس سے ہی دعا کرواتے تھے
اور وہ درویش بھی با التجا | اُنکے حق مین مانگتا حق سے دعا
الغرض اُس دن صبح سے تا بشام | تھا رہا اُس کوہ کے گرد ازدحام
شام کے ہوتے ہی وہ پیر ہُدا | اُٹھ وہان سے غار کے اندر گیا
خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی | رہ گیا وان وہ جوان اجنبی
سوچنے جی مین لگا اپنے جوان | مین بھلا لے دل بتا جاؤن کہان
آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا | تو کرے گا شہر مین جا کرکے کیا
کر بسر جیون تون یہان اس رات کو | صبح کو پھر دیکھیے جو ہو سو ہو
کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھکر زیر سر | پڑ رہا جنگل مین تنہا خاک پر
جب گئی تھوڑی سی رات اُسکے تئین | دل مین اُسکے یہ خیال آیا وہین
کیون پڑا تنہا یہان اے پُر خلل | اُٹھکے اُس درویش کی خدمتمین چل
گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار | کر تو درویشون کی خدمت اختیار
صحبت درویش سے مسرور رہ | اور ساری خلق سے بس دور رہ
حُبِّ درویشان کلیدِ جنت ست | دشمنِ ایشان سزای لعنت ست
دوست درویشون کا ہووے جنتی | دشمن اُنکا ہو بلا شک دوزخی
چلکے اُس درویش کی خدمتمین اب | سیکھ کچھ راہ خدا اے بے ادب
واسطے دُنیا کے کیون اے بیخبر | ٹھوکرین کھاتا پھرے ہے دربدر
کیا ہی حاصل رنج لے جانا تجھے | آخر اک دن یار مرجانا تجھے

۱۴۱

آخرت کے کار سے غافل نہ ہو — دولتِ دُنیا پہ تو مائل نہ ہو
دلمین اپنے پختہ کر کے یہ خیال — غار کی جانب چلا گھوڑے کی چال
اعتقادِ دل سے وہ لے نیک بجے — جا کے قدمونپر پڑا درویش کے
دیکھکر درویش بولا لے جوان — کیا ترا مطلب ہے کہ مجھ سے بیان
عرض کی اُسنے کہ اے پیر ہُدا — ہے مجھے مطلوب اب راہِ خدا
اور مجکو چاہتا ہے کچھ نہین — راہِ حق تبلائیے میرے تئین
یہ کہا درویش نے ای نوجوان — گر یہی منظور ہے تو رہ یہان
میری خدمت مین رہا کر تو سدا — تا ترا مقصود بر لاوے خدا
بے کیے خدمت کوئی پاتا نہین — خدمتی محروم اب جاتا نہین
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد — ہر کہ خود را دید او محروم شد
جس نے خدمت کی ہو مخدوم وہ — کی خودی جسنے رہا محروم وہ
جو تجھے خدمت پسند آئی تری — ایک دم مین تجکو کر دونگا ولی
جہل سے اپنے وہ درویش غبی — آپ کو سمجھے تھا عالم اور ولی
جہل سے بدتر نہین ہے کوئی شے — جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے
جہل سے ہو دلمین نخوت اور غرور — رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور
جہل تن مین اک بلائے جان ہے — آدمی جاہل بھی کچھ انسان ہے
ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور — جاہلونپر ہو غضب حق کا ضرور
تو بھی ای آمدا اگر ہے ہوشیار — صحبتِ جاہل نہ کرنا اختیار
تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ — جاہلون کی ہوئے صحبت مثل آگ
ہو یہان جاہل سے اکثر کام بد — آخرت مین اُسکا ہوا انجام بد
جب تلک زندہ ہے جاہل خوار ہے — عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے

جہل سے اپنے گدا نے آہ آہ — غیر کو ناحق کیا یار و تباہ
جہل کا اُسکے کرونین گر بیان — قہقہہ مارے ہر اک پیر و جوان
الغرض پھر وہ جوان با صد خوشی — پڑ رہا خدمت مین اُس درویش کی
پاس اُس درویش کے رہنے لگا — اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا
جو کہ فرماتا تھا پیر اُسکے تئین — جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا وہین
ایک مدت جب گئی اُسکو گذر — پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور
ایک دن درویش نے اسکو اخی — سامنے اپنے بٹھایا با خوشی
ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا — اُس جوان سے وہ فقیر بے نوا
اُس جوان نے خوش جو پایا پیر کو — عرض کی اُسنے کہ اے فرخندہ خو
ہو جو گستاخی مری اسدم معاف — عرض خدمت مین کرونین صاف صاف
یہ کہا درویش نے اے نوجوان — جو ترا دل چاہے کر مجھ سے بیان
عرض کی اُسنے کہ یہ جو آپ کی — آنکھ پر ہے موم کی ٹکیا لگی
اِس کو تم وقتِ وضو اور غسل کے — دور کیون کرتے نہین ہو آنکھ سے
دوسرے یہ ناک مین بتی جو ہے — اسکے رکھنے کا سبب بتلائیے
دونون باتون کا مجھے دیجیے جواب — تا کہ ہو موقوف دل کا پیچ و تاب
یہ کہا درویش نے اے یار غار — جبکہ کی مین نے فقیری اختیار
یہ کیا تھا عہد مین نے اُس گھڑی — جب تلک باقی ہی جی مین میرے جی
مین کرونگا نفس کے برعکس کار — گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار
اس سبب سے رات دن مین برملا — برخلافِ نفس کرتا ہون سدا
ناک کی بتی کا سن مجھ سے سبب — نفس نے اِک بار کی خوشبو طلب
یون کہا اک روز مجھ سے نفس نے — عطر مجموعہ کا مجکو چاہیے

۱۴۴

مین نے بدلے عطر کے لی اہی سیر ‎ ‎ گوہ کی بتی ناک مین اُسدن سے دھر
تاکہ آوے نفس قابو مین تمام ‎ ‎ ایسے ایسے اسلیے کرتا ہون کام
اور سُن تو دوسرا مجھ سے یہ اب ‎ ‎ آنکھ کے اِک بند کرنے کا سبب
بند مین نے آنکھ کو یون کر لیا ‎ ‎ حق کی نعمت مین نہ ہو اسرف تا
کیونکہ دُو سے دیکھتے ہین جسقدر ‎ ‎ ایک سے بھی اُتنا آتا ہے نظر
اسلیے کافی ہے مجکو ایک بھی ‎ ‎ گرچہ مین نے بند کرلی دوسری
بند کی ہے آنکھ مین نے اسقدر ‎ ‎ تا کھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر
اسقدر ٹکیا جمائی موم کی لو ‎ ‎ حشر تک ہرگز نہ اُترے گی کبھی
سُنکے یہ باتین جوان نے یون کہا ‎ ‎ گرچہ مین جاہل ہون اے مرد خدا
عالم و فاضل ہے پر پیر ایدر ‎ ‎ اُس سے مین اکثر سُنی ہی یہ خبر
غسل کرنے سے جنابت کے کبھی ‎ ‎ خشک رہجائے اگر اِک بال بھی
اُس جنابت سے نہ ہوگا پاک وہ ‎ ‎ گو کرے نتو بار تن کو شست و شو
کیونکہ دھونا فرض ہی گا جسم سب ‎ ‎ گر رہا کچھ خشک پاک ہوتا ہی کب
اور تیرا عضو سارا اے عزیز ‎ ‎ خشک رہتا ہی سدا کرلے تمیز
یعنے تیری آنکھ ساری دیکھ لے ‎ ‎ خشک رہتی ہی یہ نیچے موم کے
دوسرے یہ ناک مین تیرے اڑی ‎ ‎ ایک بتی گوہ کی جو حد سے سڑی
کسطرح تیری نماز ہووے درست ‎ ‎ جب تلک غسل و وضو ہووے نہ چست
اسکے اوپر آپ کو ابلہ فقیر ‎ ‎ کہتا ہی تو صاف پاک اور بے نظیر
ایسے عملون سے خدا دیوے پناہ ‎ ‎ دین و دنیا جو کرے دونون تباہ
اسطرح جکے زہد و تقوی سے ترے ‎ ‎ یہ ترا خادم بہت حیران ہے
سُنکے یہ باتین جوان سے وہ گدا ‎ ‎ دلمین کر انصاف اور چپ رہگیا

١٢٤

زانوؤن مین رکھکے سر اپنا فقیر مارے خفت کے ہوا ایسا حقیر
شیر کے آگے ہون جون روباہ پیر اُس جوان کے سامنے اسدم فقیر
ایک عرصہ تک تامل مین رہا پھر یہ اپنے دل سے اُسنے یون کہا
کرکے تو انصاف اے دل اب ذرا اِس جوان کو اپنا تو مُرشد بنا
اُٹھ یہان سے کرکے توبہ جلدتر اس جنابت کو بدن سے دور کر
غسل کامل اور وضو کو چست کر باندھ پھر حق کی عبادت مین کمر
الغرض نہا دھو کے اُٹھکر با نیاز کی ادا اُسوقت جو اُسنے نماز
وہ مزہ اور حظ اُسے حاصل ہوا جسکا کچھ ہوتا نہین ہے انتہا
وہ تجلی اُس گھڑی حاصل ہوئی پہلے اِس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی
ہوکے نادم پہلی باتون سے بُلا اُس جوان کو پاس اپنے یون کہا
علم دین جاکرکے پڑھ تو شہر سے پھر سکھایا کر یہان آکر مجھے
شرم آتی ہے بڑھاپے سے مجھے اسلیے پڑھنے کو کہتا ہون تجھے
اُس جوان نے سُنتے ہی جھٹ بر ملا جو کہا تھا پیر نے وہ ہی کیا
سیکھنے سے علم کے اسے بہرہ ور ہوگیا درویش راہِ راست پر
ہوگیا درویش پھر تو بے خلل عالم و زاہد و ولیّ بے بدل
ہوگئے جب علم اور زہد ایک جا جب ہوا مقبولِ درگاہ خدا
ہونا علم اور زہد آپسمین بہم رکھ سکے کب رہ مین عزلت کے قدم
علم ہے جو راہ دکھلادے تجھے دھوئے زنگِ گمرہی دل سے ترے
زہد وہ ہے جو اُکھاڑے بیخ سے ماسوا دلبر کے دلمین جو ہے شے
جو جو ہے دل مین سوا حق کے بھرا زندہ وہ شے ہے کرے سب کو فنا
یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے اور دلمین خوف و ڈر ظاہر کرے

۱۴۵

ڈرتے ہین حق سے وہ مردانِ خدا
انّما یخشیٰ ہے اُنکی شان مین
یعنے مجھسے اب بہت ڈرتے ہین وے
خشیۃ اللہ کو نشانِ علم جان
دل کو علم خوف سے آباد کر
یعنے فرماتے ہین یہ حضرت نبیؐ
ذکر کیا ہنسنے کا ملکہ بر ملا
ساقیا وہ جام اب مجکو پلا
درد و غم سے کرکے پُر اک جام لا
تاکہ دردِ یار جا دل مین سما
علم کانِ بہر کاخ و باغ بود

علمِ حق جنکو کیا حق نے عطا
کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن مین
عالم و عامل ہین جو بندے مرے
انّما یخشیٰ قرآن مین پڑھ جوان
جا حدیث لو علمتم یاد کر
جانتا ہون مین جو تم جانو کبھی
روتے روتے غم سے دونالے بہا
ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا
جلد دے امداد کے مُنھ سے لگا
درد سے ہو درد اُسکے کی دوا
ہمچو مردو زد را چراغ بود

اس داستان مین مذمت اُن علما کی ہر جو مشابہت رکھتے ہین اُمرا کی اور دور رہتے ہین فقرا سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر
فقر فخری کہتے ہین حضرت نبیؐ
علم کی عزت بلا شک فقر ہے
فقر و فاقہ سے ہے عزت علم کی
فقر و فاقہ عالمون کا تاج ہے
مولوی کو یہ گمان لاریب ہر
علم کا نقصان ہر حضرت مولوی
قاقم و خز کب تلک یون پہنکر

نے زباغ و زاغ و اسپ گاوٗ خر
فقر سے ہو زیب و زینت علم کی
فقر و فاقہ عالمون کا فخر ہے
حشمت دنیا ہے ذلت علم کی
مومنون کا فقر ہی معراج ہے
اُسکو اسباب جہان سے زیب ہے
حشمت و مال و منالِ دُنیوی
ہوگا تو آراستہ اے نامور

اور کب تک مرغ و ماہی سے اخی — تو کریگا زیب و زینت خوان کی
آپ کر انصاف لے صاحب کمال — ہو میسر کب تجھے یہ از حلال
اسقدر مال و منال اے با ادب — جز فریب و مکر کے ہو جمع کب
نت مشقت گر کرے ہو ہو نڈھال — آوے کب کچھ ہاتھ مین مال حلال
آسمین بس اتنا تکلف ہو ضرور — جو کی روٹی اور کچھ دال مسور
موٹا چھوٹا کپڑا تن ڈھنکنے کو ہو — اس سے زیادہ ہو نہ پھر تجکو کبھو
اور یہ تیرا اسقدر مال و منال — جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال
مال و ملک و دولت و باغ و بہار — مسند و تکیہ و خانۂ زرنگار
نان و حلوا قند و شکر قورما — ہو میسر بے شبہ کیونکر بھلا ۱۴۷
جسکے اوپر آپ کو کہتے ہو وا — عالم و فاضل ہین ہم با اتقا
علم دین سے یون کرو جھنڈا اکھڑا — اور کھانا پھرنا ہو اسطرح کا
ہاتھ مین کچھ مال لایا شبہ ناک — تا کہ ہو تو نرم پوش اور خوش خوراک
آخرش تجکو کرے دین سے بری — یہ تن آرائی و یہ تن پروری
مال و ملک و دولت و باغ و چمن — سب یہ گردن مین پڑینگے طوق بن
ایک لقمہ بھی جو کھاوے شبناک — خاک کھا اور ڈال تو دانتونپہ خاک
اور یہ لقمہ آخرش لے نیکنام — زہر قاتل ہو ترے حق مین تمام
تجھکو مال و جاہ پر مفتون کرے — نور عرفان دل سے وہ بیرون کرے
تو تو اس لقمہ کو کھاوے بے شبہ — دین اور ایمان ترا کھاتا ہے یہ
ایسا لقمہ دین کو یون کھاوے سن — اندر اندر جسطرح لکڑی کو گھن
تو برائی اور خباثت بدر کی — شبہ کے لقمہ کو سن مجھ سے اخی
یعنی اک دانہ ہو اگر شبہ ناک — ق — اسکو لیکر حضرت ابراہیم پاک

سیکڑون تعظیم اور عزت سے جا — بو دین کعبہ کے حرم مین بر ملا

تخم اسکا ڈالے اپنے ہاتھ سے — اور گاؤ چرخ سے بونا کرے

اور سینچین آب زمزم سے اسے — حضرت ابراہیمؑ آگر پے بہ پے

اور اسکے کاٹنے کے واسطے — آہنؔ نو سے اگر دانتی بنے

اُڑ

اور پیسین حضرت خیر النسا — حجر اسود سے بنا کر آسیا

اور گوندھین اسکو حورین جنتی — با خوشی کوثر کے پانی سے اخی

اور خمیر اسکے یہ پڑھیے بے عدد — فاتحہ یا قل ہو اللہ احد

اور جلاوین لا کے حضرت جبرئیل — لکڑیان طوبیٰ کی جھٹ بے قال و قیل

اور پھونکین آگ اسکی دمبدم — حضرت عیسیٰؑ نبیِ محترم

اور پکاوین حضرت مریمؑ اسے — نوحؑ کے تنور مین اے نیک پے

اور گرچہ تو پڑھے لے ہوشیار — اسکے ہر لقمہ پہ بسم اللہ ہزار

۴۸

گرچہ اسپر ایسے ایسے ہون عمل — پر نہ اس لقمہ کا کچھ جاوے خلل

باوجود ایسی کراماتون کے یار — وہ خباثت اسکی ہو پھر آشکار

آخرش خاصیت اسکی جب کھلے — وہ ہی لقمہ زہر ہو تجھکو لگے

راہ طاعت مین تجھے بیجان کرے — خانۂ دین کو ترے ویران کرے

راہ جنت کی چھڑا کر بے خلاف — راہ دوزخ کی بتادے تجھکو صاف

درد دین کا ہے تجھے اپنے اگر — جلد اسکا کر علاج اے بے خبر

ورنہ ہوگا دین تیرا سب تباہ — کر علاج اس کا ذرہ بہر آگہ

کر کے محنت اور مشقت باکمال — جا کے پیدا کر تو کچھ قوتِ حلال

اس ہوا و حرص سے تو در گذر — کر قناعت پیشہ مت پھر دربدر

جو نہ ہووے جامۂ اطلس تجھے — تن کے ڈھکنے کو ہی کملی بس تجھے

ہو نہ گر کمخواب و مخمل گلبدن
اِک گز ہی کافی ہے ڈھنکنے کو بدن

نان و حلوا قورمہ زردا پلاؤ
اور بریانی متنجن نان پاؤ

ہون نہ یہ کھانے اگر با قند و مشک
تجکو کافی ہے پیاز و نانِ خشک

سونے چاندی کے نہ ہون برتن اگر
مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر

اور نہ ہووے گر پیالہ زرّ ناب
کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب

اور سنہرے آبخورے گر نہ ہون
پی سکے ہے یار پانی چلو ون

اور نہ ہووین اسپ گر زرین لجام
پا پیادہ چل سکے ہے چند گام

گھوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو
چل سکے ہے پا پیادہ یار تو

جو نہ ہووے دورباش زینتِ ویس
دورباش نفرتِ خلق از تو بس

یعنے گر ہووین نہ تیرے باوقار
آگے اور پیچھے نقیب اور چوبدار

اس سے بہتر ہے کہے تجکو ضرور
سارا عام ہر طرف سے دور دور

اور نہ ہون گر خانہاے زرنگار
کر سکے ہے زندگی در کنج غار

ہو نہ گر دالان کوٹھا کوٹھری
رہنے کو کافی ہے خس کی جھونپڑی

اور نہ ہووین فرش گر ابریشمین
بوریے کہنہ پہ ہو گوشہ نشین

مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو
رکھ کے پتھر سر کے نیچے یار سو

واسطے ڈاڑھی کے گر کنگھی نہ ہو
انگلیون سے کنگھی کر سکتا ہے تو

اس جہان مین ہے تو چند اک روز کو
بن کے پھل سے کر بسر اوقات کو

الغرض جس چیز کا چاہے یہان
ہو سکے ہے اسکا بدلہ بیگمان

جسکا چاہے تو جہان مین ہو عوض
تجکو حاصل اُسکا بدلہ ہو غرض

اور جہا نہین بے عوض ہے جان تو
قدر اپنی عمر کی پہچان تو

عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار
اُسکو ہاتھون سے نہ کھوے ہوشیار

۱۴۹

ساقیا بہر خدا وہ جام دے — چھوٹ کر حرص و ہوا کی قید سے
تاکرے امداد جا کر بے لمحن — یار کے کوچہ مین قربان جان و تن

بیان چیزون مختصر متفرق کا اور میچ اشارہ قولہ تعالے کے

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً انصاف اور اخلاص کیساتھ

خرچ جان اپنی کرو اے عاشقو — دوستی مین اپنی گر تم راست ہو
جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے — تن کو جلنے ہے کہ سنگ راہ ہے
ٹھوکرین کھاتا ہے سب کی وہ سدا — جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا
گیند دولت کا وہ آخر لے گیا — جان دی جس نے بپای دلربا
دو جہان سے اُسنے بازی جیت لی — یار کے قدمونپہ جس نے جان دی
گر حیات اور عیش خوش چاہے ہے یار — گاؤ نفس اپنے کو تو اول تو مار
گر جوانی مین نثار دوست جان — جا عوان بین ذالک پڑھ جوان
یعنے بچہ یا کہ بوڑھی گاے ہو — اُسکی قربانی نہ ہووے جان تو
گر جوانی مین تو قربان آپ کو — یار کے قدمونپہ جو کچھ ہو سو ہو
جو ہوا بوڑھا گران جانی نہ کر — بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر
سب ہوے برباد ایام شباب — بہر دین کچھ بھی نہ لی تونے شتاب
دن جوانی کے ہوے آخر تمام — کچھ کیا حق کے لیے تونے نہ کام
گذرا سن پنجاہ سے اور اک سجود — نے کیا تا کام آوے اے جہود
ساٹھ سے بھی عمر زیادہ ہو گئی — کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی
عمر تیری کام کی گذری ہے آ — ایک بھی سجدہ نہ تونے کر لیا
تاکہ کام آتا وہ تیرے یوم دین — وہ کیا ہرگز نہ تونے اے لعین

۱۵۰

اب بھی تو لے عندلیب کہنہ سال — کر شروع آہ و فغان جیسے بنال
جو کیا نالہ نہ در فصلِ بہار — کر ادا اُس کو خزان مین زینہار
اب بھی تو بہر خدا اے بے خبر — اِس بُڑھاپے کو غنیمت جانکر
عجز سے رو کر خدا کے روبرو — توبہ و استغفار کر ہر لحظہ تو
جو جوانی مین کیا تو نے نہ کام — کر ادا اُسکو بڑھاپے مین تمام
تا کہ تو جانے زیان کا سودا ر — تھے گنہ تو نقد اور توبہ اُدھار
غرق دریاے گناہی تا بکے — وز معاصی روسیاہی تا بکے
غرق دریا مین گناہو نکے بھلا — تو رہیگا کب تلک مجکو بتا
اور بدیون سے تو اپنی روسیاہ — کب تلک رکھے گا اے حالِ تباہ
گوش جان سے پنبۂ غفلت نکال — جدِّ امجد کا تو سُن پھر مجھ سے حال
حضرتِ آدمؑ کہ دادا سب کے تھے — اور خلیفہ تھے خدا کے جان لے
اور فرشتون نے اُنھین سجدہ کیا — دی خدا نے رہنے کو جنت مین جا
اِک گنہ کرتے ہی سُن اُنکو کہا — مذنبی مذنب نکل اب یان سے جا
تو طمع رکھتا ہو با چندین گناہ — داخل جنت ہو تو اے روسیاہ
اِک گنہ کے ساتھ آدم کو نکال — حق نے جنت سے دیا پھر دور ڈال
جو کرے صدہا گنہ شام و سحر — کسطرح جنت مین ہو اُسکا گذر
حد سے گذرا انتظار اب ساقیا — کر مدد یہ وقت ہے امداد کا
عمر گذری ہجر مین جلتے ہوے — اب تو مت محروم رکھ دیدار سے

اس داستان مین بیان ہو مُراد قول نبی صلعم کی حُبُّ الوطن من الایمان
اور یہ کہ کیا غرض ہو اس سے

قید مین عصیان کی جو قید ہین — سترِ غیبی سے وہ نا اُمید ہین

جو گناہون کے پڑے ہین جال مین — یار کے دیدار سے محروم ہین
تن بدن کو پالتے ہین جو کوئی — قید مین ہین نفس اور شیطان کی
لذت تن مین پڑے ہین جو کہ بد — اُن کی گردن مین ہی حبلٌ مّن مّسد
بند تن کو توڑ زندان سے نکل — یار کے کوچہ کو اُٹھ کر جلد چل
اُٹھ توجہ کر سوے مُلکِ نعیم — یاد کر اوطان اور عہدِ قدیم
اُٹھ کہین بہرِ خدا اتنک سوچ تو — یار کے کوچہ کو اور اُس عہد کو
یار کی تجکو محبت ہے اگر — راہ لے کوچہ کی اُسکے جلد تر
ظاہر اور باطن یہ علماے نیک تن — کہتے ہین ایمان سے ہی حُبِّ وطن
یہ وطن ہند و عراق و شام کے — وہ وطن ہی اور جس کا نام نے
یہ وطن دنیا کے ہین سب ہی اخی — کب کرے تعریف دنیا کی نبیؐ
دوستی دنیا کی سر ہے ہر خطا — ہو خطا سے کب تجھے ایمان عطا
ترک دنیا کو کرے ہے یار جو — دو جہان کا ہوتا ہی سردار وہ
چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار — اُس وطن کو نفس پہ ہو کر سوار
نیک طالع ہین وہی اے نیک تن — جنکو رغبت ہے سوے اصلی وطن
ہین سعادت مند جو سب چھوڑ کر — رکھتے ہین وہ راہ اصلی پہ نظر
اس وطن مین ہی تجھے جان اک سفر — جون مسافر چاہیے کرنا گذر
دیکھکر اس راہ کی باغ و بہار — کرلیا تو نے وطن ہی اختیار
شہر تن مین اسقدر تو آ پھنسا — اُس وطن کو کر دیا دل سے جدا
اس وطن مین ہی جو یہ خود بوئے وطن — تو پڑا کب تک رہیگا خستہ تن
موڑ منھ اور تن سے جان کو شاد کر — اپنا تو اصلی وطن آباد کر
چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا — کوئی ویرانہ مین رہتا ہی پڑا

۵۲

ہے یہ دنیا خانۂ ویران یار — اس کو نادان ہی کرے ہے اختیار

ہے یہ ویرانہ سمجھ اور غور کر — اُلّوون اور چغدون کے رہنے کا گھر

ہے یہ جنت واسطے کفار کے — ظالم و فساق و بداطوار کے

اور مومن کو ہی زندان یہ جہان — عیش اور آرام زندان مین کہان

فکر کر ایسی کوئی اے بے خبر — تا کہ تو اس قید سے ہووے بدر

آشیانہ ہی ترا عرش بریں — تو پڑا ہے قید مین اندر زمین

چھوڑ کرکے اپنا خانۂ زرنگار — اس نجاست پر ہی تو مفتون یار

کیون خراب آباد مین ہی تو پڑا — دیکھ چل گلزار کی آب و ہوا

کب تلک اے شاہباز پر فتوح — تو رہیگا دور از اقلیم روح

حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر — ایسے ویرانے مین کھوے بال و پر

کب تلک اے ہدہد شہر سبا — تو رہیگا اس سفر مین بستہ پا

کرکے کوشش بند پا سے دور کر — اور اُڑا تو آپ کو پھر عرش پر

کیون پڑا خاکی کنوین مین سر کے بل — گر تو یوسف ہے کنوین سے آنکل

تا عزیز مصر ربانی ہو تو — جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو

اس نجاست پر یہ سبزہ دیکھکر — ہو گیا مفتون تو اے خیرہ سر

ایک دانہ کے لیے اے زشت خو — جال مین تو نے پھنسایا آپ کو

واسطے تصویر بیجان کے میان — آپ کو رسوا کیا اندر جہان

پھر رہے دلمین خیالات جہان — ذکر و فکر حق بھلا اسمین کہان

لوح دل سے سب خیالاتون کو دھو — جان سے اک یار پر مفتون ہو

یار ہرجائی نہ بن اے بیوفا — خالصاً اک دلربا سے دل لگا

جب نہ تجکو ہو پسند ہرجائی یار — کیون نہ ہو بیزار اس سے کردگار

ایک سو ہو کر یہ سُن مجھ سے مثال
تاکہ ہو معلوم تجکو سب یہ حال

حکایت بسبیل تمثیل کے لکھی گئی

تھی اِک عورت خوبصورت نازنین
سیم تن نازک بدن اور مہ جبین

زلف و رخسار و لب اُسکے رشکِ حور
جس کی الفتمین دل اِک عالم کا چور

ایکدن با ناز و با صد کر و فر
ایک کوچہ مین ہوا اُسکا گذر

اتفاقاً سوختہ دل اک جوان
دیکھ اُسکو ہو گیا عاشق بجان

اُس پری کا دیکھکر حُسن و جمال
ہو گیا وہ مثلِ تصویرِ خیال

اُڑ گئے سب ہوش اور صبر و قرار
ہو گیا کُل محو اندر روے یار

اُسکو یون مجنون و شیدا دیکھکر
عشق کا اُسکے ہوا زن پر اثر

یون کہا زن نے اُسے اے سادہ رو
حال اپنے کو بیان کر مجھ سے تو

کیون کھڑا ہی کسکا تجکو دھیان ہے
کس لیے آئینہ سان حیران ہے

جا یہان سے دیکھ اپنا کام کر
کیون بلا مین پڑتا ہی اے خیرہ سر

اُس جوان نے یون کہا جانِ جہان
چھوڑ تجکو اب بھلا جاؤن کہان

عشق تیرا لے گیا لے میری جان
ہوش و عقل و صبر اور تاب و توان

عشق نے تیرے مجھے بیخود کیا
کام مجکو کچھ نہین اب تجھ سوا

یہ کہا زن نے اُسے اے بیخبر
ہے مری ہمشیرہ مجھ سے خوب تر

حُسن مین بہتر ہے مجھ سے لاکھ بار
جیسے ہین شمس و قمر دونون نثار

دیکھ اُسے ہٹکر ذرہ اے سادہ رو
آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہرو

سُن کے یہ اور چھوڑ کر اُسکو وہ خام
ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک گام

جب لگا جانے تو زن نے دوڑ کر
دَھول اِک سر پر لگائی جلد تر

اِک طمانچہ اُسکے مُنھ پر مار کر
یہ لگی کہنے اُسے اے خیرہ سر

۱۵۴

ق

تیری صورت پر اگر عاشق ہو تو ‏— اپنے اس دعوے مین جو صادق ہو تو

غیر پر کیون کی نظر تیرے سوا ‏— ہے یہ دعوی عشق کا اے بیحیا

کرتا ہے دعوی تو میرے عشق کا ‏— غیر کو یون دل مین پھر دیتا ہے جا

کیا یہی ہووے وفا کی عاشقان ‏— غیر پر مائل ہو ظاہر یا نہان

جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر ‏— ہے حقیقت مین وہ مشرک سر بسر

عاشقِ حق ہو کے دیکھے غیر کو ‏— کعبہ مین چاہے بنانا دیر کو

رکھتا ہے دلبر تو داغ حبِّ غیر ‏— اور چاہے کوچۂ دلبر کی سیر

غیر کو نظرون سے تو اپنے نکال ‏— چشم دل سے دیکھ پھر حق کا جمال

دوسرا ہے کون یان حق کے سوا ‏— کسلیے احول بنا ہے بے حیا

جو سوا حق کے ہو دے سب کو جلا ‏— ایک دلبر سے تو اپنا دل لگا

جز وجودِ مطلق اور ہستی پاک ‏— دھیان مین تیرے جو آوے سب ہے خاک

وہ

تو کہان اور مین کہان عالم کہان ‏— ہے یہ اِک نور منزہ اے جوان

اول و آخر نہان و آشکار ‏— ایک ہی خورشید اور ذرہ ہزار

ہے ہزارون آئینہ مین جلوہ گر ‏— ایک صورت جان سے لے تخمیر

ہے ہزارون آئینون مین اک جمال ‏— اس تکثر سے ہے حیران عقل حال

ہی کہان سے کثرت آئینہ جان ‏— مین سب اسما و صفات اہی نکتہ دان

اس سے زیادہ کہہ نہین سکتا ہون اب ‏— قند وحدت سے ہوے ہین بند لب

اِس تشکر نے بند لبون کو کر دیا ‏— گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا

ساقیا اس دشتِ وحشت سے چھوڑا ‏— یار کے کوچہ کا دے رستہ بتا

جام وحدت دے کے ساقی جلد تر ‏— ماسوا کی قید سے آزاد کر

تا کہ مین سب چھوڑ کر کے بند تن ‏— بحر درد عشق مین ہون غوطہ زن

۱۵۵

اسمین بیان ہی بلاؤن اورمحنتون کا حال جوعشق کی راہ مین ہین اگرچہ بھاری ہین لیکن سبک اورہلکی ہین عاشقونپر بلکہ بڑی راحتین اورچین ہی اوپر عاشق آزادکے

ہین طریق عشق مین صدہا بلا
عشق کے رستہ مین لاکھون ہین الم
محنت وخواری وذلت اورحذر
کھانا اورپینا نہ سونا ہی وہان
نے عزیزونے قریبونے شفیق
ہوتے ہین ہمراہ عاشق کے مگر
لیک عاشق ماہران عشق ہین
عشق کے وہ آزمودہ کار ہین
جان بازی مین ہین پختہ پر نہ خام
توبھی لے امداد اپنے سے نکل
خار وخس کو غیرت عشق کی آگ دے
سُن نہ ہونے مین ترے کب ہے برُا
ڈھونڈھ مست اندر خودی کی بہتری
راہ مین فقر و فنا کے سہل ہے
رنج وغم ہوتا ہے فرحت اورخوشی
بکریون کا دیکھ گلہ جس طرح
بکریون کے پانؤن کی گرد وغبار

ایدل غمگین غم مین مُبتلا
آفت و درد و بلا و رنج وغم
انتظاری بیقراری دردسر
ہان مگر اک نالہ و آہ وفغان
نے کوئی غمخوار اُن کا نے رفیق
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
ہین وہ خوش ہردم بلا و رنج مین
بادشاہ باطن مین ظاہر خوار ہین
بودے اپنے ہین بے خود لا کلام
ہوکے بیخود کوچۂ دلبر کو چل
بافراغ دل تو تنہا راہ لے
مست ہو تو اُسمین تجھے ہی فائدہ
بہتری ہی بیخودی مین ای اخی
جسم و جان کو پہونچے غم گرچہ بے
جبکہ حاصل ہووے مقصود دلی
بھیڑیا ہوتا ہی خوش اور بافرح
بھیڑیے کی آنکھ مین باغ وبہار

۵۶

ہے اسی صورت سے حال عاشقان
سو بلاؤ درد و غم مین بے گمان

اُن کو حاصل یان جمال یار رہے
گرچہ تن اُن کا مثال خار ہے

عشق کی رہ مین ہو کب آسودگی
سر بسر ہے درد و غم آلودگی

ق

عیش و عشرت جب تلک چھوڑے نہ تو
غیر حق سے اور مُنھ موڑے نہ تو

ہو نہ جبتک تجھپہ آسایش حرام
رکھ سکے کب عشق کے رستہ مین گام

کب بھلا حاصل تجھے ہو راہ عشق
مبتلا ہے تو تو اندر جور و فسق

غیر ناکامی کے اس جا کام نے
عشق کی رہ ہے رہِ حمام نے

توشہ ہے اس راہ مین تقوی ترا
نان و حلوا طاق مین رکھ اے فتا

نان و حلوا کیا ہے تیرا جاہ و مال
باغ و راغ و حشمت و اقبال حال

نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند و زن
تیری گردن مین پڑے جون طوق بن

نان و حلوا کیا ہے فکر نام و ننگ
جسکی خاطر ہے یہ ساری صلح و جنگ

نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار
مسند و تکیہ و خانہ زرنگار

نان و حلوا کیا ہے یہ طولِ امل
اور فریبِ نفس و علمِ بےعمل

نان و حلوا کیا ہے سن اے بدقماش
یہ سعی تیری ہے از بہر معاش

واسطے دنیاے دون کے ہوشیار
زیر منت ہوگا کس کس کے تو یار

بے بقا کے واسطے اے خود پسند
ہوگا کس کس کا تو یان احسانمند

عیش اور آرام تیرا اے جوان
لیگیا یکلخت یہ حلوا و نان

تجھکو یہ صبر و توکل سے چھڑا
در بدر رسوا پھراتا ہے سدا

دھو دیا لوح توکل سے سبھی
نام تیرا جان اے مرد غنی

گوشہ صبر و توکل چھوڑ کر
کیون پھرے سر مارتا ایدھر اُدھر

کان مین تیرے پڑا بھی ہے لئیم
حرف اَلرِّزقُ عَلَی رَبٍّ کَرِیم

۱۵۷

یعنے ہی رزّاق وہ پروردگار — رزق سب کو دی ہی وہ لیل و نہار
رزق دے ہی وہ تجھے شام و سحر — پھر پھرے ہے کس لیے تو دربدر
جا قناعت پیشہ کر لے بے خبر — صبر کے گوشہ مین اب تو بیٹھ کر
گھر کے کتّے ہی کو جا مرشد بنا — تا کہ دے تجکو دکھا راہِ خدا

اسمین بیان اُس عابد کا ہی کہ دنیا کو ترک کرکے پہاڑ کے غار مین بیٹھا تھا اور آزمانا اللہ تعالی کا اسکو امتحاناً اور نصیحت لینی اُسکو ایک کتّے سے

کوہ لبنان مین تھا اک عابد مقیم — غار مین جسطرح اصحاب الرّقیم
چھوڑ کر ظاہر کی ساری چق و بق — غار مین بیٹھا کرے تھا یاد حق
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار — رات کو کرتا عبادت بیشمار
قدرتِ حق سے اُسے اک وقت پر — نان و حلوا پہونچتا اے نامور
آدھا اُس سے رات کو کھاتا تھا وہ — اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
الغرض وہ رات دن مردِ خدا — یاد مین اللہ کی مشغول تھا
یون بسر اوقات کرتا تھا گدا — فکر کھانے پینے کا اُسکو نہ تھا
نان و حلوا دیتا تھا اُس کو خدا — بے مشقت اور بے محنت سدا
آخرش اک روز بہر امتحان — ہو گیا موقوف وہ حلوا و نان
انتظاری کی نہ آیا پر طعام — وہ ہوا زار و نحیف ای نیکنام
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر — سیکڑون آنے لگے دل مین خطر
بھول سب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ — فکر کھانے مین رہا وہ ساری رات
اور نہ کی اُسنے عبادت کچھ ادا — اور نہ سویا رات کو وہ مطلقا
الغرض کی رات تو جیون تون بسر — ہو گیا اتنے مین ہنگام سحر

۱۵۸

آخرش اُٹھکر وہ با صد اضطراب
کوہ پر ہو کر کھڑا وہ بے خطر
جب کہ چارون طرف کی اُسنے نظر
کوہ سے نیچے اُتر کر وہ اخی
سُن تو اُس قریہ مین رہتے تھے تمام
عابد اِک کافر کے در پر ہو کھڑا
گبر نے دو روٹی اُس عابد کو دی
اور کیا عابد نے پھر قصدِ مکان
گانون سے باہر نکل کر وہ جوان
ایک کُتا گبر کے دروازے پر
بھوک کے مارے یہ تھا احوال سگ
گرچہ آگے اُسکے کوئی جو کبھی
تو وہ کُتا روٹی اُسکو جان کر
جو زبان پر آتا تھا لفظِ خبر
کُتا بویا کر کے عابد کی ذرا
جب لگا عابد کو پہونچانے ضرر
ایک روٹی بچ رہی تھی اُس سے جو
کتا جب اس سے فراغت پا چکا
دوسری روٹی جو اُسکے پاس تھی
دے کے اسکو پھر ہوا عابد روان
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا

غار سے باہر نکل آیا شتاب
اور لگا پھر دیکھنے ادھر اُدھر
دور سے قریہ اُسے آیا نظر
گانون کے اندر گیا با صد خوشی
گبر اور قوم نصارا الکلام
یہ کہا کچھ دو مجھے بہر خدا
لیکے اُسکو وہ چلا با صد خوشی
تا کرے افطار روزہ اُس سے وان
غار کی جانب ہوا جسدم روان
رہتا تھا مدت سے اے نیکو سیر
رہ گئے تھے استخوان اور پوست ور
کھینچتا گر گردہ پر کار بھی
جان دیتا تھا وہ اُس پر بے خطر
وہ سمجھ کر خبز دے تھا اُسپہ سر
دوڑ کر جھپٹ اُسکے وہ پیچھے پڑا
ایک روٹی خوف سے دی جلد تر
لیکے اُسکو دوڑا وہ مردِ نکو
دوڑ کر عابد کا پھر پیچھا لیا
تنگ ہو کر اُسنے وہ بھی ڈالدی
اُسکی ایذا سے کہ تا پاوے امان
جھڑ جھڑا کر کان پھر پیچھے پڑا

پیچھے اُس کے مثل سایہ وہ چلا
ہو کے عاجز اُس سے عابد نے کہا
تیرے مالک نے دو روٹی کے سوا
سو وہ دونون تجکو اب مین دیچکا
اور کیا چاہے ہی مجھسے لے پلید
قدرت حق سے وہ کُتا تا کہان
یہ لگا کہنے کہ اے مرد خدا
بچپنے سے اب تلک اے نامور
گھر کا اُسکے بن رہا ہون دربان
گاہ تو دیتا ہی مجکو پارہ نان
اور گاہے بھول جاتا ہے مجھے
گذرے ہین مجھ پر یہ بہت شام و سحر
گاہ ہوتا ہے کہ پیسر کبر کو
ہفتہ ہفتہ گذرے ہین یہ ناتوان
پر ورس پائی جو مین اُس در اوپر
گرچہ صد ہا رنج اب سہتا ہو مین
اُسکی نعمت کا کبھی کرتا ہون شکر
کھیلتا ہون عشق کی بازی سدا
الغرض یہ عاصی اُسکے در سوا
اور تجھے جو ایکدن اے نوجوان
پس بناے صبر مین آئی شکست

بھونکتا اور کپڑے اُسکے پھاڑتا
مین نہین دیکھا ہی تجھ سا بیحیا
کچھ نہین مجکو دیا اے بیحیا
پھر پھرون ہی گرد تو مجکو بتا
کیا حیا تجکو نہین ہے اے مُرید
گفتگو کرنے لگا جون مرد مان
غور کر ٹک مین نہین ہون بیحیا
رہتا ہون اُس گھر کے دروازہ اوپر
بکریون کا اُسکے ہو مین پاسبان
اور گاہے وے ہی مشت استخوان
کچھ نہین اُسدن کھلاتا ہی مجھے
روٹی ہڈی کچھ نہین آئی نظر
نے میسر آب کو نے مجکو ہو
خشک ٹکڑے کا نیا یا کچھ نشان
اور کے در پر نہین کرتا گذر
در پر اُسکے پڑا رہتا ہون مین
صبر سے رہتا ہی گاہے مجکو شکر
ساتھ اُسکے مین بصد رنج و عنا
اور کے در کو نہین پہچانتا
نے ملا تقدیر سے حلوا و نان
غیر کے در پر گیا اے خود پرست

اپنے اُس رزاق کا در چھوڑ کر — گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر
کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر — مانگنے آیا تو اک کافر کے گھر
واسطے روٹی کے اپنے دوست کو — چھوڑ کر آیا تو یان اے نیک خو
اور دشمن اُسکے سے کی دوستی — کچھ حیا تجھکو نہ آئی اے اخی
اب ذرہ منصف ہوا اے مردِ خدا — بے حیا تو ہے کہ یا مین ہون بتا
سُن کے یہ عابد گرا مدہوش ہو — پیٹ کر سر ہو گیا بے ہوش وہ
اے سگِ ملعون نفس اعدا کی — یہ نصیحت گبر کے کُتے نے کی
صبر کا در بھی اگر تجھپر کھلے — گبر کے کُتے سے کمتر پھر تو ہے
ساقیا میری خبر لے جلد آ — نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بچا
نفس و شیطان نے کیا مجکو اسیر — ہو کہین بہر خدا تو دستگیر

۱۶۱ اسمین مذمت ریاکارون اور مکارون کی کہ بڑا لشکر شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان لے مرد غنی — واسطے زر کے بنے تو متقی
شانہ و مسواک تسبیح و ریا — جُبہ و دستار و قلب بے صفا
زہد کا دعویٰ ہو تجکو بے شمار — جاہ و عزت کے لیے اے نابکار
بے بنا تقویٰ کی صورت بینظیر — تا کرین تعظیم سب شاہ و وزیر
ہے گمان تجھ کو کہ ایسے مکر سے — سارے عالم کو مطیع اپنا کرے
ہے توقع تجکو اے مرد غنی — تا کہ اس جھوٹی فقیری سے تری
ق
معتقد ہو کرکے سب اہل جہان — لائین نذرین پاس تیرے بیگمان
یہ نہین معلوم تجکو اے عزیز — ہین جہان مین سیکڑون اہل تمیز
ہین بہت عالم مین عاقل نکتہ دان — جانتے ہین سب کی خوبی و زیان
یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو — اس سے وہ واقف ہین بیشک مو بمو

پر یقین ہی تجکو اب بیشک ہی
حال سے میرے نہین واقف کوئی

اپنی خود بینی سے تو ہی مارتا
لافِ تقوی اور عدالت کی سدا

فکر مین ہر دم ہی تو اس بات کی
جس سے پا ان کی عزت اور دولت ملی

کار تیرا اس بس لیل و نہار
کرتا ہی تحصیل جاہ و اعتبار

واسطے زر کے بنے اے نابکار
متقی و عاقل و پرہیزگار

نان و حلوے کیلیے تو نے لعین
کھو دیا ہی ہاتھ سے اسلام و دین

جاہ و عزت کے لیے اے بخبر
دین و ایمان سے پڑا تو دور تر

دین دیا تو نے لیا نانِ حرام
مکر و حیلہ بہرِ تسخیر حرام

مال کہاتا شاہون کا با مکر و شید
چھوٹے غیبت سے نہ تیری عمر و زید

لے فریب و مکر سے شاہونکا مال
ہر طرح سے پھر اُسے سمجھے حلال

پھر یہ تقوی اور عدالت با وجود
ایسے وصفون کے ہی قائم ای جہود

ہی ہمیشہ برقرار اور پائدار
یہ عدالت اور تقوی نابکار

سنگ و آہن سے بھی یہ مضبوط ہی
جو نہین نقصان کسی شی سے اُسے

کچھ نہین نقصان فریب و مکر سے
اس عدالت اور تقوی کو ترے

نے خلل اُسکو کسی شے سے عزیز
جون وضوے محکم بی بی تمیز

حکایت تمثیل

حال اُس عورت کا سُن ٹک العزیز
جو کہ تو رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز

شہر ہرا مین تھی سُن اک بیوہ زن
کہنہ رند و حیلہ ساز و پُر زفن

نام اُس عورت کا تھا ای ہوشیار
کہتے ہین بی بی تمیزہ ہوشیار

بس عبادت سے اُسے لیل و نہار
تھی سدا رغبت بہت ای نامدار

صبح سے لیکر کے تا وقت عشا
با وضو رہتی تھی اے مردِ خدا

بعد عشا کے صبح تک وہ بے شعور
رات بھر کرتی زنا فسق و فجور

ایکدم بھر مرد بن رہتی نہ تھی
گرچہ بھر جوڑھا چمار ہووے کوئی

آتا جو اس بیحیا کے پاس یار
آگے اسکے پڑتی تھی دامن پسار

بے نماز شام سے تا بامداد
نامرادون کو سدا دیتی مراد

اور نہ خالی ہوتی تھی اسکی دوات
ایکدم بھر بے قلم سے نیک ذات

جو کوئی لاتا مراد اپنی وہان
جھٹ رقم کرتی وہ اسپر بگیان

رند اور اوباش کے مقصود کو
خوب برلاتی تھی وہ اے خوبرو

اسکی چکی شیخ کے مانند یار
بھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار

اور اسی حالتین بھر وہ نابکار
کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار

جس کسی کے نیچے سے اٹھتی بناز
ہوتی تھی فی الحال مشغولِ نماز

بے وضو بے غسل بے نیت سدا
خوب کرتی تھی رکوع سجدہ ادا

اسکے اوپر کہتی تھی وہ بدگہر
باوضو رہتی ہون مین آٹھون پہر

ایسی بدذاتی سے پھر وہ بیحیا
آپ کو کہتی تھی مین ہون پارسا

ایکدن اِک رند نے اُس سے کہا
کیا کہون مجکو تعجب ہے بڑا

اسطرح کے کار سے تیرے مجھے
حیرت آتی ہے بہت اے نیک پے

باوجود ایسی جنابت کے سدا
خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا

نیت اور آداب یہ محکم وضو
کر بیان کچھ حال اسکا مجھسے تو

یہ وضو تیرا سُن اے نیکو سیر
سنگ و روئین سے بھی ہے مضبوط تر

بلکہ ہے سدِ سکندر سے دوچند
جو کسی شے سے نہین اسکو گزند

ہے مثال ایسی ہی تقوی کی ترے
ہر طرحکے کار سے قائم رہے

جسطرح بی بی تمیزہ کا وضو
سوء جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو

۱۶۳

یون ہی تقوی اور عدالت تیرا یار
سو فریب و مکر سے ہے پایدار
ہو خدا کی مار ایسے شخص پر
بے حیا بے شرم جو ہو اسقدر
سا قیا آ حد سے گذرا انتظار
جام دے وہ جس سے ہو سینہ فگار
کرکے تا ناموس کے دامن کو چاک
آتش دل سے مین ڈالون سر یہ خاک

اسمین مذمت اُن درس کہنے والونکی ہو کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی اپنی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہو دنیا جان تو اے خود پسند
مکر و حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند
درس تیرا اسلیے ہو صبح و شام
تا کہ ہو مشہور علم اور فضل تام
بہر اظہار فضیلت اور عمل
آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل
تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہو
خلق مین مشہور ہونے کے لیے
علم و فضل اپنا جتانے کے لیے
سُنو خرابی اور بلا مین تو پڑے
ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال
مرد و زن کے واسطے ڈالے ہو جال
تا کہ ہون تابع ترے کچھ عام مین
سُنو فریبون سے تو لایا دام مین
جاہل و نادان و بے عقل و شعور
جال مین تیرے پڑے ای پُر غرور
معتقد تیرے ہوے وے پر ضرور
کون شوئی کا نہین جن کو شعور
جاہلون مین بیٹھ کر بن بن سدا
علم و فضل اپنا جتایا خوب سا
خوب سی تقریر کو دیکر کے زیب
جاہلون نا واقفون کو دے فریب
دوسرے کو تو نصیحت ہو مدام
اور ہو وے خود فضیحت لاکلام
راہ جنت کا بتا دے اور کو
آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو
رہ بتا دے اور کو گلزار کی
اور لیوے آپ رستہ نار کی

۱۶۴

شہد و شربت اور کو دے ہے بلا ـ آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا
کرتا ہے اور ونکو سیدھی راہ پر ـ اور ہووے آپ گمرہ جانکر
بھیجتا ہے اور کو گلزار مین ـ آپ کو ڈالے ہے تنہا غار مین
ہے یہ سب اسواسطے ای پُر خلل ـ لوگ جانین تا ترا علم و عمل
خوب سی شیخی جتائی کھولکر ـ مکر اندر مکر لکھا ہے ہنر
پر اصول و فرع تیرے ای اخی ـ محکم ان دو سے نہین ہے ایک بھی
کچھ حیا بھی تجکو آتی ہے بتا ـ حق تعالی اور پیمبر سے بھلا
جان اس رہ مین ترا کیا غول ہے ـ یہ ریائی درس نا معقول ہے
کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس ـ ہے بہی شیطان تیرا اور نفس
یہ ریا کا جو ترا ہے وعظ و پند ـ زہر ہے باطن مین اور ظاہر مین قند
ہوتی ہے جس درس مین روے وریا ـ درس ہے کب ہے وہ اک قہر و بلا
چور ہے پوشیدہ دل مین یہ ریا ـ دولت ایمان کو ہے لوٹتا
خنجر لا حول سے اس چور کو ـ قتل جس نے کر دیا اے نیکخو
دولت ایمان لی اُسنے بچا ـ با خوشی جنت مین جا ڈیرا کیا
درس جو قربت نہ ہو اُس سے غرض ـ ہے نہین وہ درس لیکن ہے مرض
آپ کو جس نے اگر اس مرض سے ـ کر دیا آزاد جان لے نیک ہے
اسپ و دولت کو وہ اپنے باہر ـ ہے وہ دوڑا تا فراز عرش پر
سا تیا ہے بہر حق میری خبر ـ نفس و شیطان نے کیا زیر و زبر
وقت ہے امداد کی امداد کا ـ کر سکے امداد ان کے پیچون سے چھڑا
تا کہ یہ جا کر کے بے روے وریا ـ اُسکے قدمون پر کرے سر کو فدا

۱۶۵

اسمین مذمت اور برائی اُن لوگون کی ہے جو ہمیشہ اسباب اس دُنیا

کا اکٹھا کرتے رہتے ہین اور غافل ہین حاصل کرنے اسباب عقبیٰ کے سے

کیا ہی دنیا یعنے اسباب جہان / آفتِ جان ہی ہر اک پیر و جوان
یہ کرے قربِ خدا سے تجھکو دور / اور کرے راہِ ہدیٰ سے تجھکو دور
کر دیا قربان اسیرا اپنا سر / ہوگیا تو راہ حق سے دور تر
کر دیا ہے تلخ تیرا یار کام / اسطرح کے نان و حلوا نے تمام
اور بھی اکثر ترا اے نیک خو / لے گیا ہے رونقِ اسلام کو
جلد اس اسباب کو لے بہرہ ور / بیخِ دین سے تو اکھاڑا اور دور کر
اور اس دنیاے دون پر خاک ڈال / آپ کو بار گران سے تو نکال
سعی تیری ہی یہ اے صاحب ہنر / واسطے دنیاے دون کے سر بسر
سعی کچھ جانی نہ عقبیٰ کی ہی کیا / سعی دنیا مین رہا تو مبتلا
اس کی رہ مین موشگافی اے شقی / اس کی رہ مین کُند فہمی احمقی
پیچھے اسکے دوڑ ہی ازجان و دل / اسکے پیچھے جاے جیسے خر بگل
باوجود اس سعی و محنت کے ذرا / جو کہ چاہے تھا نہ وہ حاصل ہوا
سعی دنیا مین رہا تو عمر بھر / کیا ہوا حاصل تجھے جز دردِ سر
سعی عقبیٰ کی جو تو کرتا میان / کار دنیا کا بھی بر آتا میان
کار عقبیٰ کا جو کرتا بند و بست / کار دنیا کے بھی سب ہوتے درست
اسلیے فرماتے ہین خیر البشر / ق / جو کوئی دنیاے دون کو ترک کر
ہوتا ہی جھٹ باخضوع و باخشوع / اپنے اس اللہ کی جانب رجوع
کار اسکے دنیا و دین کے تمام / ہوتے ہین آسان سب اے نیکنام
اسکے اوپر یاد آئی اک مثال / کان دھر کر سن اسے اے خوش خصال

١٦٦

اسمین بیان ہی کہ اختیار کرنا کار آخرت کا اور کار دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی اک مرد صالح نوجوان | کرتا تھا کھیتی کا پیشہ ای میان
پاس اُسکے کہتے ہین تھا اک شتر | بھاگنے کی اُسکو عادت تھی مگر
اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا | اونٹ اُسکا بھاگ جنگل کو گیا
اور آدھے دن جمعہ کا اسلیے | تھا کہ پانی زرع کو وے نہر سے
مرد حیران ہوکے بولا اے خدا | پانی دینے کا بھی یہ وقت ہی مرا
گر مین دون کھیتی کو پانی اب یہان | اونٹ اپنے کو مین پھر پاؤن کہان
اور نماز جمعہ بھی دون ہاتھ سے | ہون خرابی مین پڑا اس بات سے
گر نہ دون کھیتی کو پانی اس زمان | ہوتی ہی بالکل خراب ایمہربان
جو مین ڈھونڈون اونٹ کو جنگل مین جا | پس نماز اور زرع دونون کھوچکا
اِس تردد سے وہ مردِ خوش لقا | ہر طرح کے رنج مین تھا مبتلا
آخرش بولا تامل کرکے وہ | چل نماز جمعہ کو جو ہو سو ہو
کیونکہ اس دولت کو ہی بیشک بقا | اور سوا اسکے ہی سب شَے کو فنا
یعنے کارِ دین کو ہووے بقا | اور کار دنیوی کو ہے فنا
جو کہ فانی سے لگاوے دل عزیز | اس سے زیادہ کون ہی بس بے تمیز
کہتے ہین حضرت محمد مصطفےٰ | حج مسکینون کا ہی دن جمعہ کا
جا غرض تکبیر مسجد اُسنے کی | اجر قربانی کا پایا اونٹ کی
جاکے مسجد مین ہوا مشغولِ ذکر | اور بھلائی دل سے سب دنیا کی فکر
باخضوع دل بصد عجز و نیاز | سامنے حق کے پڑھی اُسنے نماز
ہوکے فارغ جب کہ آیا اپنے گھر | دیکھتا کیا ہے کہ وہ اسکا شتر
ہے کھڑا اپنے مکان پر ای میان | عاجز و مسکین غریب و ناتوان

۱۶۷

۱۶۸

اپنی بی بی سے یہ پوچھا اُسنے جا ۔ کس طرح یہ اونٹ آیا ہے بتا
یہ کہا عورت نے اسکی ای میان ۔ اک درندہ اِسکو لایا ہی یہان
ہوکے گرد اسکے توی سا بھیڑیا ۔ مار کر یان تک اُسے پہونچا گیا
شکر حق کرنے لگا وہ نیک خو ۔ یہ کہ رب لایا ہی میرے اونٹ کو
اب مین جا کر سینچتا ہون کھیت کو ۔ اپنے اُس معمول پر جتنا کہ ہو
گل نہ آوے ہاتھ مین تیرے اگر ۔ جُز کو تو مت چھوڑ پر اے بہرہ ور
آخرش اُٹھکر وہ مردِ نوجوان ۔ کھیت کی جانب ہوا اپنے روان
جاکے دیکھا کھیت کو جو غور کر ۔ پایا سب سرسبز اور خوش تازہ تر
خودبخود اُس نہر سے بس بیگمان ۔ اُس کی ہر کیاری مین ہے پانی روان
ہوکے حیران مرد بولا اے خدا ۔ کھیت یہ سیراب کیونکر ہو گیا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا ۔ کھیت مین پانی مرے دیتا جو آ
پوچھا آخر اُسنے ہمسایون سے جا ۔ کھیت مین پانی مرے کسنے دیا
بولے سب ہے یہ عجب اِک ماجرا ۔ خودبخود پانی ادھر کو ہو لیا
سینچتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو ۔ پر یہ پانی جاتا تھا تیرے کھیت کو
روکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر ۔ پر یہ تیرے کھیت مین کرتا گذر
ہوگئے ناچار جب لے باادب ۔ چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
حکم حق سے کھیت مین تیری میان ۔ ہر کیاری مین ہوا پانی روان
ہوکے شادان اور خُرم وہ جوان ۔ شکر حق کرنیلگا بس بیکران
جو کوئی دُنیاے دون کو ترک کر ۔ باندھے حق کی عبادت مین کمر
آپ خود آکر یہ دُنیاے قلیل ۔ پانون مین اُسکے پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار ۔ خودبخود دنیا ہو آ اُس پر نثار

اور جو حق کو چھوڑ دنیا مین پڑے
دین و دنیا سب خراب اپنی کرے
جس نے کی دنیا مقدم دین پر
وہ ہوا خوار و تباہ و خستہ جگر
ہوگیا اُس شخص پر قہر خدا
جو ہوا دنیای و دون مین مبتلا
ہونہ حاصل دین اور دنیای دون
قعر دوزخ مین پڑی جا سرنگون
ساقیا وہ جام دے اب نوبنو
عیش دنیا جس سے مجھپر سرد ہو
چھوڑ کر دنیاے دون کو سربسر
حکم پر دلدار کے باندھون کمر

سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سے کہ کسقدر سعی اُس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اُسکا اوپر حاصل کرنے سامان آخرت کے

۱۶۹

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال
ایک منعم سے کیا اُسنے سوال
یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر
در پے مال و منال اے نامور
سعی تیری بہر دنیاے دنی
کسقدر رہے کہہ تو اے مرد غنی
یون کہا اُسنے کہ بے حد و شمار
کار میرا ہے یہی لیل و نہار
یہ کہا عارف نے اُسکو تو بھلا
رہتا ہی پھون تنگ وو وین سدا
کیا ہوا حاصل تجھے میرے خلیل
یہ کہا اُسنے کہ کچھ قدر قلیل
پر جو ہے مقصود اے روشن ضمیر
بر نہ آیا اُس سے کچھ عشر عشیر
یہ کہا عارف نے اُسکے ہر تواب
فکر مین تحصیل کے ہر روز و شب
رنج و غم مین تو عبث اُسکے میان
عمر کو کرتا ہے اپنی رائگان
قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا
عمر اپنی اُسپہ کی تو نے فدا
جانتا ہی وہ جو کچھ تو اے فتا
اس سے کچھ حاصل نہین تجکو ہوا

مدعا دل کا ترے اس سے کہین | کچھ نہین حاصل ہوا ای نیک دین

ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبے کا گھر | سعی کچھ اُس کی نہ کی تونے مگر

اُس سے کچھ حاصل تجھے کیونکر ہو جان | مین مہین کہتا تو کہہ ای نکتہ دان

یعنے اس دنیای دون سے اب تجھے | دار عقبی ہووے حاصل کب تجھے

مرد وہ ہین جو کہ دنیا چھوڑ کر | باندھتے ہین راہ عقبی مین کمر

اور تو بہر گاو نفس بے حیا | کرتا ہی ہر دم نماز اپنی قضا

یاد حق کو تو نماز فرض جان | اُس سے رہتا ہی تو غافل ہر زمان

اس جہان فانی مین تو فانی ہوا | راہ عقبی کو دیا دل سے بھلا

واسطے عقبی کے تو اے بہرہ ور | چھوڑتا مردار دنیا کو اگر

١٧٠

خود بخود یہ زال دنیا ہو ذلیل | پاؤن مین پڑتی ترے با قال و قیل

اسمین یہ بیان ہی کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہین دنیا انکے پیچھے دوڑتی ہی اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہین دنیا اُنسے بھاگتی ہے حکایت

ایک صاحب دل ولی با عز و جاہ | با خوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ

اور گرد اُسکے مرید اور طالبین | جمع بیٹھے تھے بصد صدق و یقین

ناگہان سہ جانور اک طرف سے | سامنے کو آگئے اُڑتے ہوے

ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا | اور اُس کی جستجو مین دوسرا

اُن مین آگے تھا کبوتر بس روان | سب سے عاجز اور حقیر و ناتوان

اُسکے پیچھے مرغ زرین بال و پر | اُڑتا جاتا تھا وہ با صد کر و فر

اور پیچھے مرغ زرین کے اُوڑا | جاتا تھا بدبخت کوا جون ہوا

۱۷۱

کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش دلے
ہاتھ آتا تھا نہ اِک بھی ایک کے

دیکھ یہ بولے مریدلے شاہ دین
ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہین

کیون کبوتر کے ہی پیچھے مرغ یون
اور نہ پیچھے مُرغ کے کوا ہی کیون

ہے کبوتر کا مطیع کیون مرغ یون
زاغ باغی مرغ کا تابع ہی کیون

جنسہای مختلف مین ہی یہ کیا
ایک کا تابع ہوا جو دوسرا

جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی
جنس سے ہی جنس کو مَیل اہی اخی

جنس جانب جنس کے رکھتی ہی مَیل
ساتھ دن کے دن ہی اور ہی شب کے لیل

ہوتاہے مومن کا مومن آشنا
اور کافر پر ہو کافر مبتلا

صالحون کے ساتھ ہوین صالحان
ساتھ بدکارونکے ہون بدکاریان

زاغ ہمرہ زاغ کے ہو کر اُڑین
بلبلون کیساتھ بلبل خوش ہین

انبیا اسواسطے پیدا ہوے
جنس سے انسان کے لیے نیک پے

آدمی تا ملکے اپنی جنس سے
بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے

جنس سے ہو جنس اپنی کامیاب
فیض ہو ہم جنس سے سب کو شتاب

انبیا ہوتے فرشتون سے اگر
کب پکڑتے اُنسے اُنسیت بشر

کب بھلا انسان ہو کر بیحجاب
راہ حق لیتے فرشتون سے شتاب

اِک خلافِ جنس سی ہون سو حجاب
اور ہون ہم جنس سی لک فتحیاب

فائدہ ہم جنس سے ہو جس قدر
غیر جنسیت سے ہو اُتنا ضرر

روح جو آئی ہی مُلکِ امر سے
زہد و طاعت سے ہی راغب اسلیے

جسم ملک خلق سے پیدا ہوا
خواب و خور مین اسلیے ہے مبتلا

اُنس کی پیدایش ان دوسی ہوئی
حق نے جو دونون کی اسمین جمع کی

جو کرے یہ مَیل جانب خاک کی
نفس امارہ بنے ہے اسکھڑی

اور کرے جو روح کی جانب گذر / نفس لوامہ بنے اس وقت پر
مثل ملک امر کا جب اس مین ہو / آوے لوامہ کی جانب وڑ دو
جو بہت کوشش سے لاہوتی کو جا / ملہمہ کی طرف پھر رکھتا ہے پا
بعد تہذیب اور کمال اجتہاد / مطمئنہ ہووے وہ اہل وداد
اس سخن کی کب ہے امداد انتہا / ماجرا ان طائرون کا پھر سنا

جواب دینا اس صوفی کا مریدون کو واسطے تسکین اور دلجمعی کے اور بیان کرنا حال طائرون کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

۱۷۳

مرد صوفی کو ندا آئی نہان / یہ مریدون سے تو اپنے کر بیان
جو اڑے جاتے ہین یہ تینون جانور / ہے مثال ان کی سمجھ اور غور کر
بھاگتے ہین ایک جو دنیا سے دور / دوسرے طالب ہین اسکے بالضرور
یہ مثال ان کی ہین تینون جانور / ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر
طالب و تارک ہین جو دنیا کے اب / ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب
بھاگتا ہے یہ کبوتر پے بہ پے / مرغ زرین کے فریب و مکر سے
اور پے مرغ زرین اسکے ہے / تاکہ اسیر آپ کو قربان کرے
لیک ہرگز یہ کبوتر نازنین / ہاتھ آتا مرغ زرین کے نہین
اور پیچھے مرغ زرین کے اڑا / حرص سے جاتا ہے کوا بے حیا
پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا / گرچہ کوشش کرتے ہین بے انتہا
جان عارف ہے کبوتر کی مثال / جاتا ہے حق کی طرف بے قیل و قال
اور زرین مرغ تو دنیا کو جان / دوڑے ہے عارف کے پیچھے بیگمان
زاغ یعنی اہل دنیا حرص سے / چون زغن مردار دنیا پر پڑے
کر تو دنیا دار کو کوا شمار / ہوتا ہے مردار دنیا پر نثار

اہل دنیا واسطے دنیا کے یار
دوڑتا ہی ہر طرف ہو بیقرار

لیک وہ مکارہ اُن سی بھاگ کے
مرد حقانی کے جا پیچھے پڑے

بھاگتا ہے مرد حقانی مگر
مکر سے اس بیحیا کے خوف کر

دوڑتی ہے اس کے پیچھے یہ سدا
بھاگتا ہے اُس سے وہ مرد خدا

ہے یہی دنیا کا یارو ماجرا
بھاگے ہی جو اس سی یہ اُس پاس جا

اور جو اس کو طلب کرتے ہین یان
بھاگتی ہی اُس سی یہ کوسون یہان

تمثیل

۱۷۳

اور سن اسیر تو مجھ سے اک مثال
نیک لوگون کا ہوتا معلوم حال

ایک دن ہارون رشید بادشاہ
تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ

اور گرد اُس کے بکثرت لا کلام
تھے کھڑے آداب سے لونڈی غلام

مہربان اُنپر جو کچھ سلطان ہوا
حکم یہ مختار کارون کو دیا

جو کہ توشہ خانہ مین موجود ہے
سامنے لا کر دھرین ہر اک شئے

سنتے ہی مختار کارون نے جبھی
پیش شہ ہر ایک نعمت لا دھری

حکم پھر لونڈی غلامون کو دیا
شہ نے کین یہ نعمتین تمکو عطا

جسکو اس نعمت سی جو مطلوب ہو
لے اُٹھا اسمین سے وہ بے گفتگو

سنتے ہی اس بات کے لونڈی غلام
گر پڑے ایک ایک نعمت پہ تمام

کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا
ہاتھ اک لونڈی نے شہ پر رکھدیا

ہو خفا باندی سے یون شہ نے کہا
رکھدیا کیون ہاتھ مجھپر اب بتا

عرض کی لونڈی نے جب اے نیکخو
صاحب ان نعمات کا موجود ہو

اُس کی کمبختی ہے کیا پھر جو شہا
چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا

بادشاہ سنتے ہی جھٹ اس بات کے
اُسپہ عاشق ہوگیا دل جان سے

اور کہا شہ نے اُسے اے باادب — کر دیا آزاد تجکو مین نے اب
اور یہ سب نعماے اور باندی غلام — کر دیے تجکو عطا اے نیک نام
اسطرح سے جو کوئی حق کے لیے — دل سے سب نعماے دنیا چھوڑ دے
چھوڑ کر نعماے دنیا سربسر — دل لگا دے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالیٰ ہو کے خوش اُس شخص سے — آخرت کی نعمتین سب اُسکو دے
تو بھی لے امداد بہر ذوالجلال — دو جہان کی نعمتون پر خاک ڈال
ماسوا پر ہو نہ ہرگز مبتلا — خالصاً للہ حق سے دل لگا

اسمین مذمت اور برائی اُنلوگونکی ہے کہ فخر کرتے ہین ساتھ مصاحبت بادشاہونکے اور دعوی رکھتے ہین شامل ہونیکا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دو ضدونکا محال ہے

۱۷۴

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور — قرب سلطان ہے تو کر اس سے حذر
ہوش سر کو بھی ہے اور دل سے سرور — قرب سلطان اس سے رہ تو دور دور
ہے سعادتمند وہی اے فتا — آپ کو جسنے لیا اُس سے بچا
قربت سلطان سے بچ کر بچ سکے — کیونکہ یہ تیرا وبال جان ہے
اور رہے ایمان کا بھی اسمین ضرر — ہو سکے جتنا تو کر اس سے حذر
اسکے اوپر کہتا ہون اک داستان — کان دل سے تم سنو اے مہربان
نیک لوگون کا طریقہ ہے یہی — جو بیان کرتا ہون تجھسے اے غبی

داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر — راہِ حق مین چست و کامل بےنظیر
چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار — کر لیا تھا اُسنے گوشہ اختیار
خلق سے ہو کر جدا جنگل مین جا — کرتا تھا تنہائی مین یادِ خدا

بیٹھکر اک غار مین تنہا سدا
ذکر حق مین ہر گھڑی مشغول تھا

باہر آتا تھا نہ وہ اُس غار کے
پر کبھی حاجت ضروری کیلیے

بعد ہفتہ کے جو ہوتی اشتہا
کھاتا تھا برگ شجر وہ پارسا

ایک مدت ہو گئی اُس کو بسر
ذکر حق کرتے ہوے اس طرح پر

بھی اُس عارف پر عنایات خدا
واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا

چھوڑے اِس عالم کو جو حق کیلیے
بے شبہ وہ اپنے دلبر سے ملے

جہد و کوشش شرط ہی پر اے پسر
راہ مین دلدار کے شام و سحر

ہے بہت باریک راہِ دلربا
چل سکے بے راہبر کے کب بھلا

ہین گی اس راہ مین بہت سی گھاٹیان
طے ہو کب بے راہبر کے اے فلان

کہتے ہین حضرت محمدؐ اِس لیے
راہبر لے ساتھ پھر تو راہ لے

راہبر لے تا تو سیدھی راہ جا
گھاٹیون مین ورنہ ہوگا مبتلا

اولیا ہین راہبر اِس راہ کے
اُنکے دامن کو پکڑ اور راہ لے

عمر بھر گرچہ کرے روزہ نماز
بے مدد مرشد کے کب ہو سرّ باز

سرّ باطن کب ترے دلبر کھُلے
تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے

گرچہ کی تو نے عبادت سالہا
لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا

جو کہ تھی حرص و ہوا دل مین بھری
اِس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی

جو بجا حرص و ہوا دل سے ترے
اُس عبادت کو ترے پھر کیا کرے

کہتا ہے حق دیکھ دیدہ کرکے باز
منع کرتی ہے گناہون سے نماز

عادتی ہے یہ تری روزہ نماز
سرّ باطن اس سے کب تجھپر ہو باز

پیروی کر جان سے مرشد کی تو
تا کہ کردے تجکو سیدھی راہ کو

ورنہ اس رہ مین تو بے مرشد سدا
ٹھوکرین کھاتا پھرے گا جابجا

دیکھا

۱۷۵

سوچ تو دل مین ذرہ اے نیک پے — بے کمان کے تیر کیونکر چل سکے
تیر دیکھا ہی کوئی بھی اب بتا — بیکمان کے جا نشانے پر لگا
کس نے پایا ہی صراط المستقیم — بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم
انتہا رکھتا نہین ہی یہ سخن — حال اُس درویش کا اب مجھ سی سُن

آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے

درمیان اُس غار کے وہ پارسا — ذکر و فکر حق مین رہتا تھا سدا
ناگہان اک روز اے فرخندہ فال — ایک عورت صاحب حسن و جمال
با ہزاران خوبی و زیبندگی — آگئی خدمت مین اُس درویش کی
دست بستہ با ادب ہو کر کھڑی — عرض خدمت مین یہ کی درویش کی
جو کردا سدم قبول حضرت مجھے — کیا کریمون کے کرم سے دور ہی
تیری خدمتمین رہونگی مین مدام — جو کہ فرماؤ بجا لاؤن تمام
دیکھکر درویش نے اُسکے تئین — کر بہ معلوم باطن سے وہین
ہے یہ دنیا بد گہر اور نابکار — سامنے آئی مرے کرکے سنگار
یہ کہا درویش نے اے بیحیا — دور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ
بھاگ کر تجھ سے یہان آیا ہون مین — چھپ کے آ بیٹھا ہون تنہا غار مین
پھر تو کیون آئی ہی اس جا اے پلید — مکر سے ڈرتا ہی تیرے ہر سعید
یہ کہا اُسنے کہ اے درویش جان — حکم سے حق کے مین آئی ہون یہان
حق مین میرے تجکو اے مرد یقین — فائدہ کچھ منع کرنے مین نہین
آئی ہون مین حکم حاکم سے یہان — کیون خفا ہوتا ہی مجھپر اے میان
کہکے یہ نظرون سے وہ غائب ہوئی — اور عارف کو ہوئی وحشت بڑی
یہ کہا عارف نے وہ جو آئیگی — جوتیان مجھسے بہت سی کھائیگی

گر نہ جائیگی وہ میرے پاس سے — گور کا مصرف کرونگا مین اُسے
گر نجا مجھ پاس سے دنیا ہو دون — خرچ اُسکو راہِ عقبیٰ مین کرون
مال دنیا ہو یہ زہر سہم ناک — گر اُسے پاوے تو اُسپر ڈال خاک
یعنے اُسکو صرف کر نیک امر مین — تاکہ کام آوے وہ تیری قبر مین
واسطے حق کے جو دے تو اک یہان — اُسکے بدلے پاوے سو حصے وہان
کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار — تاکر راضی تجھ سے ہو پروردگار
چاہتا ہو وہ جو کچھ پروردگار — کرتا ہو اسباب اُسکا آشکار
دس برس تک وہ فقیر اُس غار مین — تھا رہا مشغول حق کے کار مین
کوئی آتا تھا نہ اُس پاس اک بشر — کیونکہ بستی سے تھا جنگل دور تر
گائین بکری اونٹ خچر اور گدھے — وان تلک آتے نہ چرنے کیلیے
اتفاقاً اک برس تقدیر سے — قحط عالم مین پڑا حد سے پرے
خشک سب کھیت اور جنگل ہو گئے — آدمی حیوان کُل مرنے لگے
گلہای اشتر و گاوان و خر — پھرتے تھے چرواہے ادہر اودھر
کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزے کی بو — دوڑتے چوپائے جھٹ اُس طرف کو
یون ہی پھرتے پھرتے اکدن ناگہان — آئے پاس اُس غار کے سب راعیان
چند اک چوپائے گرد اُس غار کے — دیکھ سبزہ کھاتے کھاتے آ گئے
پھر تو چرواہے وہان آنے لگے — لے کے چوپائے چرانے کیلیے
ناگہان اکدن وہ عارف غار سے — آیا باہر ایک حاجت کے لیے
کی تھی جو حق کی عبادت ہشیار — نورِ حق تھا اُسکے مُنھ سے آشکار
دور سے چرواہے صورت دیکھ کے — گرد اُس درویش کے آ کر ہوے
اعتقاد دل سے جا ہر ایک نے — رکھدیا پاؤن پہ سر درویش کے

۱۷۷

جو کہ تھا درویش مشغولِ خدا — اُن کی جانب کو نہ کچھ راغب ہوا

جسکو حاصل ہووے وصلِ دلربا — پھیر اسکو اور سے مطلب ہے کیا

آخرش سب نے بصد عجز و نیاز — یہ کہا درویش سے اے پاکباز

آپ کو خواہش ہو اب جس چیز کی — حکم کیجے ہم بجا لاوین ابھی

دیکھا جو درویش نے اُنکے تئین — پاس سے میرے یہ ٹلنے کے نہین

کرکے اُن کی عجز و زاری پر نظر — یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر

ایک مدت سے یہ نفسِ بدمرا — مانگتا ہے دودھ مجھ سے برملا

شیر کے دو ایک دیکر گھونٹ یار — تا مین مارِ نفس کا دون زہر مار

عرض کی یون قحط سے باران کے اب — گائین بکری ہوگئین بے دودھ سب

جب نہ اُنکو چارہ کھانے کو ملا — شیر انِ کے خشک پستان سے ہوا

اور کہا رورو کے سب نے با محن — تم نے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن

دیکھکر درویش اُنکا اضطرار — یہ کہا اُن کو کہ لے مردانِ کار

ایک گاے کرکے اب سب سے بدر — اُسکو دوہو تم خدا کے نام پر

کرکے بسم اللہ اے نیک راہ — سعی کر تو ہوگی امدادِ الٰہ

کارِ عقبےٰ مین ہے کوشش شرطِ یار — جہد و کوشش کر جو تو ہے ہوشیار

گوشِ جان سے سُن یہ اے مہربان — کہتے ہین کیا سرورِ پیغمبران

سعی و کوشش ہے اُن ہی کی بامراد — کرتے ہین جو نفس پر اپنے جہاد

بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے — جہد کر چل منزلِ مقصود پے

راہ کو کر قطع چل پانون اُٹھا — بیٹھنے کا رہ مین کیا ہے فائدہ

ہو مسافر کو کہان آرام و خواب — ہر گھڑی رہتا ہے اسکو اضطراب

راہِ حق دیکھی ہے کیا آسان یار — جو پڑا ہے تو یہان پانون پسار

راہ لے چل عیش کے دامن کو پھاڑ
تا نہ اُلجھے اُن سے اندر خار و جھاڑ

ہے یہ منزل پُر خطر با خار و زار
جو تو جا کپڑون سے ہو بالکل فگار

یعنی یہ کپڑے اُلجھکر جھاڑ مین
خوب سا تن کو ترے زخمی کرین

طاق مین رکھ تن سے تو کپڑے اُتار
با دلِ فارغ تو پھر لے راہ یار

دور ہے منزل بہت رہ مین پہاڑ
اور بہت سے جا بجا کانٹونکے جھاڑ

چاہتا ہو جو تو جا اس راہ سے تو
ہاتھ مین لے اپنے تیشہ آہ کو

قطع کر یہ خار رہ سے تا کہ تو
جلد پہونچے منزلِ مقصود کو

ورنہ بے تیشہ ترا تن ہو فگار
رُوکدین رہ سے تجھے یہ سنگ و خار

یعنی لا سے تیز لے تیشہ بنا
سنگِ غیریت کو پھر رہ سے ہٹا

منزلِ مقصود الا اللہ کر
سیر وان جا با دلِ آگاہ کر

یعنی یہ حرص و ہواے دُنیوی
غیرِ حق کے ہو ترے دلمین بھری

بہر حق تو دل سے انکو دور کر
نورِ عرفان سے اسے معمور کر

یہ سخن ہو بے بیان اے دوستو
حال اُس درویش کا مجھ سے سُنو

قصہ دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بداعتقادی سے

ایک چرواہا غرض اُسنے اُٹھا
پاس گاؤ نارسیدہ کے گیا

اُسکے دُوہنے کا ارادہ کر لیا
تا کہ لیوے امتحان درویش کا

اُس جوان نے پاس اُس گُل رُکے جا
ہاتھ جھٹ اُسکے تھنون پر رکھدیا

ہاتھ رکھتے ہی تھنونپر بیگمان
دودھ کی دھارین ہوئین اُسنے روان

ہوکے حاضر سامنے درویش کے
دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوے

دودھ لے عارف نے اُس سے پی لیا
بعدہٗ اُس غار مین جا کر چھپا

ریوڑون کو لیکے سارے راعیان
شہر کی جانب ہوے یارو روان

۱۷۹

شہر مین وہ سب کے سب داخل ہوے — اس کرامت سے وے حیران تھے
دن کئی گذرے غرض اسطرح سے — آتے تھے چرواہے وے اُس غار پر
رفتہ رفتہ پھر شہر مین جا بجا — اس کرامت کا بہت چرچا ہوا
تھا خلائق کی زبان پر یہ کلام — شاہ تک بھی ہو گیا یہ قصہ عام
سنتے ہی اس بات کے شہ نے کہا — سب امیرون اور وزیرون سے ملا
چلکے اُس عارف کی زیارت کیجیے — کیونکہ وہ دورے مین اپنے فرد ہے
اُس کا ثانی کوئی عالم مین نہین — عالم و کامل ولی سلطان دین
کہہ کے یہ اور اُٹھ کے باصد التجا — خدمت درویش مین حاضر ہوا
شہ کے آنے سے ہوا درویش کو — شغل مین حق کے حرج بے گفتگو
صحبت میر و وزیر و بادشاہ — ہے بڑا فتنہ سمجھ لے نیک راہ
ہے سلاطینون کی صحبت مثل آگ — تیر کے مانند ان سے دور بھاگ
اِن کی صحبت سے ہر اک حیران ہوا — عاجز ان کے مکر سے شیطان ہوا
ہے تکبر ان کے دل مین یون بھرا — بکریون پر جسطرح ہو بھیڑیا
پاس سلطانون امیرونکے نہ جا — آپ کو ان سے بہر صورت بچا
صحبت اِن کی کبر و غفلت لائے ہے — اور قناعت کا اثر لے جائے ہے
اسلیے فرماتے ہین خیر الزمان — دین حق کے ہین امین یہ عالمان
پر نہ ہو جو ہمنشین و ہم طعام — ساتھ سلطانون امیرون کے مدام
جو کہ عالم جا امیرون سے ملے — دین کے بیشک ہوے وہ چورے
بس ڈرو اِن سے بچو اے مومنین — تا تمہارا بچ رہے اسلام و دین
الغرض شہ عجز و زاری سے سدا — پاس اُس درویش کے رہنے لگا
پھر تو دونون عارف و شہ بے خطر — ہو گئے آپس مین جون شیر و شکر

١٨٠

ہوتے ہوتے چاہا یہ سلطان نے — خوب ہو جو شہر مین عارف چلے
سوچ کر دلمین کہا دستور کو (وزیر را) — جو چلے محلون مین عارف خوب ہو
باعثِ برکاتِ رحمانی ہے یہ — سایۂ انوار ربانی ہے یہ
اسکے قدمون کے طفیل ای بہرور — رحمتِ حق ہووے نازل شہر پہ
شہر مین ہو اسطرحکا مرد جو — زیبِ شاہی رونق اسلام ہو
الغرض آیا وزیرِ حیلہ جو — پاس اس عارف کے باصد گفتگو
با ادب کی عرض یہ درویش سے — شہر مین چلیے تو اب کیا خوب ہے
مرد آزادہ تھا وہ مرد خدا — بھاگتا تھا خلق سے کوسون سدا
بولا وہ سن اے وزیر اب مجکو کیا — خلق کے ملنے سے تبلا فائدہ
مجکو آبادی سے ویرانہ بھلا — اختلاطِ خلق سے کوسون سدا
ہے موافق طبع ویرانہ مجھے — دور ہر اک طالب آرام سے
طالب آرام نفس اپنے کا اب — مین نہین ہون ای وزیر باادب
مرضیِ حق کا ہون طالب مین سدا — خوب تنہائی مین ہو فرضی ادا
ہے بھلا حق مین مرے گوشہ سدا — گاؤ خر مین رہنے کا کیا فائدہ
کہتے ہین حضرت محمد مصطفےٰ — جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا
اختلاطِ خلق سے ہے جو بچا — جان اپنی کو سلامت لے گیا
فائدہ وحدت مین ہووے جسقدر — اس سے سو درجہ ہو کثرت مین ضرر
جسنے کثرت سے بچایا آپ کو — ملک وحدت کا ہوا سلطان وہ
پھر وزیرِ حیلہ جو نے عرض کی — گر پکڑتے اسطرح گوشہ نبی
کب بہو پچتا خلق کو دینِ خدا — رہتا گمراہی مین ہر اک مبتلا
یون اگر گوشہ پکڑتے اولیا — راہ حق پاتی یہ کب خلقِ خدا

۱۸۱

یون کہا درویش نے اے باخدا ۔ جو کہا تو نے یہ حق ہے اور بجا
لیک جو بیمار ہو اے باشعور ۔ چاہیے پرہیز اُسکو بالضرور
جو نہ بیماری مین پرہیز اب کرے ۔ بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جان سے
اور صحت جس نے پائی مرض سے ۔ کیا دوا پرہیز کی حاجت اُسے
انبیا اور اولیاے راسخین ۔ رنج و بیماری سے ہین پاک اے متین
لیک مجھ مین حرص کچھ باقی ہو اب ۔ چاہیے پرہیز مجکو اس سبب
سُنکے بولا وہ وزیر اے نیک خو ۔ کسرِ نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو
تارک دُنیا ہو تم تو بالیقین ۔ آپ سے ہم پاس تم آئے نہین
خود بخود آئے ہین ہم با التجا ۔ آپ کی خدمت مین اے پیر ہدا
تیرے نفسِ پاک سے لے مہربان ۔ ہوگئی روشن ہماری جانِ جان
تیری صحبت سے ہوے ہیں تمام ۔ عیش دُنیا سرد بالکل لاکلام
سامنے تیرے ہوا و حرص سب ۔ محو دل سے ہوگئے یک لخت اب
ہین یہ فرماتے امام المرسلین ۔ ہے وہ سب لوگون مین بہتر بالیقین
نفع جس سے ہو خلائق کو تمام ۔ فائدہ اُس سے اُٹھاوین خاص و عام
تم بھی اسپر اب عمل کچھ کیجیے ۔ فیض اپنا چل کے سب کو دیجیے
فیض سے تیرے ہون وہ ذاکر تمام ۔ جو پڑے رہتے ہین غفلت مین مدام
کرتے ہین کفرانِ نعمت جو کوئی ۔ تیری صحبت سے ہون شاکر وے ابھی
بولا عارف جاے تشنہ چاہ پر ۔ چاہ پیاسے پاس کب جاے ہے پسر
جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہان ۔ مین بھلا کسواسطے جاؤن وہان
ایک مدت الغرض اسطرح پر ۔ عرض کرتے ہوگئی اُسکو بسر
آخرش جانا جو عارف نے کہین ۔ یہ وزیر اب یان سے ٹلنے کا نہین

۱۸۲

بولا ہے تیری فرحت کے لیے ۔ مین چلونگا شہر مین سلطان کے
بعد اسکے جو صلاح وقت ہی ۔ وہ کرونگا تیری خاطر جان کے
ہولیا درویش ہمراہ وزیر ۔ سوے دولتخانہ شاہ کبیر
شاہ نے دیکھا جو اسکو دور سے ۔ اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے
وہ فقیر اپنی خلاصی کے لیے ۔ مارنے پتھر لگا سلطان کے
تاکہ دیوانہ سمجھکر اس گھڑی ۔ چھوڑ دے سلطان مجکو ای ولی
باہر درویش وان مستانہ وار ۔ مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار
بے محابا اسقدر مارا کہ شاہ ۔ بھاگ کر وان سے گیا بادرد وآہ
بھاگ کر نکلا جھٹ اس دالان سے ۔ جسمین بیٹھا تھا وہ سلطان شان سے
اس مکان سے شاہ جب باہر ہوا ۔ حکم حق سے وہ مکان جھٹ گر پڑا
شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے ۔ مارتا تھا مجکو پتھر اسلئے
اس مکان مین تا نہ یہ دب کر مرے ۔ کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے
مارنے مین اسکے یہ تھا فائدہ ۔ تاکہ اس صدمہ سے دے مجکو بچا
چاہیے تھا عارف چھٹانا آپکو ۔ حکم حق تھا مبتلا یہ اور ہو
چاہیے تھا یہ تو کہ ہو بد اعتقاد ۔ اور ہوتا شہ کو زائد اعتقاد
صدق دل سے باہزاران التجا ۔ آکے شہ عارف کے قدمونپر پڑا
عرض کی لے پیشواے عارفان ۔ لطف کا تیرے کرون مین کیا بیان
کیا کرون احسان کا تیرے شکر مین ۔ جور مین تیرے ہزارون لطف مین
خضر نے کشتی جو توڑی جور سے ۔ تاکہ وہ ظالم کے ہاتھون سے بچے
اسطرح مجکو بھی تونے خضر وار ۔ کر دیا سو ورنہ قاتل سے پار
جانا عارف نے کہ ہی حکم خدا ۔ کیا ہے چارہ جب ہوا امر قضا

١٨٣

دل سے اپنے پھر وہ یون کہنے لگا | مرضیِ حق سے تو اب یان آ پھنسا
مرضیِ حق پر ہی رہنا چاہیئے | زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہیئے
یعنی خواہش پر خدا کی برملا | چاہیئے راضی رہے صبح و مسا
مالِ دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا | زہر بھی چکھیے ذرہ بہر خدا
الغرض کہنے سے عارف شاہ کے | شہر مین آیا نکل کر غار سے
شہ نے عارف کے لیے باعزّ و جاہ | کر دیے تیار محل اور خانقاہ
اور نعمت بھی ہر اک موجود کی | واسطے درویش کے باصد خوشی
وہ فقیر پاک جان و راست باز | ہوگیا ظاہر مین اندر عزّ و ناز
عیشِ دنیا مین تھا ظاہر مین پھنسا | لیک باطن مین تھا وہ سب سے جدا
پوستین اور دلق کو پہنے ہوے | نفس پر کرتا جہاد ہر دم وے
ایک حجرے مین وہ تنہا بیٹھ کر | کرتا تھا یادِ خدا شام و سحر
باخوشی رہتا تھا اُس گدڑی مین وہ | فقر پر کرتا تھا محکم آپ کو
کچھ نہ اُس دولت سے حاصل تھا اُسے | پر فقیرونکو دیا کرتا تھا نے
گرچہ ہے دنیا یہ ملعونِ ازل | پر ہے مومن کے لیے بیت العمل
مالِ دُنیا گرچہ ہے زہر او ربلا | نیک ہو گر خرچ اُسکو نیک جا
نیک کامون مین تو اُسکو صرف کر | ورنہ تو کُتّا سا ہے مردار پر
مالِ دنیا کو بقا گرچہ نہین | خوب ہے گر خرچ اندر کار دین
واسطے دانا کے دنیا خوب ہے | اور نادانون کو بد اسلوب ہے
جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے | سانپ ہووے دوست اُسکا دیکھ لے
گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار | سانپ کے مت گرد پھر تو زینہار
تا نہ دھووے ہاتھ اپنی جان سے | یاد رکھ یہ بات میری مان لے

۱۸۴

مال دنیا کے نہ ہرگز گرد جا
جو تو جاوے خرچ کر راہ خدا

الغرض درویش کو رہتے ہوئے
ہو گئے دس سال پاس اُس شاہ کے

دس برس اُسکو گئے یوں ہی گذر
پر رہا ویسا ہی اپنے حال پر

زہد و طاعت میں نہ آیا کچھ بھی فرق
گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں غرق

تھی یہ رسم شاہ جو ہوتا سوار
بہر تنظیم ملک یا بہر شکار

وقت مٹنے کے وہ سلطان آتی
آکے زیارت کرتا اُس درویش کی

مٹنے

الغرض اکدن اُسی معمول پر
اُسکی زیارت سے ہوا وہ بہرہ ور

اور اُسی حالت میں وہ پیر ہدیٰ
یاد میں اللہ کی مشغول تھا

ناگہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی
سامنے سے دوسری بار آگئی

پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے
آئی ہے مجھ پاس اب بتلا مجھے

١٨٥

عرض کی اُسنے کہ اے سلطان جان
تجھ سے میں ہوتی ہوں رخصت اس زمان

یوں کہا چل دور ہو اے بیحیا
مکر سے تیرے خدا رکھے بچا

تو دغا دے ہے ہر اک کو پر جو دو
ہو ترا تابع تو اُس سے دور ہو

دور ہو مجھ سے کہیں اب اے دغی
پوستین اور دلق مجھ پاس ہے وہی

پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں
میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤں میں

دور ہو یاں سے تو جلدی بیحیا
کب تلک دے گی مجھے بتلا دغا

ہوگئی غائب نظر سے سن یہ ذکر
اُسکے فتنہ کا ہوا عارف کو فکر

دیکھیے کسطرح ہووے گا جدا
مال و دولت دنیوی مجھ سے بھلا

معتقد مجھ سے ہے ہر چھوٹا بڑا
آپ سے مجکو کرے کیونکر جدا

دیکھیے تقدیر سے ہو کیا سبب
تیل کھل سے ہو جدا کسطرح اب

شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے
دیکھیے رسوا کرے کیونکر مجھے

پڑھ کے پھر لاحول ہو شاغل برب
ہوگا جو حکم خدا سر پر ہے اب

جو قضا آوے تو ہو برعکس کار
ہووین سب تدبیرین باطل اور زار

جو کیا چاہے ہو کوئی کار رب
غیب سے کرتا ہی اسکا کچھ سبب

ایکدن تقدیر سے ناگاہ یار
شاہ جنگل کو گیا بہر شکار

جستجو کی اور محنت بے شمار
پر ملا اسکو نہ وان اسدن شکار

رنج بے حد پایا اور تکلیف سخت
دل ہوا گرمی سے شہ کا لخت لخت

وان سے ہٹ کے شہ اسی معمول پر
خدمت عارف مین آیا دوڑ کر

گر کے قدمونپر وہ اس درویش کے
پائونپر بوسہ دیا ئو صدق سے

آیا تھا گرمی مین گھبرایا ہوا
اس جگہ آرام کچھ اسنے لیا

شدت گرمی تھی رستہ کی تکان
کچھ ہوا آسودہ شہ اس سے وہان

اک طرف تکیہ لگا دیوار کا
جون مسافر تھک کے غافل سو رہا

شاہ تنہا اور وہ عارف تھا وان
خنجر سلطان نکل کر از میان

ننگا ہو شہ کے شکم پر گر پڑا
دیکھکر یہ عارف دین خدا

چاہے تھا اسکے شکم پر سے اٹھا
اک طرف رکھدون ہی غافل بادشہ

چونک اٹھا یکبارگی شہ خواب سے
ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے

دوڑ کر جھٹ محل مین داخل ہوا
پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا

بولا غصہ سے کہ جھٹ آوے وزیر
تا کرے درویش کو اسدم اسیر

اور کرے آ قتل اسکو برملا
تا کہ دیکھے فعل کی اپنے سزا

کیا کیا تھا مین کہو اس کا برا
پائونپر رکھا تھا سر اسکے سدا

کیا نکوئی کا ہے بدلہ یہ کہو
کھینچے خنجر جو ہمارے قتل کو

جو وزیر اس امر سے آگہ ہوا
پڑھ کے استغفار یون شہ سے کہا

کرکے اپنے لطف و احسانپر نظر
جان بخشی اس کی کرائے نامور

۱۸۶

شاہ بولا تجکو بخشی اُسکی جان ۔ یہ تجھے لازم ہی اُسکو اس زمان
چھین کر اُس سے یہ سب مال و منال ۔ کرکے ننگا شہر سے باہر نکال
ہو ہے یہ صدق و وفا اہل دول ۔ وہم سے بس صدق مین آیا خلل
مت ہو نازان لطف پر انکے کبھی ۔ دم مین ہون شیطان اور دم مین ولی
اعتقاد اہل دولت پر کبھی ۔ دل نہ دیجو کوئی اے میرے اخی
ایک وہم بے حقیقت سے وہ شاہ ۔ ہوگیا بدظن اُسی عارف سے آہ
دشمن جان اسقدر اسکا ہوا ۔ جسطرح بکری کا ہووے بھیڑیا
دل لگا اُس شاہ سے ای بیوفا ۔ جو ہزارون جرم بخشے اور خطا
دیکھکر کے سب کے وہ جرم و گناہ ۔ دے ہر روزی لطف سی شام و پگاہ
چھوڑے جو ایسے شاہنشاہ کو ۔ اُس سے زائد بیوقوف اور کون ہو
سو خطائین کرکے تو آوے جو پھر ۔ خاص ہو درگاہ مین اُسکی تو پھر
مال دنیا کا بھی ہے بس بیوفا ۔ دل لگانا اُس سے ہی بیشک خطا
جان سلامت اپنی عارف لیگیا ۔ کیونکہ دُنیا پر نہ اُسنے دل دیا
جو دغا کھاتا وہ اُسکے مکر سے ۔ قتل ہوتا ہاتھ سے سلطان کے
زیر تیغ بے دریغ شاہ دون ۔ ہوتا عارف بے شبہہ زار و زبون
کی تھی اُسنے احتیاط حد سے بدر ۔ مال دُنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر
جان و تن اپنا سلامت لیگیا ۔ مکر سے دنیاے دون کے وہ بچا
حیف ہی صد حیف ای صاحب سلوک ۔ ہو تو یون نازان تعظیم ملوک
خاص لذت اُسکے جو وقت خطاب ۔ ہے نہ آوے وہ ز صد خم شراب
شیخ اپنا شہ تجھے ہر دم کہے ۔ یہ ندا سُنکر کے تو مدہوش ہی
مست و مدہوش اس خطاب شہ سے ہی ۔ ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے

۱۸۷

پوجتا ہے گویا تو اُس شاہ کو
کچھ نہین کرتا ہے یاد اللہ کو
اسد اسد ہے یہ کیا اسلام و دین
شرک ہے یہ تو برب العالمین
جرعۂ اک بجز قدم سے نوش کر
آیتِ لَا تُشْرِکُوْا پر گوش کر
ساقیا اب آ کہین مت دیر کر
دل مرا تجھ بن ہوا زیر و زبر
عیش کے سامان سب موجود ہین
تجھ بنا پر ساقیا نابود ہین
آ کہین دے بھر حق اک بھر کے جام
عیش و عشرت جس سے ہو دلبر تمام

بغیر

اِسمین مذمت اُن کی ہے جو مضمون دُنیا مین غرق مین و اسطے حظ بے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب دُنیاے دون
گر دمت جا اُسکے تو اے پُر فنون
اِس سے آلودہ کیے تو نے اگر
ہاتھ اور مُنھ اپنے اے نیکو سیر
روے آسایش کو دیکھے گا تو جان
اک سر مو ہے کہین اندر جہان
منصب دنیا نہین تو جانتا
ہے وہ کیا سُن لے تو اب مجھ سے ذرا
راہ حق سے دور جو تجکو کرے
اور ڈالے کوی فرقت مین تجھے
ہے یہی دنیا سمجھ اے نیک تن
نے تماش و نقرہ و فرزند و زن
مایۂ بدنامی اسکا نام ہے
سر بسر ناکامی اسکا کام ہے
یہ نہان ہر لحظہ خاص و عام سے
زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے
واسطے اُس زہر کے دن اور رات
ہوگا تو کب تک خراب اے نیک ذات
منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا
خرمنِ دین کو ترے بالکل جلا
منصب دنیا ہے وہ اے پُر فنون
اسطرح جسنے کیا تجھ کو زبون
خوش ہے وہ مقبول جسنے یان کبھو
ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دین کو
اور اس حلوا و نان سے اے فتا
مُنھ کو اپنے کچھ نہین شیرین کیا

۸۸۱

خوش ہے وہ دانا کہ جو یان چھوڑ کر ۔ منصب دنیای دون کو سر بسر
مار کر اس پر وہ اپنے پشت پا ۔ خلد مین جون شاہ مردان کے لیا
مثنوی مین مولوی معنوی ۔ نکتہ اک فرماتے ہین سُن اے اخی
"ترک دنیا گیر تا سلطان شوی ۔ ورنہ ہم چون چرخ سرگردان شوی"
چھوڑ دنیا کو کہ تا سلطان ہو تو ۔ ورنہ مثلِ چرخ سرگردان ہو تو
"زہر دارد در درون دنیا چو مار ۔ گرچہ دارد از برون نقش و نگار
زہر این مار منقش قاتل ست ۔ میگریزد زو ہر آن کو عاقل ست
زہر قاتل ہے یہ مار نقش دار ۔ بھاگتے ہین اس سے جو ہین ہوشیار
زین سبب فرمود شاہِ اولیا ۔ آن گزین انبیا و اولیا
اس سبب کہتے ہین شاہِ اولیا ۔ ہین وہ مقبول ولی و انبیا
حُب دُنیا راس کل خطیۃ ۔ ترک دُنیا راس کل عبادۃ
حُبّ دنیا سب خطاؤن کا ہے سر ۔ ترک دنیا سر ہے ہر طاعت کا پر
چھوڑ دنیا کو جو تو ہشیار رہے ۔ عاقلو نیز جان یہ مُردار ہے
پہلے تو تحصیل مین اسکے تو یار ۔ کھینچے محنت اور ذلت بیشمار
بعد اسکے چھوڑ کر پھر راہ لے ۔ حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے
اسمین اول تو ہزارون محنتین ۔ اور آخر مین ہون حاصل حسرتین
اہلِ دنیا الغرض یان اور وہان ۔ محنت اور حسرت مین ہینگے یکسان
یا الٰہی مجکو بھی بہرِ خدا ۔ اُلفت دنیاے دون سے رکھ بچا
حُبّ منصب حُبّ جاہ و حُبّ مال ۔ واسطے اپنے مرے دل سے نکال
حُبّ مولیٰ حُبّ حق حُبّ خدا ۔ مجکو اب بہر محمدؐ کر عطا
غیر کی اُلفت سے کر کے مجکو دور ۔ ہر دم و ہر لحظہ رکھ اپنے حضور

۱۸۹

اسمین بیان ہو کہ آدمی کو چاہیے کہ خلق کے بھلے بُرے کہنے پر خیال نہ کرے اور موافق حکم خدا و رسولؐ کے کیے جاوے

گر تو چھوٹا خلق مین خلقت سے اب
بد زبانِ خلق سے چھوٹتا ہو کب

کون ہو جو بد زبان سے ہو بچا
حق پرست ہو یا کہ ہووے خود نما

گو کہ ہون تجھ مین کراما تین ہزار
اور ہو گھوڑے پہ گر تو بھی سوار

گر زمین سے آسمان تک تو اُڑے
پر نہ طعنِ خلق سے ہرگز بچے

گر سکے کوشش سے نالہ بند تو
پر نہ بند ہووے زبانِ عیب جو

جمع ہون اہلِ نفاق آپس مین جب
اہلِ تقوی کی بدی کرتے ہین سب

تو خدا کی بندگی سے مُنھ نہ موڑ
کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ

چاہیے راضی ہو بندہ سے خدا
غیر کی راضی و ناراضی سے کیا

حق سے بد اندیش کب آگاہ ہو
خلق کے غوغا سے وہ بیراہ ہو

چھٹ سکے ہو ان سے کب تو اے ولی
گو کرے سو حیلے اور از حد سعی

چھوڑتی ہو خلق کب پیچھا ترا
گرچہ تدبیرین کرے تو لاکھا

جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار
اختلاط خلق سے رکھتا ہو عار

یون کہین اُسکو کہ ہو یہ مکر و ریو
آدمی سے بھاگتا ہے مثلِ دیو

اور جو ہووے خندہ رو و خوش ادا
اُسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا

اور جو کوئی ہو غنی اور کامران
اُسکو بولے ہین یہ فرعونِ زمان

اور جو کوئی مرد درویشِ نکو
فقر و فاقہ سے کوئی سختی مین ہو

یون کہین اُسکو جو یہ ناچار ہے
اسکی بدبختی کا یہ ادبار ہے

اور جو کوئی کامران تقدیر سے
رتبۂ شاہی سے اپنے گر پڑے

۱۹۰

خوش کہین کب تک ہو یہ گردن کشی ہو خوشی کے بعد آخر نا خوشی
اور جو کوئی مفلس و مسکین فقیر تنگدستی سے وہ ہو جاوے اسیر
کھولین حق مین اُسکے کینہ سے زبان ہے یہ دو دن پرور فرو مایہ زمان
ہاتھ مین دیکھین جو تیرے کوئی کار سمجھین تجکو بس حریص اور دنیادار
اور جو بیکاری کرے تو اختیار سب گدا پیشہ کہین اور بخت خوار
اور جو تو باتونین ہو بولین تجھے چق چق و بق بق سدا کرتا ہی یے
اور جو خاموشی کرے تو اختیار نقشِ دیواری کہین تجکو پکار
اور کہین نامرد جو ہو بُردبار ڈرتا ہی ہر شخص سے تو زینہار
اور دلیری مردمی گر تو کرے تجکو دیوانہ سمجھ بھاگین پرے
اور کم کھاوین کرین طعنہ اُسے مال اُسکا ہے یہ اورون کے لیے
اور جو خوش خوراک ہون اور خوش لباس تن شکم پرور کہین اُسکو یہ ناس
بے تکلف ہو جو کوئی مالدار یہ کہ زینت با تمیز و نیر ہے عار
اُسکو یون طعنہ کرین یہ بے حیا ہے یہ بدقسمت نہ پہنے اور نہ کھا
اور جو گھر اچھا بناوے نقشدار خوش لباس اور خوش وضع ہو باوقار
اُسکو دین طعنہ کہ اپنے کو جوان رکھتا ہی آراستہ مثلِ زنان
جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر مرد اُسکو کب کہین اہلِ سفر
یعنے ہے زن کی بغل مین یہ پڑا کسطرح عقل و ہنر آوے بجا
اور کرین اہلِ سفر کو یون خطاب بختِ برگشتہ پھرے ہی یہ خراب
یعنے یہ صاحب نصیب ہوتا اگر پھرتا کیون شہر و بشہر و دربدر
مرد بے زن کو کہین یون خردہ بین اسکے پھرنے سے ہی رنجیدہ زمین
اور کرے گر زن کوئی کہتے ہین یون پڑ گیا دلدل مین سرسے خر کے جون

191

گر کسی سے بُرد باری تو کرے — یہ کہین غیرت نہین ہو کچھ اسے
اور سخی کو یون کہین کر اب تو بس — ہاتھ تیرے ہونگے کل کو پیش و پس
جو ہوا قانع بنانِ خشک و دلق — رات دن کرتی ہو اُسکو طعنہ خلق
باپ کے جو ن یہ بھی آخر سفلہ مرد — جائیگا دنیا سے با افسوس و درد
کون ہو جو رِ زبان سے جو بچا — با خوشی گنج سلامت مین رہا
جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبیؐ — دشمنونکے ۔ کیا حقیقت اور کی
ہے خدا بمثل بے انباز و جفت — کیا کہا ترسانے اُسکو ای شگفت
جورو اور بیٹا مقرر کر دیا — مریمؑ و عیسیٰؑ کو اُس کا برملا
پاک ہو وہ ذات از زوجہ و لد — لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ اَللّٰهُ الصَّمَدۡ
کب چھُٹے کوئی کسیکے ہاتھ سے — مبتلا کو صبر ہر دم چاہیئے
کب کوئی یان جو رِ مردم سے بچا — نیک ہو یا بد بُرا ہو یا بھلا
کہنے سُننے خلق پرست کر دھیان — صبر کر کے مجھ سے سُن یہ داستان
گر سُنے تو دل سے یہ میرے بیان — خلق کے ہاتھون سے جب پاوے امان

حکایت بوڑھے مرد بیوقوف کی

ایک بوڑھا مرد تھا بس بے شعور — عقل کے غم سے تھا وہ جینے سے دور
نا گہان عزم سفر اُسنے کیا — ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا
ایک گھوڑی پاس تھی اُس پیر کے — ہو سوار اُسپر کیا رستہ کو طے
تھا پسر اُسکا پیادہ در رکاب — ہر دو باہم در کلام و در خطاب
مل گیا جو اک گروہ رہروان — یہ کہا سب نے کہ اے بوڑھے میان
خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہو تو — رحم بیٹے پر نہین کرتا ہے تو
باری باری چاہیے ہونا سوار — تا نہ ہو تو اور بیٹا تھک کے زار

۱۹۲

پیر نے جب یہ سُنا سب سے کلام
کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار

سامنے سے اک اور خلقت آگئی
یہ عجب بوڑھا ہے بے عقل و شعور

طفل کو بے عذر راکب کر دیا
راہ طے آسان کرے طفل اور جوان

یہ نصیحت جو سُنی اُس پیر نے
کر کے دونون قول کے برعکس کار

سوچے یون گھوڑے کو اب تکلیف دین
اتنے مین اور اک جماعت آگئی

اے ستمگر رحم کر بر بے زبان
چاہیے اک اسپہ ہووے اب سوار

یہ ستم اس بے زبان پر ہو روا
شکر کر حق کا سواری تجھ کو دی

جو سُنا بوڑھے نے یہ اُنسے بغور
یعنے دونون پھر تو گھوڑے سے اُتر

گرتے پڑتے جاتے دونون پائے ریش
اور ایک فرقہ ملا آکر براہ

گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور پسر
ہے سواری ساتھ موجود لگنے یہ

پہلے تو اُسکے بڑھاپے پر ہنسنے
ہاتھ مین بیٹے کے تب دیکر لگام

خود پیادہ ہو لیا زار و نزار
دیکھ اُس کو مار نے طعنہ لگی

ہے یہ خبطی یا کہ مجنون بالضرور
خود ضعیفی مین پیادہ ہو لیا

پیر ہوا اک کوس مین بس ناتوان
طعنہ پہلون کا بھی یاد آیا اُسے

ایک گھوڑے پر ہوے دونون سوار
تا کہ پھر طعنہ سے اور وسنکے بچین

جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی
بوڑھا ہوکے تو ذرہ ہو مہربان

رکھا اس عاجز پہ تو نے دو کا بار
گر ہے حیوان پر ہے مخلوقِ خدا

مہربانی کر تو اسپر اے اخی
دل مین کی نادانی سے تدبیر اور

یا پیادہ ہو لیے بہر سفر
جا رہا تھا گھوڑا خالی پیش پیش

دیکھا اُس بوڑھے کو با حال تباہ
اسپ بھی ہمراہ ہر کوتل مگر

ہین پیادہ دونون اور خستہ جگر
بعدہٗ پھر اسکو یون کہنے لگے

۱۹۳

کیون نہین ہوتا سواری پر سوار   تا نہ ہون محنت سے پا تیرے فگار
حیف ہی ہوتے سواری چھوڑکر   رنج رکھا اپنے اور بیٹے کے سر
تجھ سا نادان کوئی عالم مین نہین   نے سُنا ہی اور نہ دیکھا ہے کہین
اُلٹے ہون سب کام جب آوے قضا   عقل و ہوش و فکر سب ہووین فنا
عقل کامل کو ہو حاصل خیرگی   فہم روشن پر ہو مائل تیرگی
پیر مرد القصّہ حیران ہی رہا   اور ہمراہی ہوے مثل ہوا
جا کے منزل پر کیا سب نے مقام   وہ رہا رہ مین پڑا با عقلِ خام
گر نہ سُنتا یہ کبھی قولِ فضول   راہ چلتا بے ملامت وہ ملول
جو کیا ہر قول پر اُسنے عمل   راہ چلنے مین پڑا اُسکے خلل
رکھتا ہی ہر کام مین جو اشتغال   کام مین اُسکے ہون بہر سُو قیل و قال
لغو سے بچتی ہی کب خلق خدا   آپ کو امداد تو اُن سے بچا
خلق کے اچھے بُرے کہنے سے تو   رنج و غم مین ڈال مت بس آپکو
کہنے سُننے پر نہ کر اُنکے خیال   کام کر راضی ہو جس سے ذوالجلال
نیک اور بد پر نہ کر اُنکے نظر   کام کا جو کام ہے وہ کام کر
تا قیا آکھو غم دنیا و دین   اس سے اِس سے تا مین ہون فارغ کہین
ہو نہ دنیا مین خیالِ اکتساب   اور نہ عقبےٰ مین غم اجر و ثواب
شغل ہو ہر دم خیالِ یار سے   بیخبر ہون اپنے کار و بار سے
ہون مین یون اندر خیالِ عشقِ یار   غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار

۱۹۴

۱۰. اسمین بیان ہی خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوبیون اور عادتون سے انسان کی

کیا ہے دُنیا جان اے صاحب کمال   یہ جو ہے بیجا تیری قیل و قال

کھول کان اور لب کو بند کر از مقال
کر تو خاموشی کی عادت اختیار
ہووے یعنی گفتگو اے نیک پے
خوش نصیب ہوتے ہین مردان خدا
کر کے خاموشی بہت سی اختیار
خامشی بس ہے مقالِ اہل حال
بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جوان
یون رہیگا کب تلک اے بیفروغ
ہوش مین آ اب بھی تو بہر خدا
بیٹھکر خاموش مجھ پاس اے جوان
تا کہ ہو معلوم تجھ کو زینہار

ہفتہ ہفتہ ماہ ماہ و سال سال
جس سے ہو جاوے ترا دل ہوشیار
ہو کے وہ زنار گردن مین پڑے
بند رکھتے ہین زبان اپنی سدا
کرتے ہین دل سے وہ یاد کردگار
گر بلا دین تو وہ ہو جاتے ہین لال
تا خموشی ہو تری نطق و بیان
تو گرفتار دروغ اندر دروغ
آپ کو گفتار باطل سے بچا
گوشِ دل سے سن ذرہ یہ داستان
فائدہ اور نقص خاموشی کا یار

195

حکایت تمثیل

تھا کہین اک بادشاہ عالیجناب
شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذو فنون
اک معلم با ہنر تعلیم کو
تا کہ اس سے سیکھے بیٹا ضرور
چند عرصہ مین غرض اسکا پسر
حل معلومات و مجہولات کے
عقل کامل جو کرے کسب کمال
چند برسون مین غرض اے نیکنام

ایک بیٹا اسکا تھا نایاب مناب
تا ولی عہد اسکو مین اپنا کرون
کر دیا شہ نے مقرر نیک خو
ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
عالم و فاضل ہوا با کر و فر
بحث منقولات و معقولات کے
ذو فنونِ دہر ہووے لامحال
ہو گئی تحصیل اسکی اختتام

عمران

دیکھکر فضل وکمال اُسکا تمام
لیک وہ شہزادۂ والاحسب
وصف خاموشی کا تھا اُسنے پڑھا
علم سے دِل پُر تھا لب خاموش تھا
بادشہ نے جو کمال اُسکا سُنا
سامنے اپنے بٹھا کر با خوشی
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب
بادشہ اِس بات سے حیران ہوا
کر بیان باعث ہی کیا اے باہنر
عرض کی اُسنے کہ جبدن سی شہا
ہوگیا خاموش جب سے یہ پسر
شاہ نے اُسپر معین کر دیے
کہدیا سب سے یہ جب بولے کلام
الغرض اکدن گیا شاہ جہان
تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار
صیدگہ مین ایک تیتر تھا نہان
ناگہان بولا وہ تیتر ایک بار
شاہزادہ دیکھکر یہ ماجرا
جو یہ اسدم جانور رہتا خموش
صید کب ہوتا نہ یہ گر بولتا
گر نہ اسدم بولتا یہ جانور

کرتا تھا سو آفرین ہر خاص وعام
رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
اسلیے خاموش رہتا تھا سدا
مثل دریا زیر لب در جوش تھا
پاس اپنے جھٹ لیا اُسکو بُلا
گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
سنتا تھا سب کچھ صواب و ناصواب
اور معلّم کو بُلا کر یون کہا
رہتا ہی خاموش کیون میرا پسر
وصف خاموشی کا اِسنے پڑھ لیا
کچھ نہین اچھی بُری کہتا خبر
چند مردم تا سخن اُسکا سُنے
پاس میرے لاؤ اسکو والسلام
دشت مین بہر شکار وحشیان
اور شہ جنگل مین مشغولِ شکار
چھوڑ اُسکو شہ ہوا آگے روان
شاہ نے جھٹ کر لیا اُسکا شکار
ہنس پڑا اور یون ندیمون سی کہا
بند کرتا لب نہ کرتا کچھ خروش
کھولا جو لب ایکدم مین سر دیا
قطع کیون ہوتا اب اُسکا تن سے سر

۱۹۶

جاکے جاسوسون نے شہ کو دی خبر — ہو مبارک آپ کا بولا پسر

شاہ نے خوش ہو باکرام تمام — سامنے اُسکو بلایا لا کلام

یون کہا شہ نے پسر سے میری جان — جو کہا تھا تو نے کر مجھسے بیان

ہو پشیمان اُس سخن سے وہ پسر — رہ گیا خاموش لب کو بند کر

شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی — شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی

غصہ سے بولا وہ شاہ بے خبر — مارو اس کو تازیانہ بے شمر

اُس پسر نے پھر ندیمون سے کہا — کیا یہ تم باتین بناتے ہو سدا

اِک دفعہ وہ جانور بولا تھا وان — قطع سر اُسکا ہوا اور مین یہان

اِک سخن کہنے سے یہ پائی سزا — اے سخن گو ڈر تو از زر وزجزا

اِک سخن کہنے سے دیکھو یہ غضب — تازیانے تن پہ سو کھائے ہین اب

چت چت وبت بت مین جو رہتے ہین یہان — دیکھیے کیا حال ہو اُنکا وہان

تو بھی اے امداد باہوش رہ — سو حکایت کر سُنے خاموش رہ

خامُشی کا ہے قلعہ مضبوط تر — صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے نڈر

کیونکہ اس عالم مین ہے سود و زیان — ہون زبان سے آفتین اکثر یہان

تا دمِ آخر زاول دم مزن — از دم خود کار خود برہم مزن

ساقیا آ ہے کہان تیرا خیال — بیقراری ہے یہان مجکو کمال

آ کہین دے خم کے خم مُنھ سے لگا — جرعہ جرعہ دے کے ترساتا ہے کیا

خُم سے بھی تسکین ہونی ہے محال — آج قفل میکدہ کو توڑ ڈال

۱۹۷

اِسمین مذمت اور بُرائی اُن لوگونکی ہے کہ مشابہت رکھتے ہین ظاہر مین ساتھ فقرا کے اور باطن مین وہ اشقیا سے ہین

کیا ہو دنیا یہ ترا اعمال ہے ۔ جبہ پشمین ردا اے شال ہے
یہ مقامِ فقر خورشید اقتباس ۔ ہووے کب حاصل کسی کو در لباس
اس ردا و جبہ پر تیرے اخی ۔ مجکو یاد آئین دو بیتِ مثنوی
ظاہرت چون گور کافر پر حلل ۔ و اندرون قہر خدا عز و جل
از برون طعنہ زنی بر بایزید ۔ و از درونت ننگ می دارد یزید
ہے ترا ظاہر خیانت سے بھرا ۔ جسطرح ہو گورِ کافر پر بلا
اور ترا اندرونہ اے بسیر ۔ ہے بھرا قہر خدا سے سر بسر
رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا ۔ بایزید پاک پر اے بیحیا
اور باطن سے ترے اے جانِ پلید ۔ سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید
سن ریا کو آپ سے کر کے بعید ۔ پاک لوگون کا طریقہ اے پلید

١٩٨

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ مین سے بایزید ۔ جاتے تھے اتنے مین اک کتا پلید
ناگہان ان کے برابر آ گیا ۔ اپنے دامن کو لیا اس سے بچا
یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب ۔ عرض کی اسنے کہ اے مقبولِ رب
اپنے دامن کو بچایا کس لیے ۔ مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجیے
خشک ہون گر مین تو ہے کپڑا ہی پاک ۔ اور جو تر ہون تو ہو دھونے سے پاک
اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر ۔ وہ جنابت تجھ مین ہے ای باخبر
سات دریاؤن سے بھی دھووے اگر ۔ پاک کب ہو اس سے تو ای ہنرور
یہ لگے کتے سے کہنے بایزید ۔ تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
آ کرین آپس مین ہم تم دوستی ۔ خوب گذرے گی بہم میری تری
عرض کی کتے نے اے سلطانِ دین ۔ دوستی کے مین ترے قابل نہین

١٩٩

مین ہون مردود اور تو مقبول ہے ۔ تیری سیری اب بھلا کیونکر بنے

دیکھتا ہے مجکو جو کوئی بشر ۔ دور سے مارے ہے پتھر بے خطر

اور تجھے جو دیکھتے ہین خاص عام ۔ کرتے ہین تعظیم بے حد اور سلام

اور یہ ظاہر ہے کہ مین رکھتا نہین ۔ کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہین

اور تجھ پاس ایک مٹکا ہے بھرا ۔ آرد گندم کا اے مرد خدا

مجھ مین تجھ مین دوستی کسطرح ہو ۔ مین پلید اور تو ہے پاک و نیک خو

رو پڑے سنکر کے یہ وہ پاک دین ۔ وائے مین کتے کے بھی قابل نہین

آہ کیونکر ہو لگا پھر مین بے خلل ۔ قابل درگاہ حضرت لم یزل

پاک لوگون کا تو ایسا حال ہے ۔ اور یون تیرا خبیث اب فال ہے

میرا ثانی کوئی عالم مین نہین ۔ عالم و زاہد ولی اور پاک دین

اور حقیقت مین ہے یہ حال آپکا ۔ جس سے شیطان بھی امان چاہے سدا

دست بر تسبیح در دل گاؤ خر ۔ اینچنین تسبیح کے دارد اثر

ہاتھ مین تسبیح دلمین گاؤ خر ۔ ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر

ہاتھ سے تسبیح کو تو دور کر ۔ ذکر دلبر سے تو دل معمور کر

پھونکدے اس جبۂ ناپاک کو ۔ اور عصا و شانہ و مسواک کو

ظاہر اور باطن ترا اگر ایک ہو ۔ پاوے بیشک جب تو حق کی راہ کو

مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر ۔ تیرا ہو جاوے جہنم مین مقر

تو بھی اے امداد اب حق کیلیے ۔ بیخودی مین اب خودی کو چھوڑ دے

ہے خودی مین جبتلک بیخود ہے تو ۔ ہو تو بیخود پھر تو خود ہے ہو بہو

خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو ۔ تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو

آپ کو اپنے مین اول دیکھ لے ۔ غیر کو کر ترک مل اس یار سے

معرفت پیدست از عرفانِ خویش ‏ گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
ساقیا وہ بیخودی کام دے ‏ جس سے مین آپ مین آؤن آپ سے
آپ کھو کر محو ہون در حسنِ یار ‏ محو اندر محو ہون مین زینہار
نام عینِ رسم آثار اپنا سب ‏ ہو فنا اندر فنا یک لخت اب

اسمین بیان ہو کہ خدا تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کے لیے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہو دُنیا جان اے نیکو سرشت ‏ یہ عبادت ہو تری بہر بہشت
ہے یہی نزدیک اہلِ دل مقر ‏ دین گھٹانا جان تو اے بہرہ ور
یعنے مزدوری عبادت پہ یہان ‏ مانگتا ہو حق تعالیٰ سے وہان
جا حدیثِ ماعبدناک اے بسیر ‏ تو کلام مرتضیٰ سے یاد کر
یعنے فرماتے ہین یون شاہِ علی ‏ عاشقِ حق نائب حضرت نبی
اے خداے خالقِ ہر دو جہان ‏ ہو تو ہی مطلوب مجکو ہر زمان
پوجتا ہون اب نہ تجکو اس لئے ‏ طمع جنت یا نہ خوفِ نار سے
پوجتا ہون تجکو تیرے واسطے ‏ ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا مین کہین تیرے سوا ‏ پوجنے کے لائق اے میرے خدا
پس مین پوجا تجکو یکتا جان کر ‏ غیر کی اُلفت کو کی دل سے بدر
لیتا ہے طاعت پہ اُجرت یہ گروہ ‏ رکھتی ہو اُجرت کی طاعت نہ شکوہ
آرزوے اُجرت کے عملون پہ اگر ‏ رکھتا ہو تو ہے یہ گمراہی بتر
واسطے حق کے ہو کب اے پُر خلل ‏ طمع اُجرت کے لیے ہو یہ عمل
یاد آئی اک مثال اسپر مجھے ‏ ہوش کر کے سُن تو اسکو غور سے

۲۰۰

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہین اک شخص نے محمود کو ۔ یہ دیا طعنہ کہ اے شاہ نکو
ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحب جمال ۔ جسپہ تو عاشق ہی یون اے باکمال
سنتے ہی اس بات کے محمود شاہ ۔ اُس سے یون کہنے لگا اے نیک راہ
اُس کی خوے نیک پر ہون مین فدا ۔ اور نہ عاشق اُسکے رنگ و روپ کا
نقل ہے اک دن کہ جاتا تھا وہ شاہ ۔ ایک کوچہ تنگ کو باعز و جاہ
ساتھ اُسکے تھے جواہر سے بھرے ۔ چند صندوق اونٹونکے اوپر دھرے
اتفاقاً کھا کے ٹھوکر اک شتر ۔ اُس گلی مین گر پڑا اے بہرہ ور
گرتے ہی اُس اونٹ کے اے نیک پے ۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے
ہو گئے اک لخت وان اس سے بدر ۔ لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر
دیکھکر اس حال کو محمود شاہ ۔ لوٹنے کا حکم دے کر چلدیا
سنتے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے ۔ یک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے
چھوڑ شہ کو سب کے سب پیادہ سوار ۔ لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار
اور رہا ہمرہ نہ کوئی شاہ کے ۔ رہ گیا پر اک ایاز اے نیک پے
دیکھکر سلطان بولا اے ایاز ۔ تو نے بھی لوٹا ہے کچھ مجھ سے تو راز
عرض کی اُسنے کہ اے سلطان دین ۔ جسکی سب نعمت اُسے لاتا ہون مین
دور ہو کر اب تری خدمت سے مین ۔ کچھ نہین حاصل کیا نعمت سے مین
قربت سلطان حاصل ہو جسے ۔ چھوڑ اسکو پھر وہ کیون نعمت کو لے
ہے طریقت کے خلاف اب یہ کیا یار ۔ غیر حق کو حق سے مانگے زینہار
اُس سے زیادہ کون ہے بس بے ادب ۔ جو سوا حق کے کرے حق کی طلب
نفس پر وہ ہے جو رکھے کچھ نظر ۔ دوست سے جو دوست کے احسان پر

توجو کرتا ہے عبادت بے شمار — واسطے حق کے ہو کب اے نابکار
نفس کی خواہش سے کرتا ہو ضرور — یعنے بہر جنت و حور و قصور
خواہشات نفس ہین یہ سب کی سب — زہد کے پردے مین کرتا ہو طلب
کہتا ہو یہ جون ہون مین اللہ کو — خواہشات نفس کو پوجے ہے تو
اجر عابد چاہے طاعت پر اگر — ہو وہ طاعت گر سمجھ اے بیخبر
اجر پر کب تک تو ہے اُمیدوار — بہتر اس سے اجر کیا چاہے گا یار
اُسنے فضل و لطف سے تجکو فنا — اپنی خدمت کے لیے پیدا کیا
باوجود آلودگی کے قدر ترا — اپنی قدرت سے مزین کردیا
اور اِس قد پر ترے لے باوفا — خلعتِ عرفان کیا آراستہ
ساقیا آدے وہ جام بے قرار — جس سے ہون مین محو اندر روے یار
ہون مین یون دنیای دون سے بیخبر — نے اُمیدِ خلد نے خوفِ سقر
خلد اپنی مظہرِ لطف و جمال — دوزخ ہم کو ہو ظہورات جلال

اسمین بیان ہے شوق چھوڑنے کا ماسواکے اور شائق ہونا طرف شراب طہور کے مُراد اِس سے محبت الٰہی ہے

عمر ضائع اور قضا سیری ہوئی — اے ندیم اب بہر حق اُٹھ تو سہی
تا کہ پہچانون مین اپنے وقت کو — رائگان گذرا ہو جو اے نیک خو
کر عطا بہر خدا اک بھر کے جام — اُس شراب پاک سے اے نیکنام
ہے خوشی کے در کی بیشک کلید — اُس سے مت رکھ بہر حق مجکو بعید
اور رہا کر ساقیا ارواح کو — قید سے رنج والم کے جلد تو
اور چھُڑا جلدی خدا کے واسطے — تن بدن کو رنج و غم کی قید سے

اس خراب آباد ویران مین مرا / خانقاہ و مدرسے سے دل اُٹھا
نے تو مجکو نفع خلوت سے ملا / اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا
دیر و کعبہ مین پھرا سر مارتا / نے ملا مقصود دل کا کچھ پتا
اب بہت بیچین ہون ای ساقیا / ہو مری مشکل کا تو مشکل کشا
بس شرابِ بیخودی مجکو پلا / قید سے تا یان کی دل چھوٹے مرا
وہ جو عالم ہے اس عالم کے سوا / ہے وہی درکار مجھکو ساقیا
ایک عالم چاہون اس عالم سے اور / ہو نرالا اس سے اُس عالم کا طور
تا کہ ہون مقصودِ دل سے بہرہ ور / خاک ڈالون ہستیِ موہوم پر
آہ و نالہ شور و غل ایسا کرون / خلق مین اک حشر سا برپا کرون
وہ شراب اب ساقیا مجکو تو دے / استخوان کہنہ کو جو زندہ کرے
آتشِ موسیٰ سے اِک شعلہ ہو یار / اُس شرارِ پاک کا نور آشکار
طُور ہو اُس نور کا سینہ مرا / خُم ہو اُسکا قلب اپنا ای فتا
پس پلا لا کرکے وہ مجکو شراب / جس سے واپس ہو مرا عہدِ شباب
ہو وہ ایسی جو پیے اُسکو ذرہ / دُو جہان کی قید سے ہو وہ رہا
اُٹھ کہین بہر خدا ہو جلوہ گر / صبح ہونے آئی اب مت دیر کر
ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے / اور صدا مین مرغ بھی دینے لگے
مطربا کچھ کہہ یہ سیری انتہا / رائگان گذری ہی در رنج و عنا
عیش ہے بے عیش میرا مطربا / بے غنا کے کچھ غنا مجھکو سُنا
کر بیان کچھ یار کی باتون سے آ / دلِ مرا اس بن ہی غم مین مبتلا
دور کر مجھسے اب ایامِ فراق / ہو گئی طاقت مری دوری سے طاق
با دف و نے سے تو اُٹھکر مطربا / مجکو اشعار عرب سے کچھ سُنا

۲۰۳

تا کہ ہون ہم پر یہ سب اے نیکنام — عیش و عشرت حظ و کیفیت تمام
آہ کب تک مین کرون آہ و فغان — ایک بھی سُنتا نہین وہ جانِ جان
آہ واویلا دریغا حسرتا — حسرتا صد حسرتا صد حسرتا
پھر سُنا مجکو وہ نظمِ مستطاب — جو کہی تھی مین نے در عہدِ شباب
عمر سب گذری مری در قیل و قال — اپنی غفلت سے ہوا مین پائمال
مطربا اب پھر حق اُٹھ تو سہی — کچھ بھی اب طاقت نہین مجھ مین رہی
پھر کوئی شعرِ عجم مجکو سُنا — تا کہ دل قیدِ الم سے ہو رہا
اور کہہ کوئی تو بیتِ مثنوی — از حکیم مولوی معنوی
بشنو از نے چون حکایت میکند — وز جدائیہا شکایت میکند
بشنو از نے بشنو از صاحب نفس — کز جدا ہی نالہ نشنید ست کس
نے سے مت سُن سُن تو صاحب نفس سے — کیونکہ جامد سے کوئی نالہ سُنے
ہو مخاطب اُٹھ کہین اے بہرہ ور — سب زبان سے تو مجھے آگاہ کر
وہ کوئی نغمہ سُنا اے نیک خو — خواب و خور سے تا کہ دل بیدار ہو
دل مرا غافل ہی اپنے حال سے — ہی سدا مشغول قیل و قال سے
بندِ آہن مین پڑا ہی جس اوپر — جہل سے بھی اپنے قائل ہی مگر
اور کہتا ہی کہ ہوا اس سے سوا — یعنی پا مین بیڑی حرص و ہوا
سر بسر گمرہ ہوا اے نیک خو — اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو
ہے مے غفلت سے مدہوش اسقدر — آپ کی بھی کچھ نہین رکھتا خبر
ایک مدت گذری ہی اسکے تئین — ہے یہ تنخانہ مین یون گوشہ نشین
قہقہہ مارے ہین کافر بر ملا — دین اور اسلام پر اُسکے سدا
اب بھی ای آداد تو بہر خدا — خوابِ غفلت سے ذرہ تو چونک جا

۲۰۴

غیرِ دلبر کو تو دل سے دور کر — جلوۂ دلبر سے دل معمور کر
ماسوا دلبر کے دل مین ہی جو شئ — جان لے تیرا وہی معبود ہے
یعنے یہ حرص و ہوا و حبّ غیر — سب یہ بتخانے ترے ہین اور دیر
ہو سکے جتنا انھین دل سے نکال — اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقال
دل مین جبتک تیرے حبِّ غیر ہی — مل نہین سکتا تو اپنے یار سے
غیر سے ہے بیر اُسکو اے جوان — غیر ہو جس گھر مین وہ آئے کہان
غیر سے خالی تو گھر کو جلد کر — نورِ دلبر تا ہو اُس مین جلوہ گر
ہو کے تو خاموش قیل و قال سے — ہو خبردار اب تو اپنے حال سے
الغرض امداد تو اپنی کتاب — ختم کر واللہ اعلم بالصواب
سال ہجری بھی ہوئی جب ختم یار — یکہزار و دو صد و شصت و چہار
جب ہوئی یہ مثنوی یار و تمام — رکھدیا اس کا غذاے روح نام

خاتمۃ الکتاب

بعد اسکے سُن لو اب اے دوستان — کر دیا ہی یہ جو کچھ مین نے بیان
شاعری سے مجکو کچھ بہرہ نہین — علم نظم و نثر بھی رکھتا نہین
چاہیے مقصود دل اُس یار سے — ہے نہ مطلب خوبی اشعار سے
شاعری سے کچھ نہین ہی مجکو کام — چاہتا ہون یہ کہ ہووے فیض عام
اُسکے یہ زیادہ ہو عشق عاشقان — اور ہووے دور فسقِ فاسقان
شاعرون سے کچھ نہین ہے التجا — عرض ہی اہلِ صفا سے یہ ذرہ
جو کہ دیکھین اسمین کچھ سہو و خطا — دین بنا اپنے کرم سے پر ملا
کرکے اپنے لطف و احسان پر نظر — اسمین دین اصلاح بیخوف و خطر

نکتہ قابل یادہر ذرہ اسم ذات کا مظہر ہی اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

رُباعی

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دوبار	یک ساز زیادہ وسہ چندان بشمار
پس از طرح ششم چو باقی ماند	در بست و دوم ضرب کردہ اللہ برآر

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہی کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبداہت یون ظاہر ہی کہ جسوقت منظور ہو کسی شے سے نام مبارک اُس صانع حقیقی کا تو اُس چیز کے عدد بحساب ابجد نکالیے اور اُن اعداد کو دو چند کیجیے اور اُسمین ایک ملا کر تین مین ضرب دیجیے اُسکے بعد چھ سے تقسیم کیجیے جو باقی رہے اُسکو بائیس مین ضرب دیجیے اعداد ذات باری ہویدا ہونگے۔ مثلاً اگر ہم چاہین کہ ولی سے اعداد ذات بحت پیدا ہون تو بحساب ابجد عدد ولی کے (۴۶) ہوے اسکو دو مین ضرب دو بانوے (۹۲) ہوے اسمین ایک ملا کر تین مین ضرب دو (۲۷۹) ہوے (۲۷۹) کو چھ سے تقسیم کیا ۳ باقی رہے اسکو ۲۲ مین ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوے اور یہی مطلوب ہی وعلی ہذا القیاس من سائر الاسماء الغیر المتناھیۃ المستخرج محمد جعفر علی نگینوی سلمہ اللہ تعالیٰ

۲۰۶

تاریخ وفات شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہ عبد الغنی	کرد چون جملہ مراتب عمر طی
این ندا آمد زہر سو غم فزا	داد جان عبد الغنی با جلوہ حی

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب دہلوی مرحوم ۱۲۹۶ھ

بست و ہشتم ذیقعدہ جمعہ کو	چلدیے جنات کو یعقوب
رو کے کہا سب نے کہ جہان سے نام شد	ماہ ہدا ہوا آہ غروب ۱۲۹۶ھ

کتب اخلاق و تصوف و حالات اولیائے کرام اردو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
مذاق العارفین ترجمۂ اردو		مثنوی شریف نظم اردو کامل	چھ آنہ	کلیات امدادیہ	بارہ آنہ	خلیل الرحمن صاحب سندیلوی	آٹھ آنہ
احیاء العلوم کاغذ عمدہ	پندرہ روپیہ	بستان معرفت شرح		جامع المطلب حافظ ابن حجر		شمس العارفین تصوف	
اکسیر ہدایت کیمیائے سعادت	تین روپیہ	مثنوی شریف کامل نثر	پانچ روپیہ آٹھ آنہ	عسقلانی عربی	دس آنہ	میں عمدہ کتاب ہے	آٹھ آنہ
گنجینۂ معرفت دوسرا ترجمۂ کاغذ عمدہ	تین روپیہ	شجرۂ معرفت منتخب		نظم قادریہ کرامات		رفیق السالکین مصنفہ	
معراج السالکین ترجمہ		مثنوی شریف نظم	ایک روپیہ دو آنہ	حضرت غوث پاک	چار آنہ	مولانا کرامت علی صاحب	پون آنہ
اردو منہاج العابدین	بارہ آنہ	اخبار الاخیار اردو	آٹھ آنہ	کرامات حضرت محبوب سبحانی	ڈیڑھ آنہ	زاد التقویٰ مصنفہ	
ترجمۂ سیر الاقطاب	سات آنہ	کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا		گلزار ابراہیم	تین آنہ	مولانا کرامت علی صاحب	بارہ آنہ
مثنوی حور جنان	آٹھ آنہ	روم مولوی اشرف علی صاحب دفتر		سراج الفقراء	تین آنہ	مناقب غوثیہ	ساڑھے تین آنہ
مجلس گیارھویں	تین آنہ	اول حصہ اول	دو روپیہ	مقامات امام ربانی	بارہ آنہ	فیوض رحمانی	پانچ آنہ
محفل گیارھویں	ڈھائی آنہ	ایضاً حصہ دوم	دو روپیہ	حکایات الصالحین	آٹھ آنہ	منتخب النصائح	تین آنہ
اعجاز غوثیہ مجیدی	دو آنہ	ارشاد مرشد	سوا آنہ	مجموعۂ رمز راہ حق	ساڑھے چھ آنہ	اوقات عزیزی کشوری	
غنیۃ الطالبین مترجم اردو	ساڑھے تین روپیہ	باغ ارم منتخب مثنوی روم اردو	دس آنہ	مقاصد الصالحین	پونے چار آنہ	اردو	چار آنہ
مجموعۂ ستہ ضروریہ	ساڑھے تین آنہ	بحر الحقیقۃ	پونے دو آنہ	تحفۃ العاشقین	دو آنہ	فدائی فضل رحمانی	چار آنہ
پنج گنج ملفوظات خواجگان		اسرار العارفین	تین آنہ	فضیلۃ الذکر	تین آنہ	گلدستۂ کرامات	سات آنہ
چشت اہل بہشت	تین روپیہ آٹھ آنہ	ضیاء القلوب مترجم	ساڑھے پانچ آنہ	دبستان مذاہب	بارہ آنہ	مشاہدات معنوی	
سلطان الاذکار صوفی		ترجمۂ فتوح الغیب اردو	چھ آنہ	زین المجالس مناقب حضرت		تجلیات قدسی	آٹھ آنہ
مناقب غوث الابرار	بارہ آنہ	غذائے روح	تین آنہ	غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	ایک روپیہ	نکات احسانی	ڈیڑھ آنہ
ترجمۂ اردو رقعات شریف کلیمی	پانچ آنہ	تحفۃ العشاق	ڈیڑھ آنہ	مجموعۂ ذخیرۂ کرامت	بارہ آنہ	حدائق الحنفیہ	ایک روپیہ
تذکرۂ غوثیہ	دو روپیہ آٹھ آنہ	گلزار معرفت	ڈیڑھ آنہ	ذخیرۂ کرامت	آٹھ آنہ	تجلیات معنوی	ساڑھے پانچ آنہ
ترجمۂ اردو عوارف المعارف	ایک روپیہ چھ آنہ	ترجمۂ فصوص الحکم اردو	ایک روپیہ	ذخیرۂ کرامت حصۂ دوم	بارہ آنہ		
حدیقۃ الاولیا	ساڑھے چار آنہ	تذکرۃ الاولیا	دو روپیہ آٹھ آنہ	جامع الاخلاق ترجمہ	ساڑھے تین آنہ		
مثنوی بو علی شاہ قلندر		مجموعۂ تصوف	تین آنہ	اخلاق جلالی			
مترجم اردو	ڈیڑھ آنہ	منظور غوثیہ	سوا آنہ	اسرار خلیل اردو	چھ آنہ		
پیراہن یوسفی نحو ترجمہ		ارشاد رحمانی	پانچ آنہ	نور الاولیا مصنفہ شاہ			

گلزارِ معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد و صلوٰۃ یہ نیاز احمد معترف بہ تقصیرات احقر متوسلین و کمترین مقتبسین حضرت امام العارفین مقدم الراسخین سراج الاولیا تاج الکبرا و زبدۃ الواصلین قدوۃ الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزمان بایزید الدوران سیدی و سندی و معتمدی و مستندی ذخیرۃ یومی و غدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ المہاجر تھانوی مولدًا المکی موردًا الفاروقی نسبًا الحنفی مذہبًا الصوفی مشربًا ادامہ اللہ تعالےٰ کاسمہ الشریف امدادًا من اللہ علی العباد افاضۃ علی طالبی الرشاد خدمت مین اخوان طریقت و علان الحقیقت کے عرض رسا ہے کہ حضرت پیر مرشد محتشم الیہم دام ظلہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اُس کا احصاء و ضبط دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و استمتاع و احتفاظ و التذاذ دوسرے پیر بھائیون وغیرہ کے جی مین آیا کہ اُن اوراق کو جمع کر کے اُنکی خدمت مین پیشکش کرون اور نام اس مجموعہ کا گلزارِ معرفت رکھا بڑی غرض اس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضامندی ہے ۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف   یرحم اللہ عبدًا قال آمینا

مناجات

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
عجب نقش قدرت نمودار تیرا

جہان لطف گل ہی وہین خار غم ہی
ہی گل خار مین گل مین ہی خار تیرا

عجب رنگ بیرنگ ہر رنگ مین ہی
یہ ہی رنگ صنعت کا اظہار تیرا

خوشی غم مین رکھی ہی اور غم خوشی مین
عجب تیری قدرت عجب کار تیرا

یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے
ہی پردہ مین روشن سب انوار تیرا

یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہی یارب
ترے نور کو سمجھین اغیار تیرا

بہر رنگ ہر شے مین ہر جا پہ دیکھو
چمکتا ہے جلوہ قمر وار تیرا

نہین وہ جگہ اور نہین وہ مکان ہی
کہ جس جا نہین ذکر و اذکار تیرا

تو ظاہر ہی اور لاکھ پردہ مین ہی تو
تو باطن ہی اور سخت اظہار تیرا

تو اول نہین ابتدا تیرا یارب
تو آخر نہین انتہا کار تیرا

تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن
تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا

نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہون
تجھے دیکھتا ہون نہ اغیار تیرا

الٰہی مین ہون بس خطاوار تیرا
مجھے بخشش ہے نام غفار تیرا

عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا

الٰہی بتا چھوڑ سرکار تیری
کہان جاوے اب بندہ ناچار تیرا

نگاہ کرم ٹک بھی کافی ہی تیری
مین ہون بندہ گرچہ بہت خوار تیرا

دوا یا رضا کیا کرون مین الٰہی
کہ دارو بھی تیری اور آزار تیرا

مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہون
تو شافی ہے میرا مین بیمار تیرا

مین ہون چیز تیری جو چاہے سو کر تو ‌‌ تو مختار میرا مین ناچار تیرا

الٰہی مین سب چھوڑ گھربار اپنا ‌‌ لیا ہے پکڑا تو دربار تیرا

سوا تیرے کوئی نہین میرا یارب ‌‌ تو مولا ہے مین عبدِ بیکار تیرا

کہان جاوے جسکا نہو کوئی تجھ بن ‌‌ کسے ڈھونڈھے جو ہو طلبگار تیرا

کیا اپنے در سے اگر دور اُسکو ‌‌ کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا

نہ پوچھے سوا نیک کارونکے گر تو ‌‌ کہان جاوے بندہ گنہگار تیرا

گناہون نے ہر طرف سے مجکو گھیرا ‌‌ سُنا جب سے ہے نام غفّار تیرا

رہے گا نہ کچھ نقد عصیان سے میرا ‌‌ لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا

دلیر ہم گناہون پہ کیونکر نہووین ‌‌ کہ ہے نام غفّار و ستار تیرا

سدا خواب غفلت مین سوتا رہا مین ‌‌ نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا

چلا نفس و شیطان کے احکام پر مین ‌‌ نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا

بُرے کام مین عمر افسوس کھوئی ‌‌ کیا مین نہ اچھا کوئی کار تیرا

نہ رسوا ہون جیسا یہان حشر کو بھی ‌‌ نہ ہون جبکہ ہو عام دربار تیرا

مرے مشکلین ہووین آسان اکدم ‌‌ جو ہو جا کرم مجھپہ اک بار تیرا

خبر لیجیو میری اُسدم الٰہی ‌‌ کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا

ہون ظلماتِ عصیان سے حسنات روشن ‌‌ جو ہو مہر رحمت نمودار تیرا

کہان میرے عصیان کہان تیری رحمت ‌‌ کہان خس کہان بحر زخار تیرا

لگے کرنے کافر بھی امیدِ بخشش ‌‌ لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا

گنہ میرے حد سے زیادہ ہین یارب ‌‌ مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا

نہ ڈر دشمنون سے رہا مجکو جب سے ‌‌ کہا تو نے مین ہون مددگار تیرا

تمنا ہے اسبات کی مجکو ہردم ‌‌ کہ دل سے زبان پر ہو اذکار تیرا

ترا نام شیرین حلاوت ہی دل کی
ہر اک بات سے خوش ہی گفتار تیرا

الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری
بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا

نہ کوئی مرا ہے نہ مین ہون کسی کا
تو میرا مین عاجز دل افگار تیرا

تو میرا مین تیرا مین تیرا تو میرا
ترا فضل میرا مرا کار تیرا

نہین مین تو ہی ہو تو ہی ہی نہین مین
تو ہے نور میرا مین آثار تیرا

مین ہون عبد تیرا تو معبود میرا
تو مسجود مین ساجد زار تیرا

الٰہی بچا قہر سے اپنے مجکو
کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا

یہ جور و جفا ہم سے ہمپر ہے یارب
نہین ظلم اور جور اطوار تیرا

بدون کو کرے نیک نیکون کو بد تو
یہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا

نہین کافرون کو جو توفیق ایمان
کہ ہے نام قہار و جبار تیرا

حکومت ہوئی اُسکو حاصل جہان کی
ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا

فنا ہو گیا جو تری دوستی مین
تو ہے یار اُسکا وہ ہے یار تیرا

دو عالم خریدار ہو اُسکا بیشک
جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا

کھلی اُسکی آنکھین کرین بند جسنے
عیان ہو نہان اُسپہ اسرار تیرا

الٰہی رہا ہوش اُسکو کسی کا نہ اپنا
الٰہی ہوا جو کہ ہشیار تیرا

الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا
رہون مین سدا مست و میخوار تیرا

تو کر بے خبر ساری خبرون سے مجکو
الٰہی رہون اک خبردار تیرا

مین ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤن
جو لگ جا محبت کا آزار تیرا

الٰہی وہ جلوہ محبت عطا کر
جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا

الٰہی عطا ذرۂ درد دل ہو
کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا

بنا اپنا قیدی کر آزاد مجکو
ہی آزاد سب سے گرفتار تیرا

جو جاگا سو سویا جو سویا سو جاگا — سُلا مجکو تا ہون مین بیدار تیرا

بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر — کہ نت خوانِ بخشش ہی تیار تیرا

ترا خوان انعام ہی عام سب پر — ہی شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا

بھکاری کرورون ترے ہون نہ کیونکر — نہین کرنا معمول انکار تیرا

کوئی تجھسے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہی — مین تجھسے ہون یارب طلبگار تیرا

نہین اس سے زیادہ مجھے کوئی خواہش — ہراک شے سے ہی وصل درکار تیرا

نہین دونون عالم سے کچھ مجکو مطلب — تو مطلوب مین ہون طلبگار تیرا

ہی جنت کی نعمت تو سب میرے سر پر — میسر ہوا ے کاش دیدار تیرا

مرے دل مین ٹک جلوہ فرما الٰہی — کہ تجھ بن ہی ویران یہ اب دار تیرا

نہین وصل افسوس قسمت مین میری — مین سایہ نمط گرچہ ہون جار تیرا

تو ہی جان و دل سے بھی نزدیک میرے — ولے آہ ملنا ہے دشوار تیرا

ہون باوصف اس قرب کے دور ایسا — ستاتا ہے پھر ہجر خونخوار تیرا

یہ قُرب و معیّت ہے پھر بعد ایسا — نہین کھلتا یارب یہ اسرار تیرا

حجابِ خودی میرا یارب اُٹھاوے — کہ تا دیکھون بے پردہ دیدار تیرا

ذرہ آپ اپنے مین امداد آ تو — کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا

تو کر صیقل آئینہ دل نامِ حق سے — کہ تا جلوہ گر اُسمین ہو یار تیرا

زبان سے طرف دل کے مشغول ہو تو — وہین جلوہ فرما ہی دلدار تیرا

اُٹھا غم رکھ امید امداد حق سے — تجھے غم ہو کیا رب ہی غمخوار تیرا

نہ ڈر فوج عصیان سے گرچہ بہت ہے — کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا

اُسی کی تو خدمت مین رہ دلسے ہر دم — تو چاکر ہے اُسکا وہ سردار تیرا

تو بڑھ اس مناجات کو پنج وقتی — کہ تا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا

الٰہی قبول ہو مناجات میری
کہ رد کرنا ہرگز نہین کار تیرا
نبی کریم آل و اصحاب سب پر
درود اور سلام ہووے ہر بار تیرا
مرے پیر اُستاد مان باپ پر بھی
الٰہی رہے رحم بسیار تیرا

غزل نعتیہ

کرکے نثار آپ پہ گھر بار یا رسولؐ
اب آپڑا ہون آپکے دربار یا رسولؐ
عالم نہ متقی ہون نہ زاہد نہ پارسا
ہون اُمتی تمھارہ گنہگار یا رسولؐ
اچھا ہون یا بُرا ہون غرض جو کچھ ہون سو ہون
پر ہون تمھارا تم مرے مختار یا رسولؐ
کس طرح آہ مین کرون خدمت مین التماس
ہون خجلت گناہ سے سرشار یا رسولؐ
ذات آپکی تو رحمت و شفقت ہی سر بسر
مین گرچہ ہون تمام خطاوار یا رسولؐ
کرکے نہ میرے فعل بُرون پر نگاہ تم
کیجو نظر کرم کی بس اکبار یا رسولؐ
جسدن تم عاصیونکے شفیع ہو گے پیش حق
اُسدن نہ بھولنا مجھے زنہار یا رسولؐ
کیجو خدا کے واسطے اُسدم مری خبر
عصیان کا میرے جب کھلے انبار یا رسولؐ
تمنے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی
اب جا کہان بتاؤ یہ ناچار یا رسولؐ
دونون جہان مین مجکو وسیلہ ہی آپکا
کیا غم ہی گرچہ ہون مین بہت خوار یا رسولؐ
کیا ڈر ہی اُسکو لشکر عصیان و جرم سے
تمسا شفیع ہو جسکا مددگار یا رسولؐ
گھیرا ہی ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ
اب زندگی بھی ہوگئی دشوار یا رسولؐ
ہو آستانہ آپکا امداد کی جبین
اور اُس سے زیادہ کچھ نہین درکار یا رسولؐ

غزل نعتیہ

ذرا چہرہ سے پردہ کو اُٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار ٹک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ

کرو روئے منور سے مری آنکھون کو نورانی — مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
اُٹھاکر زلفِ اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے — مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ
شفیع عاصیان ہو تم وسیلہ بیکسان ہو تم — تمھین چھوڑ اب کہان جاؤن بتاؤ یا رسول اللہ
پیاسا ہو تمھارے شربتِ دیدار کا عالم — کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہ
خدا عاشق تمھارا اور ہو محبوب تم اُسکے — ہے ایسا مرتبہ کس کا سُناؤ یا رسول اللہ
چھپین خجلت سے جاکر پردۂ مغرب مین ماہ وخور — گر اپنے حُسن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہ
لگے گا جوش کھانے خود بخود دریائے بخشایش — کہ جب حرفِ شفاعت لب پہ لاؤ یا رسول اللہ
یقین ہو جائیگا کفار کو بھی اپنی بخشش کا — جو میدان مین شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ
مجھے بھی یاد رکھیو ہون تمھارا اُمتی عاصی — گنہگارون کو جب تم بخشواؤ یا رسول اللہ
ہوا ہون نفس اور شیطان کے ہاتھون سے بہت رسوا — مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ نیک ہون یا بد تمھارا ہو چکا ہون مین — تم اب چاہو ہنساؤ یا رُلاؤ یا رسول اللہ
کرم فرماؤ ہمپر اور کرو حق سے شفاعت تم — ہمارے جرم و عصیان بخشواؤ یا رسول اللہ
جہازِ اُمت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھون — بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
مشرف کر کے مجکو کلمۂ طیب سے اپنے تم — پھر اب نظرون سے اپنی مت گراؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہون بے طرح گردابِ غم مین ناخدا ہو کر — مری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ ہون نہ لائق وان کے پر اُمید ہے تمسے — کہ پھر مجکو مدینہ مین بُلاؤ یا رسول اللہ
حبیبِ کبریا ہو تم امام انبیا ہو تم — ہمین بہر خدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ
شرابِ بیخودی کا جام اک مجکو پلا کر اب — دوئی کے حرف کو دل سے مٹاؤ یا رسول اللہ
بہت بھٹکا پھرا مین وادیٔ فرقت مین جون وحشی — کرم فرماؤ اب تو مت پھراؤ یا رسول اللہ
مشرف کر کے دیدارِ مبارک سے مجھے اکدم — مرے غم دین و دنیا کے بھلاؤ یا رسول اللہ
خدا کے واسطے رحمت کے پانی سے مرے آکر — تبِ ہجران کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق مین امداد عاجز کو | بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑا دو یا رسول اللہ

غزل نعتیہ

مکہ مین ہون پر ہی ہوسِ کوے مدینہ | دے ہی رُخ کعبہ خبر روے مدینہ

لانے لگی اب بادِ صبا بوے مدینہ | دل اُڑنے لگا ہو کے ہوا سوے مدینہ

پہونچا دے مجھے منزلِ مقصود کو جلدی | یا رب ہی لگی دلکو تک و پوے مدینہ

اب تو یہ تمنا ہی کہ یہان کعبہ کے جون گرد | قربان ہون بگردِ سرِ ہر کوے مدینہ

گرچہ ہین بہت شہر جہان مین خوش و دلچسپ | لیکن ہی عجب دلبر و دلجوے مدینہ

حاصل ہی بہشت اُسکو یہان و روہان بھی | جو دل سے ہوا ساکن پہلوے مدینہ

دل غرقِ حلاوت ہی دہن ہی شکرستان | طوطی زبان ہی جو ثنا گوے مدینہ

انہارِ فیوضات ہین عالم مین جہانتک | ہی اصل مگر سب کی وہی جوے مدینہ

وہ چھوٹ گیا بندِ دو عالم سے سراسر | جو پھنس گیا اندر خمِ گیسوے مدینہ

محفوظ ہی آفاتِ دو عالم سے وہ مومن | کی جس نے سکونت تہ بازوے مدینہ

خوش آوے کب اُس شخص کو خوشبوئی دو عالم | ہی جسکے بسی مغز مین خوشبوے مدینہ

کس ذوق سے لپٹے ہی کلام اپنا زبان سے | جب ہووے زبان اپنی مدح گوے مدینہ

ایذا کے عوض دیتے دعا سنگدلون کو | دل نرم تھے کیا سرورِ خوشخوے مدینہ

کب پوچھتا عاشق کوئی خوبان جہانکو | ہوتا نہ اگر پرتوِ مہروے مدینہ

امداد سے نت گو ہی صلوات و سلامی | یا رب ہو نثارِ شہ نیکوے مدینہ

غزل نعتیہ

سکے ہی شوقِ نبی یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے | مین ہونگا دلسے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے

صبا بھی لانے لگی ہی ابتو نسیم طیبہ
کہے ہی شوق اب ہوا مین اُڑ کر چلو مدینے چلو مدینے

خدا کے گھر مین تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی ہی آخر
مرینگے ابتو نبی کے در پر چلو مدینے چلو مدینے

شہر شہر کیون پھر ہی مارا جو دونون عالم کی چاہی دولت
تو سر قدم ہو کے ورد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے

یہ جذب عشق محمدی ہین لو انکو امت کے کھینچتے ہین
کہے ہی ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے

جو کفر و ظلم و فساد عصیان ہر اک شہر مین ہے نمایان
تو دین اسلام اُٹھے یہ کہکر چلو مدینے چلو مدینے

رجب کے ہوتے ہین جب مہینے بھرے ہین شوق نبی سے سینے
صدا یہ لگے ہین کرنکو ہی چلو مدینے چلو مدینے

ہلاکت امداد ابتو آئی جو فوج عصیان نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

غزل

نہ دیکھا داغ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا خار مین گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اگرچہ کوے جانان مین بھی پھر پھر کے سر مارا
نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

تماشائے دو عالم ہی مرے دلدار کا کوچہ
جہان کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا

رخ رخشان جانان کی تجلی چاہیے دیکھے
مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

کف پا کی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو
اگر آئینہ جوہردار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا برش تیغ نگاہ یار کو تم نے
اگر شمشیر کی اک دہار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہماری چشم سے لعل و گہر کی دیکھ کے بارش
سحاب ابر گوہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

لب و دندان دلبر کی ٹک آب و تاب کو دیکھو
اگر لعل و در شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہان نوک مژہ پر لخت دل کی دیکھ جانبازی
وہان منصور صاحب دار کو دیکھا تو کیا دیکھا

طبیبون نے علاج مرض اپنا خوب کر دیکھا
نہ دیکھا حال دل بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا ایک بھی تمنے اگر دردِ جدائی کو
فلک سے گرچہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یہان جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل ۔ نہ دیکھا اول آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا

دلِ مضطر مین ظاہر یار کو تجھا چاہیے دیکھا ۔ نہ دیکھا سایہ مین انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نظر جب کُھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا ۔ نہ دیکھا آپ مین دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ادھر دیکھا اُدھر دیکھا جدھر دیکھا اُسے دیکھا ۔ نہ دیکھا یار مین اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اسے دیکھا اُسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا ۔ نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہمارے شعر امداد الٰہی سے ہین ٹک دیکھو ۔ اگرچہ دفترِ اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

غزل

پُر نعم فیض توکل سے ہی بس خوان اپنا ۔ بکتا ہی سنگ قناعت پہ سدا نان اپنا

تلخی صبر مین حاصل ہی حلاوت دل کو ۔ شکرِ شکر سے شیرین ہی لب جان اپنا

طوق تفویض و رضا کا ہی گلے مین اپنے ۔ تیغ تسلیم پہ سر کرتے ہین قربان اپنا

بھوک اپنی ہی خورش پیاس ہی اپنا شربت ۔ پوشش اپنی ہی لباسِ تنِ عُریان اپنا

پائمالی ہے ہمین تاج و سریر شاہی ۔ فوج غم بے سر و سامانی ہی سامان اپنا

لالہ و گلشن و گل کی نہین پروا ہمکو ۔ کثرتِ داغ سے سینہ ہی گلستان اپنا

خوابگاہ اپنی ہی اک خاک کی مُٹھی آخر ۔ کیون عبث کھینچین پھر ہم حرج پہ ایوان اپنا

دوستی کی رہی اب کس سے توقع یارو ۔ جب ہوا دشمنِ جان دل سا مہربان اپنا

دردِ غم کا مِرے دردی ہی نہ کوئی غمخوار ۔ غم ہی غمخوار ہی اور درد ہی درمان اپنا

آسکے غیر مرے خانۂ دل مین کیسے ۔ کہ خیالِ رخِ دلدار ہی دربان اپنا

وسعتِ دل کی کیا کرتے ہین سیر اے امداد ۔ کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میدان اپنا

کون سُنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو ۔ ہو پریشان جو سُنے حالِ پریشان اپنا

غزل نعتیہ

ہو جائے مرا شوق ہی رہبر کسی صورت
جون نقشِ قدم جا پڑون در پر کسی صورت

ہے سر مین ہوائے کششِ شوقِ مدینہ
جون بادِ صبا پہونچون گا اُڑ کر کسی صورت

ہے بلبلِ دل شائقِ گلِ روے پیمبر
بے دیکھے نہ ٹھہرے گا یہ مضطر کسی صورت

جون نقشِ قدم سر نہ اُٹھاؤن ترے در سے
گر جا پڑون مر مر کے وہان پر کسی صورت

کھایا کرون بس ٹھوکرین زوّارونکی تیرے
اے کاش ہون در کا ترے پتھر کسی صورت

اے ماہ روش تجھے گزر ٹک تو ادھر بھی
ہو جائے مرا گھر بھی منور کسی صورت

دین ساقیِ کوثر جو مجھے بادۂ الفت
چھوٹے نہ لبون سے مرے ساغر کسی صورت

ہو جا کہین سرسبز مرا نخلِ تمنّا
آ جائے نظر گنبدِ اخضر کسی صورت

ہو مغز پریشان وہین مشکِ ختن کا
کھل جائے جو وہ زلفِ معنبر کسی صورت

غزل نعتیہ

ذکر کر ذکرِ خدا اور ہے تذکیر عبث
جز کلامِ حق کے ہی ہر بات مین تقریر عبث

حمدِ حق مین ہو و یا نعتِ پیمبر مین رقم
پھلے ان دو تونسے ہی ہر باب مین تحریر عبث

لکھ سکے کون یہان حمدِ خدا نعتِ رسولؐ
جز خدا اور کی اس فن مین ہی تسطیر عبث

لائی ہے بادِ صبا بوئے قدومِ احمدؐ
کب خوشی سے ہے ہنسی غنچہ کی تصویر عبث

آئی ہے شاہ کی دنیا مین نویدِ مقدم
قصرِ شادی کی نہ ہر گھر مین ہے تعمیر عبث

سیکھتے حق سے رہے سارے علوم و حکمت
یان کے آنے مین نہ تھی شاہ کی تاخیر عبث

پیر کے دن جو ہوئے پیرِ دو عالم پیدا
پیرِ ایام ہے دن پیر کا نے پیر عبث

نورِ احمدؐ سے منور ہے دو عالم دیکھو
دیکھتے ہو مہ و خورشید کی تنویر عبث

آپ کے عتبۂ عالی کا بیان ہو کس سے
عرش کی اُسکے مقابل مین ہی توقیر عبث

روے اسلام سے اُنکے نرہا کفر کا نام
یاروا ب زلف بتان کی بھی ہے تکفیر عبث

اُٹھ گیا ہے کسی گلرنگ کا پردہ مُنھ سے
ہی نہ رنگِ رخِ گلشن مین یہ تغییر عبث

آپکے بخشش و انعام کی کچھ حد ہی نہین
ہی قلیل آپ کا بس اور کی تکثیر عبث

چاہیے عشقِ محمدؐ مین مسخر ہونا
کیا کرین ملک سلیمان کی تسخیر عبث

دل مین کافی ہے خیالِ رخِ انور تیرا
شمع و مصباح کی اُس گھر مین ہی تنویر عبث

جسم اپنا نہوا ہاے مدینے کا غبار
اس مس عیب کے حق مین ہوئی اکسیر عبث

دیکھیے کب ہو میسر مجھے وصلِ محبوب
ہوگئی اب تو مری آہ کی تاثیر عبث

شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہِ محبوب
منع کی حق نے کہ ہی کھینچنی تصویر عبث

غزل

ہو کے بس شیفتۂ نقشۂ تصویر عبث
جان بے جان کو دیکر نہو دلگیر عبث

خواہشِ نام و نشان یان کا ہی اے میر عبث
مثل امواج کے پانی پہ ہی تحریر عبث

ہوگئے سیکڑون گھر مثل بگولہ برباد
بس بلند اتنی یہان کرتے ہو تعمیر عبث

مثل انجم کے ہین گردش مین یہان اہل فروغ
ہی فلک سے طلب عزت و توقیر عبث

چین و آرام ہی کس کو کہو اسکے نیچے
چرخ سے ہی ہوس راحت و تیسیر عبث

دیکھ غنچے کو کہ آخر ہے گلِ پژمردہ
ہے جوان ہنستا ہی کیا دیکھ سوے پیر عبث

بلبلا سا نہ اُبھر بحرِ جہان مین اتنا
دم مین ہو گا یہ ترا نقشۂ تعمیر عبث

مارتا آپ کو تا کیمیا خود بن جاتا
مار اگر پارے کو اے صاحب اکسیر عبث

لطف جینے کا اگر پاس ہو جان بخش اپنا
ورنہ جون خضر ہی بس عمر کی تکثیر عبث

کیمیا اپنی ہے خاکِ قدم یار اے دل
کس لیے کرتا ہی پھر خواہشِ اکسیر عبث

ڈھونڈھتا پھرتا ہی دو شمع لیے کچھ تو ضرور
یہ فلک کی نہین دن رات کی تدویر عبث

اے عروضی مری موزون طبع کے آگے
تیری فعلن فعلاتن کی ہی تقریر عبث

مسکن اس بحر فنا مین نہ بنا تو امداد
صورت بلبلا پانی مین ہی تعمیر عبث

غزل

ہو کے مین شیفتۂ زلف گرہ گیر عبث
لی بلا سر پہ ہوا پاے بزنجیر عبث

سنتے ہو کیا مری گر ہو گئی تدبیر عبث
جملہ تدبیر کو کر دیتی ہی تقدیر عبث

گردش بخت سے اپنے ہین ستائے ہم آپ
پھر تو پھر پھر نہ ستائے فلک پیر عبث

آپکی چین بہ جبین ہمکو سلاسل بس ہی
پا بزنجیر کو پھر کرتے ہو نخچیر عبث

سر بکف مین ہون یہان آپ ہین شمشیر بکف
اب شہادت مین مری کرتے ہو تاخیر عبث

تیغ ابرو کا اشارہ ہی تمھارا کافی
تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیر عبث

ضعف تن سے ہون ہوا سا نہ پھنسو نگا ہرگز
زلف پر باد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث

خواب غفلت سے جگاتے ہین یہ جون حشر کا شور
تیرے مستون کی نہین نالۂ شبگیر عبث

قوس ابرو سے ذرا تیر نگہ کو چھوڑو
لو لگا سینہ پہ بچائیگا ترا تیر عبث

عشق کہتا ہی کہ کر نہر لہو کی جاری
تو روان کرتا ہی فرہاد جوئے شیر عبث

چشم بدبین دل بدخواہ مین رائے امداد
چرخ پر مارتا ہی آہ کا کیون تیر عبث

غزل

گرچہ سر مارا بہت سب گئی تدبیر عبث
سچ ہی پیشانی کی ہوتی نہین تحریر عبث

قسمت اُلٹی نے مری لا کے دیے اُلٹا
ہو گئی جذب محبت کی وہ تاثیر عبث

دلمین آئے غم دلبر تو رکھون آنکھومین
ایسے مہمان کی کیونکر کرون تحقیر عبث

اُنکی زلفونکے تصور مین ہی یہ آہ وفغان
کب ہی نالہ مرا پابستۂ زنجیر عبث
ضرب اک مارتا خسرو کے دل سنگین پر
کوہکن تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث
مجھسا دیوانہ بھی زندانمین ٹھہرتا ہی کہین
یارو پانؤنمین مرے پڑتی ہی زنجیر عبث

غزل

نامِ اُسکا دفترِ عشق مین ہرگز رقم نہین
اول قدم پہ جسکا یہان سر قلم نہین
بے مرگ زندگی وصال صنم نہین
موجود کب وہ ہو ہی جو اول عدم نہین
ہے کون ساقیا ترا جسپر کرم نہین
مخمور تیرے دور سے پر ایک ہم نہین
کرتا ہی تو کبوترِ دل کو جو میرے ذبح
کیا تجھکو پاس حرمتِ صیدِ حرم نہین
ہمپر جفا و جور جو کچھ ہے نصیب سے
ورنہ طریق یار کا جور و ستم نہین
پھولا نہ تخم عشق مرا اور نہ چشم و دل
گرمی مہر و ابر بہاری سے کم نہین
غمگین ہمارے غم مین ہی عالم مگر ہمین
غم ہی تو بس یہ غم ہی کہ کچھ بھی تو غم نہین
روتی ہی خلق میری خرابی کو دیکھکر
روتا ہون مین کہ ہاے مری چشم نم نہین
اے شمع جان صحبتِ پروانہ مغتنم
ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہین
منعم نہ کر غرور کہ بازارِ عشق مین
جز نقد جان پرسشِ دام و درم نہین
امداد رکھ کے سر نہ اُٹھا در سے یار کے
اور اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہین

غزل

عرشِ برین پہ آپ ہین زیر زمین ہو تمہین
ملنا کہانسے ہو کہ کہین تم کہین ہو تمہین
گر تختِ حسن و ناز پہ ہین آپ جلوہ گر
اقلیم عشق مین شہ مسند نشین ہو تمہین
مثلِ نظر ہی آپ کا آنکھونمین میرے گھر
باوصف ایسے قرب کے بس دور بین ہو تمہین

ہی بو و گل کیطرح سے مجھ تجھ مین ربط آہ — پھر ڈھونڈتا غضب ہے کہین کا کہین نہون
اے وائے بے نصیبی کہ ملنا نہین نصیب — سایہ کی طرح گرچہ جہان تم وہین ہونین
رہ تیری تکتے تکتے دم آنکھو نین آرہا — آجا نظر کہین کہ دم واپسین ہونین
دامِ بلا مین کسکی تو امداد جا پھنسا — مدت سے جو پتا ترا پاتا نہین ہونین

غزل

دیکھے دل دلدار کو جب ہو گئے آزاد ہم — آفرین وہ ہمکو دین اُنکو مبارکباد ہم
خانۂ ہستی کہ ہی بس تنگ جڑ سے کھود کر — ڈالتے ہین ابتو قصرِ عشق کی بنیاد ہم
خاک ہو کر آپڑے ہین اب تو کوے یار مین — پر یہی ڈر ہی نہ پڑ جائین بدست باد ہم
ہین وہ ہم صیدِ ہوس پھر جا کے پھنستے دام مین — چھوٹ جاتے گر قفس سے تیرے اے صیاد ہم
چرخ مین ہین جبسے کھائی عشق کی ہمنے ہوا — ہو رہے ہین اب تو گویا آسیا ہی باد ہم
مرغِ دل اپنا جو اُسکے دام زلفو مین پھنسا — پھنس گئے پر سب بلاؤن سے ہوئے آزاد ہم
ہم تڑپنے سے چھٹین گے تو ہماری فکر سے — ذبح کر احسان ترا مانینگے اے صیاد ہم
بس ہی اپنا ایک بھی نالہ اگر پہونچا وہان — گرچہ کرتے ہین بہت سے نالہ و فریاد ہم
ہین کفن بردوش سر برکف تامل کیا ہی پھر — قتل کر ہمکو ترے قربان ہون اے جلاد ہم
بال بال اپنا ہے نشتر ہر بنِ مو سے لہو — ہی روان خود کیا کرین پھر تجکو اے فصاد ہم
قصرِ جنت کا رہے تم کو مبارک واعظو — ہو چکے ہین ابتو کوے یار مین آباد ہم
زہد و تقویٰ و عبادت کا سہارا ہی تمھین — اور یہان رکھتے نہین جز فضلِ حق کچھ زاد ہم
آہ اپنے آپ کو کرتے ہین بس خوار و تباہ — اپنے دشمن آپ ہین پھر کس سے چاہین داد ہم
ہم نہ شاعر ہین نہ مُلا ہین نہ عالم ہین اسلئے — رکھتے ہین ہر باب مین اللہ سے امداد ہم
اے خدا بخش اس زمین مین لکھ غزل اک در تو — تاکہ جانین شعر گوئی مین تجھے اُستاد ہم

غزل

اپنے ہاتھوں سے ہوئے جاتے ہین بس برباد ہم
یا الٰہی کس سے تجھ بن جا کرین فریاد ہم

آپ پر کرتے ہین ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم
آپ ہی مظلوم ہین اور آپ ہی بیداد ہم

باغ عالم مین ہین باآہ و فغان آزاد ہم
آپ ہم قمری ہین اور ہین آپ ہی شمشاد ہم

داغ دل گلگشن ہے اپنا مرغ دل ہے نالہ گر
آپ ہی ہم گل ہین اور ہین بلبل ناشاد ہم

عشق کے صحرا مین اپنا آپ کرتے ہین شکار
آپ ہی ہم صید ہین اور آپ ہی صیاد ہم

ہو گئے جب محو دلبر عشق پھر کس کا رہا
آپ ہی شیرین ہوئے اور آپ ہی فرہاد ہم

قتل اپنے آپ کو کرتے ہین بے تیغ و تیر
آپ ہی مقتول ہین اور آپ ہی جلاد ہم

دے ہین اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق
آپ ہی شاگرد ہین اور آپ ہی استاد ہم

آپ ہی اچھے ہین اور ہین آپ ہی سب سے برے
الغرض جو کچھ ہین پر ہین جامع اضداد ہم

بے نشان بے نام ہین ذیشان ہین اور ہین نامور
جو کو سب کچھ ہین پھر ناچیز بے بنیاد ہم

علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے
ہین اسی دانش سے یارو صاحب ارشاد ہم

اپنے دشمن آپ ہین اور آپ ہی ہین اپنے دوست
آپ کو کرتے ہین ویران تاکہ ہون آباد ہم

کیون نہو گل خار مین ظلمات مین آب حیات
ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم

ہے بہار ہمکو خزان مین اور خزان اندر بہار
غم ہے شادی مین ہین اور غم مین ہین بس شاد ہم

شادی و غم اپنا محو لطف و قہر یار ہے
ہے مساوی ہمکو گر ہون شاد یا ناشاد ہم

ہے برابر ہمکو قہر ہجر و لطف وصل یار
عاشق ذاتی ہین انکے ہر طرح منقاد ہم

ہمسے ہمسر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق
یار کو کب جانتے ہین ظالم و بیداد ہم

ہین نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی مجذوبانہ بڑ
بڑ نہین عشاق کو کرتے ہین کچھ ارشاد ہم

ڈر ہے کیا فوج گنہ سے ہے خدا بخش اپنا نام
اور تسپر رکھتے ہین اللہ کی امداد ہم

غزل

غم جانان نہ لین کیون جان مین ہم شادمان ہوکر
کہ یہ وہ درد ہی دل مین رہی درمان جان ہوکر

رہو ہو پردہ دلمین مرے پیارے نہان ہوکر
ذرہ تو جلوہ گر ہو جاؤ آنکھون مین عیان ہوکر

نہ رکھین کیون نہ ہم پوشیدہ سرّ الفتِ جانان
کہ عظمت اسمِ اعظم کو ملی آخر نہان ہوکر

نہ کیون ہو تخم بلکر خاک مین سرسبز و بارآور
ہوئے ہم نامور ذیشان کہ بے نام و نشان ہوکر

نکالین بحرِ الفت سے دُرِ مطلوب وہ جنکے
نکلکر بہ گیا آنکھونسے دل اشکِ روان ہوکر

اُٹھایا بارِ غم تونے دلا صد آفرین تجکو
لیا کوہِ گران سرپر ضعیف و ناتوان ہوکر

ہمارے غم کے گھر مین خوابِ راحت آسکے کیونکر
کہ صورت اُنکی آنکھونمین بھرے ہی پاسبان ہوکر

ادب بندِ نہان ہی کیا کہون کچھ کہہ نہین سکتا
کہ دلکے دلمین رہجاتے ہین بس شور و فغان ہوکر

ہمین پرواہ کب ہی لالہ و گلزار و گلشن کی
دکھاتا داغِ دل ہی سیر ہمکو بوستان ہوکر

کہان جاوے کہ کرکے ترک جو گھر بار کو اپنے
درِ جانان پہ آبیٹھا ہو نقشِ آستان ہوکر

کہان جائے کسے ڈھونڈھے نہو جسکا کوئی تجھ بن
پڑا ہو جبکہ آدر پر ترے بے خان و مان ہوکر

ترے قربان پیارے مت اُٹھا امداد کو در سے
مریض عشق تیرا آپڑا ہی ناتوان ہوکر

ملے ہی گوہرِ مطلوب بحرِ عشق سے اُنکو
کہ جنکے بہ گیا آنکھونسے دل اشک روان ہوکر

غزل

صوفی نہ شیخ عالمِ مسند نشین ہون مین
بندہ ضعیف و عاصی بس کمترین ہون مین

عاقل ہون یا دیوانہ ہون مجنون ہون یا بہوش
جو کچھ کہ ہون بہ عاشقِ ماہ جبین ہون مین

گمنام بے نشان ہون ذیشان ہون نامور
سب کچھ ہون اور جو پوچھو تو کچھ بھی نہین ہون مین

ظاہر ہون اور چھپا بھی ہون آنکھونمین جیسے نور
عالم مین سیر کرتا ہون خلوت گزین ہون مین

سر مین ہوائے ماہ ہو اے ناصح اسلیے — در در پھرون ہون اور کبھی خانہ نشین ہون مین
مت کر زکوۃ حسن سے محروم بہر حق — مسکین غریب عاجز و اندوہگین ہون مین
گرچہ ذلیل و خوار ہون امداد سا دلے — انگشتری خلق مین مثل نگین ہون مین

غزل

تپ غم سے جو دیدہ تر مین ہوتا خشک پانی ہو — تو بے آبی سے باغ دلمین اک سوز نہانی ہے
ہوا بازار شوق اب گرم ہو وہ شمع رو کس جا — کہ جان اپنی ہمین اس آتش رو پر جلانی ہو
نہ جا ہون کس لیے قاتل سے مین اپنی شہادت کو — کہ وان آب دم شمشیر یان تشنہ دہانی ہے
نہ اپنی آہ سوزان ہو دھوان سارا رایگان جاتا — کہ پہونچانے کو کعبہ وصل تک مرکب دخانی ہے
مین طور عشق پر تیرے ہون گرچہ دفتر ارنی — نہین لاتا زبان پر کیونکہ خوف لن ترانی ہے
ادب بند زبان ہو عرض مطلب مین مری ورنہ — گرہ مین اپنے خامہ کی شکایت کی کہانی ہے
ہمارے کاروان مین کب ہو جرس قیل و قال اہل — کہ راہ کشف مین گمرہ دلیل طی لسانی ہے
ہو آواز جرس گویا جگانا رہزنون کا بس — زبان کا کھولنا غارت گر سر نہانی ہے
صدف کی جون رہیگا منھ کھلا اسکا قیامت تک — جہان خامہ سے دائم مثل دریا درفشانی ہے
جو ہین ہم صاف مشرب سمجھے ہو ہر قوم اپنا سا — کہ اپنے رنگ پر ہر ظرف لیتا صاف پانی ہے
غزل در اس زمین مین پڑھ کہ امداد الٰہی سے — حلاوت بخش عالم کو تری شیرین زبانی ہے

غزل

تپ ہجران مین جی جلتا ہو جا آنکھو سے پانی ہو — اجی دیکھو تو اس بارش مین کیا آتش فشانی ہو
حریف نفس کب ہو عقل جو بحر معانی ہو — کہ روغن پر کبھی غالب نہین ہو سکتا پانی ہو
ہو اپنا نطق ہر نکتہ مین سو تنگ شکر دکھتا — حلاوت بخش تلخون کو مری شیرین زبانی ہو

ہی بیدردون سے اپنے دردکی کرنی دوا ایسی | کہ نوکِ خار پا کو نیش کژدم سے اُٹھانی ہی
نہین ہی کسرِ شان ہونا مقید بند عزلت مین | مثالِ اسم اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہی
گل آسا صبح پیری مین وہ حسرت کے خمیازے | جو کھوتا خواب غفلت مین شبِ قدر جوانی ہی
جو زر آتش مین گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہی | جوانی کا عمل پیری مین پیری مین جوانی ہی
لیے جاتا ہی کوثر ساتھ صحرائے قیامت مین | کہ جو اشکِ ندامت سے لیے آنکھون مین پانی ہی
ہمارے جرم سے چین برجبین کیون عفو ہو اُسکا | کہ آئینہ کو بدصورت سے کب ہوتی گرانی ہی
سکے ہی دیکھنا با دیدہ کثرت نور وحدت کو | کہ حرف و جسم ہر اک شاہد روح و معانی ہی
نہ کیون ہو رنگ آئینہ کا رہبر سوے روشن گہ | مجھے زشتی اسے حاصل کعبہ مقصود جانی ہی
عبث کھاتا ہی فکرِ رزق مین غم سخت انسان کیون | کہ تابِ خور سے پتھر مین غذاے لعل کانی ہی
بڈارین قہر سے گر وہ نہین شکوہ ہمین اُنسے | نکالین | بلاوین مہر سے اپنی تو اُنکی مہربانی ہی
بلاوین مہربانی ہی بڈارین کچھ نہین شکوہ | ہمین اُنکی بہرصورت بجا مرضی کو لانی ہی
مثالِ جان و تن ہی مجھ مین اُسمین قرب پھر دوری | نہین کھلتا ہی اے امداد کیا سرّ نہانی ہی
نہ دونا شاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو تم | اجی اے دل تمھین کیا عادتِ ایذا رسانی ہی

غزل

رخ سے کاکل اُٹھا دیا کسنے | رات مین دن دکھا دیا کسنے
لاکھ کو ایک ایک کو لاکھون | کرکے ظاہر چھپا دیا کسنے
عرشی و فرشی بھی جسکو پا نہ سکین | میرے دل مین سما دیا کسنے
ڈھونڈھنے نکلے آپ کو کھویا | مجکو اُس مین گما دیا کسنے
ابرِ گریان مین برقِ حسن دکھا | روتے روتے ہنسا دیا کسنے
مُنہ تو عاشق سے پھیرا تونے اُسے | ہنستے ہنستے رلا دیا کسنے

ہر نہ عالم مین وہ تو عالم مین
شور اُس کا مچا دیا کسنے

نغمۂ سرمدی سُنا کے ہمین
مست و بیخود بنا دیا کسنے

شعلۂ رخ دکھا کے اپنا ہمین
سر سے پا تک جلا دیا کسنے

عشق معشوق عاشق اک کہکر
سرِ وحدت سُجھا دیا کسنے

مین تو نام و نشان مٹا بیٹھا
شہرہ میرا اُڑا دیا کسنے

اول آخر عیان نہان ہوکر
حرف شرکت مٹا دیا کسنے

شخص واحد ہی سیکڑون ہین نام
ایک کو سو بنا دیا کسنے

ہنستے ہنستے جو دم مین وہ نے لگی
شمع تجکو جلا دیا کسنے

حسن لیلےٰ دکھا کے اے امداد
تجکو مجنون بنا دیا کسنے

غزلیات فارسی

اگرچہ بیخود و مستم ولے ہشیار میگردم
بباطن شاہ کونینم بظاہر خوار میگردم

مرا ربطیست با جانان چو نور خور بقرص آن
بصورت زو جدا من گرچہ سایہ وار میگردم

جو دیدم روے خوبش را بہر جائے بہر رنگے
ازین در بحر و بر در کوچہ و بازار میگردم

عجب بیخود و بد مستم کہ طرفہ ماجرا این ست
کہ دلدارے ببر دارم پئے دلدار میگردم

ز چشمت می بیخواران رسید از لب مستان قند
چو من با این نہ با آنم ز حرمان خوار میگردم

چو شد منظور قتل من تغافل چیست اے قاتل
کہ سر بر کف کفن بر دوش گرد دار میگردم

شراب شوق عالم را تو میطلبی و مے بخشی
مگر محروم گرد خانۂ خمار میگردم

مرا نافع نخواہد شد نصیحت ناصحا ہرگز
کہ سودائیش بسر دارم نہ من بیکار میگردم

بیا نور محمد کن دل امداد را روشن
کہ عکس نور بے کیفم پئے انوار میگردم

جواب خط شاہ سید علی احمد صاحب تخلص صلّ علی احمد انبیٹھوی

چو آمد ساقیٔ مشکلکشا دشوار کار من
بیک جرعہ زمے بکشود عقدِ دلفگارِ من

صبا آورد چون بوئے گلِ وصلِ نگارِ من
برآمد بر ہوائے شوق این مشت غبارِ من

بحمد اللہ چہ راحت یافت جانِ بیقرارِ من
کہ آمد ناگہان نامہ زکوے شہریارِ من

خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد
دلم حیران کہ باشد بر کدامی جان نثارِ من

باین شکرانہ بر دیدہ نہادم پائے قاصد را
کہ از نامہ منور کرد چشمِ انتظارِ من

چو من منظور جذب اشتیاقم در جناب تو
بجرمِ دوستان گوئید و بس عز و وقارِ من

پس از مدت برآمد آرزوی جان و دل یعنے
سحر گردید از مہر خطت شبہائے تارِ من

بدے ذوق حیاتِ من بسا تلخ از غمِ ہجران
خوشا این طالع شیرین کہ گشتے غمگسارِ من

بدیدہ گریہ لب نالان بجانم سوز تن لرزان
ہمین تسکینِ دل بودے ہمین صبر و قرارِ من

بعین گریہ من خندان و ہم در خندہ من گریان
بہار اندر خزان بود و خزان اندر بہارِ من

گہے گریان و گہ خندان گہے حیران گہے نالان
بجز این شغل یک لحظہ نبودے روزگارِ من

نہ دیگر دو بیانِ شوقِ وصل و شکوۂ ہجران
غرض جز ذکر و فکر تو نبودے ہیچ کارِ من

کہ آمد نامۂ خوش ناگہان صلّ علی احمد
یکایک رفت غمہائے دلِ اندوہ گارِ من

ادائے شکرِ آن ساقی نہ گردد از زبان و دل
کہ از یک جرعہ زان می برد کل رنج و خمارِ من

بیادِ خود نگہدارش ز مشغولی غیر حق
باحسانیکہ یادم کرد اے پروردگارِ من

ز لطفِ چشم آن دارم کہ دایم ہمچنین جاری
بماند در دولت یادِ دل امیدوارِ من

قلم تحریر اے امداد تا کے شوق وصل او
رسد اے کاش جائے نامہ آن نامی نگارِ من

غزل شوقیہ ارکان ہزج

رفتم چو بمکہ ہوس کوے تو کردم
دیدم رخ کعبہ ذکر روے تو کردم

محراب حرم گرچہ بہ پیش نظرم شد
من سجدہ ولے در خم ابروے تو کردم

چون حلقہ در کعبہ بصد عجز گرفتم
در گردن خود سلسلہ گیسوے تو کردم

سر مید ہد عالم پئے بوسہ حجر اسود
من میل بخال سیہ ہندوے تو کردم

در سعی و طواف د بحطیم و بمقامے
ہر سمت تمنا رخ نیکوے تو کردم

لبیک و دعا خوان ہمہ مخلوق بعرفات
چون قبلہ نما من دل خود سوے تو کردم

در عرصۂ عرفات بپا حشر نمودم
چون یاد من آن قامت دلجوی تو کردم

قربانی حیوان بمنی میکند عالم
قربان سر خود من بسر موے تو کردم

عرضی عبد اللہ مسکین در مدح شریف عبد اللہ بن عون بصنعت توشیح

شاد باش اے شاہ اقلیم عرب
رحمت حق بر تو بادا روز و شب

یا الٰہی دار سایش را دراز
فیض بخشش بر سر اہل حجاز

عون حق با تو بودا اے ابن عون
باد خوش از تو غذا اے ہر دو کون

دوستت خوش دشمنت برباد باد
اہل حرمین از تو بس دل شاد باد

لنگر انعامت اے شاہ کرم
ہست جاری وا نما بر ہر امم

این دعا گو ہم ز خوان عام تو
بود نعمت خوار از انعام تو

نیست توتش کشد کنون محتاج سخت
عین رحمت برکشا اے نیک بخت

درد ماکن جاری دہ لقمہ مرا
نعمت دارین بخشد حق ترا

نام ممدوحت چو خواہی اے امیر
حرف اول از سر ہر مصرع گیر

شجرۂ قادریہ قمیصیہ منظومہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمامی حمد لئے محبوب مطلق
بذاتِ تو سزاوار است لائق

خداوندا بحق ذات پاکت
پذیرا کن ثنا جاتم برحمت

بآنکہ اسمہٗ احمدؐ محمدؐ
امام انبیا سلطان سرمد

بحقِ مرتضیٰؑ شاہ ولایت
خداوندا نما راہِ ہدایت

بحقِ شیخ حبیب عجمی شہ دین
دعایم را بفضلِ خویش گزین

بحقِ خواجۂ معروف کرخی
مرا محفوظ دارا ز شرِ چرخی

بحقِ شہ جنید آن شیخ بغداد
ز قید دو جہان مارا کن آزاد

بحقِ عبد واحد بوالفضل شاہ
خداوندا کن از اسرار آگاہ

بحقِ بوالحسن ہنکاری ما حق
بہ تیغِ عشق خود کن سینہ ام شق

خداوندا بحقِ شاہِ جیلان
محی الدین غوث قطب دوران

بتاج الدین شاہِ عبد رزاق
بدہ جا لائقم در راہ عشاق

بحق شیخ یحییٰ زاہد حق
مشرف ساز از دیدارِ مطلق

بآن عبد الوہاب بحرِ ثانی
مرا کن غرق در موج معانی

بحقِ احمدِ قدسی عاقل
نشان ماسوا مگزار در دل

بحقِ شاہ عبد الحق عالی
دلم را کن ز حبِ غیر خالی

بحقِ حضرت قمیص الاعظم
بگریہ چشم را دہ عشق باہم

بحقِ شاہ محمد غوث ثانی
بدہ درد و غم و سوز نہانی

پس از حمد و ثنا صلوات بیحد
بدرگاہِ تو بندہ عرض دارد

خداوندا بحقِ شاہ لولاک
مرا کن از غمِ دنیا و دین پاک

عطا فرما طریقت با شریعت
دلم روشن کن از نورِ حقیقت

بحق شیخ حسن بصری الٰہی
ز سرِ خویش کن آگہ کماہی

بحقِ حضرتِ داؤد طائی
مرا از قید ہستی دہ رہائی

خداوندا بحق سری سقطی
ثباتم دہ براہ نیک بختی

بحقِ خواجۂ بوبکر شبلی
بکن بر عاشقانِ خود تجلی

بحق بوالفرج آن شاہ طرطوس
بکن ما را ز رحمت خویش مایوس

بحقِ بوسعید آن شاہ بوالخیر
بکن محو از دلِ من الفتِ غیر

بکن خالی مرا از ہر خیالے
ولیکن آنکہ ز وے پیدا است حالے

بحق شاہ زین الدین ولی الا
مزین کن مرا از دین تقوےٰ

خداوندا بحق شاہ موسیٰ
بجانم بدورت دائم جبین سا

بہ عبد القادر راسی آلٰہا
بملکِ معرفت کن شاد مارا

بحقِ شاہ مولانا ئے مغرب
بگردان مدفنم در خاک یثرب

خداوندا بحق شاہ الیاس
پناہ خواہم بتو از شر خناس

بحقِ بو محمدؐ شاہ محمدؐ
عطا فرما مرا عرفان بیحد

بحق شاہ عبد الحق کامل
جمالِ خویش چشم ساز شامل

بحق شاہ سید عبدرزاق
بوصلِ خویش ما را دار مشتاق

بشیخ عبدالرحیم آن شاہ شہدا
شہیدم کن بہ تیغِ عشق شاہا

خداوندا بحقِ جملہ پیران
مرا ہم در طریق شان میران

بغوث و فرد و ابرار و باوتاد
بعشاق و نقباد و نجباد

بخود مشغول دار اندر حیاتم
اگر میرم بدہ یارب نجاتم

خداوندا باین پیران عظام
بوقت مرگ کن بالخیر انجام

خداوندا بحق رحم علی شاہ
باسرار لدنی ساز آگاہ

بحقِ حضرتِ نورِ محمد
منور کن دلم از نور بیحد

بحقِ آل و ازواج و اصحاب
بجملہ اولیا ابدال و اقطاب

ز دستِ نفس کافر کیش خونخوار
الٰہ العالمین ما را نگہدار

بعصیان میشوم برباد اللہ
بیا و جلد کن امداد اللہ

ہر آن شخصے کہ این شجرہ بخواند
مرا ہم از دعائے یاد آرد

رباعی

ہے برا اچھا جو سمجھے آپ کو
اور بالا سب پہ کھینچے آپ کو

مردمِ دیدہ سے سیکھ امداد تو
سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو

عیدی

عید گاہِ ما غریبان کوئے تو
انبساطِ عید دیدن روئے تو

صد ہلالِ عید قربانت کنم
اے ہلالِ عید ما ابروئے تو

رسالۂ درد غمناک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنو یارو عجب قصہ ہمارا — بیان کرتا ہون مین جو غم کا مارا

سناتا ہون تمھین اُسکو سراسر — گذرتا ہی جو کچھ اب میری جان پر

گذرتا ہی جو مجھپر اندنون حال — نتھا کچھ اُس سے پہلے غم کا خیال

پڑا سوتا تھا مین خواب عدم مین — نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم مین

سو آکر عشق نے مجکو جگایا — جگایا سو مصیبت مین پھنسایا

کچھ ایسا اُسنے پھر نقشہ دکھایا — کہ جس نے مجکو سودائی بنایا

عجب اک عشق نے رنگت دکھائی — کہ جسمین عقل تک مین نے گنوائی

وزیر اک کرکے نادانی کا ہمرہ — بنایا عشق کی اقلیم کا شاہ

ہزارون غم کی لا آتش لگائی — مری سب عیش کی پونجی گنوائی

گیا اس دن سے سونا اور کھانا — ہوا مین غم کے تیرون کا نشانا

اجی جسکے ہو دلمین درد فرقت — اسے کب ہووے خواب و خور کی فرصت

وہ کیا جانے ہے اس درد و الم کو — ندیکھا جسنے ہو فرقت کے غم کو

اٹھا چھاتی مین درد عشق جسکی — اسے پھر نیند کسکی بھوک کسکی

پڑا جو غم کا لشکر دلپہ آ لوٹ — متاع صبر و تسکین لے گیا لوٹ

تڑپ کر غم مین شب کو صبح کرنا — صبح سے شام تک درد و سے مرنا

وہ جن آنکھون مین خار ہجر ہووے — بھلا وہ عمر بھر کیونکر نہ رووے

گیا سب بھول کھانا اور پینا — پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا

لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ — کسی نے درد کو میرے نہ جانا

سمجھ کر مجھ کو سودائی جہان نے — کیا ٹھٹھا ہر اک پیر و جوان نے

جو آئے درد دل اپنا زبان پر
پڑے آفت کا ٹکڑا اک جہان پر

حقیقت دل کی گر اپنے دکھاؤن
ہنسون مین اور عالم کو رلاؤن

نہ کہہ سکتا ہون کہ اب کیا کرون مین
نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہون مین

ہوئی ایسے ستمگر سے محبت
نہین ہے اُسمین اصلا بوے اُلفت

تڑپتا ہون مین جسکے غم سے دن رات
خبر اُسکو نہین ہیہات ہیہات

ارے یارو کہو ہو جسکو اُلفت
مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت

محبت نام جسکا یان رکھا ہے
بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے

کہے ہے عشق جسکو ساری خلقت
قیامت ہے قیامت ہے قیامت

ارے یارو کسی کو دل نہ دیجو
جو دو اُمید جینے کی نہ کیجو

کیا جب عشق نے بیتاب مجکو
کہا مین نے یہ اُس پیارے سے رو رو

کہ صبر آئے دل غمگین کو کیونکر
ہو تسکین عاشق مسکین کو کیونکر

نہ دیکھے جب تلک دیدار دلبر
قرار اور صبر ہووے اُسکو کیونکر

کروں صبر اب کس کس بلا پر
ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر

کہ تیرے عشق نے مجھکو ستایا
مرے دل کو پھر اک دشمن بنایا

اجی جسکا ہو دشمن دل سا پیارا
بچے کیونکر کہو پھر وہ بچارا

خدا کے واسطے جلدی خبر لے
کہیں یہ آپ خون اپنا نہ کر لے

جو اپنی جان کی جان سے جدا ہو
نہ کیون اس زندگانی سے خفا ہو

اگر آنے مین ہوگی دیر تجھ کو
نہین پاینگے زندہ پھر تو مجھکو

کہ بس جب پاس اپنے دلربا ہو
فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو

طبیب درد دل ہیگا مرا تو
کروں کس سے علاج اپنا بتا تو

جو کوئی عشق کا بیمار ہووے
علاج اُسکا نہ جز دلدار ہووے

مین دام زلف مین تیرے پھنسا ہوں
خلاصی تو بتا مین کس سے چاہوں

محبت مین بلا کی جو پھنسا ہو
وہ جز دیدار دلبر کب رہا ہو

خدا کیواسطے جلدی سے آؤ
تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ

خدا کے واسطے اب مت ستم کر | خدا کے واسطے اب تو کرم کر
اگر رونا مرا خوش آوتا ہے | یہ درد و رنج تجھ کو بھاوتا ہے
تو درد و غم سے نت روتا رہونگا | تری الفت مین جی کھوتا رہونگا
جو ہوگا شعلۂ رخ کا ترے دھیان | تو ہونگا خاک جل بھنکر مین اُس آن
جو یاد آئیگی وہ زلف پریشان | تو پیچ و تاب کھائیگی مری جان
تصور تیری پیشانی کا گر ہو | تو ہو دیوار غم اور میرا سر ہو
جو آئے تیرے گوش و چشم کا دھیان | کرون مین گوہر اشک اُسپہ قربان
خیال اُس تیغ ابرو کا اگر ہو | وہین قربان اُسپہ میرا سر ہو
تصور تیری مژگان کا گر آئے | ہزارون برچھیان دل مین لگائے
دُر دندان کو تیرے یاد کرکے | بہاؤن اشک سے ٹکڑے جگر کے
جو خال رُخ کا ہو تیرے تصور | سیہ داغون سے ہو سینہ مرا پُر
جب آوے یاد تیرا قد و قامت | کرون برپا وہین شور قیامت

رہو پردے مین یون یا مین بنا کے — نہین صورت وے اپنی دکھاتے

ذرہ بھر خدا پردہ اٹھا دے — وہ مکھڑا چاند سا مجھکو دکھا دے

بہت نزدیک ہے دل سے تو اے یار — وے تجھ تک پہونچنا ہی ہی دشوار

ہی بو و گل کی جو مجھ تجھ مین قربت — نہین معلوم پھر کیون ہی یہ فرقت

مین ہون سایہ نمط ہمراہ تیرے — نہین ہی وصل پر قسمت مین میرے

رہے دلمین مرے پیارے سدا تو — ذرہ تو سامنے آنکھون کے آ تو

مجھے چھاتی سے ٹک اپنی لگا نے — یہ شعلہ عشق کا میرے بجھا و

ہو تو نزدیک میرے پھر سوا ای یار — غضب ہی تسپر بھی ملنا ہو دشوار

ہی مجھ مین اور تجھ مین ربط ایسا — روان ہووے بدن سے خون جیسا

ابھی سکی ہی پھر یون انتظاری — یہ کیسی ہی تڑپ اور بیقراری

قریب اتنا ہوا اور پھر دور ایسا — نہین کھلتا ہی یہ پردہ ہی کیسا

یہ پردہ دور ٹک اللہ کر تو — مجھے اس بھید سے آگاہ کر تو

سبھون پر ہو کرم پیارے تمہارا | نہین ہو فکر کچھ لیکن ہمارا

کرو غیرون پہ لطف و مہربانی | ہمارے نام سے نفرت ہو جانی

نہین تدبیر کچھ ملنے کی تیرے | خدا جانے ہو کیا قسمت مین میرے

نہ جانون ٹھوکرین کھاؤنگا کب تک | یہ ایذا ہجر کی پاؤنگا کب تک

ملیگا یا نہ تو مجھ سے ملے گا | خدا جانے مقدر کیا کرے گا

نہ اب تقصیر اسمین کچھ تری ہے | نصیبون مین لکھا میرے یہی ہے

ہے تیرے وصل کی منزل بہت دور | اثر ہی لنگ اور ہمت ہے رنجور

کشش مین کچھ اثر میری جو ہوتا | گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا

جو کرتا شوق میری رہنمائی | تو ہوتی کیون مری تجھ سے جدائی

کہون مین آہ کیا تیری حقیقت | مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت

نہ میرے درد و غم کا کوئی غمخوار | ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار

کہو کس سے کہو مین اپنا احوال | کہ ہے غیرون نے کھنا جی کا جنجال

۲۵۱

نشان عیش اور عشرت مٹاؤن
تمامی محنتین غم کی اٹھاؤن
کہان تک درد و غم ظاہر کرون مین
نہین کچھ انتہا بس چپ ہو رہون مین
یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا

در دعا کر مصنف جناب حاجی الحرمین الشریفین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ

۲۵۲

اگرچہ ہون بُرا پر ہون تمہارا نہین بن تم مرا اک دم گذارا

تمام امداد کر یہ درد نامہ کہین ایسا نہو پھٹ جاوے خامہ

یہ درد اپنا بس اب اظہار مت کر خدا کیواسطے رکھ جی کے اندر

کہ تیرے درد اور اس غم کو سُنکر پھٹا جاتا ہے دل عالم کا یکسر

بس اب تک شکر کرمت ہو دیوانہ کہ بہتر درد دل کا ہے چھپانا

نہو ایسا تری گستاخیون پر خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

وہ تیرے حالِ دل سے ہے خبردار نہ کر اب شور و شر زنہار زنہار

نہ کر غل صبر کر یہ مان میری کہ تا امید بر لاوے وہ تیری

بس اب خاموش ہو گفتار کم کر ملال آوے نہ شاید اُسکے دل پر

اُسی پر چھوڑ دے اب کام سارے وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے

رضا گم آپنی کر اُسکی رضا مین نہ پڑ ہرگز خودی کی تو بلا مین

وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے خلاف اُسکے نہ تو دم مار گاہے

اَللّٰہُ الصَّمَدُ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی تو ہے وحدہٗ لاشریک
یہاں آب و گِل مین پھنسایا ہمین
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب
رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور
ملے جس سے ہم کو ہدایت کی راہ

بنایا ہے تونے ہر اک شے کو ٹھیک
ضعیفی سے ہم کو توانا کیا
کیا اسمین امر و نہی کا خطاب
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر
ولے کیا ہو حاصل کہ ہین ہم تو کور

عدم سے تو ہستی مین لایا ہمین
تھے نادان ہم تونے دانا کیا
نہ کی نیک و بد مین ہم نے تمیز
وہ نورِ ہدایت رہا جلوہ گر
عطا کر دہ بینائی ہم کو اکہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

الٰہی الٰہی الٰہی آکرم
گناہون سے ہی حال بدتر مرا
الٰہی مجھے ہے یہ شرمندگی
کہ غافل رہا جور و عمل سے
خرد وہ کہ خوش تجھکو رکھے مدام
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم مناف
الٰہی مری عمر دشمن نے لی
نہ افسوس کوئی کیا نیک کام
الٰہی مین بھٹکا بہت در بدر
کرون جس سے جا التجا کون ہے
الٰہی نہ جانی تری قدر آہ
جوانی تو کیا زندگانی چلی

مین ہون اپنے اعمالِ بد سے تباہ
الٰہی سراپا ہوا مین گناہ
کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
خرد وہ کہ جو بندۂ یار ہو
رہے حکم مین تیرے وہ صبح و شام
رہا مین صدا بحرِ غفلت مین غرق
رہی شہوت اور حرص باقی وہی
الٰہی مین کی گرچہ کوشش بڑی
ترے در پہ آخر پڑا آن کر
الٰہی نہ تیرے سوا ہو جسے
کری عمر لہو و لعب مین تباہ
کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر

الٰہی مین عاجز ہون بندہ ترا
ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ
مین شرمندہ ہون اپنی اس عقل سے
بجز یار آنکھون مین سب خار ہو
کیا عمر بھر مین ترے برخلاف
نہ سمجھا کبھی نیک اور بد مین فرق
ہوئی حرص زیادہ ہوا مین تمام
ولے ساری تدبیر اُلٹی پڑی
کہان جاؤن تیرے سوا کون ہے
نہ ڈھونڈھے تجھے جو وہ ڈھونڈھے کسے
ہے افسوس عمر جو اُلٹی چلی
الٰہی مین لائق ہون اسکے مقر

الٰہی ہے کیا تیری رحمت کا جوش
الٰہی بہت اس سے خجلت مین ہون
بیان کیا کرون اپنی شرمندگی
الٰہی بہت ہی برا بندہ ہون
الٰہی ہوا ہون سراپا خطا
ترے در پہ آخر سر افگندہ ہون
نہ مجھ سا گنہگار شرمندہ ہو
وہین رزق دیتا ہی شام و پگاہ
الٰہی عجب تیری رحمت ہی واہ
کرون مین گنہ شاد کرتا ہی تو
الٰہی ہے تیرے کرم سے امید
الٰہی تری ہے نظر عفو پر
ترے عفو کے آگے میرے گناہ
تو ہون سنگریزے بھی رشکِ قمر
گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا
کہان تیری خاک اور کہان آسمان
مرا عذر ہو اب الٰہی قبول
الٰہی ترے در پہ رکھا ہے سر
کرے مین گنہ جہل اور سہو سے
بدی کے عوض مجھکو نیکی ملے
نہ رسوا کیا ہی جو تو نے یہان
ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب
کہان جاوے اب بندہ تیرا تبا

کہ دیکھے گناہ اور ہو پردہ پوش
الٰہی ہر اک آن حاضر ہے تو
کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی
الٰہی خبر لے مری تو شتاب
نہ بخشے تو گر ہو مرا حال کیا
ہون اس بندہ کہنے سے شرمندہ سخت
خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو
کرے مین گناہ آہ بے خوف و ڈر
عجب حلم ہے تیرا اے بادشاہ
کرم تیرا اگر دستگیری کرے
سیاہی کو میری کرے تو سفید
خس و خاک سے تیرہ ہو بحر کب
شب تار جون پیشِ خورشید و ماہ
کیا مین گناہ گر بڑے سے بڑا
برابر کہان ہو سکے لے خدا
کہان ظلمت شب کہان آفتاب
مجھے خوار و رسوا نہ کر اور ملول
نہ سر کو جھکاؤن کہین جا کے مین
اور اس حرص نفسانی و لہو سے
گنہ میرے جانے ہے تو علم سے
الٰہی تو رکھیو مری شرم واں
ڈرا دے مجھے یا ملا دے مجھے
کسے ڈھونڈھے جو بندہ تیرا تبا

الٰہی مین پڑ رہا ہون غفلت مین ہون
مین کرتا ہون جو فعل ناظر ہے تو
الٰہی گنہگار و شرمندہ ہون
ہوا حد سے زیادہ برا اب تو خراب
ہون گر نیک یا بد ترا بندہ ہون
شہ نیک کا بندہ ہو نیک بخت
الٰہی تو دیکھے ہے میرے گناہ
رہی وہ ہی رحمت کی مجھ پر نظر
مین غافل تجھے یاد کرتا ہی تو
تو پھر کیون نہ بندہ امیری کرے
گناہون پہ بندونکے کب ہے نظر
ہو چشم فلک گرد سے خیرہ کب
تو وہ خور ہے تیری پڑے گر نظر
وے تیری بخشش کے آگے ہی کیا
الٰہی کہان جرم بخشش کہان
کہان ہر سیاہی کہان ماہتاب
بہت پھر پھرا کے مین اب آ گرا
سوا تیری درگاہ والا کے مین
وے تیری رحمت سے امید ہے
کرے پردہ پوشی سدا حلم سے
الٰہی ہمارا بد و نیک اب
الٰہی نہ چھوڑونگا در کو ترے
نہ تو نے سنی گر مری التجا

الٰہی کروں عرض پھر کس سے جا
ترے بندے ہیں مجھ سو بے انتہا
تو بس ہو چکا میں الٰہی تباہ
کیا میں جو لائق مرے کام ہے
کرم عفو بخشش ترا کام ہے
الٰہی بحق محمد رسولؐ
الٰہی تو کر رحم اس پر مدام
تو فتاح و غفار و رزاق ہے
الٰہی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل
الٰہی تو ہے شاہ اور یہ گدا
تو ہے دادگر اور یہ مظلوم ہے
الٰہی یہ طالب تو مطلوب ہے
بحق محمدؐ شہ دوسرا

نعت شریف

محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور
محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہی فرض
محمدؐ سے ہم کو ملی راہ رب
خبر دی رہ دین و ایمان سے
کیا ہم نے جس سے عدوون کو مات
محبت محمدؐ کی رکھ جان میں
ملے گا تو امداد اللہ سے
محمدؐ کے اصحابؓ ازواجؓ و آلؓ

الٰہی برا یا بھلا ہوں ترا
مرا ہے بتا کون تیرے سوا
بد آرزے مجھے اپنے در سے تو گر ٹلائے
تو دکر جو تجھکو منظور ہے
بدی جہل و غفلت مرا کار ہے
دعا ہووے امداد کی قبول
الٰہی غنی تو ہے اور یہ فقیر
یہ بدکار و فجار و فساق ہے
الٰہی تو رازق یہ مرزوق ہی
الٰہی تو مولی یہ بندہ ترا
الٰہی یہ عبد اور تو معبود ہے
الٰہی محب یہ تو محبوب ہے
الٰہی دعا ہو اب اسکی قبول
محمدؐ ہے ممدوح ذات خدا
اسیکا طفیل ہی یہاں جو ن ہی
محمدؐ خلاصہ ہی کونین کا
محمدؐ کی طاعت سے جا دل کا مرض
گرفتار تھے نفس و شیطان کے ساتھ
کیا ہم کو بچ نفس و شیطان سے
محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں پہر
محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں
محمدؐ کے ہیں خاص حق کے نبی
ہر اک ہی ہدایت کا بدر کمال

سوا تیرے ہے کون تیرا مرا
نہ کی تو نے گر اب کرم کی نگاہ
الٰہی بتا پھر میں جاؤں کدھر
گنہ جرم و عصیان مرا کام ہے
تجھے عفو بخشش ہزاوار ہے
الٰہی یہ عاجز ہے تیرا غلام
الٰہی قوی تو ہے اور یہ حقیر
الٰہی تری ذات ہے بس جلیل
الٰہی یہ عاشق تو معشوق ہے
الٰہی تو راحم یہ مرحوم ہی
الٰہی تو ہی اسکا مقصود ہے
الٰہی تو کر اسکی حاجت روا
بحق صحابؓ اور آل رسولؐ
محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا
نہ پیدا اگر ہوتا احمدؐ کا نور
محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا
پڑے کفر اور شرک میں تھے سب
محمدؐ نے دی ہم کو اُن سے نجات
بتلائے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات
کہ تا وصل سے حق کے ہو بہرہ ور
محمدؐ کی الفت سے اور جاہ سے
ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ

افسوس اور ندامت

کرنا اسپر کہ عمر غفلت مین چلی جاتی ہی اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو سرکشی حکم اللہ تعالی کی سے اور رجوع کرنا اسکو طرف فرمانبرداری معبود حقیقی اپنے کے اور جواب در جواب اُس کے

سنو دوستو گوش دل سے ذرا
ہے جنگ ہی نفس اور روح کا
علاج اسکا خوب ہی بتاتا ہون مین
رہو گے بچے نفس و شیطان سے
مجھے آگیا جو خیال ایک رات
سدا کیس رحلت بجاتی ہی عمر
نہ سویا شب اس فکر مین اکدم
کشش و پیچ کرتا رہا تا سحر
کہ کیا ہو گیا تجھ کو لے بد صفات
کیون آیا ہی یان کیون تو پیدا ہوا
یہان آکے کیا کام تو نے کیا
کیا حق نے پیدا تجھے کس لیے
مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہین
یہی آدم آئینہ اسکا ہوا
مین ایمان اسپر رکھون ہون مدام
ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو
محبت کہ ہو جس سے دل شادمان
تو پھر کیون گنا ہونپہ عاشق ہی تو

سناؤن تمہارا انھین ماجرا
رہو تم خبردار دونون سے اب
تمہین راہ سیدھی دکھاتا ہون مین
بیان حال اپنا کرتا ہون مین
لگا سوچنے اپنے دلمین یہ بات
مجھے فکر کل کا ہوا آج یون
رہا رات بھر اس سے مین چشم نم

تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو

خبر حال کی تجھکو اپنے نہین
کیدھر جاے ہی کس پہ شیدا ہوا
تجھے جس لیے حق نے پیدا کیا
نہین کرتا وہ کام تو کس لیے

جواب دینا نفس کا

یہان مظہر اپنا بنایا مجھے
ہی توحید سے اُسکی دلشاد کام
بناتا ہی کیون تو یہ باتین دروغ
کہان ہی وہ تجھمین مجھے دے نشان
کسے ہی کب عاشق خلاف حبیب

کہ اندر وجود آدمی کے سدا
نہین تو پڑے تم پر آخر غضب
کروگے گر اسپر عمل جان سے
کہ جس فکر مین روز مرتا ہون مین
کہ افسوس غفلت مین جاتی ہی عمر
کہ کی دولت عمر برباد کیون
اسی مین گئی رات ساری گذر
کہا نفس کو آخرش مین نے رات
کہ آیا تھا یان کسلیے اے لعین
بتا تجھسے کیا حق کو منظور تھا
بتا اُسمین یہان آکے کیا کیا کیا
تجھے آہ اپنی خبر کچھ نہین
کہا اُسنے وہ تھا خزانہ چھپا
محبت کا جامہ پہنایا مجھے
کہا مین کہ اے نفس بدزشت خو
تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ
جو ایمان والفت مین صادق ہی تو
نہین تجھکو اسکی محبت نصیب

کہا اُسنے ہے وہ رحیم و غفور
وہین پل مین مقبول درگاہ ہون
گنا ہونکی ہو دلمین اُلفت بھری
طریق شریعت پہ چل اے دغل
کہا حق نے مجھ کو ظلوماً جہول
سرے سامنے لاتا ہو لے دروغ
کیا تجھ کو آگاہ اسواسطے
نہ مغرور رہو کام کا کار کر
نہ تجھسا کہے یہ کہ جاہل ہو نہین
تو وہ اور چلنے مین ہوتا ہو سُست
یہ سنکر وہ شرمندہ ایسا ہوا
نہین جانا کہ کچھ اُسکو آیا ہو ہوش
کہا مین ہوئی تجھ یہ حجت درست
ہو کب اُسمین دخل عقل و تدبیر کا
لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے
تو چاہے سو کر اب بُرا یا بھلا
کہا مین کہ لے نفس بد سجیا
اُٹھایا وہین پھر غفلت سے سر
عمل نیک پر جسکو قائم رکھا
خدا کا غضب اُسپہ نازل ہوا
نجانے تو گر حق کی تقدیر کو
کہ دوزخ مین رکھونگا تجھکو ضرور
کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھکو یار
گنہ میرے سب بخشدیگا ضرور
کہا مین فریب اب مجھے دیہ کیا
فریب حق کو دیتا ہو تو اے شقی
کہا تنگ مت کر تو اتنا مجھے
نصیحت سے تیری ہو اب کیا حصول
ظلوماً جہول حق نے تجھ کو کہا
کرتا تو گناہون سے بچتا ہے
کسی کو اگر کہیے جاہل ہے تو
پڑھون کسطرح علم کا ہل ہو نہین
اور ہووے اگر اسپ نیکو نہاد
گویا اُسکے تن سے ہوئی جان ہو
اپ در ایک چابک لگا جلد تر
تو طاعت مین اب کیون نہین ہوتا ہو چست
کری حق نے مجھ تجھ سے پہلے نوشت
مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے
کرے گرچہ شیطان کی جون تو سجود
یہ مکر و فریب اور لایا نیا
عمل بھی تو تقدیر سی سب ہین جان
سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا
ہوا دور رحمت سے وہ برملا
رضا کا نشان ڈھونڈھ گمرہ نہو
کہا ہو وے حق نے یہ بخلل
ہوا اُس سے گمراہ تو زنہار
کرو نہین گناہ پھیر تو بہ کرون
دغا کی ہو تو بہ سے کیا فائدہ
تو اس جہل اور گمرہی سے نکل
مین ناچار ہون حق کی تقدیر سے
کہا مین وہ ہو حجت بے فروغ
کہ ہو عیب اور نقص تجھ مین چھپا
مت اسیر تو اتنا اب اصرار کر
تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو
گدھے کے جو چابک لگے خوب جست
اشارہ سے چلتا ہو وہ مثل باد
جو اس بات سے اُسکو دیکھا خموش
کہ شاید یہ آوے کہین راہ پر
وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا
نصیبون مین ہر ایک کے دوزخ بہشت
نہین مٹتا جو کچھ قلم لکھ چکا
جو تقدیر بد ہو تو کیا ہووے سود
نہ سمجھا تو کچھ بھی اب ای حیلہ گر
مقدر کا ہووے عمل ہی نشان
دیا جسکو شہوت کے اندر پھنسا
عمل بد مین جو ہو گیا مبتلا
کہا حق نے کب تجھ سے اے بے شعور
رضا کی نشانی ہے اچھے عمل
ہے تُف تیری عقل اور فہمید پر

ہوئے ہے

جنا لِ عبث پر جو باندھی کمر
کرا ابلیس و بلعم کے اوپر قیاس
جو آوے قضا بد شقاوت کرے
کہا مین اسی سے تو رکھتا ہی ڈر
کیا حق نے درگاہ سے اُنکو دور
سمجھ لے یہ ہی بے نیازی کی شان
عبادت سے حق کے ہوے کامیاب
بہت عابد و زاہد و متقی کہ
گیا تو ڈو عابد کے نقصان پر
کرے تو گناہ اور نہ چاہے نجات
سمجھتا ہی پھر آپ کو راہ پر
ترے آگے درّندہ ہو شیر گر
غفور اور حکیم اور نکو کار ہے
گنہ میرے ہون گرچہ بے انتہا
وہ غفار ہے بخشدے گا مگر
ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم
جمال اور جلال اُسکی ہین دو تون شان
تو بخشے تجھے وہ کہ غفار ہے
نہ سمجھا دے اُسکے انجام کو
کرے ہے گناہ آہ بے خوف و ڈر
خدا کی وہ بخشش کے قابل نہین
کر اچھے عمل یار شام و پگاہ
کہ یہ اُسکی عادت ہی جاری قدیم

کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے
اسی سے مرے دلمین ہین گو ہراس
مرے کفر مین اور عمل ہووے حبط
کر کی تو نے ڈو عابدون پر نظر
نہ کی کچھ عبادت پہ اُنکی نگاہ
کرے ایسے بندونکو جو بے نشان
کرورون مسلمان طاعت کرین
ہوے نیک اعمال سے جنتی
بگڑ کے دو ملعون کی تو سند
عجب ہے حمق تیرا اے بد صفات
اگر اُسکی ہی بے نیازی کی شان
نہ بھاگے تو دے جان اُسکو مقر
ہی قرآن مین ہر جا غفور اور حلیم
پر اس سے ہی سو درجہ رحمت سوا
کہا مین تو نازان نہو اے لعین
و لیکن ہے قہار بھی اے لئیم
کرے سہو و غفلت سے گر تو گناہ
نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے
کرے جہل و طغیان سے یہ کار تو
نہین عجز و زاری کا تجھ مین اثر
ذرہ کرنے کے توبہ کر اچھے عمل
اگر ہو گیا کوئی تجھ سے گناہ
ملا ایک کو گر خزانہ مین گنج

جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے
اگر عمر ساری عبادت کرے
اسی فکر سے عقل ہی میری حبط
ہوا عمر مین اُنسے جو اک قصور
کیا اک گنہ سے اُنھین یون تباہ
ہزارون نبی اور ولی بیحساب
ہوے حق کے مقبول اور کاملین
نہ ان سب کی فائدو نیز نظر
لگا کرنے بے خوف اعمال بد
ہزارون کرے جرم شام و سحر
نہین تجھکو پھر کس لیے خوف جان
خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے
وہ بیشک ہے رب الرؤف الرحیم
گناہون سے اپنے نہین مجھکو ڈر
کہ حیلہ یہان کام آتا نہین
کرے بخشش اور قہر بھی بیگمان
اور ہو جاوے تجھ سے خطا گاہ گاہ
ہی تو اک طرف اپنے آرام کو
گناہون پہ کرتا ہے اصرار تو
جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہین
خدا کے لیے مت پڑا اندر خلل
یقین جان اُس وقت ہی وہ کریم
تو کب اور کھیتی کا چھوڑینگے رنج

بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے
تری خود ہی اسمین سراسر خطا
گنہ میرے گرچہ ہین کوہ گران
وہ اللہ ہے اکرم الاکرمین
کہا مین کہ یہ تو کہا تو نے سچ
کریم اور رحیم اور ستار ہے
ولے حیف ہی ایسے غفار کو
وہ آزردہ کرنے کے قابل نہین
وفادار سمجھے کرے پھر گناہ
وہ لائق عبادت کے ہی ای لئیم

بس اب چھوڑ حیلہ رہ راست لے
مین نیک عادت اُسکی کو ہون جانتا
ولے اُسکی بخشش ہی جون آسمان
مجھے کس لیے تنگ کرتا ہی آہ
ولے ایسے باطل ارادہ سے بچ
گنہ تیرے اور اُسکی بخشش میان
کیا تو نے آزردہ اے زشت خو
جو جانے ہی تو حق ہی انکو صفات
خطا پر خطا یہ تو کرتا ہی آہ
کرے ذات ایسی کو آزردہ جو

کہا اُسنے مجھپر نہ کر تو جفا
ہون عفو و کرم اُسکا پہچانتا
گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہین
وہ مجھ سے بھی بدتر کے بخشے گناہ
بلا شک وہ ایسا ہی غفار ہی
برابر نہو سکتی ہے بیگمان
جو ہو ایسا سُن ارحم الراحمین
نکو دوست عاصی ہی اور نیک ذات
جو ہو ذات ایسی غفور اور حلیم
وہ گردن زدنی کے ہی لائق سنو

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر جانا اپنا طرف سلطان روح کے اور مدد چاہنی اُس سے

جو دیکھا کہ ہے اُسکی حجت قوی
تجھے ملک تن کا ملا تاج و تخت
کیا تنگ ہی اس شقی نے مجھے
مقابل ہون اُسکے مری کیا ہی شان
رعیت سے محصول لیوے بزور
تصرف تسلط بہت ظلم سے
یکایک وہ ے توڑ تیرے اسیر
کرے مُلکِ تن مین عمل آکے وہ
تجھے حق نے کیون ہی خلیفہ کیا

گیا آخرش مین طرف روح کی
خلیفہ ہی اس ملک مین حق کا تو
پکڑ جلد اور مار گردن اسے
کہا مین کہ کیا چاہتا ہے یہ تو
زمین بدن مین پڑے شر و شور
اگر تختِ دل پر گیا بیٹھ آہ
کرے قتل یا رکھے اُنکو اسیر
رہے پھر یہ کب شان و شوکت تجھے
یہ کیون بادشاہی کا رتبہ دیا

کری عرض جا کر اے نیک بخت
پہونچ پہر حق میری فریاد کو
کہا یہ کمینہ کہان مین کہان
کہ لیوے یہ باغی ترے مُلک کو
کرے ہفت اقلیم تن مین مری
رعیت کو کردے گا دم مین تباہ
ترے سب اسیر و نکو بہکا کے وہ
دکھلائے بہت سی وہ ذلت تجھے
تو مُلکِ بدن کا ہی حاکم اگر

ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر
کہ ہو دور جس سے یہ فتنہ فساد
شہ روح کو آگیا وونہی جوش
کیا حکم تا جلد آوے وزیر
سب آداب شاہانہ لایا بجا
یہ سلطان روح سے کہا اسنے جا
رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم
کرین قتل لین اسکا اسباب لوٹ
رکھین شرع کی بند و زنجیر مین
ملک تنین رہتا ہے نفس کو
سنی چھپکے جو یہ حکایت تمام
شہ ملک دل وہ ہے پر فتوح
کوئی دم مین لیویگا تجھ کو پکڑ
اسی فکر مین جان کو کھو دیا
ولیکن بمقدور کوشش کرون
عدوون سے اپنے جھگڑنیکا فکر
جو اپنی شجاعت دکھاؤن اُسے
ہین روز ازل سے ہوئے قابض ہیان
غنیمت نہین جانتا ہے وہ کیون
تماشا اُسے دم مین دکھلاؤنین
کیا ہے اگر اسنے سامان جنگ
پڑا ہے اوپر یہ اب سخت کام
جو شیطان سنگھ ہے قدیمی وزیر

وزیر خرد کو بلا کر کہین
رہے ملک تن پھر ہمیشہ کو شاد
بدن مین لگی اسکے غیرت کی آگ
کہ تدبیر اس کی بتاوے وزیر
مرا حال سن اور افسوس کر
کہ یہ فتنہ اتنا نہین کچھ بڑا
یہ ہو حکم آوین امیران فوج
غرور اس لعین کا وہین جاوے ٹوٹ

کرو ایسی تدبیر ای شاہ دین
مری عجز و زاری کو سنکر ہوش
کہا مین مٹاتا ہون ہین اسکا رحم
یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا
وزیر خرد بھی ہوا چشم تر
کہ ہو شہ کے اقبال دم دم مین گم
کہ ہون مستعد جنگ کو مثل موج
جو ہو جاوے عاجز تو پھر یون کرین

خبر گری جاسوس وسواس کی کہ نفس کی طرف سے

تھے اس مین کہ جاسوس وسواس نام
کری نفس سے جا شکایت تمام
کرے ہے ترے قتل کے واسطے
شریعت کی زنجیر مین لے جکڑ
کہا ہائے تدبیر اب کیا کرون
کہ تا اُسکے صدمے سے بچتا رہون
کرون اسطرح مین بھی سامان جنگ
عدم کا مین رستہ بتاؤن اُسے
سنو رہزنی کا ہے میرا شعار
کہ مین چھوڑ رکھا ہے اسکو جو یون
مچاؤن فساد ایسا اور شور و شر
تو یان بھی نہین جنگ سے کچھ درنگ
کہ سلطان روح کی بڑی شان ہے
کہ ہر کام مین ہے ہمارا مشیر

کہ تھا نفس سے ملک تن مین مدام
کہا کیا تو سوے کہ سلطان روح
تمام اپنے لشکر کو آراستے
یہ سنکر خبر نفس نے رو دیا
کہ تا ہاتھ سے اُسکے جیتا رہون
کرون مین بھی اب اس سے لڑنیکا فکر
یہ جسے دیکھ فوج اُسکی ہو جائے دنگ
بھلا ملک تن چھوڑ جاؤن کہان
فساد اور فتنہ مرا کار و بار
جو اسوقت لڑنے پر آجاؤنین
کرون ملک کو اُسکے زیر و زبر
یہ کہکر لگا سوچنے پھر وہ خام
نہین لڑنا اُس سے کچھ آسان ہے
بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح

کہ جس بات مین ہو ہماری فلاح
کہا لطف سے تیرے ای نامدار
کہ جس سے تو ایسا دلافگار ہی
ترے پاس لا کر کے ای ارجمند
کرے کام سلطان روح کا تمام
مین شیطان اُسے تاتباہی کرے
روانہ کیا ملک کو روح کے
رہ شیم سے آگیا ناگہان

یہ سُنتے ہی ابلیس آیا ادب
ہماری ہو مشکل سب آسان کار
ہو آسان سب تیرے اقبال سے
کرون حرص کی قید مین اسکو بند
وہی بخشی مُلک کافی ہو بس
سپیدی کو اُسکے سیاہی کرے
جو تھے مُلکِ تن کے نگہبان چند
لیے ساتھ غصہ کی فوج گران

بجا لایا آداب شاہانہ سب
یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے
پکڑ اُسکو لاؤنگا مین ہر حال سے
امیر ہو تری فوج مین حرص نام
خرابی کو اُسکے وہ دانی ہو بس
شہِ نفس نے دیکے خلعت اُسے
کیا ہر طرف راہ کو اُسکے بند
خبر ہوئی وزیرِ عقل کو

اس معرکہ سے اور بھیجنا امیر قناعت کو مقابلہ حرص سنگھ کے اور حلم کو غصہ کے اور فتح ہوئی اُنکی

امیرون کے لشکر کو لیکر تمام
کہ آئے ہین لڑنے کو یہ ہم سراب
کہا عقل نے اے شہِ نامدار
کرے حرص کو دم مین ناپید جو
کرو مستعد ایسی جنگی سپاہ
ہوا حرص و غصہ بہ میدانِ جنگ

وزیرِ خرد نے سُنا یہ جو حال
گیا روح کے پاس با احترام
کہا شہ نے لشکر سے وہ چھانٹ لین
مقابل مین اُنکے پے کارزار
اگر فوجِ غصہ کی ہو اُسکے سنگ
کہ ہون جس سے یہ دونون مفسد تباہ
امیرِ قناعت سے اور حلم سے

ہوا فکر کا اُسکے اُسکو خیال
کہا حال حرص اور غصہ کا سب
کہ جو قتل اُن مفسدون کو کرین
امیرِ قناعت کو تم بھیج دو
کرے لشکرِ حلم جا اُسکو تنگ
جو ہونے لگی دونون جانب سے جنگ
غضب حرص مغلوب دونون ہوے

آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیرِ عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر
کہ اُسن داؤ سے ہوگا نہ یہ فتنہ ر

تبہ دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر
وہ اب چاہیے بھیجنی فوج سخت

کہا نفس سے اُنکی ہووے مدد
کہ جو ہے شہِ روح سرتاج و تخت

ہے تجویز شہوت کی جاوے سپاہ
کرو اسکے ہمراہ تم بے قصور
کرے عقل کو جاکے زیر و زبر
تو ہو روح کا ملک سارا تباہ

کرے عقل کے ملک کو جا تباہ
لگا بے حیائی کے ہتھیار سب
ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر
کہا لاؤ دیگر کے خلعت اسے

جمع کرکے سب فوج فسق و فجور
چلے شہوت سنگھ بہر حرب
جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ
روانہ کریں جنگ کو روح کے

بھیجنا وزیر عقل کا امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت سنگھ کے اور فتح ہونا امیر تقویٰ کی

خبر پہونچی اس حال کی یا عجب
ہو فوج صلاحیت اسکی مدد
خبر چلے اہل شقاوت کی لی
شہ روح کا حکم پھر ان کو ہو
لڑائی کو آپس میں برہم ہوے
کبھی یہ تھے غالب کہ غالب تھے وہ
کیا لا کے شہوت کو اپنا اسیر

کہا خاص اس تختی ملک کو
کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد
حیا جنگ اسکا جو ہو اک وکیل
کریں لشکر نفس کو قتل جو
لگی ہونے آپس میں جسوقت جنگ
لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ

وزیر ہیں ور شہ روح کو
کہ تقویٰ ہے جسکا لقب بھیجدو
سپر تیغ شرم و ثقاہت کی لی
کرو اسکے ہمرہ اسے بے دلیل
غرض آکے میدان میں قائم ہوے
زمین آسمان رہ گئے دیکھ دنگ
پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی سلطان روح کے سب لشکر لیکر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی
سیہ کار شیطان مکار کو
کری تو نے سستی جو لے سپاہ
شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر
جو انمیں سے ہوں سخت تر بیدرنگ

وہیں جان پر اسکے آفت پڑی
کہا تجھکو لعنت ہووے سست کار
ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ
بلا بھیجو تو انکو لشکر کے اب
شہ روح سے وہ کریں جاکے جنگ

بلایا وزیر تبہ کار کو
کیا تو نے لشکر مرا خوار زار
کر اب ایسی تدبیر تو اے وزیر
پھر انمیں سے چھانٹ دو اہل حرب
وزیر خرد اور شہ روح کو

پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو
عزازیل بولا کہ اس جنگ مین
مین ہون اور یہ لشکر ہشیار
ہے کیا روح کیا عقل دونون کو مین
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
لیا نیزۂ گمرہی اپنے ہاتھ
چلا مستعد ہو پے کارزار

مین دونگی بہت خلعت و مال و زر
کرونگا نہ ہرگز قصور اب کی مین
تو پھر دیکھنا اس صف جنگ کو
کرون قتل یا قید دیکھو تو مین
لی گردن مین تلوار غفلت کی ڈال
ہوئی فوج فسق و فجور اسکے ساتھ

بٹھاؤن برابر اسے تخت پر
مگر ہو شہ نفس بھی خود سوار
کرون پائمال مین اس دل سنگ کو
یہ سنکر شہ نفس خوش ہو کے یار
رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال
وہ مستی کے گھوڑے پہ ہو کر سوار

آگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونون لشکرون کا

اور ہے لشکر بیکران اسکے سنگ
کہا کھولدے سب خزانونکے در
ہے تکلیف مین نفس سے ملک تن
جہنم مین داخل کرو سر بسر
جمع کرکے سب فوج و لشکر تمام
کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور
کہ یہ کام لائق نہین شاہ کے
مین لیتا ہون انکی خبر اس مکان
یہین ہون آپکا ایک ادنیٰ غلام
دیا اسکو پھر خلعت آفرین
سپر نیک بختی کی لا اسکو دی

جو سلطان روح نے خبر یہ سنی
لیے خنجر و تیغ و تیر و تفنگ
نکل آوے سب لشکر دین و داد
وزیر اسکا شیطان ہے راہزن
کمر باندھ لڑنے کو تیار رہو
لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام
وزیر خرد نے زمین چوم کر
جو ایسے کمینون سے جا کر لڑے
جو ہو ایک بندہ سے دشمن تباہ
کرون دم مین سب دشمنونکو تمام
کیے ہوشیاری کے خنجر عطا
دیا ہاتھ مین نیزہ راستی

کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی
وزیر خرد کو بلا جلد تر
زمین حسد سے اکھاڑے فساد
کسیطرح ان دونوں کے کٹوائے سر
کرو ترک جو کچھ تمھین کام ہو
مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور
کیا عرض اے شاہ والا قدر
رہو ملک مین تن کے تم کامران
عدو کے مقابل ہو کیون بادشاہ
یہ سنکر ہوا خوش بہت شاہ دین
ریاضت کا خود اسکے سر پر دھرا
غرض زہد کے اسپ پر کر سوار

دیا حکم اسکوئے کار زار
وزیر خرد جنگ کو جب چلا
خلل آیا شیطان کے اوسان مین
ہوئی ہر دو جانب صف آراستہ
کیے آکے میدان مین قائم نشان
زمین بدن گرد لشکر سے آہ
ہوا پانی پانی دل کوہ سنگ
لگی ہونے جب وقت آپس مین جنگ
ادھر ظلمت نفس با شور و شر
کبھی کار نیک و کبھی کار بد
نکلے تھی دل سے وہ از بغض و کین
اسی جنگ مین سب جوانی گئی
ہوا نفس کا مفسدہ جابجا

کری ساتھ تقوی دین کی سپاہ
پڑا نفس کی فوج مین زلزلہ
جو خورشید خاور نے کی تیغ علم
گھڑی مستعد جنگ کے و اسطہ
مقابل دو لشکر ہوے جس زمان
ہوئی ایسی تیرہ خدا کی پناہ
لگی چلنے جو تیغ و تیر و تبر
زمین ہو گئی خون سے سرخ رنگ
سپید و سیہ جمع آکر ہوئے
کبھی زہد و تقوی و گاہے حسد
کبھی لومی روح سے با وقار
بد اور نیک مین زندگانی گئی

چلا دھوم سے لشکر دین پناہ
نکل کر کے جب آیا میدان مین
ہوئے ابر کے جوڑا لشکر بہم
امیرن نے لشکر کے با رعب و شان
پڑا شور اندر زمین و زمان
ہوئے جب مقابل دلیران جنگ
ہوا خون کوہ و زمین کا جگر
تھی اس طرف خورشید روح جلوہ گر
جون حبشی و رومی برابر ہوئے
کبھی فوج زنگی نفس لعین
زمین بدن ہوتا باغ و بہار
اک عرصہ مین یہ جنگ قائم رہا

طلب کرنا سلطان روح کا دیوان کل کو کہ وہ پیر روشن ضمیر ہے اور شامل کرنا اسکو صلاح جنگ وغیرہ مین ۱۲

شہ روح نے حال دیکھا یہ جب
عدو کو کسی طرح زک دیجیے
وزیر خرد کو کہا پھر بلا
نہ دل نفس ملعون کا خون ہوا
مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل
کہے وہ جو اس پر عمل کیجیے

کہ صورت تباہی کی ہے پیش اب
ہوا ہے ترقی پہ نفس شرہ
کیا تو نے ہر چند جنگ و وغا
شریک اب تو ہو لے دبیر کبیر
مدد سے مٹے اسکے یہ شور و غل
رکھو اسکو شامل لڑائی مین تم

کہا اور تدبیر اب کیجیے
کیا پھیل فتنہ فساد ہر جگہ
وے فتنہ تن سے نہ بیرون ہوا
ہے جسکا لقب پیر روشن ضمیر
صلاح اسکی چلکر کے اب لیجیے
کہ ہو دشمن شوم تایان سے گم

رہو دل سے مصروف اسلام پر
کرو روشن ہو جس سے بدن کی زمین
بہم ہو کے جا کر لڑو اسقدر
پکڑ لاؤ زندہ مرے روبرو
رکھون اسکو قابو مین اپنے مدام

کرو جی فدا اپنا اس کام پر
مٹا کر کے کفر اور بدعات سب کو
کہ ہو نفس کا کار زیر و زبر
مرے پاس لاؤ اسے تم پکڑ
مین دوڑاؤن جسطرف چاہون مدام

کرو ایسی ہمت کہ ہو زیب دین اپنا
شریعت کی ظاہر کرو بات کو
نہ چاہون کہ ہو قتل وہ زشت خو
شریعت کی زنجیر مین ہوپن حکم

آگاہ کرنا جاسوس نفس کا

شیطان وزیر کو اس سے آگاہ اور بھیجنا شیطان کا طول امل سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دیکر اور ناامید ہونا اسکا

تو شیطان کے جا پاس سر کو دھنا
شہ روح نے یہ کیا اہتمام
کہ تا دشمنو لکا کرے کار تنگ
تو شیطان نے سنکر دلاسا دیا
مین بھیجون اسے جو کرے شکو رد
سر دیو ان بن سے ہی مطلب مجھے
تو خود پیر بیکار رہو سربسر
مین بھیجون ہی طول امل جسکا نام
کرے پیر کا کام زیر و زبر
چھپا کر کے ایسا اسے زہر دے
پڑے پیر کے کار مین تا خلل

کہا جا کے بیٹھا ہی کیا اے وزیر
کر دیوان تن پیر ہی جسکا نام
شہ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر
کہا شہ سے کہنے کی حاجت ہی کیا
مقابل مین آ سکے مین بھیجون اسے
ہی منظور قتل عقل کا اب مجھے
وزیر خرد اور دیوان تن
کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام
کرے قتل پھر عقل کو وہ ضرور
کہ شیطان و نفس اسکے شر سے بچے

جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا
کوئی دم مین ہو نفس اور تو اسیر
وزیر خرد کو کیا اسکے سنگ
کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر
ہی لشکر مین اسکے وزیر خرد
کہ جو کاٹ سر اسکا لاوے مجھے
خرد اپنے قابو مین ہووے اگر
کرون قید دونوکو مین بے سخن
وہ دیدیگے وعدہ بہت خوب تر
کہ مرنے سے جسکے یہ فتنہ ہو دور
ہوا رخصت اس سے جو طول امل

مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے ہین سلطان روح کو اس امر سے اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو

طول امل کے تیر سے

ہین جاسوس دین مفتیان یقین
اسے تیرے ہر کام مین دخل ہے
وزیر اور دیوان تن کو مگر
پھر اسوقت لین ملک کو تیرے چھین
ہی کار اسکا پوشیدہ دشمن کشی
نگہبان رہیو تم اسکے سدا
کہ اب کوئی تدبیر کرنی ضرور
بلا کر کہا اسکو لے خوش نہاد
رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم
نگہبان رہین عقل کے ہر زمان
رہے تیسرا یاد تنگی گور
یہی چار کافی ہین در انتظام
یہ چارون رہین جسکے ہمراہ یار
رہے اسسے طول امل دور دور
بہت گرد راہ حسد سے پھرا
عدو کا نہ اسپر ہوا کچھ گذار
ولیکن جو وہ عقل کے پاس تھا
عدو دن سے تکتے تھے شام و پگاہ

جو رخصت ہو طول امل سنگھ چلا
خبر دی یہ جا کر اسے شاہ دین
خبر رکھیو اسکی تم ہر حال مین
نہ ہو پیچ اسے حسد کوئی حیلہ گر
ہو لشکر مین اک نفس کے حیلہ گر
کرے غم الم وان جہان ہو خوشی
شہ روح نے جب یہ قصہ سنا
کسی طرح یہ فتنہ ہو یان سے دور
رکھو تم نگہبانی ہر آن کی
کرو اس سوا اور نہ کچھ بات تم
رہے ایک یاد نزع جنگ خان
خرد پیر کے ہو نگہبان بغور
نزع موت اور قبر روز حشر
نہ طول امل کا ہو اسپر گذار
غرض آیا چھپ کر کے طول امل
کہ تا عقل کو زہر دے برملا
طرف پیر کے پھر گیا عزم کر
عدو کا نہ اسپر بھی قابو چلا

تو جاسوس دین نے سنا برملا
کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے
عدو کے نہ پھنسن جا کہین جال مین
نہ دیگر کے زہر انکو مارے کہین
کہ طول امل نام ہے اس سے ڈر
ہے دشمن وزیر اور دیوانی کا
تو اس بات کی فکر مین وہ لگا
تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد
وزیر خرد اور دیوان کی
کیا حکم تا چار شخص پاسبان
اور ہو دوسرا یاد مرگ ای جوان
ہو چوتھی رہے یاد روز قیام
رہین یاد جسکی یہ شام و سحر
رہین جو کہ یہ چار جسکے حضور
نہ تا ڈالے اندر خرد کے خلل
جو چارون طرف تھے نگہبان چار
کہ تا لے حسد سے کچھ اسکی خبر
دی پاسبان چار اسکو نگاہ

نا امید ہو کے پھرنا طول امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور بخل سنگھ اور ریا سنگھ اور عجب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

غرض نا امید ہو کے طول امل
گیا پاس شیطان کے بے خلل

کہا گرچہ مین خوب کوشش کری
نہ آیا مرے کوئی پر داؤ مین
نہ اُن دُو سے آیا مرے ایک ہاتھ
تو میدان مین چل کے اُنکی خبر
نہ رکھ مجھ سے اُمید کچھ اب مگر
کیو بھاگ کے روح و خرد کو تباہ
حسد سے تھا پردہ وزیر سیاہ
ہماری بھلا جان بری ہووے کب
گلے مین سن ڈال کتے کی جون
مرا اور ترا کچھ نہ ہووے نشان
کیا نفس باغی نے پھر انتظام
لڑائی بغیر اب تو چارا نہین
حسد سنگھ اور بخل سنگھ کبر خان
ہوے جمع میدان مین آکر تمام
لڑائی کو طیار سارے رہو
ہوا آکے میدان مین جنگ جو
کہا عجب کو مستعد یان رہو
تو پھر ملک مین اُسکے ڈالو خلل

چھُری پھیری لیکن نہ خونین بھری
مین کین گرچہ چھپ چھپ کے ہر دن
کہ تھے ہر گھڑی پاسبان اُنکے ساتھ
مین کرتا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا
تو تدبیر سے اپنی چاہے سو کر
جو یہ بات شیطان سنگھ نے سُنی
یہ دی نفس کو پھر صلاح تباہ
جو اس جنگ مین کچھ ہوئی اُنکی ڈھیل
جدھر چاہے دوڑائے ہمکو زبون
یہ سُنکر خبر نفس رونے لگا
بلائے مددگار اپنے تمام
اکٹھے ہون میدان مین اہل حرب
ریا سنگھ اور عُجب خان پہلوان
ہوا حکم سب کو کہ اے جنگ جو
بنو چست و کامل ہمارے رہو
حسد بخل قائم کیے اِک طرف
رہے اس سے باقی تو اُسکو کہو
یہی چار امیر اب کرین جا کے جنگ

کیے سیکڑون حیلے اور داؤ مین
ولے میرا اُنپر چلا کچھ نہ بس
نہین مار سکتے اُنھین چھپ کے پر
ولے میرا بس کچھ نہ اُنپر چلا
جمع کرکے سب فوج و لشکر سیاہ
گیا ہاتھ مَلتا طرف نفس کی
کرے رنج اور جان بازی کے اب
مجھے اور تجھے شہ کرے یون ذلیل
رہے ملک تن مین وہ نت کامران
غم دل کو اشکون سے دھونے لگا
کہا ذلت ہمکو گوارا نہین
لڑائی کا سامان ہو جمع سب
غرور اور طمع اور فضول کلام
لڑائی مین شیطان کے ساتھ ہو
نکلکے شیطان وزیر عدو
ریا کو کہا کر عمل تو تلف
رہے روح کے حبث حُسن عمل
خرد پر پہر اک سُو سے برساوین سنگ

آگاہی پانی وزیر عقل کی اس واقعہ سے اور بھیجنا امیر سخاوت کو مقابلہ مین بخل کے اور نصیحت اولیا کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے

اور خوف و رجا خدا کو عجب کے اور فتح ہونی اُنکی

کہ پھر مفسدون نے اُٹھایا ہی سر
غرض پہونچ کر اُسنے باا ہتمام
یہی چار سردار والا جناب
سخاوت سے ہو تو حبیب خدا
حسد سنگھ پر اُسکو قائم کیا
ریا سنگھ مردود کے قتل کو
کرے صدق و اخلاص درجہ بلند
اگر قہر حق سے تو ڈرتا رہے
تو پھر کیون ہو اپنی بڑائی تجھے
خدا کی عنایت ہی تجھپر میان
عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو
نہ کر کار حق کو قیاس آپ پر
چلے دونون جانب سے تیر و تفنگ
شجاعانِ دین جب ہوے جنگجو
لگا بہنے ہر طرف دریاے خون
غرض غالب آیا وزیر خرد
گئے بھاگ یک لخت عجب و ریا
کیا جبکہ مردانِ دین نے ہجوم
دیا کفر بدعت کو جڑ سے اُکھاڑ
جو دیکھا یہ شیطان ملعون نے حال

جمع ہوکے سب دشمنانِ دغل
کیا جمع لشکر کو اپنے تمام
امیر سخا کو کہا اے جوان
اور ہو بخل سے رنج مین مبتلا
نصیحت ہے مردون کی ہو فتحیاب
جو ان صدق و اخلاص تیار ہو
کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ
تو پھر عجز کا کار کرتا رہے
سمجھ لے کہ حق سے ہین یہ کام سب
جو دی نیک توفیق تجھکو یہان
خدا نے دی توفیق طاعت تجھے
خدا کی طرف سے ہی سب خیر و شر
شجاعت کو اپنی دکھانے لگے
پڑی نفس کی فوج مین ہاے ہو
یہانتک تو لڑ لڑ کے کشتہ ہوے
ہوے دونون مغلوب بغض و حسد
کیا زور جب لشکر پاک نے
گیا بھاگ سب لشکرِ نفسِ شوم
شکست ایسی دشمن نے پائی تمام
لگا اُسکی چھاتی پہ تیر ملال

وزیرِ خرد نے سُنی یہ خبر
لگے ڈالنے ملک جان مین خلل
امیرون سے اپنے کیے انتخاب
بخل سنگھ کی لے خبر اس زمان
نصیحت کہ ہو خصلت اولیا
اور ہو خان وہان سب حسد سے برا
ریا سے ہو تو خوار اور مستمند
کرے جا کے خوف و رجا کے الم
اگر ہوئے خوف خدا کی تجھے
جو طاعت کرے تو تو ہی لطف رب
تو کیون عجب پر پھیر مرتا ہی تو
ہی لازم یہ شکر عبادت تجھے
غرض آکے چارون ہوئے گرم جنگ
ندی نالے خون کے بہنے لگے
ہوئی گرمی جنگ یہ کیا کہون
کہ ہر جا پہ کشتو کے پشتے ہوے
جو اِک لشکر دین نے حملہ کیا
لگی کفر کی فوج سب بھاگنے
لڑے ایسے میدان مین پانون گاڑ
نہ لیگا کبھی پھر لڑائی کا نام
چھپائی کو اُسنے بہت یہ خبر

وے شہرہ اسکا ہو اور بد

خبر ہوئی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہراول طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا اور فضول کام کو واسطے لڑائی وزیر عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا
تو لشکر کے حسرت سے سر کو دھنا
کہا لاؤ دستور بے نور کو
کیا ہاؤ دون تیز اخوب اس زور کو
غضب سے کہا نفس نے ای خود پرست
کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست
کیا کار کیا تو نے ای روسیاہ
کیا فوج ساری کو آخر تباہ
نہ تجھ سے ہوا کام کوئی درست
ہمیشہ رہی تیری تدبیر سست
اگر ہو یہی سستی ای سست رائے
میں جا کر پڑوں روح کے زیر پائے
تجھے چھوڑ اسکی اطاعت کروں
میں اب حکم میں اسکے ہر دم رہوں
شہ روح ہے شاہ والا جناب
کہ جسکی اطاعت سے ہو فتحیاب
یہ سن بولا شیطان وزیر لعین
میں لڑنے سے ای شاہ عاجز نہیں
مرے پاس حاضر ہیں سردار اور
بہت انکو آتے ہیں لڑنے کے طور
شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں
مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں
نہ کھا غم نہ ہو جا کے تم اسکا مطیع
کروں لا کے اسکو ہی تیرا مطیع
شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے
اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے
کروں لشکر عقل و روح کو تمام
ترے آگے لاؤں پکڑ انکو عام
زمین چوم کر الغرض عرض کی
عدو پر مجھے حکم ہو اس گھڑی
کہ لڑ کر کے ای نفس والا حسب
میں دوں عقل اور روح کو جا ادب
غرض پھر آیا میدان جنگ
کرے تا خر در وح پہ عرصہ تنگ
ہراول طمع کو بلا کر کہا
سواروں کو اپنے تو لے جلد جا
کہ کر سارے لشکر کے آگے جدال
طمع کا غبار انکی آنکھوں میں ڈال
طمع کرتی ہے عقل مندوں کو کور
طمع سے پڑیں جال میں مرغ و مور
کیا پیچھے قائم غرور لعین
کہ دشمن ادھر سے نہ آجا کہیں
طرف داہنے ہو لشکر حب جاہ
اور ہو حب دنیا کے بائیں سپاہ
فضول کلام اب مدد کو رہے
جدھر چاہیے جا ادھر دوڑ کے
جدھر دیکھے لشکر کی ہوئی شکست
ادھر جلد جاوے وہیں کر کے جست
غرض اسطرح سے کیا بندوبست
شہ روح کو تا کہ دیوے شکست

بھیجنا وزیر عقل کا امیر توکل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زہد و تقوی کو حب دنیا کے

اور علم فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

وزیر خرد سن کے یہ بے ہراس
عدو نے سپہدار بھیجے ہین سب
کہ جو جو تھے اسکے چھٹے پہلوان
کہو جلد تراب ہے تاخیر کیا
کرو لشکر خاص سے چھانٹ آپ
شجاعت کے احکام مین فرد ہون
کرو مستعد جنگ کو بیدلیل
امیرون سے اپنے تو کر انتخاب
امیر توکل سپہدار کو
کرے دفع پیچھے سے فوج غرور
طرف دہنے جاوے امیر کبیر
کرے جاہ و عزت کو دم مین تمام
امیر خموشی کو قائم کرو
کرے جاکے خاموشی اسکو غلام
ہوا آکے میدان مین پھر ازدحام
امنگ اپنے دل کی مٹانے لگے
لڑائی تھی مردون کو سیر چمن
قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ
گئی بھاگ کو بچ عدو اس زمان

گیا مصلحت کو شہ روح پاس
شہ نفس نے فوج سے چھانٹ کر
وہ آئے ہین لیکر کے فوج گران
بجا لاکے آداب بولا وزیر
شجاع اور دلیر اور اہل حرب
نکال اپنے لشکر سے تم پہلوان
نہو دفع کر نہین دشمن کے ڈھیل
کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو
طمع کے مقابل مین آگے کرو
طرف بائین جا زہد و تقوی کی فوج
کرے جاکے جو حب جاہ کو اسیر
فضول کلام اسطرف ہے اگر
سخن بیہودہ کو کرے قتل جو
شجاعت کی جا کہے سب داد دین
لڑائی کی ہوتے لگی دھوم دھام
لگے کرنے مردان جان کو نثار
گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن
ہوا حملہ جب لشکر دین کا
لبونیر ہوئی اسکے دشمن کی جان

کہ جنگ عظیم آیا ہے پیش اب
لڑائی کو بھیجے ہین سب نامور
کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا
یہ ہے عرض اے شاہ روشن ضمیر
علیحدہ کروانمین جو مرد ہون
مقابل کرو ایک کے اک جوان
کہا شاہ نے ہے یہ رائے صواب
ہراول کو جو سخت مضبوط ہو
امیر خضوع کو ہو حکم حضور
کہ تا دے شتاب دنیا کی کھوج
کہ ہے یعنے علم فنا جسکا نام
ہے تدبیر اسکی یہ اسوقت پر
ملے جسجگہ پر فضول کلام
عدو کو پکڑ کرکے کشتہ کرین
جوانان شجاعت دکھانے لگے
سمجھتے تھے زخمونکو باغ و بہار
نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ
گیا یا یون اٹھ فوج برکین کا
بھیجنا نفس کا آخرکار

بخشتی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور فتح

پامالی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا

شہ نفس یہ دیکھکر ڈر گیا
سپر تیغ و زر مال بے انتہا
ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کر
کر فوج خرد کو کرے تا کہ زیر
ہوا واقع جسوقت دونوں مین جنگ
تکبر کو لایا تواضع پکڑ
کہا لشکر اسلام یکبارگی
کرین جیسا چاہین پھر ہم انتظام
کیا حملہ ہر طرف سے آن کر
تبر خنجر و نیزہ وہم سنان
ہوے قتل سردار لشکر فرار
سیہ بخت بدکار غدار کو
شہ روح کے لاکے آگے کیا
کرو قتل یا قید مین دیجیے
بدی کی بنا کر کے صورت بھلی
چلا جا طریق شریعت پہ تو

وہ مرنے سے پہلے گویا مر گیا
کہا اب تو امداد کرنی ضرور
مرے حکم کی اب اطاعت تو کر
ادھر لشکر روح سے با سپاہ
تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ
خرد نے جو دیکھا کہ کار عدو
کرے حملہ جس سے ہو آوارگی
غرض کر کے ہر طرف سے ازدحام
برسنے لگے انپہ تیر و تبر
برسنے لگا مینھ سا چارونطرف
عزازیل بھی بھاگا ہو بیقرار
گلے پانوئین طوق و زنجیر ڈال
کری عرض حاضر ہے یہ بیحیا
برائی کا بدلہ برائی ہے یار
دکھاوے اگرچہ یہ نفس دنی
ہے مکر شیاطین نہ آوے بکار

بلا بخشی کبر کو پھر دیا
تو خود جا کر لشکر مین آیا فتور
تکبر اٹھا جیسے غرندہ شیر
اسیر تواضع ہوا جنگ خواہ
کمند ایک گردن مین ڈال اور جکڑ
ہی مغلوب غالب ہے فوج نکو
کرتا ہوے آوارہ دشمن تمام
مٹانے لگے نفس و شیطان کا نام
چھری گرز و شمشیر و تیر و کمان
عدو کا لگا ہونے لشکر تلف
پکڑ لائے نفس تبہ کار کو
بنا کر کے اسکا بہت زشت حال
یہ حاضر ہے جو چاہیے کیجیے
نہ کر ظاہر اور باطن اک تو شمار
نہ کر تو خیال انپہ اے نیک خو
ہو تو حشر مین آخرش خوار فنا

حکم کرنا سلطان روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھڑانا وزیر عقل کا نفس کو قتل سے اور زندان مین رکھنا اُس کو

غرض آیا جب نفس پکڑا ہوا
شہ روح کے پاس جکڑا ہوا
شہ روح جا کر کے پیش خدا
لگا سجدہ شکر کرنے ادا

خدا کی طرف سے یہ سامان ہوا
ہے شکر خداوی فتح ہم کو عام
ہوا شرع کے حکم کا خوب زور
شہ روح کے یان ہوا انکا نام
کہ حاضر ہو جلاد تقوی شتاب
فساد اور فتنہ کا ہیگا نشان
تو پھر دفع کرنا ہو اسکا محال
کیا عرض اے شاہ والا حسب
نہین مارنا اسکا اب خوب ہے
مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو
رکھو اپنی خدمت مین اسکو صدا
نہین مارنا اسکو بہتر کبھی
جو مارے اسے تیرا نقصان ہے
تو پھر پشت پر اسکے ہو وے سوار
ریاضت کی زنجیر پانو مین کر
ہمیشہ رہے قید مین یہ شقی
کہا عقل نے نفس سے اے عمو
گنہ کرکے کیون دور عقل سے ہوا
تو کر ساتھ ہو کر کے اب شاہ کی
چھوڑاؤن تجھے قید سے مین ابھی
شہ روح دے مجھکو تکلیف سخت

کہ یہ دشمن بد پشیمان ہوا
وزیر خرد نفس کو زیر کر
گیا کفر اور فسق کا شر و شور
غرض نفس کو جبکہ آگے کیا
کرے قتل اس بد کو با صد عذاب
رہا زندہ گر یہ تو پھر وقت یا
ہے بہتر کہ دو مار کریان سے ڈال
ہے قرآن مین فرمایا جا بجا
نہ قتل اسکا البتہ اسلوب ہے
ہو زنجیر شرعی مین یہ پابند
سفر کیلیے اپنا خادم بنا
مگر گھاس اور دانہ کم اسکو دے
وہ کر حکم مین تیرے جس سے رہے
غرض اسکی تقصیر کرکے معاف
گلے عجز کا طوق ڈالو مگر
لگا کہنے زندان مین با ورد سوز
پھر ایا ہے کیون تو نے جنت سے رخ
برا اب توبہ کر اور ہوشے کے سات
عبادات و طاعات اللہ کی
وگرنہ ہمیشہ رہے گا تو قید
ہمیشہ رہے تیرا گرشتہ بخت

ہوا قید نفس اور لشکر تمام
ہوا ملک مین تن کے فرخندہ فر
وزیر خرد کرکے گردون کا کام
تو یہ شاہ نے حکم اسکو دیا
وجود ایسے مفسد کا اندر جہان
کریگا فساد اور فتنہ بپا
وزیر خرد نے بجا کر ادب
خدا عفو کے حکم کو بر ملا
کرو اب معاف اسکی تقصیر کو
رہے حکم کے طوق مین روز چند
جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی
اتا حکم مین تیرے ہر دم رہے
کرے پہلے اسیر عطا شہریار
دیا حکم رہنے کا زندان مین صاف
زہد جنگ اور بندگی بیگ کی
ہوا اسمین یہ اتفاق ایک روز
ترے حق مین تو وعدۂ وصل تھا
کہ تیری ہے اسمین سراسر نجات
رہ حق مین ہو چست تو اے غبی
نہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید
یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر

ہوا قید مین روح کے ناگزیر
ہون روز ازل سے مین شہ کا غلام
مرے کام سیدھے کو الٹا کیا
اسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہون مین
ولیکن کرون تجھ کو اپنا شفیع
مجھے ملک سے شاہ کے با فراغ
رہون شہ کی خدمت مین مثل غلام
کہ روح طبیعی کا ہے وہ مکان
تو کچھ کام میرا انکلتا رہے
اطاعت کرون اور رہون اس جگہ
سخن کو نہین تیرے ہرگز فروغ
کہا نفس نے اے وزیر خرد
جو ہو حکم مجھکو خبر دیجیے
لگا کہنے یون شاہ روشن ضمیر
اسیری اسے دے ہو پھر اب بھلا
ہے بہتر رکھیں بس سدا قید ہم
سفر اور حضر مین رہے پھر غلام
وہ ملکوت و جبروت و لاہوت مین
تو ناچار یاد حق کی کرنے لگا
غرض قیدیون کی طرح سے سدا
طرف دوسرے اپنی کرتا نگاہ

تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا
رہا شاہ کا لطف مجھپر مدام
جو نیکی کا مین نے ارادہ کیا
مخالف ہون گرشہ کا کافر ہون مین
کہ سلطان دے مجھکو کچھ ملک اب
ملے قلعہ ہے نام جسکا دماغ
اگر یہ شہنشہ رکھے قبول
نہ مجھے حکم رہنے کا ہووے وہان
نہ مجھے شاہ ان دو سے دے اک مقام
یہ پیغام جا کر مرا شہ سے کہہ
مقید ہے تیسر بھی اندر دماغ
نہ تجھے اس سے کیا جو کرے رد و کد
وزیر خرد نے کیا عرض جا
کدھر ہے تری عقل اب اے وزیر
کہ تا ملک مین جا شرارت کرے
اسے پانی اور دانہ دیں شب و یوم
مددگار ہو میرا طاعت کے وقت
ہے میری خدمت مین بالراس و عین
لگا کرنے طاعات صوم و صلوٰۃ
وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا
کبھی داؤ لگتا تھا اسکا اگر

وزیر خرد سے کہا اے خوش ادا
عزازیل نے مجھکو رکھو دیا
وہین اسنے آ مجھکو گمرہ کیا
ہوا اب تو سلطان کا مین مطیع
کہ اس صوبہ مین مین رہون با طرب
جو ہووے عنایت تو پھر مین مدام
تو ملک جگر مین کرون مین نزول
جو روح طبیعی ہو تابع مرے
کرون جا کے وان اپنا مین انتظام
کہا عقل نے نابکار دروغ
رکھے بادشاہی کی تو اے کلاغ
بھلا شاہ سے عرض تو کیجیے
یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا
کیا سو مصیبت سے قید اسکو لا
پکڑ کر قلعہ پھر بغاوت کرے
ضرورت کے وقت اس سے لین جو کام
جدھر چاہون دوڑاؤن اسکو سخت
نہ یہ مکر بھی نفس کا ہے چلا
قبولا بدل راہ حج و زکوٰۃ
ولے وقت بے وقت پاکر کے راہ
تو کرتا شرارت کچھ اسوقت پر

اسیواسطے ہی نبیؐ نے کہا
کہ ہیگا جہاد اکبر اس سے مراد
یہانسے نبیؐ نے رجعنا کہا
بیان کی ہی کر غور اے نیکنام
کہا مین جو کچھ کر عمل اسپہ تو
نہان راز کو اب عیان کردیا
سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ
تو رہ تو بھی اسکی خرابات مین
رئیسان لشکر کی تو رکھ خبر
وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہو یا
تو ہشیار ہر لحظہ رہنا ضرور
نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت پڑی
جو ان دو سے تجھکو نہین کچھ خبر
ہو دشمن کے اوپر تجھے فتح کب
حساب اس سے ہر آن لیتے رہو
ہر نفس پہ کرتے ہر دم جہاد
کسی کو جو ہو پیش دشمن سے جنگ
تو مشغول ہر اسکی ہی بات مین
تو غافل ہے پھر کسلیے ای عزیز
تجھے اس جہانسے گذرنیکے وقت
تجھے جانا چار مرنا ضرور

کہ ہی نفس دشمن تمہارا بڑا
جو مومن کرین کافرین پر جہاد
بیان کردیا اُسکا مین مدعا
کری عمر تفصیل مین صرف مین
کہ تا روز محشر مین ہو سرخ رو
کیا کر تو اسپر ہمیشہ عمل
نہ سو خواب غفلت مین بیدار رہ
کھڑا ہی عدو جنگ کے واسطے
کہ تا پاوے دشمن کے اوپر ظفر
نہین اپنے دشمن کی تجھکو خبر
محاسب ہو اس نفس کا بے قصور
امیرون سے تو نفس اور روح کے
تو اس جنگ مین تو ہی عاجز بقر
یہ بس نفس ہو روح پہ فتحیاب
بدی پر سزا اسکی دیتے رہو
تو کر یاد مین حق کی ہر سانس صرف
رکھے مستعد فوج کو بیدرنگ
جو بھرا ہے اے یار مرنا تجھے
نہین تجھکو اس بات کی کچھ تمیز
سوا حسرت افسوس کے ای میان
سفر کے لیے توشہ کرنا ضرور

کرو نفس کے ساتھ اپنے جہاد
کہین اسکو شرع مین اصغر جہاد
مین تفصیل اور شرح اس کی تمام
نبیؐ نے کہا اُسکو اک حرف مین
یہ جو مین نے تجھسے بیان کردیا
چلا جاوے جنت مین تا بے خلل
رہے تیرا دشمن تری گھات مین
تو رکھ اپنے لشکر کو آراستے
کہ جو شاہ لڑنے مین کامل ہو یار
کہ ہی مستعدہ ترے قتل پر
لیا نفس سے کر حساب ہر گھڑی
خبردار دونونکے رہ حال سے
جو غفلت مین تیری گئی عمر سب
ڈر اس خواب غفلت سے ای جان ترسیلہ
کرو ہر گھڑی حق تعالی کو یاد
مٹا دل سے تو خواب غفلت کا حرف
رہے موت ہر دم تری گھات مین
اس عالم سے آخر گذرنا تجھے
یہ سب ہوگا معلوم مرنیکے وقت
نہ آویگا کچھ کام اسوقت وان
اسیواسطے ہے نبیؐ نے کہا

لہ حدیث شریف مین رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر [illegible] ۱۲

جہاد اپنے تو نفس سے کر سدا
مخالف ہو جو یار کی راہ مین
اور اسکے تمامی مدد گار کو
بس اک نکتہ پر ختم کی مین کلام
کبھی گرد دنیا پہ مائل نہ ہو
الٰہی بحق نبی پاک ذات
دعا مانگ حق سے بصد التجا
لیا گھیر اب فوج اغیار نے
کرے قتل جو فوج اغیار کو
الٰہی مین عاجز ترا بندہ ہون
کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام
ترا مہر وحدت ہے سب پر طلوع
الٰہی الٰہی برائے آلہ
مجھے پاک کر دے سب بخشدے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل
سوا تیرے فضل و کرم کے آلہ
شراب محبت کا دے مجھکو جام
انسی درد سے مجھکو آرام دے
کرے عشق آ مجھ مین جوش و خروش
کہ گرمی سے اسکی نہ پاؤن قرار

رہے ہر یہ دشمن تری گھات مین
اُسے ڈالدے قہر کی چاہ مین
لڑائی مین رہ اسکی ذلت شکست
بقول محمد علیہ السلام
ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف
مجھے بھی ہو اس نفس بد سے نجات
الٰہی الٰہی الٰہی آلہ
لعین نفس و شیطان مکار نے
مرا ملک جان خالی ہو غیر سے
ملاقات کا تیری جویندہ ہون
ترا حسن اک شہرہ آفاق ہے
شراب محبت کا پیتا ہے جام
سوا تیرے مبتلا ہوا کون ہے
طرف اپنے کوچہ کے دے مجھکو راہ
خصوصاً گنہ مجھ گنہگار کے
رہا خواب غفلت مین مین بی خلل
کرم سے مرے کام آسان کر
تو راضی ہو جس مین وہ لے مجھ سے کام
مرا دل غم عشق سے ریش کر
کہ دل سے قرار اور جا سے ہوش
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع

تو غافل ہے کیون اس سے دن رات مین
تو کر قتل نفس تبہ کار کو
نہ غافل ہو اک دم نہ اک آن سست
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو
کر اس خار سے ملک کو تن کی صاف
اٹھا کر اب امداد دست دعا
مری نفس و شیطان نے ماری ہے راہ
ذرہ لشکر عشق کو حکم ہو
ہو آباد جانان کی نیت سے
ترے در سے ہے سب کو عجز و نیاز
ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
نہ کیونکر ہون ہم تیری جانب رجوع
عیان اول آخر نہان کون ہے
الٰہی گنہ سب اب بخشدے
فقیر اور حقیر اور تبہ کار ہے
نہین نیک عمل کچھ مرے پاس آہ
نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
مے عشق سے اپنے اک جام دے
یہ درد والم بیش سے بیش کر
رہے دل مین یون آتش عشق یار
کرے مہر و تیرا اسمین طلوع

ہو روشن ترے نور سے شمعِ جان
رہے مجھکو اپنی نہ اصلا خبر
الٰہی دعا میری ہووے قبول
بحقِ عمرؓ شاہِ دا لایقین
پڑھو ان سب پر امداد تو صبح شام
بس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام
بچے نفس و شیطان سے وہ بخلل
غرض جب ہوا یہ رسالہ تمام
کسی مردِ حق نے بصد پر ضیا
سن و سال ہجری خیر الانامؐ

کہ دیکھوں ترا تا جمال ہر زمان
مین دیکھوں نظر کو اٹھا کر جدھر
بحقِ نبیؐ اور آل رسولؐ
بحقِ علیؓ اور عثمانؓ پاک
ہزاروں درود اور ہزاروں سلام
پڑھو اسکو ای دوستو صبح و شام
مرے بھی لیے بھیجو اب دعا
جہاد اکبر اسکا رکھا مین نے نام
کیا مین نے ہندی ملا کر کچھ اور
تھے بارہ سو اڑسٹھ ۱۲۶۸ ہوا جب تمام
الٰہی تو کر رحم شام و سحر

مجھے اپنی صورت مین یون محو کر
سوا تیرے آوے نہ کوئی نظر
بحقِ ابو بکرؓ صدیقِ دین
رہے محو تجھ مین مری جان پاک

خاتمۃ الرسالۃ

پڑھے اور کرے جو کہ اسپر عمل
کہ ہون نفس و شیطان کے شر مین پھنسا
یہ مضمون تھا فارسی مین لکھا
کہ تا خاص اور عام سمجھین بفور
مؤلف و کاتب و خوانندہ پر

تمت بالخیر

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب عجیب و غریب مسمیٰ بہ جہاد اکبر از تصنیفات لطیف
مقبول بارگاہ الہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسب الحکم عالیجناب حاجی
محمد سعید صاحب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۸۵) باہتمام احقر العبید
محمد شفیع عفی عنہ در مطبع مجیدی واقع کانپور
بماہ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء
حلیہ طبع در بر کشید
فقط

نالۂ امدادِ غریب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رُباعی

ای ذاتِ تو با رحمت و الطاف قریب — وی رحمت و لطفت بمناجات مجیب
اکنون بطفیلِ احمدؐ و یارانش — مقبول شود نالۂ امداد غریب

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا — عجب نقشِ قدرت نمودار تیرا
جہاں لطفِ گل ہے وہین خارِ غم ہے — ہے گل خار مین گل مین ہے خار تیرا
عجب رنگ بیرنگ ہر رنگ مین ہے — یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا
خوشی غم مین رکھی ہے اور غم خوشی مین — عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے — ہے پردے مین روشن سب انوار تیرا
یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب — ترے نور کو سمجھین اغیار تیرا
بہر رنگ ہر شے مین ہر جا یہ دیکھو — چمکتا ہے جلوہ قمر وار تیرا
نہین وہ جگہ اور نہین وہ مکان ہے — کہ جس جا نہین ذکر و اذکار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے مین تو ہے — تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا

تو اوّل نہین ابتدا تیری یارب
تو آخر نہین انتہا کار تیرا

تو اوّل تو آخر تو ظاہر تو باطن
تو ہی تو ہی ہے یا کہ آثار تیرا

نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہون
تجھے دیکھتا ہون نہ اغیار تیرا

نہین دیکھتا کچھ وے دیکھتا ہون
ہر اک جا پہ نقشہ طرحدار تیرا

مطلع

الٰہی مین ہون بس خطاوار تیرا
مجھے بخش ہے نام غفار تیرا

عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا

الٰہی بتا چھوڑ سرکار تیری
کہان جاوے یہ بندہ ناچار تیرا

نگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری
اگرچہ ہون بندہ بہت خوار تیرا

دوا بے رضا کیا کرون مین الٰہی
کہ دارو بھی تیری اور آزار تیرا

مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہون
تو شافی ہے میرا مین بیمار تیرا

مین ہون چیز تیری جو چاہے سو کر تو
تو مختار میرا مین ناچار تیرا

الٰہی مین سب چھوڑ گھر بار اپنا
لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا

سوا تیرے کوئی نہین میرا یارب
تو مولا ہے مین عبد بیکار تیرا

کہان جاوے جسکا نہ ہو کوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈھے جو ہو طلبگار تیرا

کیا اپنے در سے اگر دور مجھکو
کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا

نہ پوچھے سوا نیک کارون کے گر تو
کہان جا بتا بندہ ناچار تیرا

گناہون نے ہر طرف سے مجکو گھیرا
سنا جب کہ ہے نام غفار تیرا

رہیگا نہ کچھ نقد عصیان سے میرا
لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا

دلیر ہم گناہون پہ کیونکر نہ ہووین
کہ ہے نام غفار و ستار تیرا

سدا خوابِ غفلت مین سوتا رہا مین — نہ اک دم ہوا آہ بیدار تیرا
چلا نفس و شیطان کے احکام پر مین — نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا
بُرے کام مین عمر افسوس کھوئی — کیا مین نہ اچھا کوئی کار تیرا
نہ رسوا ہون جیسا یہان حشر کو بھی — نہ ہون جب کہ ہو عام دربار تیرا
مرین مشکلین ہوئین آسان اکدم — جو ہووے کرم مجھپہ اکبار تیرا
خبر لیجو میری تو اُس دم الٰہی — کھُلے جب کہ بخشش کا اخبار تیرا
ہون ظلماتِ عصیان سے حسنات روشن — جو ہو ابرِ رحمت نمودار تیرا
کہان میرے عصیان کہان تیری رحمت — کہان خس کہان بحرِ زخّار تیرا
لگین کرنے کافر بھی اُمیدِ بخشش — لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہین یارب — مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا
نہ ڈر دشمنون سے رہا مجکو جب سے — کہا تو نے مین ہون مددگار تیرا
تمنا ہے اس بات کی مجکو ہر دم — کہ دل سے زبان پر ہو اذکار تیرا
ترا نام شیرین حلاوت ہو دل کی — ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری — بتصدیقِ دل لب پہ اقرار تیرا
نہ کوئی ہے میرا نہ مین ہون کسی کا — تو میرا مین عاجز دل افگار تیرا
تو میرا مین تیرا مین تیرا تو میرا — ترا فعل میرا مرا کار تیرا
نہین مین تو ہی ہے تو ہی ہو نہین مین — تو ہے نور میرا مین آثار تیرا
مین ہون عبد تیرا تو معبود میرا — تو مسجود مین ساجدِ زار تیرا
الٰہی بچا قہر سے اپنے مجکو — کہ ہے عفو و بخشش کرم کار تیرا

بدون کو کرے نیک نیکون کو بدتو
یہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا

نہین کافرونکو جو توفیق ایمان
کہ ہے نام قہار وجبار تیرا

حکومت ہوئی اسکو حاصل جہان کی
ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا

فنا ہوگیا جو تری دوستی مین
تو ہے یار اُس کا وہ ہے یار تیرا

دو عالم خریدار ہو اسکا بیشک
جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا

کھلین اُسکی آنکھین کرین بند جس نے
ہوئی
عیان ہو نہان اُسپہ اسرار تیرا

رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا
الٰہی ہوا جو کہ ہشیار تیرا

الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا
رہون مین سدا مست ومیخوار تیرا

تو کر بے خبر ساری خبرون سے مجکو
الٰہی رہون اک خبردار تیرا

مین ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤن
جو ہووے محبت کا آزار تیرا

بنا اپنا قیدی کر آزاد مجکو
ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا

جو سویا سو جاگا جو جاگا سو سویا
سلا مجکو تا ہو نہین بیدار تیرا

بھکاری ترا جاے محروم کیونکر
کہ نعمت خوان بخشش ہے تیار تیرا

ترا خوان انعام ہے عام سب پر
ہے شاہ وگدا ہر نمک خوار تیرا

بھکاری کرورون ترے ہون نہ کیونکر
نہین کرنا معمول انکار تیرا

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے
مین تجھ سے ہون یارب طلبگار تیرا

نہین اس سے زیادہ کوئی مجکو خواہش
ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا

نہین دونون عالم سے کچھ مجکو مطلب
تو مطلوب مین ہون طلبگار تیرا

ہے جنت کی نعمت تو سب سیری خاطر
میسر ہو اسے کاش دیدار تیرا

مرے دل مین ٹک جلوہ فرما الٰہی — کہ تجھ بن ہے ویران یہ اب دار تیرا
نہین وصل افسوس قسمت مین میری — مین سایہ نمط گرچہ ہون جار تیرا
تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے — ولے آہ ملنا ہے دشوار تیرا
ہون با وصف اِس قرب کے دور ایسا — ستاتا ہے یہ ہجر خونخوار تیرا
یہ قُرب و معیت ہے پھر بُعد ایسا — نہین کھُلتا یارب یہ اسرار تیرا
حجابِ خودی میرا یارب اُٹھادے — کہ تا دیکھون بے پردہ دیدار تیرا
ذرا آپ اپنے مین امداد آ تو — کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا
تو کر صیقل آئینۂ دل نام حق سے — کہ تا جلوہ گر اس مین ہو یار تیرا
زبان سے طرف دل کی مشغول ہو تو — وہین جلوہ فرما ہے دلدار تیرا
اُٹھا غم رکھ اُمید امداد حق سے — تجھے غم ہے کیا رب ہے غمخوار تیرا
نہ ڈر فوج عصیان سے گرچہ بہت ہے — کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا
اُسی کی تو خاطر مین رہ دل سے ہر دم — تو جا کر ہے اُسکا وہ سردار تیرا
تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی — کہ تا جاوے ہر غم ہر آزار تیرا
الٰہی قبول ہو مناجات میری — کہ رد کرنا ہرگز نہین کار تیرا

خمسہ بر مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر کیا کوئی کرے وحدت مین تیری قال و قیل — عقل بحث و علت و معلول ہین زار و علیل
انت کافی فی مہمات وفی رزق کفیل — جد بلطفک یا الٰہی من لہ زاد قلیل
مفلس بالصدق یاتی عند بابک یا جلیل

دوسرا ایسا نہین کوئی سیہ کار و اثیم	ہو وفور جرم عصیان سے سزاوار جحیم
وہ سراپا عاصی و خاطی تو غفار و رحیم	ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم

انہ شخص غریب مذنب عبد ذلیل

حیف پیری و جوانی سب ہوئے مصروف لہو	روز و شب وقف جہالت ہی ہا غفلت مین محو
یا الہ العالمین وے مستی عصیان سے سہو	منہ عصیان و نسیان و سہو بعد سہو

منک احسان و فضل بعد اعطاء جزیل

خواب و خور ہی مین کٹی اک عمر مثل دام و دد	ہین عمل سارے نکوہیدہ سبھی افعال بد
دیکھکر انبار عصیان و جرائم بے عدد	قال یاربی ذنوبی مثل رمل لا تعد

فاعف عنی کل ذنب واصفح الصفح الجمیل

ہین سب افعال فرمیز زندگی کا ماحصل	یاد مین تیرے نہ گذری ایک ساعت ایک پل
کیا کرون اب کچھ نہین بنتی کہ سر پر ہی اجل	کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل

سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل

غم الم اندوہ و حسرت یاس دوری بیکسی	ناتوانی اضطرابی بیقراری بے کلی
ہین مرض سینہ مین اتنے دلپہ کاوش ہو رہی	عافنی من کل داء و اقض عنی حاجتی

ان لی قلبا سقیما انت شافی للعلیل

خود بخود ہو جائینگے یہ درد سارے دل سے دور	جتنے مقصد ہین بر آئینگے الٰہی بالضرور
یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بیجا ہے قصور	انت شافی انت کافی فی مہمات الامور

انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل

ہون مین چکر مین نہین ملتی صراط مستقیم	کر دیا آز و نیاز و مرض نے زار و سقیم

جس طرح خاصوں پہ ہے مجھ پر بھی کر لطف عمیم
رب ہب لی کنز فضلک انت وہاب کریم

اعطنی مانی ضمیری دلنی خیر الدلیل

(دکھلا)

صورت شبنم ہوں گریاں روز و شب صبح و مسا
غنچۂ خاطر برنگ گل نہ اک دم بھی ہنسا

جیتے جی ہر وقت خوف آتش دوزخ رہا
قل لنار ابردی یارب فی حقی کما

قلت قلنا نار کونی انت فی حق الخلیل

عمر بھر کرتا رہا فرمان حق سے انحراف
وہ ہوا مجھ سے جو شان عبدیت کے تھا خلاف

جرم و عصیان و خطا یک لخت سب کر دے معاف
ہب لنا ملکا کبیرا انجنا مما نخاف

ربنا اذ انت قاضی والمنادی جبرئیل

ہوش میں آ اے غریب سر خوش جام صبوح
گر عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعال قبوح

کیا بھروسا زندگی کا ہے مسافر تن میں روح
این موسیٰ این عیسیٰ این یحییٰ این نوح

انت یا صدیق عاصی تب الی المولی الجلیل

غزل در شوق زیارت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

سبز و شاداب گلستان تمنا ہووے
کاش مسکن مرا صحراے مدینہ ہووے

ہند میں گرم تپش یوں دل مضطر ہے مدام
دام میں جیسے کوئی مرغ تڑپتا ہووے

مجکو بھی روضۂ اقدس کی زیارت ہو نصیب
زہے قسمت جو سفر سوے مدینہ ہووے

جب کہیں قافلہ والے کہ مدینہ کو چلو
شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے

ننگے پانوں وہیں ہو جاؤں میں اٹھ کر ہمراہ
تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے

یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا
جیسے جنگل میں بگولا کوئی اڑتا ہووے

گرم جولان روشِ برق ہون شادان خندان
یا نو نیزہ پا تون مرا شوق مین پڑتا ہووے

کلکٹے تلوونمین چھبین برگِ گلِ تر سمجھون
خاک جو اُڑکے پڑے آنکھونمین سُرمہ ہووے

ایسی صورت سے درِ شاہ عرب پر پہونچون
حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے

گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر
ایک تہ بند پھٹا سا کوئی کرتا ہووے

خار پاؤنمین چھبین بال ہون سر کے بکھرے
فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے

باندھ کر ہاتھ کرون عرض بصد عجز و نیاز
خدمتِ شاہ مین جیسے کوئی بردہ ہووے

یہ غلام آپ کا حاضر ہو قدمبوسی کو
وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے

میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور
خود درِ حجرۂ والا سے نبیؐ وا ہووے

دور کر سر قدمِ پاک پہ رکھدون اپنا
دھیان کس کو ادب بے ادبی کا ہووے

کبھی چومون کبھی آنکھون سے لگاؤن وہ قدم
خاکِ پا آپ کی ان آنکھونکا سُرمہ ہووے

گوہرِ اشک نثارِ قدمِ پاک کرون
جز تہیدستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے

اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھون
جلوۂ طور بھی آنکھونمین تماشا ہووے

سُنکے اس شوق کو کہتے ہین ملائک بھی غریب
فضلِ حق سے تری حاصل یہ تمنّا ہووے

مناجات

اے رسولِ کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے

آپ کی اُلفت مین میرا یا نبیؐ
حال یہ ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل مین پھنسا ہون آج کل
اے مرے مشکلکشا فریاد ہے

دردِ ہجران سے ہے لب پر جان مری
بس
اب تو کچھ کیجے دوا فریاد ہے

چہرۂ تابان کو دکھلا دو مجھے
تم سے اے نورِ خدا فریاد ہے

گردن وپا سے مرے زنجیر و طوق
یا نبیؐ کیجے جدا فریاد ہے

قیدِ غم سے اب چھڑا دیجے مجھے
یا شہِ ہر دو سرا فریاد ہے

یا نبی الحمد کو در پر تو بلا
اس لیے صبح و مسا فریاد ہے

مناجات دیگر

آپ کی فرقت نے مارا یا نبیؐ
دل ہوا غم سے دو پارا یا نبیؐ

طالبِ دیدار ہون دکھلائیے
روے نورانی خدارا یا نبیؐ

حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو
کون ہے ہمسر تمھارا یا نبیؐ

دردِ ہجران کے سبب مجھ سے کیا
صبر و طاقت نے کنارا یا نبیؐ

باغ جنت سے زیادہ ہے عزیز
مجکو وہ کوچہ تمھارا یا نبیؐ

مرتے دم گر دیکھ لون روے شریف
زندگی ہووے دو بارا یا نبیؐ

لیجیے در پر بلا کب تک پھرون
دربدریان مارا مارا یا نبیؐ

چین آتا ہے مرے دل کو تمام
نام لیتے ہی تمھارا یا نبیؐ

مناجات دیگر حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

سب دیکھو نورِ محمدؐ کا سب ہیچ ظہورِ محمدؐ کا
جبریلؑ مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمدؐ کا

جس مسجد مین مین سنتا ہون تو ہی مذکور محمدؐ کا
نا ہے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدور محمدؐ کا

وہ منشا سب اسرار کا ہے وہ مصدر اشیا کا ہے
وہ سر ظہور و خفا کا ہے سب دیکھو نورِ محمدؐ کا

کہین روح مثال کہایا ہی کہین جسم مین جا سمایا ہی
کہین حسن و جمال دکھایا ہی سب دیکھو نور محمد کا

کہین عاشق وہ یعقوب ہوا کہین یوسف وہ محبوب ہوا
کہین صابر وہ ایوب ہوا سب دیکھو نور محمد کا

کہین موسی وہ کلیم ہوا کہین راز قدیم علیم ہوا
کہین ہارون وہ ندیم ہوا سب دیکھو نور محمد کا

کہین ابراہیم خلیل ہوا اُسن راز قدیم علیل ہوا
کہین صادق اسمٰعیل ہوا سب دیکھو نور محمد کا

کہین یار کہین بیگانہ ہی کہین شمع کہین پروانہ ہی
کہین دانا کہین دیوانہ ہی سب دیکھو نور محمد کا

کہین غوث ابدال کہایا ہی کہین قطب بھی نام دھرایا ہی
کہین دین امام کہایا ہی سب دیکھو نور محمد

مناجات دیگر

مرا طالع خفتہ جاگے یقین ہے
اگر خواب مین مُنہ دکھائے محمد

مین اُسپر فدا جان اور دل سے قربان
مرا جان و دل سب فدائے محمد

محمد کی مرضی ہے مرضی خدا کی
خدا کی رضا ہے رضائے محمد

خجل ہو کے خورشید کا رنگ فق ہو
اگر مُنہ سے پردہ اُٹھائے محمد

عطا کر الٰہی تو اُسکی تمنا
کہ ہے رنج بھی خاک پائے محمد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ و المنۃ کہ کتاب عجیب و غریب مسمی بہ نالہ امداد غریب از حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مع اشعار منشی محمد خان غریب سہارنپوری با ہتمام کمترین محمد شفیع عفی عنہ مطبع مجیدی کانپور مین طبع ہوئی

مصحف پاک و گرامی

یعنی

قرآن شریف مثل نظامی

جدید الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ دعاے دلی پردۂ خفا سے عالم وجود مین آیا شاہد مقصود بفضل الٰہی ربانی اپنا جلوہ جہان کو دکھایا یعنی قرآن مجید مثل نظامی حلیۂ طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوا اسکی طباعت و کتابت اور صحت کامل مین ہمنے جو سیر چشمی سے بیدریغ روپیہ خرچ کیا ہے وہ اسکی تلاوت سے اہل نظر پر روشن ہو جائیگا ہمنے اپنی امکانی کوشش کا کوئی دقیقہ اسکی صحت مین نہین اُٹھا رکھا ہو عجب نہین جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ قرآن پاک تمام مروجہ قرآنون مین صحیح نکلے چنانچہ گیارہ حضرات علما و حفاظ سے اسکی صحت کرائی گئی ہے جنکی مہرین خاتمہ پر ثبت ہین علاوہ ازین تقطیع نہایت خوشنما و مناسب ہے قلم واضح اور خوشخط سپارہ علٰحدہ - ہر صفحہ آیت پر ختم ہے صحت مین کامل مکمل ہے - کاغذ بھی دبیز ہے - ٹائیٹل رنگین نظر فریب ہے مگر یقین جانیے کہ قیمت تاجرانہ اسکی لاگت سے بھی کم رکھی گئی ہو - امید ہے کہ جو حضرات اس قرآن پاک کو ملاحظہ فرمائینگے وہ ضرور ہم نیازمندون کی محنت و جانفشانی کی داد دینگے اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے تمام معاصرین اہل مطبع کو صحیح قرآن پاک چھاپنے کی توفیق عنایت فرمائین اور اسکے وسیلے سے ہم تمام لوگون کا خاتمہ بخیر کرین آمین یا رب العالمین -

قسم اول مجلد چرمی سنہری .... ۲/ روپے

قسم دوم .... عہ/ ۱۴

اسکے علاوہ ہر قسم کے قرآن پاک و حمائل شریف مترجم نیز ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتابین ہم سے منگائیے - انشاء اللہ دنیا بھر سے عمدہ اور سستی پائیے گا -

المشتہر

ابنا حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

ضروری التماس

معزز ناظرین! مطبع مجیدی نے دیانت اور راستبازی کی وجہ سے اپنے خریدارونکا اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے تاجران باوقار اور عام خریداران دیار و امصار جیسی کچھ اسکی عزت افزائی فرما رہے ہین وہ اسکی خوش معاملگی کے نتائج سے ایک نتیجہ ہے مطبع مجیدی اپنی مجموعی حیثیت اور ساکھ کے لحاظ سے بہونہ مشہور ہے بیوپاریونکو جسقدر خاص کفایت اور متفرق خریدارونکو جسقدر رعایت سے مال دیا جاتا ہے اُسکا صحیح اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہین جنکو ایکبار بھی مطبع سے مال منگانیکا موقع ملا ہے مندرجہ ذیل امور کی اہتمام کیساتھ پابندی اور لحاظ کی وجہ سے جیسی کچھ روز افزون ترقی اس کارخانے کو ہو رہی ہے معزز ناظرین پر مخفی نہین

(۱) اس مطبع مین تقریباً تمام ہندوستان کی مطبوعہ ہر علم و فن کی عربی فارسی اُردو کتابونکا ذخیرہ اوسطاً موجود رہتا ہے

(۲) حتی الامکان کتابین عمدہ چھاپے اور اچھے کاغذ کی چھپی ہوئی فراہم کیجاتی ہین۔

(۳) جو کتاب عمدہ طبع ہی نہین ہوئی یا چھپکر کمیاب ہوگئی ہے وہ بدرجۂ مجبوری خراب چھاپے اور خراب کاغذ کی روانہ کیجاتی ہے اور جو صاحب لکھدیتے ہین اُنکو خراب کتاب نہین روانہ کیجاتی ہے۔

(۴) تاجران کتب بیوپاریون ہے کے ساتھ جو رعایت کی جاتی اور جس نرخ سے اُنکو مال روانہ کیا جاتا ہے اس کم نرخ پر غالباً اور تاجر سے کبھی نہ مل سکے گا۔

(۵) مدارس اسلامیہ و طالبان علم کے ساتھ جیسی رعایتیں کیجاتی ہین اُسکا اندازہ مال منگانے پر ہو سکتا ہے

(۶) متفرق خریداران کو خاص نرخ سے مال روانہ کیا جاتا ہے۔

(۷) تاجر (بیوپاریون) مدارس اسلامی طالبان علم اور متفرق خریدار غرضکہ سب صاحبونکے لیے کچھ نہ کچھ ایسی رعایتین ہین کہ بہیئت مجموعی ہمارا دعویٰ ہے کہ انشاء اللہ ہر جگہ سے کفایت پڑیگی اور اسپر عمدگی مال کا نفع گھاتے مین۔

(۸) ہمکو امید ہے کہ اگر آپ کو کسی کتاب کی ضرورت ہو تو سب سے پہلے اپنے اس قدیم کتبخانہ تجارتی مجیدی کو یاد فرمائیے اور ایک معمولی سی فرمائش بھیجکر کارخانے کی دیانت راستبازی کفایت۔ رعایت۔ عمدگی مال و غیرہ وغیرہ کا اندازہ ضرور فرمایئے۔

المشتہر

حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ و مالک مطبع مجیدی کانپور